بپای گسترند فرش قرنفل ادب سہی

یہ تاریخ جس میں سلاطین نامور و حکمائے نامی کی حکایات و نصائح تمام عام کی مسلمانین بہم ہیں مسمی ہے

احکام التاریخ ۱۲

المعروف

السلاطین

جسکو مورخ نامور فرزانہ روشن ... نے تالیف فرمایا

بمطبع منشی ... مطبع ... طبع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

دیباچہ

نتیجہ فکر روشن شاعر سامری فن یگانہ روزگار منتخب لیل و نہار رشک خاقانی و آتش و [illegible]
لبید و فرزدق خاقان قلمرو سخن ساسان پنجم ملک الشعرا ابو القاسم [illegible] الافضل [illegible]
عرشی تاجپوری مدظلہ علی رؤس الانام شاعر خاص حضور نظام

اگرچہ اعیان روزگار کے حالات سے عربی اور فارسی تاریخیں بھری پڑی ہیں [illegible]
زبانیں ان ناموروں کے واقعات سے مالامال - مگر وہ [illegible]
آج ڈھونڈھ رہی ہیں اور موجودہ زمانہ کے جوہری جن موتیوں کی تلاش [illegible]
گوہر شب چراغ سے بہہ دونوں صدف خالی ہیں - یا ان موتیوں کی [illegible]

قدر ہی بدبختی یا دانستہ اُن گران بہا جواہرات کو اپنے مبارک جانشینون کیلئے چھوڑ گئے یہہ کہنا کہ اسلامی مورخین فلسفہ کے کوچہ سے نابلد اور فن تاریخ مین کامل نہ تھے عقل انسانی کا خون کرنا ہے متعصب مورخین کے غلط فہمیون نے اگلے تاریخ نگارون کو مورد الزام بنایا ہے چونکہ دامن سلطنت ہمیشہ عیب پوش اور پردہ دار ہوتا ہے اسلئے اُن کی عہد حکومت مین اون کے عیوب پر نظر نہین پڑتی آئندہ نسلین ہماری نگاہون تلے دور ہین معلوم نہین کس لباس اور کس ہیئت مین آنے والی ہین ۔ اور موجودہ تہذیب اور طرز تمدن کا کن ہتیارون سے مقابلہ کرنیوالی ہین ۔

تاریخ خلجی آنکھون کے سامنے حدوث و قدم اور وجوب و امکان کے سر پردے کھلے ہین عبرت کی نگاہون سے بتلا رہی ہے کہ ہر زمانہ کے مورخ اگلون کے علمی و عملی کارنامے حقارت کی نگاہ سے دیکھتے آئے ہین اور اعتراضون کے سیلاب سے گذشتہ تہذیب کی عمارتون کو متزلزل کرتے رہے ہین ۔

صاحب السیف والقلم کی امت کے وہ بزرگ جو اپنے اپنے عہد کے اولو العزم نامور تھے کارنامہ لکھ گئے ہین اسی سیف و قلم کو پیش نظر رکھ لیا ہے زیادہ حصہ فتوحات اور خونریز جنگیون سے لبریز پائیگا اور باقی حصہ مین ایسے علمی جلسے نظر آئینگے کہ آپ ہر عہد کے آئینہ عصر کے علما کی خیالی تصویر ایک خیالی لباس مین دیکھ لینگے مگر اون کی معاشرت اونکی عادات اور اونکی پرایوٹ زندگی کا کہین پتہ نہ لگے گا جو موجودہ تہذیب کی نظر مین دلچسپ اور قابل فخر واقعات ہین اون کے مبارک جانشینون (اہل یورپ) نے اس بار گران کو اپنے دوش ہمت پر اوٹھا لیا اور ہر نامور کی دو ورقی تصویر کھینچکر سلک کے سامنے رکھدی جس سے اوس تصویر کا عیب و ہنر حسن و قبح رفتار و گفتار صورت و سیرت

بلکہ خط و خال تک نظر آنے لگا مگر یہہ اوس حالتمین ہے جب ایک ہی شخص کی لائف
لکھی جاتی ہے اور اوسکی علمی اور عملی کارنامے اور اوسکے کلف یا ساوہ ہین کا خاکہ
کھینچنا مقصود ہوتا ہے مگر وہ مورخین جو سلاطین عالم یا مشاہیر حکما کا دو تین صفحہا
للناظرین پبلک مین پیش کرتے ہین بجز اسکے کہ اونکی تاریخ ولادت اور سنہ وفات
لکھکر خاموش ہو رہین کیا کر سکتے ہین - اسی گروہ کے ایک نامور ممبر ہین ہمارے
معزز دوست منشی محمد حسین خانصاحب جنہون نے سلاطین ایشیا اور یورپ کے
متعلق ایک بسیط تاریخ لکھی ہے اور اوسکو پانچ حصون پر تقسیم کیا ہے -
پہلے حصہ مین بادشاہون کی ایسی دلچسپ حکایتین درج کی ہین جس سے انکی فطرت
اور سوشیل حالات کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے اور ہر حکایت کی آخر مین اوس حکایت
ایسا معنی خیز اور سود بخش نتیجہ نکالا ہے جو برقی حرارت کیطرح رگ رگ مین دوڑجاتا ہے
دوسرے حصہ مین حکمرانی کی تعریف اوسکے صرف کا موقع حاکم کے فرائض کے
مثالین عمدہ پیرایہ مین بیان کئے ہین اور اخلاقی حالات کا فوٹو کھینچکر سامنے رکھدیا ہے
جس سے مولف کی قوت نظر اور قدرت استنباط ظاہر ہوتی ہے -
تیسرا حصہ علما اور سلاطین کے قابل قدر نصیحتون سے لبریز ہے جو حقیقتاً لایق
قدر اور قابل عمل ہے -
چوتھا حصہ ظالم کے صفات نکوہیدہ اور اوسکے برے نتایج سے متعلق ہے
جسکو مولف نے نمعلوم کہان کہان سے قطرہ قطرہ فراہم کیا ہے تب یہ موجزن
دریا زمین سخن پر بہایا ہے -
پانچوین حصہ مین سلاطین روے زمین کو ایک نقشہ مین اسطرح دکھایا ہے کہ

پیدا ہوئے اور کس کس مین سلطنت پائی اور کب اس سیمیا طلسم کو چھوڑنا پڑا ہے
سبب یہ مین طبیعتین جو ہمیشہ اشتغال کے متلاشی اور علمی مطلوب کی جویان رہتی ہین
کچھ نہ کچھ مشغلہ دل بہلانے کا ڈھونڈ لیتی ہین ہمارے معزز دوست جنہون نے
مدت سے اس سنگستانی اور ریتلی زمین مین قدم رکھا ہے اور تصنیفات کا عظیم بار مردانہ
دوش ہمت پر اوٹھا لیا ہے جب اس تالیف سے فارغ ہوے تو اونکا حسن ظن مسودۂ تالیف
اونکو میرے پاس کھینچ لایا تا کہ اس بحر مواج کو خار و خاشاک سے پاک کرکے زہر آگین
موجون کو شفاف اور شیرین لہرون سے جدا کردون اون کے جوش اور مکرمی مولوی
محمد عبید الخالق صاحب کے اصرار نے مجبور کیا کہ حریفانہ اس ناظورہ دلفریب پر
نظر ڈالون اور اسکے خال و خط کو نقش ہائے زنگار رنگ سے رشک نگارخانہ ارژنگ
بناؤن - مگر مجھکو شرمسارانہ کہنا پڑتا ہے کہ مین اوس بہاری سل کو جیسا اور جسطرح
چاہیے اٹھا نسکا نہ اس خیال سے کہ میرا دوش نازک زخمی اور فگار ہو جائیگا بلکہ وہ چشمہ
جو وجدانی سرزمین سے اوبلا تھا ازدحام آلام اور فراوانی افکار کی حدت و تمازت سے
خشک ہوکر رہگیا - اسمین شک نہین کہ مولف نے مفید اور ضروری مضامین سے اس شہرآب
تند اور رحیق عتیق کو دو آتشہ کرکے عالیجناب ہلال رکاب کیوان خدم حبیب یتیم
بیکسون کے والی غریبون کے مولا نواب سکندر جنگ اقبال الدولہ
اقتدار الملک وقار الامرا بہادر وزیر اعظم سرکار دولت آصفیہ دام اللہ
اقبالہ و اجلالہ کے قدسی ملاحظہ مین نیازگسترانہ بامید قبولیت پیش کیا ہے جو ہر طرح
قابل قدر اور درخور آفرین ہے اگر کریم دریا دلکی ہمت آبیاری کریگی اور چشمہ کرم کے
کنارون سے مثل ابر نیسان گہربار ہوگی تو نہ صرف مولف کی چہرہ

جملہ قوم کی جیب و دامن کو گہرہائے بیش بہا سے بھر دے گی ۔

الراقم

ابو القاسم فضل رب عرشی تاجپوری ۔

شاعر خاص اعلیحضرت بندگان عالی متعالی مدظلہ العالی دام دولتہ

مثنوی

بنام خداوند گردان سپہر	فروزندہ مشعل ماہ و مہر
بپا است خردمند پاکیزہ راست	چو پاکان ز صورت بمعنی گراست
غم ہرچہ داری فراموش کن	ازین میکدہ ساغری نوش کن
برآور سر دانش از گوشہ ہا	دو صد دانہ برگیر زین خوشہ ہا
برین شمع گرد آی و پروانہ باش	درین میکدہ باش و دیوانہ باش
چو پروانہ میباش با ساز و سوز	ازین شمع قندیل خود برفروز
چہ نازی بکالای پارینہ ہا	ازین خانہ بردار گنجینہ ہا
چگویم کہ چون ساحر نقشبند	پری را درین شیشہ کرد است بند
ببینی درین بحر گوہرنثار	صدفہای پر از گوہر شاہوار
چو گوہرکشان زین گہرریزہا	پر آغوش خود کن [illegible] ہا
الٰہی شود گوشش آفاق پر	ز آوازۂ این [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہر قسم کی تعریف اُس مالک الملک شہنشاہ بے نیاز کو شایان ہے جس نے انبیاء علیہم السلام کو بیّن معجزات و آیات عطا فرمائے اور اولیاء کرام کو بہی کرامات و خرق عادات مرحمت کئے جن کے فیض عام سے انسان ضعیف البنیان شکوک کے ظلمات سے نکلکر نور یقین کو پہنچا اور مشعل بیان اُس کے خانۂ دلمین روشن ہوئی

اور اللہ پاک کا شکر ہے جس نے اپنے عاجز اور فرمانبردار بندون کے واسطے وہ جنت بنائی کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھی نہ کسی کان نے سنی اور نافرمان بندون کیواسطے وہ دوزخ بنائی جس کے ایکدم گرم سے چھہ چھہ مہینے تک روی زمین پر تپش رہتی ہے اور ایک نفس سرد سے چھہ چھہ مہینے ساری زمین آب افسردہ کا کام دیتی ہے اپنی پناہ رکھے اُس سے ہم سب مسلمان بہائیون کو اور درود و سلام کا

تحفۂ اُس سردار عالم محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر جس نے
ہم کو اس دوزخ کی آگ سے بچانیکی ایسی صورۃ فرمائی جیسے تمثیل پیرو انہ نظر کرتا ہو
اور کوئی بچاسے ۔ اس سے یہہ مراد ہو سکتی ہے کہ ہم سب حرف دنیا کے نار وآتش کی طرح
اپنے آپ کو تعہ ہلاکت مین گراتے ہین اور وہ ہم کو اُس سے اس طرح پر بچاتے ہین
جیسے کوئی شمع سے پروانہ کو اور ہزاران ہزار مدح وثنا چارون اصحاب کبار تابعین
کفار کو لائق ہے جن حضرات بابرکات نے کمر ہمت و اخلاص باندھکر بیان و دل سے
آپکے مدد کی اور آپکے بعد بھی ایسی جانفشانی و غوث بڑی اشاعت اسلام مین
کی کہ ستارہ اسلام کو چرخ ہدایت و ارشاد پر مثل آفتاب روشن و منور کر دیا اور دشمنان
خدا و رسول اور ملت بیضا کو ایسا تہ تیغ کیا کہ نام کو بھی کہین نا ملتا پس چاہئے ان چارون
حضرات کو اگر خانہ دین کا چار ستون تسلیم کرین تو حق ہے بلکہ تشریف اسلام کا چار عنصر حقیقت بجا ہے

۔ دین اور بادشاہ یہہ دونون توام ہین دین بنیاد اور بادشاہ
اوسکا نگہبان ہے جس چیز کا کوئی نگہبان نہو تو وہ برباد ہوگی اور جو چیز کہ بے بنیاد ہوگی
وہ خراب ہوگی بادشاہ زمین پر خداوند عالم کا سایہ اور اُس کی مخلوق پر اُس کا
قایم مقام ہوتا ہے اور اسکی طرف سے اسکی خلق کی رعایت کیواسطے ایک منصب ہے جس سے
انتظام کامل ہوتا ہے مثلاً امن رکھنا راہون پناہ دینا ضعیف کا قوی سے حائل
ہونا درمیان خلق اور مظالم کے جاری کرنا سنن کا دور کرنا بدعت و فتن کا آباد کرنا
مساجد کا قایم کرنا مدارس کا بنوانا سرکشون کا سزا دینا مجرمون اور دلیرون کا انصاف
کرنا مظلومون کا فیصل کرنا خصومات کا حق رسی کرنا حقدارون کی فریاد رسی کرنا فقرا وبیوان
کی بیاہ دینا یتیمون ولاوارثون کا کفن دفن کرنا غریبون کا بچانا رعایا کا تشفی دیتے ہے

حفاظت کرنا املاک اوقاف کا قائم کرنا حدود و قصاص کا جاری رکھنا تعزیرات کا اعتبار
کرنا شعائر اسلام کا نصب کرنا قاضیون اور مفتیون اور اہل احتساب کا قیام کرنا ساتھ
واجبات و فرایض و حقوق عباد کے اہتمام کرنا امر معروف و نہی منکرین جمع کرنا سپاہ
لشکر کا واسطے حراست کے دشمن سے مہیا رکھنا سلاح کا حرب ضرب کیلئے تیار کرنا
اعدائے دین پر بند و بست رکھنا بیت المال کا روکنا مفسدین کا فساد و فتن سے رعب
اور ہیبت میں رکھنا رعایا پر پس اگر بادشاہ نہوتا تو انتظام نرہتا اور سب خاص و عام برابر ہوجاتے
بلکہ فتنہ و فساد خوب پھیل جاتا اور اضطراب و شور بہت ہوتا اور لوگ من مانے سرکشی اور
مخالفت کرتے یہان تک کہ اصلاح معاش و اصلاح عاقبت سے بالکل بے بہرہ ہوجاتے
کیا خوب فرمایا خلیفہ عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے کہ اللہ پاک سبب بادشاہ کی
ایسی باتون سے روکتا ہے جس سے کلام نہین روک سکتا ہے اور قرآن شریف سے
تو وہی لوگ ڈر کر گناہون سے بچتے ہین جو عالم باللہ و عارف بالحق ہین اور سلطان سے
سب خوف کرتے ہین اسلئے یہ خوف سلطنت کا اون کو بہت افعال محرم اور اعمال منکر سے
باز رکھتا ہے۔ اور ایسا بادشاہ کون ہے کہ کلام اللہ کی آیتون مین فکر کرے
اور غور و تامل سے اُن کو دیکھے خداوند عالم نے رسولون کو علامتین دیکر بھیجا ہے
اور اُن کے ساتھ کتاب اور ترازو اوتاری کہ لوگ عدل و انصاف پر قائم رہین اور لوہا
اوتارا کہ اس مین سختی و منفعت بہت ہے اس سے بہت کام نکلتے ہین اور یہ معنی اسلئے
خیال مین گذری کہ کتاب اور ترازو اور تلوار مین کچھ مناسبت ہی نہین نہ ہم شکل ہین
نہ ہم جنس پھر انکو اس کلام مین کیون جمع کیا آخر یہی ظاہر ہوا کہ قرآن قانون شریعت اور احکام
دین کا دستور العمل ہے جس مین راہ راست کا بیان اور فرایض مجمل کی تفصیل اور توجہ

جان کی حفاظت ہو کر زیادتی اور ستمگاری و سرکشی خصومت باہمی اُٹھ جاتی ہے ایک
قانون ملک کو عقلاے سلطنت و ارکان دولت اپنی ذہن کی تیزی و طبیعت کی
چالاکی سے بناتے ہیں اوس کو سیاست عقلیہ کہتے ہیں اور جو قانون خدا کے بھیجے
ہوئے جاتے ہیں اسکا نام سیاست دینیہ ہوتا ہے۔ پہلے قانون کا نفع دنیا ہی میں حاصل
ہے وہ بھی جب تک ٹھیک ٹھیک چلے ورنہ جیسا کہ تجربہ سے ثابت ہے قانون کی ترمیم
ہی ہوتی رہتی ہے یہی ترمیم دلیل ہے نقص قانون کی اور دوسرے قانون کا نفع
دنیا و آخرت دونوں میں حاصل ہے اس لئے کہ مقصود تعلق سے زیادہ دنیا میں جیتے
چونکہ دنیا فانی اور باطل ہے جسکا انجام موت اور فنا ہے اصل مقصود تو آخرت ہے اور دائم
رہنا اُن کا دین پر ہے یہ قیام صاحب قیام کو سعادت اخروی تک پہنچاتا ہے۔
اصل حکم خلق پر اہل شرع کا ہے جیسے انبیا، خلفا، علما، اولیا ان کی حکومت دین و دنیا
اور آخرت دونو ہوتے ہیں پھر جو امیر اور رئیس بادشاہ و والی سلطنت اُن کی چال پر چلے تو
وہ حقیقت میں اُن کا نائب ہے یعنی حراست دین اور سیاست دنیا میں نیابت نبی و شرع
اور اصطلاح اسلام میں خلیفہ اور امام کہتے ہیں عہد نبوت کا انتظام تو ظاہر ہی ہے جب کہ سارے
عالم میں فتح و نصرت کا ڈنکا بجایا اپنی حسن تدبیر اور عدل و انصاف سے شیر اور بکری کو
ایک گھاٹ پانی پلایا اور عہد صحابہ و تابعین و تبع تابعین کا بندوبست دیکھو کس طرح سے
ہفت اقلیم میں اسلام کو پھیلا دیا اور کس طرح کا امن اہل زمین کو بخشا حاصل یہ ہے کہ
کہ پورا پورا تامل کرنے سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ یہی سیاست شرعیہ تمہاری خیر و
عافیت دارین اور خیریت کونین کے چشمے ہیں جو کچھ ان کے سوا ہے وہی فساد کی جڑ
اور فتنہ کا گھر ہے جو عمدہ قوانین سیاست عادلہ آج ملوک روے زمین کے ہیں اونکا

ماخذیہی شریعت اسلام ہے گو اون کی زبان و بیان مین اُسکا اسم اور رسم جدا ہوسکتا
ہو اگر یہ جامعیت نہ ہوتی تو دین اسلام کامل نہ ٹھیرتا حالانکہ خداوند عالم نے اپنے کلام
کلام پاک مین خبر دے ہے کہ ہم نے اس دین کو کامل کردیا ہے کمال کے یہی معنی
ہوتے ہین کہ اس دین کا پیرو کسی امر جزی و کلی مین خواہ تعلق اس امر کا دنیا سے ہو
یا دین سے کسی غیر اسلام کی عقل اور قانون کا محتاج نہین ہوسکتا ہے فرمان روائی
ملک داری حکمرانی سب کا انتظام اسی شرع اسلام سے اور سارے حوادث کا حکم
قرآن پاک اور حدیث شریف سے باولخاصہ یا عامہ ہر وقت ہر زمانے مین قیامت
تک بر آمد ہوسکتے ہین ۔ اور آسمان سے بارش اس لئے ہوتی ہے کہ زمین سے
رزق پیدا ہو جسکو بقدر استحقاق ہر ایک تقسیم کرے نہ کوئی تغلب کرے نہ کوئی
محروم رہے اس انصاف و برابری کے لئے ایک آلہ کی ضرورت پڑی سو اللہ پاک نے
مخلوق کو اس طرف متوجہ کیا کہ ترازو بنا دین اور اپنے لین دین مین استعمال کرین کہ
آپس مین ظلم نہو تقین تو خسر الدنیا والاخرہ کے مصداق ہونگے اور اسکی دلیل یہ کلام
ہے کہ خداوند عالم نے آسمان بلند کیا اور میزان مقرر فرمائی کہ تم تول نے مین زیادتی
نکرو بلکہ وزن انصاف سے کرو تا کم نہو اور یہ برابری بے ترازو کے ممکن ہی نہین اسلئے
اللہ پاک نے اوس کو مقرر فرمایا اور یہہ معلوم ہوا کہ کلام اللہ مین احکام خداوندی
درج ہین اور یہ ترازو انصاف اور برابری کیلئے بنائی گئی ہے اور ان دونون کا
اتباع اور اُن کے احکام کا التزام صرف تلوار سے ہے اور ظاہر ہوا کہ سلطان اللہ کا
خلیفہ اور اسکی امانت دار ہے اور خلق خدا پر فرمان روائی کے قابل وہی شخص ہوتا ہے
جو خاندانی عزت اور وجاہت اور حسب و نسب کے علاوہ عدل و انصاف رحم و کرم کا مد ہو

و مخزن ہو اور اخلاق الٰہیہ و علوم شرعیہ کا معدن اسلامی سلطنت تو ہندوستان
سے نکل گئی اور اب اوس قوم کے ہاتھ ہے جسکو مسلمانون سے نفرت ہے اور
مسلمانون کو اُن سے وحشت رہین چھوٹی چھوٹی ریاستین وہ خود نزع کی حالت مین
ہین صرف برائے نام بھوپال رامپور ٹونک جاورہ جوناگڈھ وغیرہ یہ دو چار
ریاستین ابھی سرزمین ہند مین باقی ہین جہان دو چار دس بیس ہندوستانیون
کی صورتین نظر آجاتے ہین مگر کوئی ایسی ریاست جو وقت پر سلطنت کی ٹکر اوٹھا سکے
اور مسلمانون کی ساتھ ایک خاص ہمدردی رکھتی ہو اور اہل فضل و کمال اوسکے دامن تربیت
مین پرورش پاتے ہون رومی یومی زنگی فرنگی آفاقی قبچاقی غرض ہر قوم اور
ہر فرقہ کے لوگ وہ بھی دو چار دس بیس نہین سیکڑون ہزارون اوسکے خوان کرم
اور مائدہ احسان پر ہر وقت نظر آتے ہون میری نظر مین تمام قلمرو ہند مین اگر کوئی
ایسی ریاست آباد ہے تو وہ دار السلطنت حیدرآباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد ہے
وہان کا دارائے روشن گہر فرمان روائے برجیس قدر جامع کمال و کمال جمال سرکشون کا سرکوب
جابرون کا خانہ روب اسیرون کا امیر و مولیٰ غریبون کا مربی دریا عدل و کرم مین ثانی حاتم
و کسریٰ دولت و شوکت مین ثانی سکندر و دارا حضرت بندگان رفیع المکان ہمایون
منزلت گردون قباب جوزا رکاب سر آرائے انجمن دولت و کامرانی مسند نشین
بزم جہانداری و جہانبانی ناظم ممالک تمدن و سیاست سالک مسالک نصفت و معدلت
دارائے کشور فہم و کیاست دانائے کامل خواص عقل و فراست سپہدار نگاہ آثار
و ریاست پیشوائے عسکر ظفر پیکر شجاعت و بسالت مورد محاسن سنیہ مجمع معارف زکیہ
حضور پر نور رستم دوران مظفر الممالک فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک آصف جاہ

اعلیحضرت نواب **میر محبوب علیخان بہادر** خلد اللہ ملکہ و دولتہ و افاض علی
رؤس الانام برّہ و احسانہ ہین اللہ پاک اس امیدگاہ عالم و عالمیان کو اپنی حفظ و امان
مین بسلامت باکرامت رکھے احباب شاد اور مسرور رہین اور اعدائے دولت مبتلائے
حوادث دہور ہون

رایت دولت بجاہت جاودان منصور باد … تا ابد چشم بد از جاہ و جلالت دور باد
این دعائے بندگان تست ہر صبح و مسا … در پناہ جاہ تو ملک دکن معمور باد

یہہ وہ سلطنت ہے کہ اگلے مصنف بھی اس سلطنت کو دیکھتے تو اپنا سارا علمی کمال اس
دار الفضل کے تعریف مین صرف کرتے اور اپنے کلام کو اس ذکر سے زینت اور
اپنے قلم کو عزت دیتے ہون

اور تدبیر مملکت کے لئے اللہ پاک نے شعبۂ مخزن سعادت شاخ شجرۂ فاروق الاعظم
و العدالت جگر گوشۂ حضرت فرید الحق والدین گنج شکر رحمۃ اللہ امیر ابن امیر اور کریم ابن کریم
مخدوم عالم و عالمیان چشم و چراغ شبستان والا پایگی نوبہار بہارستان گرانمایگی
دریا دل سحاب آستین سپہر آستان فرشتہ پاسبان برجیس شیم تہمتن علم کیوان خادم
مریخ حشم عالیجناب سکندر جنگ اقبال الدولہ اقتدار الملک وقار الامرا نواب سر
محمد فضل الدین خان بہادر مدار المہام سرکار عالی دام اقبالہ کو منتخب
کر رکھا تھا جو مسند امارت و وزارت پر جلوہ افروز ہین اور اپنے زمانے کے آفتاب اوج
اندھیرے گھر کے مہتاب ہین اور لڑیون کے موتی بلکہ انمول جواہر ہین اور یکتائی خلائق
اور حسن تدبیر مین یگانہ روزگار اور سخاوت و دریا دلی مین منتخب لیل و نہار ہین جنکی دہلیز
فضل و کمال کی امیدگاہ ہے اور جنکا آستان فیض نشان اہل دولت و اعیان ذیجاہ

کا بوسہ گاہ ہے -

واجب بر اہل مشرق و مغرب دعای او	باقی مباد ہر کہ نخواہد بقاے او

سبب تالیف کتاب و تذکرہ مؤلف

اما بعد ہیچمدان اوزرولیدہ بیان محمد حسین بن محمد امیر خان ابن محمد جعفر صدیقی غفر اللہ لهما و ذنوبهما و ستر عیوبهما فی الدنیا و الآخرۃ نسب خوار دولت سرکار ریاست نظام عرض پرداز خدمت ناظرین ہے کہ اگرچہ اصحاب سیر اور مورخین نے اگلے پرانے تذکرے جو آثار دولت و سلطنت سے پتے آتے ہین ان کو بیسیوں تاریخون مین بیان کر چکے ہین جن مین سے چند پسندیدہ عمدہ بادشاہون کی حکایات عادلانہ اور خصایل پسندیدہ کو بروجہ استفادہ عام اونہین رسالون سے انتخاب کرکے ہدیہ ناظرین کرتا ہے ۔

اگلے تاریخین چونکہ اکثر فارسی و عربی زبانون مین تہین اسلئے انکے فائدہ ایک خاص گروہ سے مخصوص تھا اردو قلمرو کے سیاح ان جواہرات کو حسرت کی نگاہ سے دیکھتے اور فائدہ نہ اٹھا سکتے اسلئے مین اردو زبان مین انکو اٹھا لایا کہ عوام بھی اپنی جیب و دامن بھر لین ۔

اس تالیف سے بجز اسکے میری اور کوئی غرض نہ تھی کہ اگلے حالات دریافت کرنیکے لئے ایک آگہی کا ذریعہ پیدا کر دون اور ان مین تہذیب اخلاق ملکرانی سیاست مدن کی تصویر کھینچکر قوم کے پیش نظر رکھدون تاکہ انسان ان حالون کو دریافت کرکے عبرت حاصل کرے اور زمانے کے تغیرات و انقلابات پر غور و تامل کرکے اسکو دنیا تجربہ

حاصل ہو سکے جس سے اُن اوصاف رذیلہ سے بچتا رہے جن مین امم سابقہ مبتلا تھی یا جن سے انکا استیصال ہوا اور آپ کو ایسے اوصاف حسنہ سے متصف کر سکے جنکی بدولت اگلے لوگون کو صلاح اور رشد حاصل ہوا تھا۔

مجھکو ناظرین کے کرم اور اخلاق سے امید قوی ہے کہ اس رسالہ کو بنظر اصلاح ملاحظہ فرمائینگے کیونکہ کوئی فرد بشر سہو ونسیان سے خالی نہین پس اگر کہین کچھ غلطی و خطا اس سراپا غلط و خطا کی ملاحظہ فرمائین لقبلم اصلاح اور بدامن عفو خطاپوش چھپائین وما توفیقی الا باللہ چونکہ اس مین عمدہ نکات اور فوائد اور بادشاہون کے عمدہ اور پسندیدہ خصائل کا تذکرہ ہے اس لئے رسالہ ہذا کا نام تاریخی **احکم التاریخ** المعروف بہ **محبوب السلاطین** رکھکر پانچ حصون پر منقسم کر کے ختم کیا پہلا **حصہ** بعض بادشاہون کی حکایات و نکات و فوائد اور خصائل پسندیدہ کے بیان مین **دوسرا حصہ** حکمرانی و رعیت کی نگہبانی اور طاقت خود اختیاری کی حفاظت اور ضد انتزاعی و نیکی و بدی و دولت مندی و جہانداری وغیرہ کے بیان مین **تیسرا حصہ** قدیم زمانہ کے علما کے وعظ و پند و نصایح جو خلفاء بنی امیہ اور عباسیہ وغیرہ سلاطین کو کئے اسکی تشریح مین **چوتھا حصہ** ظلم اور اقسام ظلم کے ذکر مین **پانچوان حصہ** تاریخ جد ولیہ شاہان عرب و عجم اور ہند و دکن صیانہا اللہ عن الشرور والفتن سے متعلق ہے

حصۂ اول

بعض بادشاہون کی حکایات اور خصائل پسندیدہ کے بیان مین

علی بن شوکانی نے لکھا ہے کہ مراد ملک یعنی بادشاہ سے وہ شخص ہے جو کسی قطر یا شہر

یا جملہ اقطار اور بلاد کا مالک ہو دوسرے بادشاہ دور دراز سے اپنے اختیار سے
اپنے ملک مین عامل مقرر کرتے ہین۔

خدا پاک نے مصالح عالم کے لحاظ سے چند لوگون کو زمانہ سابق سے نبوت اور
رہنمائی و جہانداری منتخب کیا اگرا فراد منتشرہ دنیا نوع انسان کو جو آزادانہ زندگی
بسر کرتے تھے ایک آئین خاص کے سلسلہ مین منسلک کیا تاکہ لوگ اپنے خیالات
نفسانی اور قوت شخصی کو ہر جگہ اور ہر وقت بجا طور پر کام مین لا سکین اور [illegible]
پر قانون الہی یا آئین ملکی کے موافق عدل اور انصاف [illegible]
ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم نے کہ بعد میرے تم پر والی ہونگے نیک بھی [illegible]
تم اُن کی بات سنو اور اُن کا کہنا مانو اگر موافق حق ہے۔

مورخین نے اپنی کتابون مین سلاطین دنیا کے ملوک [illegible] کا حال لکھا ہے
ہر خاندان کی مدت حکومت کا ذکر کیا ہے جبکہ دیکھتے ہین [illegible] تو ثابت ہوتا ہے
کہ کوئی ایسی قوم نہین گذری ہے جس مین سلطنت پایا [illegible]
مین صدیون رہی اور کہین برسون اور مہینون جب تک سلطنت مین [illegible] قانون کی
پابند رہی عزت دولت اُسکے ساتھ رہی مگر نفسانی خواہشون نے [illegible]
اور شخصی سلطنت کی حالت مین غالب رہنا ایسا ہے [illegible]
جو زندان خانہ مین بغیر طوق و سلاسل نظر بند ہو اور [illegible]
نفس پرستی اور لذات دنیوی کی طرف مائل کیا [illegible]
لٹانے پر آمادہ کیا جب قابلیت سلطنت انکی باقی نہ رہے قانون الہی نے [illegible]

قدرت نے عثمان سلطنت دوسری خاندان کیطرف منتقل کردی سلطنت کے ساتھ
عزت دولت جان وآبرو سب کھو بیٹھے ۔

اسکندر رومی بن فیلقوس

یہہ شخص روم کی ولایت کا بادشاہ تھا اور ارسطاطالیس سا حکیم نامور اوسکا وزیر تھا سکندر نے بہت سے بادشاہون کو اپنا باج گذار بنایا ایران و ترکستان کو روندتا ہوا ہند پر چڑھ آیا اور اوسکو مسخر کرکے چین کی سرزمین پر جا کودا غرض مشرق سے مغرب تک کل روے زمین کی بیاسی سلطنتون پر اس نے حکمرانی کی چھ لاکھ بیس ہزار سوار ہمیشہ اسکے ہمراہ رکاب رہتے تھے اسکے علاوہ جابجا فوجین مامور تھین ۔

حکایت

سکندر نے اپنا راز ایک امیر سے کہکر حکم دیا کہ اسکا اظہار کسی کے روبرو نکرنا مدت تک وہ امیر خاموش رہا مگر رہا نگیا ایک اپنے عزیز سے کہدیا رفتہ رفتہ وہ راز فاش ہوگیا سکندر نے جب اطلاع پائی اُسکو ماخوذ کیا اور بلیناس سے مشورہ لیا کہ ایسے شخص کو جو بادشاہی امانت مین خیانت کرے کیا سزا دینی چاہیے اُس نے جواب دیا کہ بادشاہ خود اس مقدمہ مین مجرم ہے جب بادشاہ اپنے راز کو اپنے خزانہ دل مین نرکھ سکا اور بے ضرورت دوسرے شخص کے حوالہ کردیا تو دوسرا اوس شاہی راز کو جسکا متحمل بادشاہ نہوسکا کیونکر ہوسکتا ہے ۔ سکندر یہ بات سنکر وزیر کی انصاف سے بہت خوش ہوا اور امیر مجرم کا قصور معاف کردیا ۔

نکتہ کم حوصلہ انسان کے روبرو اپنے دل کا راز افشا کرنا عیب ہے کیونکہ وہ فی الفور

اسکے افشا پر مستعد ہو جائیگا -

راز دل سفلے سے مت کہہ بیٹھنا	اور سمجھنا مت اسے مرد امین
کیونکہ تیرے راز کو وہ بے حجاب	دل کے پردہ مین چھپا سکتا نہین

سکندر موسوی ملت کا پابند تھا اور اسی شرع کے موافق ہر ایک کام مین کاربند ہوتا تھا
نفس پر حاکم اور شریعت کا محکوم تھا شجاعت اوسکی خانہ زاد تھی اور سخاوت خدا داد
اسکے عمدہ قولون سے کتابین بھری پڑی ہین انہین سے چند قول ہدیہ ناظرین ہین

قول سلطنت کی لذت چار چیزون پر منحصر ہے **ایک** بادشاہ کا دشمن پر غلبہ پانا **دوم** دوستان امانت و دیانت دارون کو اعلی مرتبہ پر پہنچانا **سوم** مظلومون کی دستگیری **چہارم** محتاجون کی خبرگیری -
جس بادشاہ نے یہ چارون باتین نپائین سلطنت کا کوئی مزہ نپایا -

پند استاد کا ادب اور اسکے مراتب کا لحاظ والد سے زیادہ چاہیے کیونکہ باپ اسکو آسمان سے زمین پر لاتا ہے اور استاد اسکو زمین سے آسمان تک پہونچاتا ہے

نکتہ بہت کہنا اور تھوڑا کرنا مردمی مین داخل نہین بلکہ تھوڑا کہنا اور بہت کرنا مردون کا کام ہے -

قول بادشاہ کے زیر فرمان چار قسم کے لوگ ہین **اولا** اہل شمشیر جن سے فوج اور لشکر اور سپہ سالار وغیرہ مراد ہین **ثانیا** اہل قلم جن پر آئین و قانون اور دستی دفتر ریاست کا مدار ہے جیسے وزرا و معتمدین سلطنت وغیرہ **ثالثا** تاجر و بیوپاری **رابعا** زمیندار و اہل زراعت جن کی مشقت سے خزانہ شاہی ترقی پاتا ہے اور انسے عام و خاص خلقت پرورش پاتی ہے پس ان چارون کو چار عنصر کا سا سمجھنا چاہیے

ساتھ نہایت مشابہت ہوسکتی ہے یعنی اہل سیف آگ ہین دشمنان سلطنت کو آتش تیغ سے جلاتے ہین اور بادشاہ کو اُن کے حملہ سے بچاتے ہین - اور اہل قلم ہوا کی مانند ہین کل سلطنت کا دار و مدار انکی تحریر و تدبیر پر ہے جیسے کہ جاندار کی جان ہوا کے بغیر تلف ہو جاتی ہے اسی طرح سلطنت ان کے بغیر بے جان تصور کی جاتی ہے - پانی کے ساتھ تجارت پیشہ کو تشبیہہ دیجاتی ہے کہ ان کے ذریعے سے ملک رونق پاتا ہے آب و تاب مین آجاتا ہے جس طرف وہ آنکلتے ہین تجارت سے قالب رعیت مین جان تازہ آجاتی ہے - زمینداروں کو خاک کے ساتھ تشبیہہ دینا مناسب ہے کہ ہمیشہ زمین کے ساتھ اُن کا معاملہ پڑتا ہے اور جو چیز زمین سے پیدا ہوتی ہے اسکے ظاہر ہونیکا ذریعہ وہی زمیندار ہوتے ہین گویا مدار تمام زمانہ کی زندگی کا اس قسم رابعہ پر ہے

نہین کچھ خوف دارالسلطنت کو	رہین محفوظ گر یہہ چار ارکان
نخست اہل قلم پھر اہل شمشیر	کہ جن پر ہے مدار کار دوران
ہین پھر ۳ اہل تجارت اور زمیندار	ہے جسم حکم و دولت صورت جان

حکمت صاحب کرم ہمیشہ مکرم رہتا ہے اگرچہ مفلس ہی کیون نہو اور ممسک بخیل ہمیشہ ذلیل و خوار رہتا ہے اگرچہ وہ مالدار ہو -

ہے سخی مقبول ذات کبریا	اگرچہ وہ مفلس ہے اور نادار ہے
گنج قارون گرچہ رکھتا ہے بخیل	سارے دنیا مین ذلیل اور خوار ہے

نکتہ بادشاہی خزانہ خداے پاک کی ایک امانت ہے جو بادشاہ کی تحویل مین ہے بادشاہ کو چاہئے کہ وہ مال زندون کے سپرد کرے یعنی اہل استحقاق و ارباب احتیاج اور فوج ولشکر کو دے نہ کہ مردون کے پاس رکھے یعنی زمین مین دفن کرے ؁

در دولت ارباب سخا جرم صریح است
محجوبی نمودن بہ شہان خانہ خرابا

فائدہ بادشاہ ایک بڑا دریا ہے اور امرا چھوٹی نہرین جو اوسی دریا سے نکلی ہوئی ہین بہرحال اگر دریا کا پانی صاف ہے تو نہرین بھی صاف ہونگی یعنی بادشاہ وقت کے خیالات کی اطاعت امرائے دولت پر فرض ہے اگر بادشاہ عدالت و انصاف کے رہگزر کیطرف چلیگا تو امرا اسکے بل اوس راہ کو طے کرینگے اگر بادشاہ ظلم و بدکاری و فسق و فجور کی گھاٹیون مین قدم رکھیگا تو اعیان سلطنت فرش راہ بن جائینگے غرض بادشاہ وقت کے خیالات کی درستی عالم کی درستی ہے اور بادشاہ کی سستی سے عالم کی شکستہ حالی ہے

شاہ عادل کے سبھی عامل بھی انصاف پسند
صاف دریا ہے اگر نہرین بھی سب کی صاف ہین

سکندر نے جب اس جہان فانیہ کو چھوڑ کر عالم بقا کا رستہ لیا تو غسال نے اوسکے بازو سے ایک تعویذ کھولا اس مین تین نصیحتین لکھی ہوئین تھین ۔

نصائح اول یہہ کہ دنیا کا ترک کرنا اور اسکی محبت مین گرفتار نہونا باعث سلامتی ہے اور تقدیر پر بھروسا اور قضا و قدر پر تکیہ موجب راحت ہے ثانیاً حسن ظن باعث زیادتی اعتبار و حسن خدمت باعث عزت و وقار ہے بدظنی باعث تکلیف و رنج ہے اور حسن ظنی سبب حصول گنج ۔ ثالثاً دنیا مین اگر کوئی گناہ نکرتا عفو کا وصف جو ایک عمدہ جوہر انسانی ہے کبھی ظاہر نہوتا جس طرح کہ عنصر آتش کے مقابل قدرت نے پانی کو پیدا کیا اور پانی اسکی حرارت کو بجھاتا ہے اسی طرح خطا کے مقابل عفو و عطا ہے پس انسان کو چاہئے کہ عفو کے صفت سے متصف رہے ۔

بخشنے کب جاتی گنہگارون کے جرم
گر نہوتا یہ ذریعہ عفو کا
حق نے پانی کو بنایا اس لئے
تاکہ فوراً آگ کو دیوے بجھا

منوچہر بن ایرج بن فریدون

یہہ بادشاہ اولوالعزم تاجدارون کی فہرست مین منتخب شمار کیا گیا ہے اسکی سلطنت کے وسط زمانہ مین حضرت شعیب اور حضرت موسی علیہ السلام مبعوث ہوے خندق کہودنا اور نقارہ بجانا اسی بادشاہ نے ایجاد کیا اور بڑی بڑی قانونی کتابین لکھوائین ایکسوبیس سال سلطنت کی۔ اسکا قول ہے **قول** کئی طرح کے حقوق بادشاہ کے رعایا و فوج اور امرا پر ہین۔ **اوّل** بادشاہ کا حق لشکر پر یہہ ہے کہ وہ مطیع ہو اوسکے دشمنون کے ساتھ لڑے بادشاہی کام کو ناتمام نہ چھوڑدے **دوم** فوج کا حق بادشاہ پر یہ ہے کہ آن کا مقررہ وظیفہ ماہ بماہ پورا اونکو پہنچاے جان بازون و نمک حلالون کی قدردانی کرے جب نوکر ضعیف ہو کر لایق خدمت نرہے تو اوسکو ضایع نکرے جو ملازم سرکاری نوکری مین مارا جاے اوسکے متعلقین کی خبر لیتا رہے **سوم** امراء اور تابعین پر بادشاہ کا حق یہہ ہے کہ اسکے ملک کو جو اون کے تفویض مین ہو آباد رکھین زراعت و عمارت اور آبادی کو ترقی دین درخت بوئین رعایا کو خرم و شاد رکھین و حصول زرمین رعایا کو تکلیف ندین زیادہ طلبی و نیادہ ستانی نکرین **چہارم** تابعین کا حق بادشاہ پر یہہ ہے کہ کہ وہ انکی خدمات پر لحاظ کرے بحسب مراتب ترقی بخشی **پنجم** بادشاہ کا حق رعایا پر یہہ ہے کہ وہ بدل و جان بادشاہ کے حکم مین رہین اسکو اپنا مالک سمجہین راستبازی اور سچائی سے پیش آئین زر تحصیل فصل بفصل خزانہ شاہی مین پہنچائین حکم کی تعمیل مین دیر نہ لگائین **ششم** رعیت کا حق بادشاہ پر یہ ہے کہ عدل کرے مظلوم کی

داد خواہوں کے لیے انکی فریاد کیلئے اپنے دروازے بند نکرے خراج کے لینے مین زیادتی نکرے ظالم اور جابر عمال کو رعیت پر مسلط نفرمائے ملک کی آبادی اور عمارات کے بنوانے کیلئے رعایا کو خزانۂ شاہی سے مدد دے ارضی و سماوی آفتون کے نقصان کا لحاظ کرے تاجرون کے ساتھ مہربانی پیش آئے ہر ایک پیشہ ور اہل ہنر صاحب فن اور علما و فضلا کو عزیز رکھے نئے نئے رسوم ایجاد کر کے رعایا کو انکی قوت سے زیادہ بوجہ انکی سرون پر نہ ڈالے ہر ایک کام مین ہوشیاری سے طرح طرح اور انواع و اقسام فریب کے دام حصول زر کیلئے نہ پھیلائے۔

فوج و لشکر بلکہ عام اور خاص پر	چاہیئے ہو شاہ ہر دم مہربان
تاکہ ہو آباد ملک اور خلق شاد	اور رہے آرام مین سارا جہان
سارے نوکر اور رعیت شاہ کی	اسکی تعریفون سے ہون رطب اللسان

نکتہ تین خصلتین بادشاہ کی بادشاہی کو ترقی دیتے ہین اولاً راستی اور وفا و خوش کلامی ثانیاً شجاعت اور سخاوت اور مروت اور فتوت ثالثاً کم خشمی اور تحمل و بردباری اور حلم۔

زیب دیتے ہین بادشاہی کو	راستی و وفا و خوش خوئی
بردباری و حلم و کم خشمی	اور عطا و سخا و خوش گوئی

بادشاہ کی مزاج مین عقوبت سے زیادہ عفو چاہیئے اور غصہ سے زیادہ تحمل۔

چاہیئے شاہنشہ ملک جہان	نیک گوئی و نیکوئی و نیک خو
غلبہ ہو اسکے غضب پر حلم کو	اور عقوبت سے زیادہ عفو ہو

اردشیر بابکان ساسانی

اس بادشاہ کا عہد دوسوبرس بعد اسکندر کے ہوا ہے پہلے اس نے اپنے آپکو
شہنشاہی کے خطاب سے مخاطب کیا خاندان ساسانیون مین یہہ پہلا بادشاہ گذرا ہے
آئین جہانداری خوب جانتا تھا کتاب **کارنامہ اور آداب الجیوش** اسی کے
تصنیفات سے ہے حضرت عیسی علیہ السلام اسی کے عہد مین مبعوث ہوے تو اس نے
آبائی مذہب چھوڑکر عیسوی مذہب اختیار کرلیا - اسکا قول ہے ؎

قول عادل بادشاہ جب عدل کی طرف توجہ کرتا ہے تو رعایا بھی تقلیداً اوسی طرف
جھک پڑتی ہے ؎ -

ہو اگر دنیا مین عادل بادشاہ — سایہ گستر مہربان
رہتا ہے ہر وقت ہر دم ہر گھڑی — سرنگون اسکی اطاعت مین جہان

نکتہ بادشاہ کی بادشاہی کا قیام اجتماع امم پر ہے اور لوگون کی کثرت فراوانی
خزانہ پر اور خزانہ کی معموری ملک کی آبادی پر اور آبادی ملک عدل و انصاف پر منحصر ہے

ہو اگر منصف شہ دورزمان — ملک آباد اور رعیت شاد ہے
ہر بشر ہے مست صہبائے نشاط — دام غم سے ہر نفس آزاد ہے

حکایت

ایک روز اسی بادشاہ نے اپنے فرزند کو قیمتی پوشاک پہنے ہوے دیکھا فرمایا
کہ جیسی پوشاک تم نے آج پہنی ہے ایسا لباس عوام بھی پہنتے ہین **بادشاہون**
کو چاہیے کہ وہ ایسی عمدہ پوشاک پہنین کہ عام لوگون کو نصیب نہو لڑکے نے عرض کیا

کہ وہ کونسا لباس ہے فرمایا کہ بادشاہ روی زمین اپنے جسم کا لباس ایسا بنا لے
جسکا تار عدل اور پود سخاوت ہو ظاہر آرائی سے غرض نہو ۔

شاہ عادل نیک خو سے نیک نام	ظاہر آرائی سے کم رکھتا ہے کام
تن پہ ہے اسکے لباس عدل و داد	تاج دولت زینت سر صبح و شام

فائدہ یہہ بادشاہ ہمیشہ شاہی دربار عام کیا کرتا تھا جہاں کل رعایا حاضر ہوتی تھی دربار کیوقت اگر کوئی استغاثہ کرتا تو بادشاہ اسی وقت اپنے تخت شاہی سے اُترکر عام لوگون مین کہڑا ہو جاتا اور وزیر کو حکم دیتا کہ اسی وقت مستغیث کے حال کی تحقیقات ہو اگر دعوی مدعی دروغ ثابت ہو یا دروغ نکلتا تو اُسکو سخت سزا دیتا کہ دوسرے ونکو ایسی جرأت نہ پیدا ہو غرض جبتک مستغیث کا انصاف نہو لیتا بادشاہ تخت پر نہ بیٹھتا

ہرمز بن شاہ پور بن اردشیر

یہہ بادشاہ نیکنامی اور رعیت پروری مین ضرب المثل تھا ۔ اسکا قول ہے ۔
قول نیک بادشاہ مین پانچ صفتین ہوتی ہین ۔ اول ذکا ثانیاً سخا ثالثاً شجاعت رابعاً اہلیت خامساً پرمزاجی نہین جس شخص نے یہہ رتبہ پایا اُسنے حکومت کا مزا اٹھایا ۔

بود بارعب گر شاہ نکو خو	ذکی و با سخا و با شجاعت
نباشد خلل در ملکش عدو را	بود آباد گنج و مال و دولت

پند بادشاہ کے ندیمون کو چاہیے کہ اپنے اور آقا کے مراتب کا لحاظ رکھین اور حد اعتدال سے قدم باہر نرکھین عنایات شاہی پر مغرور نہون اور بے ضرورت

زبان کو متحرک نکرین مشورہ کیوقت بادشاہ کی رائے کو اپنی رائے پر ترجیح دین اور اگر برخلاف اسکے کہنا منظور ہو تو اس طرز اور انداز سے کہین کہ بادشاہ کے مزاج پر گران نہ گذرے بادشاہ کے راز کے محافظ رہین خیر خواہی اپنا فرض منصبی سمجھین شاہزادونکا ادب رکھین کبھی خلاف اسکے کام نکرین شاہی خدام و حاضر باشون سے نرمی پیش آئین ❊

بہرام گور بن یزدجرد بادشاہ

یہہ بادشاہ بڑا نیک نام تھا عدل و سخاوت اسکا کام تھا گور کے شکار سے اسکو کمال رغبت تھی اسی سبب سے بہرام گور خر مشہور ہو گیا - بہادر دلاور بادشاہون مین یہہ شخص نامور گذرا ہے ✦

حکایت

شہزادگی کے وقت ایک روز عرب کے ملک مین بہرام شکار کھیل رہا تھا ہرن اسکے آگے سے بھاگ کر ایک گانو مین چلا گیا اور قیصہ نام ایک عرابی کے گھر مین جو بنی طی مین ایک معزز آدمی تھا جا گھسا بہرام بھی اوسکے پیچھے گیا اور اعرابی سے ہرن مانگا اس نے ندیا بہرام نے چاہا کہ ایسی حالتمین شاہی حیثیت سے کام لون اعرابی نے کہا کہ اس ہرن نے میرے گھر مین آکر پناہ لی ہے یہہ مقتضائے مروت نہین کہ مین اسکو اپنے ہاتھون اسکے دشمن کے حوالہ کرون جب تک کہ تو پہلے مجھکو نہ ماریگا ہرن نہ پائیگا اور اگر مجھے قتل کریگا تو اسی وقت کل لوگ بنی طی کے جمع ہوکر میرے عیوض تجھکو مار ڈالینگے پس اس سے بہتر ہے کہ ہرن کے عیوض میرا قیمتی گھوڑا

جو میرے دروازے سے بے نصیب ہٹ کے اور چلا جاتا ہے مگر یہہ جواب شہزادہ کی اعرابی
کی نہایت پسند آئی اور واپس چلا آیا۔ جب بادشاہ ہوا اعرابی کو بلا کر سرفراز کیا۔
فائدہ بہرام کے خیرخواہ ارکان دولت اسکی داد و سخاوت سے تنگ آگئے تھے
ایک دن موقع پاکر باتفاق عرض کیا کہ قبلہ سلطنت خزانہ پر جو قائم رہتا ہے وہ شاہی خزانہ
ہر وقت خالی رہتا ہے فرمایا کہ اگر میں خزانہ جمع کرتا ہوں تو سپاہ اور اہل دربار
جو میرے پاس جمع ہیں پریشان اور متفرق ہو جاتے ہیں اور اگر انکے جمع رکھنے
کی فکر کرتا ہوں تو خزانہ خالی رہتا ہے ان دونوں امور سے جو بہتر نظر آئے کیا جائے
امرار دولت نے عرض کیا کہ خزانہ کا جمع کرنا بہتر ہے اگر خزانہ جمع رہیگا
تو ضرورت کے وقت نئی فوج اور اہلکار ملازم رکھے جا سکتے ہیں اور حقیقت تو یہ ہے کہ سب
لوگ بھی فراہم ہو سکتے ہیں بادشاہ نے پوچھا کیا ان لوگوں کو بلا تاخیر جمع کر کے
لا سکتے ہو امرار ایک پیالہ شہد سے بھرا ہوا لے آئے اور بادشاہ کے سامنے رکھ دیا
اسی وقت مکھیوں کا ہجوم ہو گیا۔ فرمایا کہ اسکا جواب سمجھو یا چاہئے غرض بات کو سب
ارکان دولت بلا سمجھے گئے اور وہی شہد کا پیالہ اٹھا کے رکھ دیا ایک مکھی بھی
نہ آئی فرمایا اگر اسوقت مکھیوں کے جمع کرنیکی ضرورت ہو تو پھر کیا تدبیر ہو بادشاہ کا
یہہ جواب سنکر سب امرا لاجواب اور خاموش رہ گئے ✦

فکر کار خویش پیش از وقت کن	[illegible]
خرچ کن بر وقت گنج سیم و زر	[illegible]

نوشیروان عادل بن قباد

داد گرتا جداروں کی انجمن شاہی میں ہمیشہ یہہ بادشاہ صدرنشین رہا ہے +
کسریٰ اسکا خطاب تہا اس نے اپنی مفتوحہ اور مقبوضہ ممالک کو چار حصہ پر تقسیم
کیا تھا **اول** خراسان و سجستان **دوم** عراق و عجم و اذربایجان **سوم**
فارس داہواز **چہارم** عراق عرب و سرحد روم ۔ شہر رومہ اسی نے آباد کیا ۔
اور مداین کو تختگاہ بنایا ہیاطلہ کے شہروں کو فتح کیا ماوراء النہر میں جاکر خاقان پر
نصرت پائی و بعد صلح واپس آیا دشت قبچاق کے حاکم کو باجگزار بنایا اور قیصر روم کو
زیر کرکے دوستی قائم کی ہند میں ایلچی بہیجکر قنوج کے راجاؤں کو باج گزار کیا
ہیں اول ہی سے چکا تھا غرضکہ ماوراء النہر خراسان جرجان اذربایجان، فارس
کرمان اور چند علاقہ جات ہندوستان و جزیرہ عمان و عراقین و بحرین و یامہ و شام
و سرحد روم یہہ سب ممالک اسکے قبضہ اقتدار میں تھے +
اس بادشاہ کی نصیحتیں اور طرز عمل کتب تواریخ میں بہت کچھ لکھا ہوا ہے جن میں
چند اس مختصر میں ہدیہ ناظرین ہیں +
اس بادشاہ کے ہاتھ میں تین انگشتریاں تہیں ہر ایک کے نگینے پر ایک ایک نصیحت
کندہ تہی ۔
اول یہہ کہ صالح آدمی دوست و دشمن کے ساتھ صلح کرتا ہے کسی کو مخالفت پیش نہیں آتا
دوم یہہ کہ بے مشورت کام خراب ہوتا ہے اور بے تدبیر مہمیں ابتر ہو جاتی ہیں ۔
سوم یہہ کہ رعایت رعیت کی سب پر مقدم ہے +

با تنہا مرد صالح می کند صلح	بہر نیک و بد و با یار و اغیار
کند ہر دم رعایت با رعیت	نسازد در جہان بے مشورت کار

نصائح جوانی پر غرور نکرو خدا کو ایک جانو اسکو نچھوڑو خود پرستی سے احتراز کرو کہے ہوے کام کو کیا ہوا سمجھو کی ہوئی عبادت کو نا کردہ جانو آج کا کام کل پر نچھوڑو مان باپ سے تمسخر نکرو زندگانی دراز کو صرف ایک ہی دم سمجھو کینہ ور اور کینہ توز آدمی سے ڈرو مست اور دیوانے کے پاس نجاؤ نادان کی صحبت سے باز آؤ منشی اور شاعر سے دشمنی نرکھو اپنی روٹی غیر کے دسترخوان پر رکھکر نکھاؤ تحصیل علم مین کسی وقت شرم نکرو ناخواندہ مہمان کے پاس نجاؤ آزمائے ہوئے کو نہ آزماؤ دولتمندون کے ساتھ عداوت نرکھو سلطان وقت کی اطاعت قدیم جانو دشمن کے مرنے پر خوشی نکرو تندرستی و صحت کو بڑی غنیمت جانو دوستکی مدد پہنچانو دیر کرکے سوؤ جلد اٹھو بیٹھو تھوڑا کھاؤ کم بولو بہت دوراندیش ہو دلکو سچ زندگی کو جھوٹھ جانو عالم الغیب خدا کو سچا جانو ✦

پند بر ناصح شنواے مہربان	تا شوی در دشمن باد عز و جاه
کن عمل بر گفتهٔ اہل عمل	نه قدم اندر سلوک اہل راه

قول بہاری بوجھ کا اٹھانا اور دور لیجانا آسان امر ہے مگر غیر جنس کی صحبت مین جانا مشکل کیونکہ بوجھ اسکا جسم پہ ہے اور بار اسکا روح پر ہے ✦

بری ہوتی ہے صحبت غیر جنس	حقیقت مین ہے وہ عذاب الیم

نکتہ شاہی قلمرو مین اگر کوئی پرانا پل شکستہ ہو جائے اور اسکی سوراخ مین بکری کا پاؤن ٹوٹ جائے تو خداوند عالم کے روبرو اسکا باز پرس بادشاہ سے ہوگا ✦

انچہ اندر ملک می یابد ظہور	از نکوئی و بدی و خیر و شر
باز پرس او ست پیش ذو الجلال	بیشک از غفلت شود داور اگر

قول عقلمند بادشاہ امیرون کی تجویز و مشیر ونکی مشورت سے مستغنی ہی جسطرح دانا عورت کو خاوند کی احتیاج خانگی امور مین نہین ہے ۔ نیک گھوڑا تازیانہ نہین کہلا سکتا ۔

نباشد با وزیران احتیاجش	بود لایق اگر شاہ زمانہ
ز شوہر ہست مستغنی زن خوب	خورد کے اسپ تازی تازیانہ

نکتہ مرد مفلس بے آبرو ہے اور بے اولاد نابینا ہے برادر بیکس ہے اور بے زن بے عیش ۔ جو ان چارونمین سے کچھ نہین رکھتا وہ قید تعلقات سے بالکل آزاد ہی

مرد مفلس سر بسر بے آبروست	شخص بے اولاد نابینا بود
بے برادر بیکس است اندر جہان	زن ندارد ہر کہ او تنہا بود
آنکہ او دارد نہ زینہا ہیچ چیز	بے غم و بے خوف و بے پروا بود

فائدہ دن مخلوق الہی کے حاجت روائی کیلئے مخصوص ہے اور شب خداوند عالم کی عبادت اور شکر نعمت ادا کرنیکے لئے ❊

صبح سے تا شام جتنا وقت ہے	اُس مین کر لو اپنی ساری کاروبا
شب کو غیر از بندگی کچھ مت کر	تا کہ ہو راضی جناب کردگار

نکتہ جس فعل نے کسی کی عزت پر حملہ کیا ہو اُس سے احتراز بہتر ہے ۔ ❊

ہو چکا ہو جس سے بے عزت کوئی	کام وہ کرتا ہے تو کس واسطے
خوار کیون کرتا ہی اپنے آپ کو	ہوتا ہے بے آبرو کس واسطے

نکتہ مصاحب محافظ بادشاہ ہے اور محافظ پر احتیاط واجب ہے ❊

ڈرتے رہتے ہین ندیم بادشاہ	خوف سے کرتے ہین وہ ہر ایک کام

بیقراری ہے فقط اشک نصیب
عیش و آرام ہے [illegible]

فائدہ چار چیزوں سے چار شخص ذلت اٹھاتے ہیں بخل سے بادشاہ [illegible] حاکم بے شرمی سے عورت ظلم و ستم سے [illegible] قال +

مملکت گردد خراب و بخت حال
پادشہ باشد اگر [illegible]

اہل حکم از ظلم گردد شرمسار
قاضی از [illegible]

در صف مردان زنان بدخصال
می شود [illegible]

حکمت بادشاہ لشکر کے ساتھ ہے اور لشکر مال کے ساتھ اور مال خزانہ کے ساتھ اور خزانہ ملک کے ساتھ اور ملک آبادی کے ساتھ اور ملک کی آبادی عدل کے ساتھ ہے

مملکت آباد ہے انصاف سے
عدل [illegible]

لشکر آسودہ خزانہ جمع ہے
[illegible]

نکتہ قیصر روم نے سنا کہ نوشیروان کے خزانہ میں روپیہ نہیں ہے بلکہ بوقت ضرورت قرض لینے کی نوبت آتی ہے اس نے نوشیروان کو لکھا کہ روپیہ اور خزانہ کا سلطنت کا جزو اعظم ہے اور یہ کمال افسوس کی بات ہے کہ تجھ سا بادشاہ عالی رعایا کا قرضدار ہو مناسب یہ ہے کہ بادشاہ فراہمی خزانہ کی طرف اپنی ہمت مصروف کرے کہ سلطنت کا محافظ خزانہ ہے۔ نوشیروان نے لکھا کہ [illegible] بادشاہ کیلئے جمع رکھنا لشکر کا ضروری امر ہے نہ کہ خزانہ کا اور بوقت ضرورت رعایا سے قرض لینا عیب نہیں اسلئے کہ رعیت بادشاہ کی مددگار ہے اور بادشاہ رعیت کا محافظ +

ہست اموال رعیت مال شاہ
[illegible]

مال یاران است باہم مشترک
[illegible]

فائدہ ایک شخص نے نوشیروان سے پوچھا کہ عدل کیطرف کس چیز نے تجھے رہبری کی فرمایا کہ ایک روز مین نے دیکھا کہ ایک شخص نے ایک کتے کے ایسی لکڑی ماری کہ اسکی ٹانگ ٹوٹ گئی چند ہی قدم چلا تھا کہ ایک سوار کے گھوڑے نے اسکو لات ماری جس سے اسکی بھی ٹانگ ٹوٹ گئی تھوڑی دور وہ گھوڑا گیا ہی تھا کہ گھوڑے کا پانون زمین مین دھنس گیا گھوڑے نے چاہا کہ زور سے نکالے نکالتے وقت گھوڑے کی ٹانگ کو ایسی ضرب آئی کہ چلنے سے رہ گیا - اسی دن سے مین نے عدالت اختیار کی اور خوب جان لیا کہ ہر ایک عمل کے عوض مین جزا اور سزا ملنے والی ہے اگر مین ظلم کرونگا تو اسکا عوض ضرور پاؤنگا اور عدل کرونگا تو صفت عدالت سے بلند آوازہ ہونگا +

برائی کے بدلے برائی ملیگی	بھلائی سے ہوتی ہے حاصل بھلائی
رہیگا نہ تو اور نہ تیرا زمانہ	رہیگی مگر یہہ بھلائی برائی

حکایت

آذربائیجان کے حاکم نے ایک ضعیفہ کی زمین اسکے بے رضامندی لیکر اپنی حویلی مین شامل کرلی ناچار بڑھیا قیمت لینے پر راضی ہوئی تو قیمت بھی اسکو دو برس تک نہ ملی اسلیئے وہ مدائن نوشیروان بادشاہ کے پاس آئی چھہ مہینے تک اسکو بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہونیکا موقع نملا ایکدن شکارگاہ پہونچی اور بادشاہ کو شکار کھیلتے ہوئے پاکر گھوڑے کی باگ تھام لی اور اپنا حال زار زار بدیدہ اشکبار کہہ سنائی بادشاہ نے ایک خدمتگار خاص خفیہ آذربائیجان کو بھیجا اور حکم دیا کہ وہان جاکر اصل حال اس مدعی کے دعوے کا دریافت کرکے

حضور مین بے کم و کاست عرض کیا خادم واپس پہونچا اور بعد تحقیقات
واپس آکر عرض کیا کہ دعویٰ مدعیہ راست و درست ہے بادشاہ نے مدعاعلیہ
کو طلب کیا اور اس ظلم کی پاداش مین اوسکی گردن ماری اور مدعیہ کو اوسکی
بڑھیا کو دی اور خود متنبہ ہوکر اسی روز سے اپنا عام دربار کیا اور حکم دیا کہ
دربار کے وقت جو دادخواہ آئے فی الفور روبرو پہونچایا جاے بالاے پشت خاص
محل کی دیوار کے پاس بادشاہ نے ایک بڑی زنجیر لٹکائی اور گھنٹہ اوسمین باندھ کر
منادی کروائی کہ رات کیوقت جو مستغیث آئے اس زنجیر کو ہلائے گھنٹے کی آواز
سنکر بادشاہ اوسی وقت مستغیث کا فریاد رس ہوگا +

نکتہ حاکم کو خدمت دیتے وقت پانچ امر کا لحاظ چاہیے اولاً نئے آدمی کو
بے امتحان خدمت نہ دے **ثانیاً** نوکر رکھتے وقت دریافت کیا کرے کہ
کس حیثیت کا آدمی ہے **ثالثاً** نوجوان ناآزمودہ کار کو بڑے عہدون مین
دخیل نکرے **رابعاً** شریف اور نیک نفس آدمی کو خدمت دے کیونکہ رذیل سے
ضرور خطا ہوتی ہے کبھی وہ خطا سے خطا نہین کرتا اور شریف سے اگر کبھی سہواً
خطا بھی ہو جاتی ہے تو وہ آیندہ کیلئے متنبہ ہو جاتا ہے **خامساً** قدیم نمکخوار
کی حقوق خدمت پر ہر وقت لحاظ رہے +

بار در دربار خود ہرگز مدہ	تا نگردد امتحان دوستدار
نوجوان ناآزمودہ کار را	کس نہ دیدہ گاہ کلان با اختیار

حکایت

نوشیروان جب اپنا محل بنوا چکا دربار عام کیا اور امیرون سے پوچھا کہ

محل شاہی تم نے دیکھا اسمین اگر کوئی عیب ہے تو بیان کرین سبھون
نے بالاتفاق عرض کیا کہ یہہ عالیشان مکان ہرطرح کے عیب سے پاک مگر
صرف یہی عیب ہے کہ حرم سرا کی دیوار کے نیچے ایک بڑھیا کا پرانا گھر ہے
وہ بے زیب معلوم ہوتا ہے اور اوس کا دہوان خاص محل مین جاتا ہے اور
شاہی دیوارون کو سیاہ کرتا ہے اہل حرم بھی تکلیف پاتے ہین قلعہ کے
اندر اسکا باقی رہنا کیا ضرور ہے اسکے عوض مین بڑھیا کو شہر مین مکان
دیدیا جائے تو بہتر ہے فرمایا کہ کیا کرون بڑھیا میرا کہا نہین مانتی پہلے مین نے
اس سے کہا تھا کہ تو اپنے گھر کی قیمت جسقدر تیرا جی چاہے لے لے اور کہین اپنے رہنے
کیلئے مکان خرید لے اس نے نہین مانا اور کہا کہ مجھکو اسی مکان سے محبت ہے
مین یہان سے نجاؤنگی پھر بھی اسکو سمجھایا کہ تو کھانا نہ پکایا کر شاہی باورچیخانہ
سے تجھکو کھانا پہنچا کریگا یہہ بات بھی اوسنے منظور نکی اور کہا کہ مین اپنے ہاتھ
کی مزدوری سے کھانا پسند کرتی ہون بڑھیا کے پاس ایک گائے بھی ہے
اوسکو محلسرا کے عین دروازہ کے آگے باندھدیتی ہے اُسکے بول و براز کی بدبو
محل مین پھیل جاتی ہے اگر منع کرین تو کہتی ہے کہ یہہ زمین میری ہی گائے
کے باندھنے مین میرا اختیار ہے چونکہ زمین بڑھیا کی ملکیت تھی زبردستی کرنا قرین
انصاف نہین اسکے سوا حق ہمسایگی مانع ہے ظلم کر نہین سکتا کہ ظالم کا گھر
دوزخ ہے اپنے اوپر تکلیف گوارا کرلیتا ہون مگر غیر کی تکلیف نہین دیکھہ سکتا ۔

ظلم شے آخر عوض ہے ظلم کا
ہو اگر فرحت کے تم امیدوار

رنج کا بدلہ ہے آخر کار رنج
لوگون کو پہونچاؤ مت زنہار رنج

حکایت

نوشیروان کے عہد مین ایک تاجر مہمان نواز مداین مین تھا لنگر اسکا ہمیشہ
جاری رہتا تھا جسوقت کوئی مہمان مسافر آتا خرچ و طعام دیتا اسکے امتحان کے واسطے
نوشیروان بہ تبدیل لباس اسکے گھر گیا اسنے نہایت ادب و عزت سے
بڑی خاطر کی جو کچھ مانگا بلا تامل دیا بوقت رخصت نوشیروان نے اسے
کہا مین بھی اپنے گھر کا امیر ہون اگر کوئی چیز تم کو مطلوب ہو تو بوقت
ارسال خدمت ہوگی سوداگر نے کہا بہتر الحمد للہ مجھے کسی چیز کی حاجت نہیں
مہربانی ہے بادشاہ نے کہا کہ خود ہی تمہارے باغ مین بہت سے انگور
موجود ہین کیون نہین توڑتے کہا یہ سب باغ سلطانی ہے سب پک گئے
ہین مگر نوشیروان سخت غافل ہے کہ سلطانی حصہ کا عامل اسنے ابتک
نہین بھیجا اگر سلطانی حصہ لیجاتا تو انگور ہم توڑ لیتے جبتک اپنے باغ
مین کچھ تصرف نہین کرسکتا ڈرتا ہون کہ بادشاہ کی غفلت سے مین بھی خائن
نہ بنجاؤن اور رفتہ رفتہ خیانت کی مجھکو بھی عادت پڑجاوے - بادشاہ یہ بات
سنکر رویا اور کہا کہ وہ غافل بادشاہ اور بےخبر حاکم مین ہی ہون - اسدن
سے ہر ایک امر مین غفلت چھوڑ دی +

نکتہ عادل بادشاہ کے لئے سترہ اوصاف مرغوب تر مسطور ہین +
اوّل ہمیشہ عدل اختیار کرے اور مظلوم کی داد لیتا رہے **دوم** عقلمندون کے
مشورے سے کام کرے **سوم** رعایا نواز ہو اور رعیت کی آبادی خوشنود رکھے
چہارم تامل اندیشہ ہو ہر کام کے آغاز مین انجام سوچے **پنجم** ہمیشہ بیدار

خدا پر رحم کرے ششم حلیم ہو حلم اور نرمی سے کام لے ہفتم قدردان ہو
اہل شمشیر و قلم کو عزیز رکھے ہشتم سخی ہو غربا و فقرا کی خبر لے نہم بہادر ہو تے
جب جنگ کا موقع آپڑے بزور شمشیر دشمن پر فتح یاب ہو - دہم دلیر ہو سلطنت
کے کام مین سستی اور کاہلی نکرے یازدہم بے تعصب ہو ایک کی دوستی کے
سبب دوسرے پر ظلم روا نرکھے دوازدہم عابد ہو خدا کی عبادت ہر کام پر
مقدم سمجھے سیزدہم خود راے و خود پرست نہو کوئی کام مشیرون کی مشورت
بغیر نکرے چہاردہم علم دوست ہو علما و فضلا کی توقیر کرے اہل علم و ہنر کو
عزیز سمجھے پانزدہم مردم شناس ہو دوست دشمن کو پہچانے شانزدہم
باذل ہو اپنا خزانہ فوج کا حق جانے ہفدہم منصف ہو رعایا کے فیصلہ کی طرف
بذات خود متوجہ ہو امور سلطنت کارپردازان کے اختیار اور بھروسہ پر نچھوڑ دے +

شاہ با انصاف ایسا چاہئے	خوش ہو جسکے خلق سے سارا جہان
ہو بہادر عقلمند اور بردبار	حق شناس و مہربان و قدردان

حکایت

ساسانی بادشاہون کے ہان رسم تھی کہ اگر کوئی اُن کے روبرو کوئی اچھی بات
یا لطیفہ کہتا اور اُس سے بادشاہ خوش ہو کر آفرین کا کلمہ زبان پر لاتا تو ایک ہزار
درم انعام مین اسی وقت ملجاتے - کہین ایک روز نوشیروان جنگل مین
سیر کر رہا تھا اتفاقاً ایک زمیندار سو برس کی عمر رسیدہ خرمی کا تخم بو رہا تھا
بادشاہ دیکھ کے ہنسا اور کہا کہ اس درخت کے ثمر لانے تک تو زندہ رہیگا.

پس تو کس امید پر اپنا وقت رائیگان کرتا ہے زمیندار نے عرض کیا (کشتند
خوردیم کاریم خورند) بادشاہ کو یہ بات پسند آئی اور کہا آفرین خازن نے
اسی وقت ہزار درم کی تھیلی زمیندار کے حوالے کی زمیندار نے کہا کہ دیکھیے میرا
بویا ہوا تخم پیدا ہونے سے پہلے ہی پھل لایا یعنی اس وقت نمودار ہوا یہ برکت
بادشاہ قدرداں کی تشریف آوری سے ظہور میں آئی بادشاہ یہ نقرہ سنکر خوش ہوا
اور کہا آفرین خزانہ دار نے دوسری تھیلی بھی اسی وقت زمیندار کے حوالے کی
زمیندار نے عرض کیا کہ اور زمینداروں کے درخت ایک سال کے بعد ایک ہی
دفعہ پھولتے پھلتے ہیں اور میرا تخم کہ ابھی زمین سے باہر بھی نہیں نکلا دو مرتبہ
پھل دیتا ہے یہ لطیفہ سنکر بادشاہ نے پھر تبسم کیا اور کہا آفرین خزانچی نے
تیسری تھیلی بھی زمیندار کے آگے رکھدی زمیندار بادشاہ کی مہربانی کا پھل پاکر
نہال ہو گیا۔

تجھ سے پہلے بو گئے تھے جتنے لوگ — انکی محنت کا تو ثمر کھاتا ہے

سعی کر تو بھی کہ تیری سعی سے — لوگ پائیں تا قیامت تک ثمر

حکایت

نوشیرواں کے عہد میں ایک روز ایک آدمی جنگل میں کہیں نکلا دیکھا تو
ایک آدمی کو کسی نے قتل کر کے آلۂ قتل اس کے سینہ پر رکھدیا ہے مسافر
دیکھکر حیرت زدہ آلۂ قتل اٹھا کے دیکھ رہا تھا کہ ناگاہ پولیس کے آدمی پہونچے
اور اس ناکردہ گناہ کو مقتول کا قاتل جانکر گرفتار کر لیا چنانچہ بعد ازاں نوشیرواں کو پیش

دینیکے لئے چوک مین لائے پھانسی پر چڑھایا چاہتے تھے کہ مجمع سے ایک شخص نکل آیا اور آواز دی کہ اس مقتول کو مین نے قتل کیا ہے قصاص اُسکا مجھپر جاری کرنا چاہئے ملازمان شاہی نے اس ناکردہ گناہ کو چھوڑ دیا اور مجرم اقبالی کو نوشیروان کے روبرو حاضر کیا بادشاہ نے اسکی رہائی فرمائی اور کہا کہ اگرچہ اس نے ایک شخص کو قتل کیا ہے ولیکن دوسرے کی جان بچائی ہے اور اسکے بچانیکے لئے موت کی بلا اپنے سر پر لی ہے ایسے شخص کو پھانسی دینا نچاہئے پہلے یہہ قاتل تھا اب فدائی ہو چکا ہے

نکتہ کبھی کی ناراضی اور اپنی بچاؤ کے سبب سے سچ بات کا چھپانا اور جھوٹھ کہنا سراپا منع ہے ❊

از راہ راست سر مپیچ اید وست — گر در آن راہ خوف جان باشد
ایمن ست از جہان و اہل جہان — ہر کہ از کذب در امان باشد

حکایت

ایک مخبر نے نوشیروان سے مخبری کی کہ خزانچی نے خزانہ شاہی سے بلا اجازت بہت سا روپیہ غربا و فقرا کو دیدیا اور زر خطیر خیرات مین صرف کیا ہے فرمایا کہ جسقدر روپیہ خزانچی نے مسکینون اور محتاجون کو دیا ہے وہ ہمارے ہی خزانہ مین جمع ہے کہین نہین گیا ❊

دولت و مال کی حفاظت مین — کیون اٹھاتا ہی تو مصیبت رنج
خرچ کر راہ حق مین دولت و مال — جمع کر عاقبت کے گھر مین گنج

حکایت

نوشیروان اکثر اوقات رات کے وقت دو چار خدام خاص کو ساتھ لیکر رعایا کی
خبرگیری کیلئے پھرا کرتا تھا ایک روز ایک خیرخواہ [illegible] نوشیروان سے
عرض کیا کہ بادشاہ کا اس حالت سے شہر میں گشت کرنا اچھا نہیں ہے [illegible]
کہ موقع پاکر کوئی دشمن کسی طرح کا صدمہ پہونچا سکے فرمایا کہ [illegible] نہیں ہے
کیونکہ عادل بادشاہ اور منصف حاکم کا حافظ حقیقی پاسبان ہے

شاه عادل را ز تنهائی چه غم
ناصرش باشد خداوند کریم

زانکه عدل [illegible]
در جهان [illegible]

حکایت

نوشیروان کے وقت میں ایک شخص بازار میں کہتا پھرتا تھا کہ میرے پاس تین باتیں ہیں جن کا
مول تین ہزار دینار ہے اگر کوئی خریدے تو میں اسکو بتلاؤں نوشیروان کو
خبر ہوئی اسکو طلب کیا اور فرمایا کہ ہم نے تیری باتوں کو خرید لیا بتلا وہ کونسی
باتیں ہیں وہ بولا کہ اول یہہ بات ہے کہ دنیا میں دوست نہیں ملتا دوم یہ کہ
دشمن سے بھی ملجانا چاہیے سوم یہ کہ بوقت ضرورت [illegible] نوشیروان
نے یہہ باتیں سنکر حکم دیا کہ تین ہزار دینار اسکو دیدو [illegible]
اور کہا کہ میں اسبات کا امتحان کرتا تھا کہ آیا حکمت کے باتوں کا بھی کوئی
خریدار دنیا میں باقی رہا ہے یا نہیں +

دوست کوئی بھی گر نہو پیدا
کام اپنا چلا لے دنیا میں

کسی دشمن سے [illegible]
حاصل [illegible]

حکایت

ایک روز ایک کوتاہ قد داد خواہ نوشیروان کے روبرو آیا اسکو دیکھکر فرمایا کہ کوتاہ قد آدمی شر انگیز و مفتری ہوتا ہے کیا عجب اسکا دعوی بھی سچ نہو جب تحقیقات ہوئی بادشاہ کا قیاس درست نکلا چند روز بعد اور ایک شخص کوتاہ قد مستغیث آیا بادشاہ پھر وہی حرف سخن زبان پر لایا داد خواہ نے عرض کیا کہ میرے چھوٹے قد کو دیکھکر مجھکو چھوٹا نہ سمجھئے میرا مدعا علیہ مجھسے بھی زیادہ پست قامت ہے بادشاہ ہنسا اور اسکی حق رسی فرمائی ٭

ہیں جو کوتاہ قد کوتاہ عقل
شر اٹھاتا ہے ہزاروں وہ شریر
آفتیں کرتا ہے برپا سیکڑوں
مخمصے کرتا ہے پیدا سیکڑوں

نکتہ بھوک کے عذاب سے مرنا بہتر ہے کہ سفلوں کا کھانا کھانا انکے احسانکا بار اٹھانا ٭

اہل ہمت گرسنہ میرد اگر ٭
زیر بار منت دونہمتان
دست پیش سفلہ کے سازد دراز
سرنگون گردد نہ مرد راستباز

نکتہ دنیا میں جسکی زیست بامراد نہیں دل اسکا شاد نہیں اسکو زندہ نجانو مردہ پہچانو

زیست کی راحت نہو جسکو نصیب
بہتر ایسی زندگی سے مرگ ہے
محض لا حاصل ہے اسکی زندگی
خوش نہو جس زیست میں انسانکا جی

حکایت

ایک روز ایک مصاحب نوشیروان کی خدمت میں حاضر ہوا اور مبارکباد دیکر کہا کہ آج فلان دشمن اس خاندان کا مرگیا ہے فرمایا کہ آخر مجھکو بھی وہان لیجائینگے

جہان وہ گیا ہے پس کیا موقع خوشی اور مبارکباد کا ہے بلکہ مقام حسرت و افسوس کا

اگر بود عمر دو جہان شادمانی نیست		گذشتنی [illegible] جاودانی نیست

تذکرہ جب نوشیروان مرگیا تو اسکی وصیت کے موافق تابوت اسکا تمام دنیا میں پھرایا گیا اور تابوت کے آگے منادی ندا کرتا جاتا تھا کہ جس شخص قرضخواہ کا حق اس بادشاہ کے ذمہ ہو اسوقت حاضر ہو کر حق اپنا لیجائے لکھتے ہیں کہ کوئی دادخواہ نہ آیا — اس بادشاہ عادل کے تابوت کو دیکھکر تمام خلقت روتی تھی اور ہر ایک یہہ کہتا تھا کہ آج ہمارا بادشاہ دنیا سے اٹھ گیا +

خسرو پرویز بادشاہ

یہہ شخص نامی گرامی بادشاہون مین شمار کیا گیا ہے پرویز اسکا خطاب تھا عجب نہین کہ اسکی شیرین کلامی سے اس خطاب کا مستحق ہوا ہو اس بادشاہ پاس ہفت خزانے تھے انمین سے ایک کا نام بادآورد تھا لکھتے ہین کہ قیصر روم نے خزانہ جہاز پر لادکر کسی جزیرہ کو روانہ کیا تھا اتفاقاً دریا مین ہوا کا طوفان آیا ہوا تھا اور طوفان کے زور سے جہاز اس بادشاہ کے علاقہ مین آیا اسکے ملازمون نے وہ خزانہ لیلیا اور بادشاہ کے پاس بھیجا اس خداداد خزانہ کو دیکھکر بادشاہ بہت خوش ہوا اور اسکا نام گنج بادآورد رکھا +

فائدہ اس بادشاہ کے خزانہ مین بیس ہزار زین مرصع جواہر [illegible] قیمتی گھوڑا بارہ ہزار اونٹ خاص شاہی اسباب لادنیکا نوسو ہاتھی خاص سواری کے تھے

دو سو غلام خوشبو کے ڈبے سواری کے ساتھ لئے رہتے تھے تاکہ سواری
کیوقت بھی معطر رہے بادشاہ کے دماغ میں پہونچتی رہے ایک ہزار سقا بادشاہ کی
سواری کے آگے آگے پانی چھڑکا کرتا تھا بادشاہ کے گھوڑون کے نعلین بھی
سونیکے تھین بنچین اسمین لکڑی کی لگائی جاتی تھین اس غرض سے کہ وہ نعل بہت
جلد گر پڑین اور لوگ اٹھا کر لیجائین فیض پائین اور اسکے عوض مین نئے لگائے جائین
فائدہ اس بادشاہ کے پاس ایک کاسہ تھا ایک مرتبہ اس مین پانی بھر کر اگر تمام
اہل دربار پیتے تو وہ خالی نہوتا - بارہ ہزار خوبصورت کنیزین اسکے محلسرائے مین
رہتی تھین اور شیرین جیسی عورت جمیلہ جو حسن و خوبی مین دنیا کا روشن ستارہ تھی
اسکی منکوحہ تھی - بادشاہ کے خاصہ کے لئے جو بزغالہ ہر روز ذبح کیا جاتا تھا اسکے پکانے
مین دو ہزار دینار روزانہ صرف ہوتا تھا - پہلے بزغالہ زردرنگ ازرق چشم بکھیڑ کے
دودھ سے پرورش کیا ہوا ہر روز بہم پہونچایا جاتا ایک تنور چاندی کا بنا کر عود کی
لکڑیون سے تپایا جاتا مشک اور زعفران بھی جلایا جاتا پھر بزغالہ ذبح کر کے
اور چاندی کے طشت مین رکھکر تنور کے اندر رکھا جاتا جب پک چکتا تو سونے کے
طشت مین رکھکر سونے کی چھری سے اسکے گوشت کے ٹکڑے کئے جاتے اور
بہت سا جواہرات قیمتی پیسا ہوا اوسپر ڈالا جاتا خوشبودار مصالحہ پر ذائقہ انواع اقسام
کے اسپر ایزاد کئے جاتے جب بادشاہ کھانے سے فراغت پاتا وہ چاندی کا تنور
و طشت طلائی و نقرئی وغیرہ روزانہ مساکین پر تقسیم کر دئے جاتے اور آئندہ کیلئے ہر روز
نئے تیار ہوتے غرض کہ یہہ بادشاہ بڑا باتکلف اور کریم تھا +

حکایت

ایک روز کسی مخبر نے ایک امیر کی نسبت مخبری کی کہ وہ بادشاہ کی [illegible] وہیہ سنکر
بھی بادشاہ نے اسکی تحقیقات کیلئے حکم دیا جب جرم ثابت ہو چکا تو ارکان دولت [illegible] سے انکی سزا دینے
کے لئے مشورہ لیا گیا سب نے اسکے قید کرنیکی رائے دی مگر بادشاہ نے بخلاف اسکے [illegible]
دو چند بڑھا دیا جاگیر و منصب زیادہ کر دیا یہ حال دیکھکر [illegible] بادشاہ
سے اس عنایت و مہربانی کا باعث پوچھا فرمایا کہ تمھاری یہ رائے تھی کہ [illegible]
قید کروں لیکن احسان و مروت سے زیادہ اور کون قید ہے [illegible]
مروت کے اسکے ہاتھ پاؤں میں ڈالی کہ تا عمر [illegible]
صرف جسم ہی پر ہوتی اور احسان و مروت کے بند [illegible] روح اور جان پر ہے ●

تیئیسواں [illegible]	[illegible]		[illegible]	[illegible]

امیر المومنین عمر بن عبد العزیز رحمہ

یہ آٹھویں خلیفہ آل مروان سے تھے انکی عدالت اور خدا پرستی ضرب المثل ہے [illegible] سلیمان بن
عبد الملک کے بعد مسند خلافت پر بیٹھے — انکی خلافت نے [illegible]
اور تمام ملکوں میں عدل و انصاف علم و عمل خیر و برکت کی جان [illegible] حضرت علی
علیہ السلام پر خطبوں میں جو لعن پڑھا جاتا تھا ایک لخت موقوف کر دیا [illegible] بنی امیہ
کے ہاتھوں سے جاگیریں چھین لیں — جہاں جہاں [illegible]
سب سے بڑھکر یہ کہ علوم الٰہیہ کو وہ رونق دی کہ گھر گھر [illegible]
کو حکم دیا کہ حدیثوں کو یکجا کریں یہ مجموعہ تیار ہوا تو ممالک اسلامیہ میں اسکی نقلیں [illegible]
مناقب آپکے بیشمار ہیں اس مختصر میں انکی تحریر کی گنجائش نہیں [illegible]
فائدہ رات کو امیر المومنین عمر بن عبد العزیز رح کو رقت پیدا ہوئی [illegible]

شروع کیا فاطمہ انکی منکوحہ نے دیکھا تو آپکا تمام چہرہ اور ریش مبارک آنسوؤن سے تر تھے جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ کی منکوحہ نے پوچھا مزاج کا کیا حال ہے اور یہ رونا کس لئے ہے فرمایا مین امور امت مرحومہ کا ایک متعہد اور امانت دار ہون مجھے نہایت فکر و اندیشہ ہے کہ میرے قلمرو مین صدہا بندگان خدا ننگے بھوکے خستہ حال و تباہی کے عالم مین مبتلا ہونگے فردا ے قیامت حاکم علی الاطلاق جب مجھ سے پوچھیگا کہ ان لوگونکے ساتھ تو نے کیا سلوک کیا تو مین جانتا ہون کہ مجھ سے جواب نہ بن پڑیگا اور عذر میرا قبول نہوگا اسلئے مجکو اپنے نفس پر رحم ہوا اور رقت پیدا ہوئی

پند سونیکے لئے رات کو بستر پر نجاؤ جب تک کہ تمام دن کا حساب نکرلو کہ آج مین نے کون کون عمل نیک اور کون کون بد کیا ہے پس جو عمل بد یاد آئے اسکے کرنے پر پچتاؤ توبہ کرکے بخشواؤ نیک عمل پر خدا تعالی کا شکر ادا کرو اور دعا مانگو کہ آئندہ بھی وہ تم کو نیکی کی توفیق دے

جس قدر تم سے ہوسکے چھپ چھپ کے رو لو راتکو	چہرہ سے دنکی سیاہی ساری دھو لو راتکو

فائدہ امیر المومنین عمر بن عبد العزیز رح خلافت سے پہلے ہزار درہم کی قیمتی پوشاک پہنتے اور فرماتے تھے کہ کیا عمدہ لباس ہے اگر اس مین خشونت نہوتی اور جب آپ تخت نشین ہوئے تو پانچ درہم سے زیادہ قیمت کی پوشاک کبھی نہ پہنی جسکی نسبت فرماتے کہ کیا عمدہ پوشاک ہے اگر اس مین نعم نہوتا اس پر لوگون نے عرض کیا کہ سبب اختلاف کا ان دونون حالتون مین کیا ہے فرمایا میرا نفس لوامہ آفت کا پرکالہ ہے جو نعمت خدا پاک نے اسکو دی اوسپر ہل من مزید کا خواہشمند رہتا ہے اور خدا پاک نے ہمیشہ اسکی خواہش ہل من مزید پوری کی اب تخت نشین ہونیکے بعد بھی وہی خواہش ہل من مزید باقی ہے مگر دنیا مین تو اس خلافت پر ہل من مزید ممکن ہی نہین باقی رہی انعام عقبیٰ وہ بغیر دنیا چھوڑے ملتی نہین اس لئے آخرت کی خواہش نے دنیا چھوڑا دی ۔

زہد کا رتبہ اگر مطلوب ہے		تین چیزین چھوڑ دے ہو نیک نام	
زیب و زینت ز آسی ور آسی ہوا		ذال سے دنیا و دولت و سلام	

فائدہ باوجود اس قدر امارت اور دولت و حکومت کے امیر المومنین عمر بن عبد العزیز ہمیشہ دیوان تحقیقات و فصل خصومات مین فرش زمین پر بیٹھا کرتے تھے ایک روز لوگون نے عرض کیا کہ اگر آپ اس طرح رونق افروز ہوینگے تو ہیبت و عظمت و شوکت سلطنت و خلافت کا باقی نہین رہیگا آپ نے فرمایا الحمد للہ کہ مجھکو کچھ غرض نہین ہے توکل درکار ہے

نکتہ خدا کے متوکل ہو کر خاکستر کے فرش پر بیٹھنا اور فقیر کہلانا اس سے بہتر ہے کہ فرعون کی طرح تکبر و تجمل کے ساتھ تخت پر بیٹھنا اور احکم الحاکمین کو یاد نہ رکھنا ؎

کر و حق پر توکل بندگان حق اگر ہو		گہر قطرے کو سمجھو خاکستر کو سمجھو	

حکایت

ایک روز مسلمہ بن عبد الملک عمر بن عبد العزیز رح کی عیادت کو آئے دیکھا تو ان کے کپڑے میلے کچیلے تھے اونہون نے اپنی بہن فاطمہ سے جو امیر المومنین کی منکوحہ تھین کہا کہ آپکے کپڑے بدل دو اور جو کپڑے پہنے ہین انکو دھلوا دو فاطمہ نے کہا اے بھائی مین کیا کرون ان کے پاس اس لباس کے سوا دوسرا کپڑا ہی نہین ہے

نکتہ میلے جسم اور ناپاک بدن پر پاکیزہ لباس پہننا پاک لوگون کے نزدیک مستحسن

اسیطرح اپنی پاک روح کو بدی اور بدافعالی کے میل سے ناپاک رکھنا اور جسم کو دھونا عیب ہے +

نجاست سے نہو جب تک کہ دل پاک	عبث ہو اس تن خاکی کا دھونا
بھلا جب تک پلید اپنا ہو باطن	ضرورت کیا ظاہر پاک ہونا

فائدہ امیرالمومنین عمر بن عبدالعزیز رح نے ایک حکم نافذ کیا کہ بنی امیہ نے لوگون سے براہ ظلم و جبر جو کچھ لیا ہے وہ سب اُن کے مالکون کو واپس کر دیا جائے اس پر ارکان دولت و اعیان سلطنت نے عرض کیا کہ حضور آپ ایسا حکم صادر فرماتے ہین اور اپنی قوم کے رنج و ملال سے نہین خطر کرتے فرمایا مجھکو احکم الحاکمین کا خوف ہے اور کسی سے ڈرتا نہین +

پند حاکم علی الاطلاق سے جو ڈرتا ہے اُن سے سب خلقت ڈرتی ہے اور جو شہنشاہ جل و علا سے نہین ڈرتا اس سے کوئی بھی خوف نہین کرتا +

لوگ ڈرتے ہین اُن کی سایہ سے	جو کہ اپنے خدا سے ڈرتے ہین
جو نہین ڈرتا اپنے خالق سے	لوگ کب اُس سے خوف کرتے ہین

حکایت

رجا بن حیات روایت کرتے ہین کہ مین ایک رات عمر بن عبدالعزیز کے خدمت شریف مین حاضر تھا اتفاقاً چراغ گل ہونے لگا مین نے چاہا کہ اوٹھکر بتی درست کردون لیکن مجھسے پیشتر خود ہی امیرالمومنین نے چراغ درست کر دیا مین نے عرض کیا یا امیرالمومنین خادم کے ہوتے مخدوم کو تکلیف اوٹھانیکی کیا ضرورت تھی

آپ نے فرمایا کہ سہرا کیا کہ گیا جب میں [illegible] تھا [illegible] بھی [illegible]
کر کے آیا تب بھی عمر یہی ہوں +

حکمت فخر انسان کا اس میں ہوتا ہے کہ [illegible] باوجود بہتری کے اپنے آپ کو کمتر جانے [illegible] انکساری اپنا پیشہ کرے +

دوست خو فخر اپنا مت ظاہر کر	[illegible]
بندگی پر باندھ لو اپنی کمر	[illegible]

حکمت اپنے متعلقین اور خدمتگاروں کو اپنے [illegible] اگر وہ [illegible] تو ہر کام اپنے ہاتھ سے کرنا [illegible] کوئی وقت ان سے آرام کیلئے بھی [illegible] چاہئے +

بندہ از بندگان حق بود	[illegible]
وان نیست خاطرش خورسند باد	[illegible]

حکمت نوکر کو چاہئے کہ وہ اپنے آقا کی خدمت گذاری [illegible] میں ہمیشہ حاضر و سرگرم رہے ہر کام میں دیانت داری و خیر خواہی کو مقدم سمجھے حق نمک پہچانے مالک کو مالک جانے [illegible] +

ہیں سگ مستحکم دیانت پر مدام	[illegible]
ہے عزیز خلق مرد خیر خواہ	[illegible]

حکمت شجاعت کے متعلق دس چیزیں ہیں اول [illegible] یا مدح یا مذمت کو یکساں جاننا دوم تقویت یعنی [illegible] وقت گھبرانا

تو سہی دشمن سے نہ ڈرنا **سوم** سکون یعنی ہر حالت مین مستقل رہنا آچکا کام
کل پر نہ چھوڑنا **چہارم** ضبط مزاجی یعنی جوش مین نہ آجانا غصہ کو ضبط کرنا دشمن پر
غلبہ پاکر درگذر کرنا **پنجم** ثبات اپنی دشمن کی جمعیت دیکھکر پریشان نہونا اور نیک
کام کرنے مین حریص رہنا **ششم** تحمل نیک کام کرنے مین **ہفتم** غیرت اور حمیت
قوم اور اقربا کی پرورش پر مستعد رہنا انکو غیر کا محتاج نہونے دینا اور انکی آبرو کا
محافظ رہنا **ہشتم** تواضع سب کو اپنے سے اچھا جاننا اور سب سے ہموار
پیش آنا **نہم** علو ہمتی اچھے اعمال و اخلاق کی طرف راغب رہنا بدعادتوں سے
باز رہنا خدا و ند عالم کی راہ مین زر نثار کرنا کسی کی بھلائی کے لئے اپنے آپکو تکلیف
مین ڈالنا **دہم** رقت لوگون کی پریشانی و غمگینی کی حالت دیکھکر غمگین و پشیمان
ہونا کسی کی بدحالت دیکھکر اپنے گناہ یاد کرکے رونا اور غم کرنا +

کبر انفس مین تقویت صبر و سکون	ہین یہہ سب مددگار در گزشتان
اور تواضع غیرت و حلم و ثبات	ہین اسی کے واسطے اندر جہان
اپنی ہمت اور تحمل سے ہمیش	کام کرتا ہے وہ یکتائے زمان

حکایت

بتقریب عید الفطر بیوی امیر المومنین عمر بن عبد العزیز رح کی بی بی نے آپ سے
شکایت کی کہ یا امیر المومنین آپکے تخت نشینی مین ہمنے کچھ بھی فائدہ نہین اٹھایا
اور مزہ نپایا دیکھو محلے کے لوگون نے اپنے لڑکون کے لئے نئی نئی پوشاکین اور
اور عمدہ عمدہ لباس تیار کرایا ہے مگر ہمارے لڑکے وہی پھٹے پرانے پیوند لگے ہوئے

کپڑے پہنتے ہیں جلکہ نہایت شرم آتی ہے اس پر آپ [illegible] بیت المال کو رقعہ لکھا کہ ہمارا حق خلافت مقدار ایک مہینہ پیشگی بھیجو [illegible] بیت المال نے عرض کیا کہ تعمیل حکم میں تو کچھ عذر نہیں مگر یا امیر المومنین [illegible] یقین ہو کہ آپ ایک مہینہ تک زندہ رہیں گے [illegible] کا حق [illegible] سے فرمایا یہہ سچ ہے اور آپ نے اپنی بی بی سے [illegible] جنت میں پوشاک لطیف تیار ہے یہان [illegible]

فائدہ حضرت سیدنا امیر المومنین علی [illegible] خلافت میں تھا خلافت ایک لاکھ تیس ہزار [illegible] سالانہ [illegible] زمانہ تک مسلسل فتوحات جدیدہ ہوئے اور [illegible] خلافت [illegible] لیکن عمر بن عبد العزیز نے اپنا حق بیت المال سے [illegible] نہیں لیتے تھے بلکہ جس وقت وہ صاحب تخت خلافت ہوئے [illegible] بھی داخل بیت المال کر دیا آپ کے فضائل اور کمالات جو [illegible] نے لکھا ہے اوس سے یہہ امر ثابت ہو سکتا ہے [illegible]

نکتہ بادشاہ وہ ہے جو کسی کے آگے دست سوال نہ پھیلانے [illegible] وہ ہے جو خودی کے دام میں اسیر نہ ہو [illegible]

نیک وہ ہے جو نہیں کرتا بدی	دوست دشمن [illegible]
شاہ کہتے ہیں اوسے شاہ و گدا	[illegible]

نکتہ سخی وہ ہے جو اپنا مال [illegible] حاجتمند کی امید [illegible] کو رفق جانے اور ان کے مال کی حفاظت [illegible] نقصان [illegible]

بہ بخشد چون مسکینان سخی مال	ندارد در عوض امید احسان
ہمیشہ مال خود را وقف داند	بمال دیگران باشد نگہبان

حکایت

امیر المومنین عمر بن عبد العزیز کو معلوم ہوا کہ مسلمہ بن عبد الملک کے باورچیخانہ مین روزانہ ایکہزار درہم صرف ہوتا ہے آپنے ایک روز انکو پیغام بھیجا کہ آج کھانا ہمارے ساتھہ کھائین اور آپنے اُس روز ہر قسم کا کھانا بتکلف پکوایا منجملہ اور کھانون کے آش مسور کی پیاز و روغن زیتون سے چرب کی ہوئی آپکے خاصہ کی تھی آپنے مسلمہ کو اتنا باتون مین لگایا کہ اُنپر بھوک کا غلبہ زاید ہو گیا اور آپ نے پیشتر ہی سے خدام کو کہہ رکھا تھا کہ جب مین کھانا مانگون تو قبل اسکے کہ اور کھانے لاؤ پہلے وہی مسور کی آش سے آنا پس خدام نے پہلے وہی آش پیش کی مسلمہ کو بھوک تو خوب ہی لگی تھی وہ آش پیٹ بھر کر کھائی کہ اور کھانیکی گنجایش نرہی جب تکلف اور پر ذایقہ کھانے چنے گئے تب عمر بن عبد العزیز نے مسلمہ سے کہا کہ ہاتھہ کیون کھینچا عمدہ کھانا تو دسترخوان پر اب آیا ہے مسلمہ نے عرض کیا یا امیر المومنین مین خوب کھا چکا ہون اب اور کھانیکی گنجایش نہین ہے عمر بن عبد العزیز نے فرمایا سبحان اللہ تم صرف اس مسور ہی کی آش سے شکم سیر ہو گئے جس مین ایک ہی درہم کی خرچ سے دس آدمی شکم سیر ہوتے ہین پھر ایک ہزار درہم جو تم ہر روز اپنے باورچیخانہ مین بیجا صرف کرتے ہو کتنا بڑا اسراف ہے خدائے پاک سے ڈرو کہ قیامت کے دن تمہارا نام مسرفون مین لکھا جائے اگر وہی مال جو اس طرح بیہودہ اور بے موقع

خرچ کرتے ہو وہی ارباب احتیاج پر صرف کرتے [illegible] تنگ [illegible] ان مسکینوں
کو کھلاتے تو آخرت میں تمہارے کام آتا اور خدا [illegible] تم سے خوش ہوتے
سلیم نے عرض کیا کہ انشاء اللہ اب ایسا ہی کرونگا +

نکتہ کھانا اسقدر کہ اشتہا رفع ہو جاوے [illegible] پانی [illegible] تشنگی [illegible]
پوشاک ایسی پہننا کہ بدن برہنہ نرہے [illegible] اسکے
انسان کی حاجت روائی اور ضروری آسایش [illegible] کافی ہے [illegible]
کھانا اور معطر اور سرد شربتوں کا پینا [illegible] بلند محلوں
کا بنانا سراپا اسراف ہے +

گذارہ کرلو اس دنیا میں بیشک تکلف جتنے تم کرتے ہو چھوڑو	[illegible]

حکمت صرف کرنا تین قسم پر منقسم ہے **اول** [illegible] کی
رعایت چاہیئے اول یہ کہ دل کی رضامندی سے [illegible] دوسرے
ایسے کو دے جو بسبب شرم کے کسی سے سوال نکرسکتا ہو [illegible]
سچے دیگر احسان نرکھے دوم خرچ ضروری اسمیں بھی [illegible]
فرزند وغیرہ متعلقین کو دینا اور اپنے کھانے پینے [illegible] صرف
کرنا دوسرے فائدہ کی امید پر کسی امیر دولتمند کی خدمت میں [illegible]
دفع ضرر کیلئے صرف کرنا یعنی جب اپنی جان پر آفت [illegible]
اندیشہ ہو جاوے تو خرچ کرنا پس دو قسم اول [illegible]
لحاظ رکھنا ضرور ہے مگر تیسری قسم میں [illegible]

صفائقہ نہین ہے کہ اُسکے خرچ کرنے مین آبرو کا خوف ہے تیسری قسم تواضع وانعام ومہمانداری ودوست نوازی وغیرہ اس قسم کے اخراجات بھی اچھے ہین مگر حیثیت کا لحاظ اسمین بہی ضروری امر ہے +

مناسب خرچ جو کرتا ہے کرے — اڑا بیجا نہ ہرگز دولت و مال
نہ اسراف یا امساک اس مین — مگر رکھ اعتدال اسمین بہر حال

حکایت

فاطمہ بنت عبد الملک بن مروان منکوحہ عمر بن عبد العزیز کی ملکیت مین ایک لونڈی تھی جسکے ساتھ آپ کو عشق پیدا ہوگیا تھا آپنے اُسکو اپنی بی بی سے مانگا کہ اسکو ہبہ کردین فاطمہ نے بسبب غیوری اور حسد کے ندی اور جب آپ تخت نشین ہوے تو فاطمہ اوسکو لباس تکلف سے آراستہ پیراستہ کرکے آپکے پاس لائین اور کہا کہ اسکو مین نے بخوشی آپ کو ہبہ کیا آپنے اوس سے جب خلوت کرنا چاہا تو پہلے اُس سے فرمایا کہ کپڑے اوتار ڈال جب اُس نے سارے کپڑے اوتارے خلیفہ نے کہا اگے بتا کہ تو پہلے کسکی ملکیت مین تھی اور فاطمہ کے پاس کیونکر آئی اوس نے عرض کیا کہ حجاج بن یوسف نے عامل کوفہ کا تمام مال ومتاع ضبط کرلیا تھا مین بھی اوسی عامل کی ملکیت مین تھی مجھکو حجاج نے عبد الملک بن مروان کے پاس بھیجدیا اور مین کم عمر تھی عبد الملک نے مجھے اپنی بیٹی فاطمہ کو ہبہ کیا آپنے پوچھا اب وہ عامل کہان ہے اُس نے کہا وہ مرگیا پھر آپنے پوچھا کہ آیا اب اور کوئی اُسکی اولاد مین سے ہے اوس نے کہا ہان فی الحال ایک لڑکا

فرزند وہ بھی مفلس اور برے حال میں ہے آپ نے اس لونڈی سے مواصلت
نکی اور فرمایا کہ اپنے کپڑے پہن لے اور اسی وقت عبدالحمید عامل کوفہ کو
نام حکم صادر فرمایا کہ ناہید کو بذریعہ برید جلد دار الخلافت میں بھیجو جب حضور
اعلیٰ میں باریاب ہو چکا تو آپ نے اس سے پوچھا کہ حجاج نے تمہارے باپ کا کیا کیا
مال ضبط کیا تھا جو اس نے بتلایا وہ سب بیت المال سے اسکو دلوا دیا اور وہ لونڈی
بھی اسکے سپرد کی اور فرمایا کہ تم کمسن ہو احتیاط کرنا ایسا نہ ہو کہ تمہارے
باپ کے تصرف میں نہ آئی ہو اس نے عرض کیا یا امیر المومنین میں نے یہ لونڈی خوشی
آپ کو ہبہ کی مگر آپ نے نامنظور کیا پھر اس نے عرض کیا کہ یا امیر المومنین میری
نذر قبول نہیں فرماتے ہیں تو اسکو مجھ سے مول لے لیں آپ نے فرمایا اگر میں ایسا
کرونگا تو اس آیت کریمہ کے مضمون میں داخل نہ ہونگا۔ وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ
رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَى فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَى

نکتہ اپنے نفس کو محکوم رکھنے والا کسی کا محکوم نہیں ہوتا ہر شخص اسکا حکم مانتا اور وہ سب پر حاکم

	اگر حاکم شوی بر خود دل		بملک ہر دو جہان باشی شہنشاہ
	کنی بر نفس نادان اگر حکم		باقلیم جہان باشی شہنشاہ

پند تنگی و تنگدستی کی حالت میں کسی مفلس محتاج کا حال نہ پوچھو ورنہ اسکی خبر گیری کرو

	نہ پوچھو حال زار تنگدستان		زبان تقدیر میں انکی نہ کھلواؤ
	وگر پوچھو تو اس حالت میں پوچھو		کہ کچھ اپنے ہاتھ سے فیض پہنچاؤ

حکایت

بنی امیہ نے مصالح ملکی کے لحاظ سے سب اہل بیت نبوت جائز کر رکھا تھا

کہ خطبوں میں الفاظ سب و شتم خلیفہ چہارم و آل فاطمہ رضہ کے نسبت درج ہو گئے تھے
اور خطیب منبروں پر اون الفاظ کو بقدرت ادا کرتا تھا جب عمر بن عبد العزیز سریر آرائے
خلافت ہوئے تو آپ نے اُس بدعت شنیعہ اور طریقہ مذمومہ کو بیخ ہی سے خارج کیا
کہ لوگوں کی ہمتیں پست ہو گئیں اور وہ رسم مذموم ہمیشہ کیلئے نیست و نابود ہو گئی تدبیر
یہہ تھی کہ عمر بن عبد العزیز نے ایک یہودی طبیب کو جو بظاہر دربار رس اور مصاحب
خلیفہ تھا مخفی طور پر کچھہ تعلیم کر رکھا تھا ایک دن وہ یہودی دربار عام دار الخلافت
میں جہاں تمام خاندان بنو امیہ اور آل مروانی حاضر تھے خلیفہ سے درخواست کی کہ
آپ اپنی صاحبزادی کے ساتھ میرا نکاح فرما دیجئے کل مدار سلطنت اور خاندان بنی امیہ
یہہ جملہ سنتے ہی دست بقبضہ ہو کر افروختہ ہو گئے عمر بن عبد العزیز نے بنرمی اُس سے
فرمایا کہ یہہ امر کیونکر ہو گا کہ میں مسلمان ہوں اور تو یہودی ہماری شریعت اس امر کو
جائز نہیں رکھتی ہے یہودی نے عرض کیا کہ آپ کے پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ
وسلم نے اپنی صاحبزادی کا نکاح امیر المومنین سیدنا علی بن ابی طالب
کرم اللہ وجہہ کے ساتھ فرمایا ہے عمر بن عبد العزیز نے کہا وہ بہت بڑے عظما سے
ملت محمدی سے تھے یہودی نے عرض کیا پھر ایسے شخص کے نسبت خطبوں میں
ایسے الفاظ نا ملایم کیوں پڑھے جاتے ہیں عمر بن عبد العزیز نے رؤسائے شام
و اہل خاندان بنو امیہ کو مخاطب کرکے فرمایا کہ تم لوگ اس یہودی کا جواب دو اُن
لوگوں سے کوئی جواب بجز سکوت بن نہ پڑا پس اُسی وقت عمر بن عبد العزیز نے
حکم قطعی نافذ فرمایا کہ خطبوں سے وہ الفاظ ناسزا بالکل نکال ڈالے جائیں اور بجائے

اور ان الفاظ کے اس آیت شریف کی تلاوت کریں ان اللہ یامر بالعدل والا
حسان وایتاء ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی
چنانچہ اب تک تلاوت اس آیت شریفہ کی خطبوں میں جاری ہے ۔

نصیحت بدکلامی سے زبان کو نجس نکرو نصیحت سنکر کانوں کو پلید نبناؤ نیکی
محبت دلمیں رکھکر کافر نہ کہلاؤ +

خوار ہوگا مرد بدگفتار اگر	نیک بندوں سے بھلائی آئیگی
نیک کو نیکی ملیگی عاقبت	اور بدوں پر آ[illegible] آئیگی

تذکرہ مہر میں عمر بن عبد العزیز کے عہد میں [illegible] آئندہ تھا ۔ اور حاجب
آپکے تین شخص تھے ایک آپ کا غلام جسکا نام حسن تھا اور دوسرا [illegible] مزاحم
اور دو شخص منشی تھے ایک لیث بن ابی رقیہ دوسرے [illegible] ابان حیات تھے مکہ میں اور
کوتوال آپکے عمرو بن یزید بن قیس سکسکی تھا اور عبد اللہ بن سعد الایلی قاضی
عمر بن عبد العزیز رحمۃ نے دیر سمعان جو حمص کی زمین سے ہے وہاں پر سنہ ایک سو ایک ہجری میں
وفات پائی کل انتالیس برس ایک مہینہ کی عمر میں دو برس پانچ مہینے مسند
خلافت رہے سیابک الذہب میں آپکو خلیفہ صالح لکھا ہے شافعی نے [illegible] لکھا ہے
اور حضرت سفیان ثوری رحمۃ نے لکھا ہے کہ خلفاء راشدین پانچ ہیں یعنی
حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر بن خطاب اور حضرت عثمان غنی اور حضرت سیدنا
علی ابن ابی طالب رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اور عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ
اخراج کیا ہے اس روایت کو ابو داؤد نے اپنے سنن میں [illegible] جو شخص
حلوان ایک قریہ ہے مصر میں وہاں آپ تولد ہوئے جب عبد العزیز بن مروان

آپکے باپ مصر کے حاکم تھے باختلاف روایت سنہ ٦١ھ یا سنہ ٦٣ھ مین اور ماں آپکی
ام عاصم حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی پوتی تھین اورنانا اون کے
عاصم بن سیدنا عمر بن خطاب رضہ تھے اورنانی آپکی وہ لڑکی تھی جسکو دودھ مین
کسیوقت انکی ماں نے کہا تھا کہ اس مین پانی ملادے تو اُس نے جواب دیا تھا کہ امیر المومنین
سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دودھ مین پانی ملانیکو عموماً منع فرمائی ہے
ماں نے کہا کیا اسوقت امیر المومنین یہان کھڑے دیکھتے ہین لڑکی نے جوابدیا کہ
قسم ہے خدائے پاک کی یہہ مجھسے ہرگز نہوگا کہ ظاہر مین اونکی تابعداری کرون اور
مخفی اونکی نافرمانی چنانچہ اتفاقاً جناب فاروق اعظم رضہ بھی کہین قریب اسکے
رونق افروز تھے اُن دونون کی تقریر آپکے گوش حق نیوش مین پڑی اور اُس
لڑکی کی فطانت سے متعجب اور خوش ہوکر اپنے فرزند عاصم رضہ کے ساتھ منگنی قرار
دیکر نکاح فرمادیا تو اون کے پیٹ سے ام عاصم یعنی عمر بن عبدالعزیز کی ماں پیدا ہوئین
نکتہ چار صفتون سے انسان نیک بختون مین شمار ہوتا ہے اولاً منصف مزاجی
اور انصاف پرستی **ثانیاً** واقفیت اور باخبری **ثالثاً** کم گوئی اور کم خوری اور
کم خوابی **رابعاً** حلم اور تحمل ٭

درگذر کرتے نہین انصاف سے	بندگان منصف سینہ صفا
باخبر رہتے ہین سب کے حال سے	مہربان سب پر ہین مردان خدا

ابوجعفر عبداللہ منصور بن محمد بن علی بن عبداللہ عباس رضی اللہ عنہ

آل عباس کا دوسرا خلیفہ ہے اس نے سنہ ۱۳۶ ہجری مین خاتم خلافت پائی تشخیص

بڑا دور اندیش اور شجاع تھا عزم و استقلال آبائی ترکہ تھا علاوہ حکومت جو بطور
میراث تھی لہو و لعب سے متنفر رہتا عادل و کریم و رفیق مصنفین خالق سے عطا
فرمائی تھین اسی نے پیشتر کتاب کلیلہ و دمنہ کا ترجمہ سریانی زبان سے عربی
مین کرایا اور قانونی کتابین بھی رومی و فارسی سے منقول کرائی ہین اسکو مورخین
نے منصور دوانقی بھی لکھا ہے ٭

فائدہ دوانیق پچھلے زمانہ کا بہت ہی چھوٹا سکہ تانبے کا ہوتا تھا جو مانند
مثل ہندوستانی کوڑیون کے چلتا تھا عوام مین درمس دوانیق
دوانی مشہور تھا چونکہ منصور عمال سے کوڑی کوڑی کا حساب لیا کرتا تھا
اسی سبب سے دوانقی لقب پڑگیا اور خلیفہ منصور کے یادگار ایک بہت بڑا شاندار
شہر بغداد ہے جسکا وہ بانی ہے پہلے اس مقام پر نوشیروان کا ایک باغ تھا
جسکو باغ داد کہتے تھے کثرت استعمال سے بغداد ہوگیا اور بعض نے
مورخین نے یون لکھا ہے کہ بغ ایک بت کا نام تھا جسکو وہان کے مشرکین
پرستش کرتے تھے اور داد فارسی مین عطا کو کہتے ہین تو بغداد کے معنی ہوے
عطا بغ ۔ الحاصل وہ مقام پر فضا دجلہ کے کنارہ پسند تھا منصور نے پسند کیا
اسی مقام پر ۱۴۵ھ ہجری مین شہر کی بنا شروع ہوئی جب بنیاد قائم ہوئی منصور نے
اپنے دست خاص سے رکھی حصار کی بنا نہایت مستحکم ہے جسکی بنیاد کا
عرض پچاس گز اور سر دیوار کا عرض بیس گز تھا ۱۴۹ھ ہجری مین بنا تمام
ایک کروڑ دینار اسکی بنا مین صرف ہوا ٭
منصور کے نسبت مورخین نے بہت سی حکایتین لکھی ہین وہ بہت منتظم شخص تھا

چنانچہ اسکا قول ہے +

قول بادشاہون کو اپنے رفقا اور مصاحبین کے جمیع امور خلاف ورزی کا تحمل ہوسکتا ہے مگر تین چیزین ہرگز قابل برداشت نہین **اولاً** شرکت ملک **ثانیاً** افشاء راز **ثالثاً** خیانت حرم مین - اور جس شخص کے مزاج مین مروت زیادہ ہوگی اوسکو صعوبت اور دشواریان بھی بہت پیش آئینگی +

فائدہ ایک روز منصور نے اپنے رفقا اور مصاحبین سے کہا بادشاہ کو چار شخصونکی نہایت ضرورت پڑتی ہے جن کے بغیر انتظام مملکت کسیطرح نہین ہوسکتا جسطرح سے تخت بدون چار پایون کے قائم نہین رہ سکتا **اول** قاضی یعنی حاکم عدالت کہ انفصال مخاصمات وفصل خصومات بغیر مداہنت وارتشا کے عدل وانصاف سے کرے **دوم** کوتوال کہ ضعیف کو قوی کے ظلم سے بچائے اچھونکا دوست رہے اور بدون کا دشمن **سوم** محصل خراج جو رعایا سے بغیر ظلم وسختی خراج وصول کرے **چہارم** وقایع نگار جو ان تینون کے اعمال کی سچی خبر دین +

فائدہ بصرے کے قاضی نے سید حمیری کی سعایت مین ایک عرضی خلیفہ منصور کی خدمت مین لکھی اوس عرضی کو منصور نے بدین شرح واپس کر دی جعلناک قاضیا لا ساعیا ہمنے تمکو قاضی مقرر کیا ہے کچھ چغلخوری کیواسطے نہین مقرر کیا ہے +

نکتہ لوگون کی شکایت وغماضی کرنا سخت عیب ہے اور برائی کرنے مین جلدی نکرنا چاہئے بلکہ اپنے نفس کو جسقدر رک سکے اسکے کرنے سے روکنا چاہئے اور ایسی کوشش کرنا چاہئے کہ کسی نہ کسی طرح سے وہ عمل تم سے سرزد نہو نے پائے

بند کن لبہا ز خویش از گفتگو	گر نداری بر زبان حرف نیک
در سخن گویا مشو چون ابلہان	تا نباشد در دلت جز نیک

حکایت

ایک دن خلیفہ منصور اپنے مصاحبین کے ساتھ قریب ایک چشمہ خاص کے بیٹھا
بیٹھا تھا ایک تیر اوسکے سامنے گرا دیکھا تو اوس تیر پر ایک شعر لکھا تھا کہ ایک
شخص مظلوم ہمدان کا رہنے والا محبس میں قید ہے منصور نے فوراً آدمی قیدخانہ
میں بھیجا کہ شخص ہمدانی کو جلد حاضر کریں لوگ گئے دیکھا کہ محبس کے ایک گوشہ میں
ایک شخص روبقبلہ بیٹھا ہوا اس آیت کی تکرار کر رہا ہے وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا
أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ ﴿ ترجمہ اور قریب ہے کہ جان لینگے وہ لوگ جنہوں نے
ظلم کیا ہے کہ کس کروٹ وہ پلٹینگے انہوں نے اوس شخص سے پوچھا کہ تم
کہاں کے رہنے والے ہو قیدی نے کہا ہمدان کا رہنے والا ہوں تب اوسکو خلیفہ
منصور کے سامنے لائے منصور نے سرگذشت پوچھی ہمدانی نے عرض کیا کہ مین
ایک بزرگ خاندان و اشراف ہمدان سے ہوں آپکے عامل نے جو ہمدان میں
مقرر ہوا ہے اوس نے میری ریاست اور کل جائداد جو میرا اصل تھا
غصب کر لی ہے اور اس خوف سے کہ میں دارالخلافت میں فریاد کرونگا مجھکو
محبس میں بھیجدیا اور مجھپر ناحق جرم بغاوت اور شرارت کا مقدمہ قائم کیا منصور نے
پوچھا تم کتنے عرصے سے قید ہو اوس نے عرض کیا چار سال سے اس
خلیفہ نے خارجی طور پر دریافت کر لیا تو ظلم ستمہ عامل نے ماگذرہ پا یا گیا فوراً

اسکی بیڑیان کٹوا دین اور فرمایا کہ اے شیخ تمھاری ریاست مع زرچار سالہ خراج تمکو واپس دینے کا حکم دیدیا ہے اسکے سوا ہمنے تمکو ہمدان کا عامل بھی مقرر کیا تم جاکر اُس عامل معزول سے جس نے تمپر ظلم کیا ہے جسطرح چاہو بدلا لیلو اُس مرد مظلوم نے عرض کیا یا امیر المومنین ریاست میری جو مسترد ہوی وہ تو مین نے قبول کی لیکن ہمدان کی حکومت قبول کرنیکی لیاقت نہین رکھتا اور عامل نے جو مجھپر ظلم کیا ہے وہ مین نے معاف کیئے تب منصور نے اوسکو خلعت عنایت فرمایا اور اُس حاکم ظالم کو مورد عتاب و خطاب کیا ✤

حکایت

ایک شخص نے منصور پر خروج کیا تھا جب وہ گرفتار ہو کر آیا غصہ کی حالت مین منصور نے گالی دے بیٹھا اوس نے کہا کہ کل تک ہم اور تم تلوار سے اپنی قسمت آزمائی کررہے تھے تم کو خدا نے مجھپر نصرت دی آج مین اس بیکسی و مظلومی کے حالت مین جب آپ کے سامنے کھڑا ہون تو آپ نے تیغ زبان کے جوہر دکھائے اگر مین بھی اپنی شمشیر زبان کو غلاف سے نکالون تو آپ نادم اور پشیمان ہون گے خلیفہ منصور یہہ بات سنکر بہت پشیمان ہوا اور اُس کا قصور معاف فرمایا مگر ایک برس تک اُس سے ترک ملاقات کی ✤

نکتہ بدآدمی اگر اپنے اختیار کے وقت بدی کرچکا ہو تو نیک کو چاہیئے کہ جس وقت وہ اختیار پائے مکافات سے درگذر فرمائے ورنہ فریقین مین کچھ بھی فرق نہ ہوگا اور نیک و بد مساوی ہو جائین گے

مرد باطن گر اپنے وقت پر		کرچکا ہو نیک بندون سے بدی

نیکون کو لازم ہے وقت نیکیا	کچھ نہیں ہے جز بقیہ نیکی

فائدہ بعض نے داستان خلیفہ منصور سے [illegible] جمع کیا کہ یا امیر المومنین
ایک دولتمند امیر مر گیا اور اوسکی اولاد نابالغ ہے اگر اوسکی میراث ضبط ہو کر داخل
سرکار کر لی جائیگی تو سلطانی خزانہ کا بہت نفع ہو سکتا ہے تب منصور نے فرمایا کہ
جو شخص خلافت روئے زمین سے جو اللہ پاک کی عطا ہے سیر نہ ہو تو وہ مسلمانوں
کے مال سے کب سیر چشم ہوگا ـ

پند اپنے خدا سے دائمی تونگری ہمیشہ کی زندگی [illegible] و دولت
طلب کر جسے زوال نہ آسکے ٭

دائمی دولت کا کر تو سوال	[illegible]
جسکے آخر میں نہو ذلت [illegible]	[illegible]

حکایت

ایک روز خلیفہ منصور کو سے پر آمد تھا ایک بوڑھے فراش سے کام میں مشغول
تو منصور نے اسکو بلا کر پوچھا کیا سبب ہے کہ ارباب حکومت و دولتمندون
کی بڑی عمر نہیں ہوتی ہے اوس نے عرض کیا یا امیر المومنین حکمرانوں اور اہل
فرمان رزق مقسوم دنیا ایک ہی بار حاصل کر لیتے ہیں [illegible] نہیں
ہوتی اور مفلس لوگون کو تھوڑا تھوڑا ملتا ہے اسلئے [illegible] رزق مقسوم
پورا ہونے کو اونکی عمر بھی بڑھ جاتی ہے خلیفہ منصور [illegible] نے خوش ہو کر
تین سو درہم اسکو انعام دیا ایک ہفتہ کے بعد وہ بوڑھا فراش کی جگہ

ایک لڑکے کو کام کرتے دیکھا خلیفہ نے اوس لڑکے سے پوچھا وہ بوڑھا کہاں ہے اوس نے عرض کیا یا امیر المومنین اوس نے قضا کی اور مین اوسکا بیٹا ہون منصور نے کہا تیرے باپنے سچ کہا تھا جب وہ اپنا رزق پا چکا تو مرگیا ❊

نکتہ دو باتین عقل کے برخلاف ہین **ایک** مقسوم سے زیادہ رزق پانا +
دوم اجل کے آنے سے پہلے مرجانا +

رزق جب ہے مقسوم ملنیکا نہین	مرگ آتی نہین قبل از اجل
وقت پر انجام پاجاتے ہین کام	باتین ہو جاتی ہین پوری برمحل

تذکرہ منصور کی طبیعت تفاول اور تطیر و سعد و نحس کے طرف مایل تھی اور چند روز قبل از انتقال یہہ دو شعر منصور کی نظر سے گذرے

ابا جعفر جاءت وفاتك وانقضت	سنوك وامر الله لا بد واقع
ابا جعفر هل كاهن لك ومنجم	لك اليوم من ضرب المنية مانع

خلاصہ مطلب ان شعرون کا یہہ ہے کہ یا ابا جعفر تمھاری وفات آپہونچی اور تمھارے عمر کے سال تمام ہوے اور حکم خداے پاک کا خواہ مخواہ واقع ہوگا پس آیا کوئی کاہن یا منجم تمھارے پاس ہے جو آج تمکو موت کے پنجہ سے چھڑا سکے منصور اسکو دیکھکر مغموم اور متاثر ہوا اور انہین دنون بارادہ حج بیت اللہ شریف بغداد سے کوچ کرکے قصر عبدویہ مین اترا - اور صبح کے وقت ایک ستارا ٹوٹا جسکی روشنی مثل آفتاب کے تھی الغرض منصور اپنے فرزند کو بلاکر امور مالی اور ملکی مین وصیت اور نصیحت کرکے کوفہ سے ایک منزل روانہ ہوا ہی تھا کہ بیمار ہوگیا اور بیر میمون خارج از حدود مکہ معظمہ چھٹی ذیحجہ سنہ ۱۵۸ھ ہجری مین

بحالت احرام پیٹ کے درد سے انتقال کیا [illegible] کے
باب شعب مین مدفون ہوا چونسٹھ برس کی عمر [illegible] بائیس سال سات دن کم
سلطنت کی منصور کے مہر کا کندہ [illegible] اتق اللہ فانک تردنا تعلم [illegible] تھا حاجب
اونکا عیسیٰ بن نجیح اور سلیمان بن خالد ہوا [illegible] تھا -

ابو عبد اللہ محمد المہدی بن ابو جعفر المنصور محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس رض

یہہ تیسرا خلیفہ آل عباس سے ہوا ہے اس شخص نے [illegible] مین بہت کوشش
کی اور ظالمون کے ظلم و ستم سے لوگون کو بچایا [illegible]
کے دامن کو بھر دیا اور اسکی قدردانی اور جوہر شناسی سے [illegible]
اہل کمال بغداد مین جمع ہوگئے اور شہر بغداد [illegible]
اسکے عہد خلافت کو عیش اور امن کا گہوارا سمجھتے تھے [illegible]
تھا یہہ اوّل خلیفہ گذرا ہے جس نے ملاحدہ اور زنادقہ کے [illegible] مین کتابین
علمار اسلام سے لکھوائین ✦

روضۃ الصفا ناطق ہے کہ مہدی تخت خلافت پر بیٹھا [illegible] قیدیون
کے رہائی کیلئے باستثنا [illegible] کے نافذ کیا ✦

اور مروج الذہب مین مذکور ہے کہ [illegible]
جو خزانہ دار الخلافت مین جمع تھا [illegible]
نے کل کنجیان خلیفہ مہدی کے سامنے رکھدین و عرض کیا [illegible]
خالی پڑے ہین یہہ کنجیان اب کس مصرف کی ہین [illegible]

کہ اسقدر کثرت سے سامنے ملکون سے تحصیل کا روپیہ دار الخلافت مین آیا کہ خزانہ دار
کو اوسکے رکھنے اور اوٹھانے کے سبب سے کئی دن تک فرصت نملی کہ خلیفہ
مہدی کے دربار مین باریاب ہوسکے جب وہ فارغ ہوچکا تو حاضر ہوا ۔
خلیفہ نے پوچھا کئی دن سے تم کیون نہین آئے اوس نے غیر حاضری کا
سبب عرض کیا مہدی نے کہا احمق کنجیون کے ہاتھ سے روبرو رکھنے سے
ایسا تھی کہ خزانہ خالی ہے عطا کہان سے ہوگی دیکھا دینے والے نے کس
حکمت سے کیونکر اور کتنا دیا ✢

نکتہ چار چیزون سے چار چیزین حاصل ہوتی ہین **اولاً** خاموشی سے
بے خوفی یعنی **ثانیاً** سخاوت سے عزت و سرداری **ثالثاً** عبادت
سے قبول و قرب **رابعاً** شجاعت سے مال و دولت ✢

چپ سے ہو جاتی ہے حاصل یمنی	اور سخا سے عزت و فخر و کمال
پاوگے تم بندگی سے قرب حق	اور شجاعت سے مضاعف ملک و مال

فائدہ خلیفہ مہدی نے اطمینان امور مملکت کے بعد ارادہ حج کا کیا اور ایک
بہت بڑا لشکر ہمرکاب لیگیا کئی ہزار آدمیون کو آمد و رفت کے مصارف مرحمت
فرمایا پانسو چہار شتر صرف برف و یخ کے لئے ہمراہ تھے ۔ اگلے خلفا جب حج
کرنیکو جاتے تھے بیت اللہ شریف پر ایک غلاف نیا بنوا کر چڑھواتے تھے
وہ سب جمع ہوتے ہوتے دیوار اور چھت پر بڑا بوجھ ہوگیا تھا مہدی نے وہ کل
غلاف اوترواکر فقرا اور مسکینون کو تقسیم کرا دیا اور دیوار و سقف کو مشک و عنبر
سے معطر کراکے دو غلاف زربفت کے ڈالدئے ۔ پھر مدینہ منورہ کی آیا

لوگیا اور ہر ایک سائل کو اپنے جود و کرم سے مالا مال کر کے [illegible]
واپس آیا دو لاکھ دینار اور تین لاکھ درہم اس سفر میں خرچ ہوا ۔

نکتہ سائل کو خوش کرنا چاہیے اور احسان ماننا چاہیے کہ اسی کے سبب سے تم کو سخاوت
کرنے میں مدد دی اگر سائل نہوتا تو تم سخی نکہلاتے

ہے یہہ سائل کی مروت سر بسر	تیرے سر پر یہ احسان حق کا [illegible]
لے گیا وہ راہ حق پر تیرا مال	جس سے تو دنیا میں کہلایا سخی

فائدہ رعایت و سیاست بغیر دو امر کے ناقص ہے اول سخاوت ہے
دوم شجاعت بلکہ دین اور دنیا دونوں کی اصلاح بغیر ان دو کے نہیں ہوسکتی
اسلئے قانون قدرت جسکو ان دونوں سے متصف پاتا ہے اپنا نائب در روی
زمین پر گردانتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا ما لکم اذا قیل لکم
انفروا فی سبیل اللہ اثاقلتم الی الارض ارضیتم بالحیوۃ الدنیا من الآخرۃ
فما متاع الحیوۃ الدنیا فی الآخرۃ الا قلیل الا تنفروا یعذبکم عذابا الیما
ویستبدل قوما غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم وقال اللہ تعالیٰ لا یستوی
منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم درجۃ من الذین
انفقوا من بعد وقاتلوا۔ ان آیتوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جب ایک
قوم موافق حکم خدا کے کام نہیں کرتی تو خداوند عالم اوسپر دوسری قوم کو
مسلط کرتا ہے۔ جب تک اعتدال کے ساتھ سخاوت و سیاست اپنے اپنے
محل میں صرف ہوتی ہے بادشاہ اور رعیت دونوں اپنی حالت پر قائم رہتے ہیں
ملک آباد اور رعیت شاد رہتی ہے رحم و کرم خاصہ بادشاہ عادل کا ہے جس میں

جبہ صفت بدرجہ کمال ہوتی ہے اوسکی سلطنت بھی قوی اور مستحکم ہوتی ہے
جو بادشاہ ظالم یا بخیل ہوتا ہے لشکر نالان رہتا ہے اور ملک تباہ اور ویران
ہوجاتا ہے ملک کی تباہی رعیت کا افلاس سلطنت کی بنیاد متزلزل کرنیوالا ہے

حکایت

مہدی کے وقت مقنع نام ایک مشعبد نے ماوراالنہر مین خدائی کا دعوی کیا بہت سے جاہلون کو اپنا معتقد بنا لیا وہ بڑا شعبدہ باز تھا چنانچہ اوس نے ایک طلسم چاہ نخشب مین بنایا تھا کہ کنوے سے ایک مدور اور روشن چیز نکلتی تھی جس سے دو فرسخ مربع تک روشن ہو جاتا تھا جو شعرا کی زبان پر ماہ نخشب مشہور ہے خلیفہ مہدی نے ایک جرار لشکر اوسکی سرکوبی کو بھیجا تو وہ بھاگکر قلعہ کش مین محصور ہوا مدت تک محاصرہ مین رہا محاصرہ کیوقت بھی وہ سرشام اندھیری راتون مین ایک مصنوعی چاند چاہ نخشب سے نکالکر آسمان کے نیچے نمودار کر دیتا تھا جسکی روشنی دو دو فرسنگ تک جاتی ایسے ایسے اور بھی شعبدے دکھلاکر اپنی خدائی کا ثبوت دیتا مگر لشکر اسلام اوسکے دم مین نہ آیا اور محاصرہ مین اوسکو سخت تنگ کیا جب اوس نے اپنی رہائی کا کوئی رستہ نہ دیکھا تو پہلے اپنی ہمراہیون کو شراب مین زہر دیکر مار دیا اور اون کی لاشین تیزاب کے خمون مین ڈالکر گلا دین اخیر کو خود بھی ایک خم مین بیٹھکر تیزاب مین گل گیا اس عمل سے اوسکی غرض یہہ تھی کہ مرگ کے بعد بھی اسکے معتقد اعتقاد رکھین کہ ہمارا خدا مع ہمراہیون کے قلعہ کے اندر سے غائب ہو گیا ہے مگر یہہ فریب اوسکا کھل گیا کیونکہ اوسکی

ایک لونڈی نے جو قلعہ کے اندر تھی قتیبہ کو شراب پینے پر ملامت کرتے دیکھ لیا
تھا وہ شراب وس سے نہ پیکر چپ کے ایک گوشہ قلعہ مین جا بیٹھی تھی جب
وہ مرگیا تو اوس نے قلعہ کا دروازہ کھولدیا اور لشکر اسلام کو بلالیا ۔ حال
کہنا یا مسلمانون نے وہ شراب کے خم دیکھے تو کوئی لاشہ موجود نہ پایا صرف ان
لوگون کے بال پانی پر تیرتے ہوے نظر پڑے اور یقین انکا فورا ہوگیا کہ بیت
ملک چند سفید پوشون کا بیچ معدوم ہوا اونکا اعتقاد یہ تھا کہ اونکا قتیبہ آسمان
پر عروج کرگیا ہے ایک وقت معہود مین پھر نازل ہوگا ۔

نکتہ دعویدار ہونا ایسے دعوے کا جسکا ثبوت ممکن نہ ہو پوچ مغزی کی دروغ
گوئی کی نشانی ہے ؛

گر نباشد پیش تو دعوی ثبوت	[illegible]
گفتنش ناراست پیش اہل عدل	[illegible]

حکایت

ایکدن خلیفہ مہدی انتظام کیلئے جا مسجد [illegible] وقت پیش تھا [illegible]
پاس ربیع بن یونس ایک پرانے چیتھڑے کا ٹکڑا لئے ہوے آیا جس پر کچھ
لکھا ہوا تھا اور اوس پر مہر خلافت بھی تھی جو مہدی کے [illegible]
ربیع نے عرض کیا یا امیرالمومنین یہ عجیب واقعہ ہے ایک اعرابی نے مجھسے کہا
کہ مجھے بتاؤ ربیع بن یونس کہان ہین جو یہ چیتھڑے کا ٹکڑا مین ان کے پاس
لیجاؤن خلیفہ مہدی اوسکو ہاتھ مین لیکر [illegible]

اور پھر یہی میری کی ہوی ہے مین تم سے اسکا ماجرا بیان کرتا ہون کل مین
کچھرات باقی رہے شکارگاہ چلا گیا تھا جب صبح ہوی تو شدت سے پانی برسنے لگا
اور سب خدم وحشم مجھ سے اتفاقاً چھوٹ گیا اور مجھکو بھوکھ پیاس کی شدت ہوئی
چونکہ تمام کپڑے آب باران سے تر ہو گئے تھے اس لئے سردی نے بھی سخت ستایا اوسوقت
مجھے ایک دعا یاد آگئی جو مین نے اپنے باپ دادا سے سُنی تھی کہ وہ حضرت ابن عباسؓ
رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے تھے جو شخص شام وپگاہ یہہ دعا پڑھا کریگا جب کسی مصیبت
مین مبتلا ہو تو حرق وغرق وذوب کر مرنے سے یا اور کسی بری طرح کی موت سے اوسکو
اللہ تعالی محفوظ رکھتا ہے اور جس مصیبت مین مبتلا ہو نجات پاتا ہے وہ دعا یہہ ہے

بسم اللہ وباللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ جب مین نے یہہ دعا شروع
کی تو مجھکو دور سے ایک روشنی نظر پڑی مین اوسطرف جھپٹا اور دیکھا تو ایک اعرابی
اپنے خیمہ مین آگ جلا رہا ہے مین نے اوس سے کہا کیا ہماری ضیافت کر سکتے ہو
اوس نے کہا ہان کر سکتا ہون مین گھوڑے سے اوترپڑا اعرابی نے اپنی جورو سے
کہا جو کچھ رکھے ہین اوسکو پیسکر جلد روٹی پکا اور مین نے پانی مانگا تو اوس نے
مجھے دودھ دیا جسمین پانی ملا ہوا تھا مین نے پیا تو ایسا مزا ملا کہ مجھکو پھر کسی
شربت مین وہ ذائقہ نملا تھا ۔ اوس نے ایک مہین کپڑے کی چادر دی جسکو مین
اوڑھ کے سو رہا تو ایسا آرام ملا کہ پھر کبھی سونے مین ایسا آرام نہ پایا اور جب
میری آنکھ کھلی تو دیکھا کہ اعرابی بکری ذبح کر رہا ہے اور اوسکی جورو چیخ رہی ہے
کہ بڑی افسوس کی بات ہے تو نے ہمکو ہلاک کیا اسی ایک بکری پر تو ہماری زندگی
تھی جب ہمکو تو نے ذبح کرڈالا ابہلا اب اپنی معاش کی کیا فکر کروگے مین نے کہا کچھہ تم

تردد نکرو پھر مین نے بکرے کا کلیجہ پتھر پر سے نکالا اور آگ پر رکھدیا جب وہ بھن
گیا تو مین نے کھایا اور اعرابی سے کہا تم اپنا نام وغیرہ بتاؤ جو مین
اوس پر کچھ لکھون اوس نے مجھے یہ پتہ بتا دیا تو مین نے کوئلے سے اوسپر
یہ لکھا اور اپنی مہر بھی اوسی کوئلے سے کر دی پھر کہا کہ بیت المال مین جا کر یہ پرچہ
اوسکو پہونچا دو اوسمین لکھا تھا کہ پانچ لاکھ درہم اس اعرابی کو دیدینا خلیفہ
مہدی نے کہا مجھکو منظور پچاس ہزار درہم دلانا تھا مگر غیب سے پانچ لاکھ قلم
سے نکل گئے اب مین اوس سے کم نہین کر سکتا یہ رقم اوسکو دیدو اوسی وقت
اعرابی کو دیدیے گئے اور وہ اعرابی امیر کبیر ہو گیا اوس نے ایک بہت بڑا عمدہ
مکان بنایا اور وہ مکان اس نام سے مشہور ہو گیا کہ مکان مہمان امیر المومنین کا
حجاج اور مسافرین وہان آرام پاتے تھے ٭

تذکرہ سامرہ مین شیخ ابو محی الدین ابن العربی سے صاحب تاریخ الخلفا نقل
کرتے ہین کہ مہدی باللہ سنہ ۱۵۸ھ جب ہی مین سے منصور نے وفات پائی اوسکی جگہ
مین قضا کی ستائیس برس کی عمر پائی دس برس دو مہینے دس دن نیک نامی
سے سلطنت کی اوسکے عہد مین حسن بن اللہ نقیب تھا اور حاجب ربیع بن
یونس اور عبداللہ بن علاثہ و عافیہ بن یزید قاضی تھے اور ابو محمد فضل بن
ربیع و سلامۃ الابرش منشی تھے۔ مہدی کے انتقال کے متعلق مختلف روایتین
بعض مورخ نے لکھا ہے کہ اوسنے ایک شکار کے تعاقب مین گھوڑا دوڑایا جو ایک کنڈر
مین چلا گیا تھا اور اوسی کنڈر مین مہدی بھی گھوڑا لیگیا دروازہ سے اونچا تھا وہان پر
کوئی ایسا صدمہ پہونچا کہ فوراً روح پرواز کر گئی اور بعض مورخ نے لکھا ہے کہ ایک

لونڈی نے زہر دیکر اوسکا کام تمام کیا ❖

نکتہ اولاً شکار پیکار مردون کا کام ہے ثانیاً شکار جانے سے پہلے جنگل کی مصیبتون اور تکلیفون کو سوچ لینا چاہیئے نہ کہ صحرا مین جانے کے بعد غور کرنا چاہیئے ❖

ہے یہہ بہتر ابتدا سے کام مین	سوچ لو ہو جسطرح انجام کار
پہلے صحرا کے مصائب جانچ لو	شوق سے پھر جاؤ تم بہر شکار

ابی جعفر ہارون الرشید بن محمد المہدی بن ابی جعفر منصور دوانیقی بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس ؓ

یہہ پانچوان خلیفہ بنی عباس کا سب سے بڑا فصیح و بلیغ اور عالم و عابد تھا ایام خلافت مین بھی سو رکعت نماز پڑھا کرتا تھا اور اپنے محاوکات خاص سے روزانہ ہزار درہم خیرات کرتا ہمیشہ حج کیا اور مشایخ کے ساتھ صحبت رکھتا اور ریاکارون کا دشمن تھا اور اپنے گناہون پر اکثر رویا کرتا اور شاعرون کو انعام کثرت سے دیتا تھا۔

آل عباس مین یہہ خلیفہ نامور گزرا ہے - حق تو یہہ ہے کہ اپنے خاندان کا چشم و چراغ تھا - تمام اہل ہنر اسکے کمال پروری سے دار الخلافت بغداد مین کھنچ آئے اور ہر طبقہ کے اہل کمال اسکے دامن دولت مین پرورش پانے لگے ❖

مورخ تاریخ الخلفا نے لکھا ہے کہ ہارون رشید کی خلافت مین وہ محاسن جمع تھے جو دوسرے خلیفہ کو میسر نہ تھے وزراء اسکے آل برمک سے یحیی اور جعفر تھے کل خلافت کا کام اور سلطنت کا انتظام انہین کے رائے صائب پر چلتا تھا قاضی القضاۃ ابو یوسف تھے اور مروان بن ابی حفصہ سا شاعر ندیم تھا اور مصاحب

عباس بن محمد تھے اور حاجب فضل بن ربیع اور مغنی ابراہیم موصلی تھا اور زوجہ
اونکی زبیدہ خاتون تھین یہہ سب اپنے فنون مین یگانہ روزگار تھے جن کی ذات
سے خود فن نے شہرت اور ناموری حاصل کی ٭

سنہ ۱۸۶ ہجری مین ہارون الرشید نے ارادہ بیت اللہ شریف کا کیا امین اور
مامون اپنے فرزندون کو بھی ہمراہ لیگیا اس سفر مین اسی لاکھ پچاس ہزار
دینار صرف ہوا مکہ معظمہ مین پہونچکر اپنے کل ممالک مقبوضہ کو دو حصہ کیا بغداد
اور واسط اور بصرہ اور کوفہ اور شامات اور سواد عراق و موصل اور جزیرہ و حجاز
و مصر تا باقصاے مغرب امین سے متعلق کیا اور دار الخلافت شہر بغداد
ٹھہرایا اور کرمانشاہ و نہاوند اور قم و کاشان و اصفہان و فارس و گرگان اور ری
و توس و طبرستان اور خراسان و زابل و کابل اور ملک سندھ و سیستان و ماوراء النہر
اور ترکستان مامون کو سپرد کرکے اوسکا تخت گاہ شہر مرو مقرر کیا اور وصیت
کیا کہ جو دونون مین سے پہلے انتقال کرے اوسکے ممالک قبضہ دوسرے کے
قبضہ مین آوین اور باہمی جنگ و جدل اور خونریزی سے پرہیز کرین بلکہ دستاویز
اسی مضمون کی لکھی گئی اور آل عباس اور بنی ہاشم و علماء دین کے دستخط کی مہرین
ہونیکے بعد سقف کعبۃ اللہ مین آویزان کیگئی تاکہ اسکے خلاف کسی زمانہ مین کوئی
جرأت نکر سکے ٭

ہارون الرشید کے ایک اور فرزند تھے جسکا نام قاسم تھا جسکی تعلیم اور اتالیق
عبد الملک بن صالح ہاشمی کے سپرد تھے جو ایک نامی شخص تھے انھون نے
جب تقسیم ممالک کی خبر سنی تو ہارون الرشید کو لکھا کہ قاسم بھی تو آپ کے فرزند ہین

اونکو محروم نرکھیگا غرض ہارون الرشید نے اکثر جزیرہ کے ممالک سے جو سرحد روم سے متصل تھے اون کے نام زد کرکے قاسم کا لقب موتمن قرار دیا اور حرمین شریفین مین عام لوگون کو انعامات وصلات سے خوش و خرم کیا ✤

حکایت

فضل بن ربیع روایت کرتے ہین کہ مین ہارون رشید کے ساتھ حج کو گیا تھا جب کوفہ مین سواری پہونچی تو راستے مین حضرت بہلول رح کھڑے ہوئے مجذوبا بڑبک رہے تھے مین نے بہلول سے کہا چپ رہو امیر المومنین کی سواری آرہی ہے وہ چپکے ہو رہے جب ہودہ سواری امیر المومنین کا اون کے سامنے ہوکر نکلا تو حضرت بہلول رح نے کہا یا امیر المومنین ایمن بن بابل نے مجھسے کہا کہ قدامہ بن عبد اللہ عامر نے اون سے روایت کی ہے کہ مین نے جناب سرور عالم سلطان دو جہان رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو منی مین اونٹ پر سوار دیکھا جسپر پرانا پالان نہ وہ منقش تھا و نہ مذہب رنگین فضل بن ربیع نے عرض کیا یا امیر المومنین یہہ بہلول ہین ہارون الرشید نے کہا ہان پھر بہلول رح نے کہا یا امیر المومنین مین کوئی شعر پڑھون ہارون رشید نے کہا فرمایئے آپ نے صرف یہ قطعہ پڑھا ✤

هب انک قد ملکت الارض طرا	ودان لک العباد فکان ماذا
الیس غدا مصیرک جوف قبر	ولیس التراب هذا ثم هذا

خلاصہ مطلب اسکا یہہ ہے - ہم نے مانا تم روئے زمین کے مالک ہوگئے

اور سارے خدا کے بندے تمہارے تابعدار ہو گئے پھر کل سے روز پیٹ کے
پیٹ میں کیا نہیں جاتا ہوگا اور مٹی کا ڈھیر بند پڑا ہوگا اسکو خوب یاد رکھو پھر یاد
رکھو ہارون الرشید نے کہا بہت ہی اچھا شعر سنایا آپ نے [illegible] بہلول
نے کہا یا امیر المومنین جسکو پروردگار عالم مال و جمال دے اور وہ [illegible] فرماتا ہے پھر وہ
اپنے جمال کے ساتھ پارسائی کرے اور مال سے لوگوں کے ساتھ [illegible]
و احسان کرے تو اوسکا نام دیوان ابرار میں لکھا جائیگا۔ ہارون الرشید نے
جانا کہ اس کلام میں حسن طلب ہے فرمایا میں نے حکم دیا ہے تمھارا سب قرض ادا
کر دیا جائے بہلول نے کہا ایسا حکم نہ دیجئے قرض سے قرض ادا نہیں ہو سکتا ہے
بلکہ اہل استحقاق کے حقوق ادا کیجئے گا اور پہلے آپ اپنے نفس کا قرض ادا کیجئے۔
ہارون الرشید نے کہا میں نے حکم دیا ہے کہ آپکے واسطے وظیفہ مقرر کیا جائے
بہلول رح نے کہا یا امیر المومنین ایسا حکم بھی نہ فرمائیگا اور آپکو میرے ساتھ بھلائی کرنے
سے کیا حاصل ہوگا میرے لئے مقرر کرنا اوسی مقرر کرنے والے پر ہے جس نے آپکے لئے
مقرر فرمایا ہے آپکے مقرر کرنیکی مجھے کچھ احتیاج نہیں ہے +

پند خدا کا احسان مانو اسکو اپنا خالق و رازق جانو اسکی مخلوق پر احسان کرو
جسطرح اس نے تم پر احسان کیا ہے +

خدا نے تجھپہ جو احسان کئے ہیں	تو اس احسان کا شکرانہ ادا کر
سخاوت سے تو رکھ اپنا کھلا ہاتھ	خدا کی خلق پر احسان کیا کر

نکتہ دنیا میں ہر ایک چیز فنا ہونے والی ہے مگر اعمال کہ فنا نہیں ہوتے ہیں اور
انسان انکی جزا و سزا ایک دن پانے والا ہے +

جہان فانی ہے اور اہل جہان ایک	رہینگے یہ تیرے اعمال باقی
بدی بدکار کی نیکون کی نیکی	رہیگی ہر مہ و ہر سال باقی

حکایت

ایک روز ہارون الرشید اطراف رقہ کے شکار کھیلتا تھا ایک زاہد نے سختی سے خلاف
واب خلافت کے کلام کیا اور کہا کہ اے ہارون تو خدا سے نہین ڈرتا اسپر ہارون الرشید
نے ابراہیم بن عثمان سے فرمایا کہ اسکو دار الخلافت مین ساتھ لے آؤ اور جب مین
شہر مین پہونچون تو میرے سامنے لانا جب ہارون الرشید قصر خلافت مین داخل ہوا
تو کھانا مانگا اور زاہد کو بھی اپنے ساتھ کھانا کھلایا اور بعد فراغت طعام زاہد سے کہا
مجھے آپ سے کچھ پوچھنا ہے اسکا جواب انصافا دیجیگا زاہد نے کہا فرمائیے ہارون الرشید نے
پوچھا تمھارے نزدیک مین شریر تر اور خبیث تر زیادہ ہون یا فرعون زاہد نے کہا
فرعون اسواسطے کہ اوس نے دعوی الوہیت کا کیا اور انا ربکم الاعلی کہا پھر
ہارون الرشید نے پوچھا کہ آیا موسی و ہارون علیہم السلام آپ سے بہتر تھے یا آپ
اون سے بہتر ہین زاہد نے جوابدیا مجھکو اون برگزیدہ لوگون سے کیا نسبت ہے وہ
پیغمبر خدا ہین اور مین ایک ادنی عباد اللہ سے ہون پھر ہارون الرشید نے کہا جسوقت
خداوند عالم نے حضرت موسی و ہارون علیہم السلام کو فرعون کے پاس بھیجا تھا
تو ارشاد فرمایا فقولا لہ قولا لینا یعنی اوسکے ساتھ ملائمت اور نرمی سے گفتگو
کرنا حالانکہ وہ کافر اور گمراہ تھا اور مین تو بقدر طاقت بشری مامورات پر عمل کرتا ہون

اور دنیا سے بچنا چاہتا ہون پس فرمائی کہ آپ سے جو حق میرے ساتھ ہے
اور خلافت کا بھی کچھ ادب نکیا اسکا کیا باعث ہے زاہد نے کہا بیشک مین نے خطا
کی اور اب مین اس حرکت بیجا سے استغفار و توبہ کرتا ہون اور امیدوار ہون
کہ رشید پاک میری توبہ قبول فرمائے آپ بھی میرا قصور معاف فرمائین ہارون رشید نے
کہا پروردگار عالم تمھاری امرزش فرمائے اور آنحضرت [illegible] ہارون نے [illegible] اسکے
منگائے زاہد نے کہا مین ایک مرد سیاح ہون مجھے اس مال کی حاجت نہین ہے تب
ہرثمہ بن اعین نے کہا اے مرد جاہل خلیفہ کے عطیہ سے انکار کرتا ہے ہارون رشید نے
ہرثمہ سے فرمایا کہ تم چپ رہو اور اس معاملہ مین دخل نہ دو کہ معاملہ میرے ساتھ ہے
نہ تمھارے ساتھ ہے اسکے ہارون الرشید نے زاہد سے کہا کہ مین نے تمکو حقیر جانکر
نہین دیا بلکہ خلفاء کا یہ دستور ہوا ہے کہ جس کے ساتھ ملاقات ہوتی ہے صلہ
اور انعامات سے اوس کو محروم نہین چھوڑتے پس جسقدر آپکا جی چاہے لیجیے
لیکن زاہد نے ہارون رشید کو دعا خیر دی اور دو ہزار درہم اوس مین سے اوٹھالی
گروہ سب روپیہ دار الخلافت کے دربانون پر تقسیم کر کے [illegible] +

پند مابین گفتگو کے چپ رہنا اور کسی کے بلانے سے کہنا بہتر ہے اس
کہ بلا اجازت بولو اور بے موقع تقریر کرو اور اہل مجلس کو چپ بیٹھنے کیواسطے اشارہ کرین

کرو مت بات اور ہرگز نہ بولو	نہ بے موقع زبان پہ لاؤ تقریر
اگر بولو گے بیشک بے بلائے	کہان باقی رہیگی عزت و توقیر

تذکرہ ہارون الرشید نے مقام رقہ مین ایک خواب دیکھا کہ مین تخت پر بیٹھا ہون
نیچے سے ایک ہاتھ نمودار ہوا جسکی ہتھیلی پر سرخ مٹی ہے وہ ایک آواز آئی کہ مٹی

دس جگہہ کی ہے جہان تمہارا مدفن ہوگا مین نے پوچھا میرا مدفن کہان ہوگا اور یہہ مٹی کس ملک کی ہے جواب ملا کہ طوس تمھارا مدفن ہے اور یہہ وہین کی مٹی ہے پھر وہ ہاتھہ غائب ہوگیا اور آواز بھی منقطع ہو گئی چند روز بعد ہارون الرشید دار الخلافت بغداد مین آیا +

یحیی بن اشعث کسی خاص ضرورت کیلئے اپنی جورو کو سمرقند چھوڑ کر دار الخلافت بغداد آیا تھا اوسکی غیبت مین رافع بن لیث بن نصر جو ایک مکار اور عیش دوست تھا موقع پاکر یحیی بن اشعث کی جورو جو ایک خوبصورت وحسین اور مالدار عورت تھی اوس سے آشنائی پیدا کرلی اور اوسکو ایسا بہکایا کہ وہ اوسکے فریب مین آگئی اور خواہشمند ہوگئی کہ کسی طرح سے یحیی کے قید نکاح سے چھوٹ جاے اوسکو رافع نے سمجھا دیا کہ اسکی کوئی صورت اس عمدہ تجویز وتدبیر سے ممکن نہین کہ مذہب اسلام سے مرتد ہوجا تو نکاح باطل ہوجائیگا اور بعد اسکے توبہ کرکے پھر مسلمان ہوجانا اس مکار کی عیاری کارگر ہوگئی اور عورت نے مذہب ترسائی اختیار کرلیا اور چند روز بعد پھر دائرہ اسلام مین داخل ہوگئی اور بعد ختم ایام عدت رافع سے نکاح کرلیا +

یحیی بن اشعث نے اس امر کا استغاثہ دار الخلافت مین ہارون الرشید کے حضور مین کیا خلیفہ نے علی بن عیسی حاکم خراسان کے نام فرمان بھیجا کہ رافع بدبخت ناعاقبت اندیش کو گرفتار کرکے اوسکا منہہ کالا کرو اور گدھے پر چڑھاکے شہر مین پھراؤ اور کوڑے مارو علی بن عیسی نے وہ حکم سلیمان بن جنید لدہی کو امیر سمرقند تھا تعمیلاً بھیجدیا امیر نے رافع کو فوراً قید کرکے اوس عورت کو اوس سے جدا کردیا مگر باقی احکام کی تعمیل بلحاظ اوسکے ناموری کے نکی اور حفاظت بھی معمولی تھی وہ

قابو پاکر بھاگ نکلا اور بلخ مین آرہا چند روز مین علی بن عیسیٰ جو وہین تھا اوس کے
پاس پیغام بدرخواست معافی قصور پیش کیا علی بن عیسیٰ نے ناعاقبت اندیشی سے اوسکا
قصور معاف کردیا اور اوسکو حکم معاودت کا دیا تو پھر وہ سمرقند پہونچا چونکہ اوس عورت
کو علانیہ اپنے پاس نہین رکھ سکتا تھا چند مفسد اکٹھا کیا اون کو جمع کرکے لڑبھڑ
کر سمرقند پر قبضہ کرلیا اور پھر اوس عورت کے ساتھ علانیہ نکاح کرلیا ۔

علی بن عیسیٰ کو یہ خبر پہونچی تو ایک جمعیت فوج کی اپنے فرزند کی سپہ سرداری مین
روانہ کی رافع اوس جمعیت سے برسر مقابلہ ہوا ایک بڑا جنگ طرفین مین واقع
ہوا علی بن عیسیٰ کے بیٹے کو شکست ہوئی آخر خود علی بن عیسیٰ آیا فتح سمرقندیون
کے ہاتھ رہی اوس سے بھی لڑا اور شکست کھائی جب سمرقند سے شکست پاکر بلخ واپس
آرہا تھا وہان کے لوگ بھی اسکی ظلم کیوجہ سے بگڑ گئے اور اوس سے [illegible]
اور گھربار لوٹ لیا تین کرور درہم جو ایک باغ مین چھپا رکھے تھے وہ سب نکالے
وہ ہنوز شہر مرو مین تھا کہ رافع کا یہ کل کیفیت جو سمرقند و بلخ مین گذری
اور علی بن عیسیٰ سے عام رعایا کی نفرت کیوجہ دار الخلافت مین لکھ بھیجی اور یہ بھی
لکھا کہ علی بن عیسیٰ فوج اور روپیہ بھی جمع کر رہا ہے نرمی کے ساتھ اوسکو دار الخلافت
مین طلب کرلینا چاہیئے عجب نہین کہ وہ بھی بغاوت کا جھنڈا اڑادے

ہارون الرشید کے پاس دار الخلافت مین اسکے پہلے اوس علاقہ کے مظلومون کی بھی
آہین پہنچی تھین جن لوگون پر علی بن عیسیٰ نے بڑے بڑے ظلم کیا تھا ۔ خلیفہ ہارون الرشید
نے ہرثمہ بن اعین کو ایک جرار لشکر کے ساتھ خراسان کی طرف روانہ کیا اور حکم دیا کہ وہ
تم علی بن عیسیٰ کو اطلاع کرو کہ مجھکو امیر المومنین نے تمہاری اعانت اور مدد کیواسطے

بھیجا ہے اور جب قابو مین آجا سے اوسکو قید کرلو اور اُسکی کل مملوکات ضبط کرکے پانزنجیر اور تشہیر کرو کہ جسکو جو دعوی ہو وہ بالمشافہ دعوے کرے اسی طرح سے اوسکے مظالم رفع دفع کرکے مظلومون کی دادرسی کردی جاسے ❖

ہرثمہ نے امیرالمومنین کے حکم موافق اشارہ سے علی بن عیسی کو اطلاع دی اور وہ جب استقبال کیلئے آیا تو ہرثمہ نے اوسکو قید کرلیا اور حکمنامہ معزولی کا سنادیا اور جامع مسجد شہر مرو مین علی بن عیسی کو پابجولان بلواکر اشتہار عام دیا گیا کہ جس کسی کو علی بن عیسی پر دعوی ہو وہ بالمشافہ دعوی کرے غرض اسی طرح سے جو کوئی دعویدار ہوتا تھا وہ اپنے حق کو پہنچتا تھا جب اس سے فراغت پایا تو کل مملوکات علی بن عیسی کے ہرثمہ نے ضبط کرلیا کل خراسانی ہرثمہ کے حکم کے مطیع ہوگئے لیکن ممالک ماوراالنہر کے لوگ رافع بن لیث کے مطیع ہوگئے تھے اور آن ممالک پر اوسکا قبضہ و دخل ہوگیا تھا اسلئے ان لوگون پر ہرثمہ کے احکام کا اثر پورا پورا نہ پڑا ہرثمہ نے اس امر کی اطلاع ہارون الرشید کو دارالخلافت مین بھیجی ❖

خلیفہ ہارون الرشید نے یہہ خبر سنتے ہی بذات خود دفع فتنہ و فساد و رد مظالم کیلیے خراسان کا ارادہ کیا امین کو دارالخلافت بغداد اور قاسم کو موصل مین قائم مقام مقرر کرکے روانہ ہوا اون دنون ہارون الرشید صحیح المزاج نہ تھا جب کرمانشاہ پہنچا وہان سے مامون کو روانہ کیا اور فضل بن سہیل کو اوسکا وزیر کرکے حکم دیا کہ تم شہر مرو مین قیام پذیر ہو اور ہرثمہ بن اعین کو حکم دو کہ وہ رافع کے مفسدی کو دفع کرے جب ہارون الرشید گرگان مین داخل ہوا تو علی بن عیسی معہ نقد و جنس اسی کروڑ درہم اور پندرہ سو شتر بار کے ہارون الرشید کے سامنے پیش کیا گیا خلیفہ

وہ کل مال داخل خزانہ شاہی کر لیا اور علی بن عیسی کو پا بزنجیر بغداد بھیجدیا اور محمد امین کو
حفاظت کیلئے تاکید کی +

اور ہرثمہ بن اعین دریا جیحون سے رافع بن لیث کے دفع فتنہ کیلئے اوتر کر سرحد بخارا
تک پہنچا تو رافع نے بشیر بن لیث اپنے بھائی کو ہمراہ فوج دیگر بمقابلہ بھیجا ہرثمہ
نے اوسکی فوج کو شکست دی اور بشیر بن لیث کو گرفتار کر کے با طوق و سلاسل پا بجولان
روانہ کیا مامون نے اوسکو خلیفہ کے پاس روانہ کر دیا۔

چونکہ ہارون الرشید کا مزاج گرگانون مین زیادہ بگڑ گیا اور مرض کا غلبہ زیادہ ہوگیا تھا
اسلئے اطبا کی راے و تجویز کے موافق تبدیل آب و ہوا کی غرض سے طوس روانہ ہوچکا
تھا وہان بشیر بن لیث حاضر کیا گیا ہارون الرشید نے اوس سے کہا او دشمن خدا
اور تیرے بھائی نے ظلم اختیار کیا اور بغاوت پر کمر باندھی اور مجھکو حالت ضعف
مین حرکت کرنا پڑی تجھکو اس عذاب سے مارونگا جو کسی تاریخ پیشین یادگار رہیگا
ایک قصاب مامور کیا گیا اور اسکے اعضا کے ٹکڑے ٹکڑے جب چودہ ٹکڑے ہوئے
اوسکی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی +

ہارون الرشید کا مزاج پھر بگڑ گیا اور ایک طبیب جو بادشاہ ہندوستان پاس سے
آیا تھا جسکے علاج سے پہلے کچھ ہارون الرشید کا مزاج اصلاح پذیر ہوگیا تھا
اوسکی راے اور جبرئیل بختیشوع طبیب عراقی کی راے مین اختلاف ہوا جبرئیل طبیب کی
راے بظاہر غلطی پر ثابت ہوئی ہارون الرشید نے اسکے قتل کرنے کا ارادہ کیا تو
اوس نے عرض کیا کہ یا امیر المومنین اگر کل تک صحت نہو تو مجھکو جو سزا چاہین دیجئے بالفاق
تقدیر دوسرے ہی روز شب شنبہ سوم جمادی الثانی سنہ ۱۹۳ھ ہجری امیر المومنین کا

قضا نے فیصلہ کر دیا +

پینتالیس۴۵ برس کی عمر پائی تیس۳۰ برس خلافت کی ۔ العظمۃ والقدرۃ اللہ عز و جل نقش خاتم تھا اور فضل بن ربیع کو توال اور اسمعیل بن صبح منشی اور مسرور ورشاد و حسن غلام اور قیس بن میمون اور محمد بن خالد برمکی حاجب تھا +

نکتہ عورت کی دوستی شیطان کا نردبان ہے جس راستہ سے وہ انسان کے جسم میں آتا ہے اسیطرح حرص و ہوا ہر ایک گناہ کا مادہ ہے جب حرص غالب ہو جاتی ہے تو تمام گناہ اس سے سرزد ہوتے ہیں +

آتا ہے دل میں تیرے جس راہ سے ۔۔۔ حب زن ہے نردبان شیطان کا
کر نہ مائل عورتوں پر اپنا جی ۔۔۔ مت بنا دل کو مکان شیطان کا

حکمت دشمن جب اپنے فریب و عداوت سے عاجز آجاتا ہے دوست بن جاتا ہے اور چاہتا ہے کہ عاجزی کے پیرایہ میں دشمنی کرے +

نہیں پاتا جو مطلب دشمنی سے ۔۔۔ بظاہر دوست بنجاتا ہے دشمن
بدلتا ہے نئی طرز اور نیا ڈھنگ ۔۔۔ نئی صورت سے پیش آتا ہے دشمن

پند چھوٹے دشمن اور تھوڑی سی آگ کو حقیر نہ سمجھو کیونکہ دشمن چھوٹا بڑا فتنہ برپا کر سکتا ہے اور تھوڑی سی آگ گھر بار جلا سکتی ہے +

چھوٹے سے دشمن کو مت جان تو حقیر ۔۔۔ بلکہ رکھو اس سے ڈر شام و سحر
آگ جب تھوڑی سی ہوگی مشتعل ۔۔۔ ایک دم میں اس سے جل سکتا ہے گھر

ابو جعفر المنتصر باللہ بن متوکل بن معتصم بن ہارون الرشید

ہو گیا زوال خلیفہ خاندان آل عباس کا سنہ ۲۴۷ ہجری میں بعد قتل باپ کے سریر آرائے خلافت ہوا مرد عاقل اور انصاف پیشہ تھا سادات علویہ اسکے احسانکے ممنون تھے یہ برگزیدہ گروہ بلا روک ٹوک آستانہ خلافت کا باریاب تھا۔ اس خلیفہ کا قول ہے **قول** عفو کی لذت سے زیادہ شیرین کوئی چیز عالم میں نہیں ہے بدترین کام قدرت کے بعد انتقام ہے ٭

نکتہ انتقام لینے سے عفو کرنا بہتر ہے اور نیز سنت محمدی ﷺ ہے ٭

گنہگار کا عفو کردن روا ٭	کرو عفو پر ... انتقام
بہ خلق خدا مہربانی کرد	کہ شد مہربان ... انجام

حکایت

ابو علی یحییٰ منجم کے ہمسایہ میں ایک شخص کی جائداد فروختنی تھی جو قبل بیت میں تھی اور منجم کو اوسکے خریدنے کی رغبت تھی مگر اوسکی کل قیمت ادا کرنیکی قدرت نہ رکھتا تھا اسی وجہ سے رنج و الم میں رہتا تھا جو شخص اوسکے چہرہ حال سے قلبی کیفیت پہچان لیتا ایک روز اوسی حالت تردد میں ابوجعفر المنتصر باللہ کی خدمت میں باریاب ہوا خلیفہ نے سبب تغیر پوچھا تو منجم نے سارا واقعہ عرض کر دیا خلیفہ نے پوچھا کہ اوسکی کل قیمت کیا قرار داد ہوئی ہے اور تم کس قدر دے سکتے ہو منجم نے عرض کیا کہ بیس ہزار درہم اوسکی قیمت ہے اور میرے پاس دس ہزار درہم موجود ہیں بقیہ کا محتاج ہوں خلیفہ یہ سنکر چپ ہو رہا اور بعد تھوڑی دیر کے دربار سے اوٹھ گیا لیکن جاتے وقت برخاست کے آگے مخفی طور پر کچھ خادم کو لکھکر دیدیا تھا اور منجم دم بخود ہو کے بیٹھا

خلافت سے دمین یہہ کہتا ہوا رخصت ہوا کہ افسوس کیا خلیفہ چاہتا تھا تو میری حاجت روائی نہوتی مگر میری تقدیر نے یاوری نکی اور مجھ جب گھر پہنچا تو اوسکے وکیل نے کہا کہ خلیفہ کا ایک خادم بیس ہزار درہم تمہارے نام دیکر مجھسے رسید لے گیا ہے مجھ یہہ روح افزا خبر سنکر خوش ہوگیا اور فرط خوشی سے چہرہ دمکنے لگا ٭

نکتہ سخی وہ ہے جو چھپکر سخاوت کرے جسکو کچھ دیوے پھر اوسپر احسان نرکھے دیکر خوش ہو ٭

سخی یون ہین بیشک سخی ہے وہی	جو لوگون سے چھپکر سخاوت کرے
کرے صرف جب مال خورسند ہو	جسے دیوے اوسپر نہ احسان دھرے

حکایت

ابو عثمان سعید بن محمد بن الصغیر کو خلیفہ ابو جعفر المنتصر باللہ نے بعض مہمات ملکی کے لحاظ سے مصر بھیجا تھا وہان اسکو ایک پری پیکر لونڈی کے ساتھہ محبت ہوگی اور وہ محل بیع مین تھی لیکن اوسکا مالک گران فروش تھا ابو عثمان اوسکا متحمل نہوسکا اور کسی تدبیر سے کام نہ نکلا اور آتش شوق اندر ہی اندر اپنا کام کررہا تھا اسی عرصہ مین اوس کام سے بھی فراغت حاصل کرلیا جس مہم پر خلیفہ نے اوسکو بھیجا تھا ناچار دار الخلافت بغداد واپس آیا اور اوس مہم کے سرانجام مین جو تدبیر اسکو کرنی پڑی تھین مفصل گوش گذار کیا خلیفہ نے پسند فرمایا اور پوچھا کہ تمہاری کیا حاجت ہے ابو عثمان نے وہی اپنا قصۂ عشق عرض کیا خلیفہ نے یہہ سنکر منہہ پھیر لیا اور کچھ جواب ندیا اور اوس قصہ کو حکایتاً خلیفہ نے اپنے مصاحبین سے کہہ دیا جب ابو عثمان آستان

دارالخلافت مین باریاب ہوا مصاحبین اوسکو چھیڑتے اور تنگ کرتے اور اوسکا عشق
دونا بڑھتا جاتا تھا ایک دن ابو عثمان تلیان شوق مین حاضر دربار ہوا تو پردے سے
ایک عورت کے گانیکی آواز آئی جسکو ابو عثمان نے پہچان لیا کہ یہہ آواز اوس معشوقہ
دلارام کی ہے آواز سنکر بے اختیار ہو گیا اور خلافت کا ادب ملحوظ نہ رکھ سکا حالت
بیخودی مین سنتا جاتا اور اس عورت سے لپٹ جاتا تھا بعد میں اس حالت اضطراری
کو دور کرنا پڑا خلیفہ نے یہہ حالت دیکھکر پوچھا اے سعید تمہارا مزاج کیسا ہے عرض کیا
حضور کی بدولت آثار اچھے نظر آتے ہین پھر خلیفہ نے کہا اس گانے والی سے آپ
بھی کچھ فرمایش کرسکتے ہو جو وہ گائے ابو عثمان نے اوس بات کی درخواست کی چونکہ
خاطر تھی جب اوس نے گانا شروع کیا اسکی حالت متغیر ہونے لگی خلیفہ نے پوچھا
یہہ آواز تم پہچانتے ہو ابو عثمان نے عرض کیا یا امیر المومنین یہ وہ آواز ہے جس مین نے
سنی تھی امید وصال منقطع ہو گئی تھی اب چونکہ حریم خلافت مین داخل ہو چکی تا ملنے اپنی امید
کو شہید پاتا ہون خلیفہ نے کہا اے سعید اسکو مین نے فلان تمہارے بیچنے والے سے خرید کے
منگایا ہے اور جس وقت سے وہ آئی ہے ایک بار کے سوا اوسکی صورت مین نے
نہین دیکھی بعد اس گفتگو کے خلیفہ نے پھر اوس لونڈی کو زیور و لباس سے آراستہ
کرکے ابو عثمان کے گھر بھجوا دیا۔

پند عورت کی صحبت کیطرف مائل ہونا مردون کا کام نہین کیونکہ عورتون
کی صحبت خیالات کو تباہ کرتی ہے اگر قانون ضرورت مجبور کرے تو اس عورت سے
ہم صحبت ہونا چاہئے جسمین گیارہ صفتین پائی جاتی ہین اول حسین دوم عاقلہ سوم
غمخوار چہارم شیرین زبان پنجم عفیفہ ششم فرمان بردار ہفتم نیک خواہ ہشتم بردبار نہم خندہ پیشانی

دہم کار گندا ـ یازدہم جوان اور اگر لڑکے برخلاف ہو تو مجرد ہی رہنا بہتر ہے -

خانہ دو دولت ہست آن خانہ	چون بود خانہ دار نیکوکار
مرد راہست باعث فرحت	زن خوش خوش لقا و خوش دیدار
ور بود بد از وپناہ خدا	وقنا ربنا عذاب النار

تذکرہ یہہ خلیفہ صرف چھہ مہینے دو دن باختلاف روایت مسند نشین خلافت رہا آخر سنہ ۲۴۸ہجری مین انتقال کرگیا اسکی وفات کے نسبت مختلف روایتین ہین سبائک الذہب مین مرض الموت سے قضا کرنا لکھا ہے اور سامرہ مین ذات الجنب سے اور یافعی نے مراۃ الجنان مین لکھا ہے کہ منتصر کو سرسام ہوگیا تھا چونکہ امرا ے ترک کو خلیفہ کیطرف سے خوف پیدا ہوگیا تھا اونھون نے طیبد بن طیفور کو ساٹھہ ہزار درہم دیے اور حجام نے زہر آلود نشتر سے فصد لی اوسی زہر سے وفات ہوئی چھبیس برس کی عمر پائی -

...ی المعتز رحمت نمانہ یا آنا من آل محمد اللہ ولی محمد نقش خاتم تھا - وصیف اور مرزبان وغیرہ حاجب ور جعفر ہاشمی قاضی القضاۃ تھے -

ابی اسحاق محمد المہدی باللہ بن واثق باللہ خلیفہ نہم بن معتصم باللہ خلیفہ ہشتم بن ہارون رشید

یہہ چودھوان خلیفہ آل عباس کا ہے جسکی کنیت ابو عبد اللہ تھی اور سامرہ مین ابو جعفر لکھا ہے سنہ ۲۵۵ہجری مین سریر آرا ے خلافت ہوا - یہہ خلیفہ نہایت حلیم اور بردبار اور نیک مزاج تھا زہد و اتقا کا بدرجہ کمال پابند اور صائم الدہر تھا عدالت و انصاف گویا اسکی سرشت تھی ہر جمعہ کو جامع مسجد مین نماز پڑھا کرتا تھا -

فائدہ یہہ خلیفہ شریعت بیضا کا پابند تھا تصویرین دار الخلافت سے نکلوا کر پھینکوا دین اور طلائی و نقرئی ظروف مسکوک کروا ڈالے تیا ہی باورچیخانہ مین جو روزانہ دس ہزار درہم کا صرفہ ہوتا تھا موقوف کرکے صرف سو درہم روزانہ مقرر کیا اور جتنے درندہ گزندہ جانور کٹہیرون مین بند تھے ان سب کو رہا کروا دیا جن جانورون سے ضرر کا خوف نہ تھا صرف خلافت کے آرایش و سلطنت کے زیبایش سمجھے جاتے تھے ان سب کو چھوڑوا دیا اور مطربون اور رقاصون کا بازار اسکے عہد خلافت مین سرد ہوگیا غرضکہ شریعت حقہ نے جن چیزون کو حرام کیا ہے وہ سب موقوف کر دیا شراب خواری کی سخت ممانعت فرمائی ؛

حکمت شراب مفسد قوائے دماغیہ ہے اسمین لذت تنہا و عشرہا قبائح ہین منفعت سے مضرت زیادہ ہے اسلئے اسکے پینے سے احتراز بہتر ہے +

چاہتے ہو دوستو گر اپنی خیر	دیکھنا ہرگز نہین پینا شراب
اہل دین جتنے ہین اونکے واسطے	دشمن ایمان ہے خانہ خراب
آب شر ہے فی الحقیقت اسکا نام	اس سے کیا حاصل بجز رنج و عذاب

فائدہ اس خلیفہ نے ایک محل گنبد دار بنوایا تھا جسکے چارون طرف چار دروازے تھے اسکا نام قبۃ المظالم رکھا تھا اور اس محل مین خلیفہ بذات خود رفع مظالم و فیصل خصومات کیلئے اجلاس کیا کرتا تھا +

نکتہ منصف بادشاہ عدالت دوست وہ ہے جو جاہل اور کاہل نہو کسی سے تعصب نرکھے مستغیث اسکے روبرو جا سکے اپنا حال بے روک ٹوک کہہ سکے اور نیک رعیت وہ ہے جو اپنے بادشاہ کی خیر خواہ ہو خراج بلا جبر و کراہت ادا کرے ضرورت کیوقت

جان و مال سے حاضر ہو بادشاہ کو اپنا مالک جانے جسطرح کہ وفادار عورت شوہر کو اپنا خاوند تصور کرتی ہے ❊

شاہ بیشک بندہ پرور چاہئے — سایہ گستر رحم دل بندہ نواز
اور رعیت چاہئے خدمت گذار — صاحب صدق و صفا عجز و نیاز

نکتہ آفتاب عادل پہلے شعبہ میں طلوع ہوتا ہے پھر اوسکا نور گھر والون اور خاص لوگون پر پڑتا ہے پھر اوسکی روشنی رعیت کو پہونچتی ہے ❊

فائدہ بعد وفات خلیفہ محمد مہدی باللہ کے حجرہ سے ایک صندوق نکلا تو لوگون کو گمان ہوا کہ اسمین گران بہا جواہرات ہونگے جب کھولا گیا تو ایک موٹا جھوٹا کمل کا کپڑا اور ایک طوق آہنی برآمد ہوا دریافت سے معلوم ہوا کہ خلیفہ رات کو کچھ تھوڑی دیر سوتا تھا پھر اوٹھکر وہ طوق گلے مین ڈالکر اور کمل کا لباس پہنکر صبح تک عبادت حق مین مشغول رہا کرتا اور بارگاہ احدیت مین بتضرع تمام آہ و نالہ کرتا تھا ❊

پند خدا کے روبرو اچھے کام کام آئینگے خوش روئی و خوش گوئی و خوش لباسی پر لحاظ نہوگا ❊

کام آئینگے ترے اعمال نیک — روز حشر و نشر ای نیکو شعار
کچھ نہ دیگی کام تیرے [illegible] — خوبی و خوش خلقتی روز شمار

تذکرہ چونکہ اس زمانے مین ترکون کا غلو اور اونکا فتنہ و آشوب حد سے زیادہ بڑھ گیا تھا جو خلیفہ اونکا مخالف ہوا اوسکا قیام متعذر تھا اور امراء دولت کو بھی جرات مخالفت کی نہو سکتی تھی عام و خاص اس خلیفہ کی دینداری و محرمات مین روک ٹوک کرنے سے تنگ آگئی تھی آزاد طبیعت لوگ قیود ات شرعیہ کے طلسم مین پھنسا

کب گوارا کر سکتے تھے تاہم خلیفہ مہتدی باللہ اپنے تھوڑے زمانہ خلافت مین
جہان تک ممکن ہوسکا امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرتا رہا آخر یہ ہوا کہ ترک خلیفہ کے
دشمن جان ہوگئے سیف و سنان سے کشت و قتال کی نوبت آئی جو مددگار خلیفہ کے معین
اور انصار تھے قتل ہوگئے اور خیر بیگ ایک ترکی نے خلیفہ مہتدی باللہ کو بھی رجب ۲۵۶
ہجری مین آب شمشیر سے غسل میت دیا تیرہ دن کم ایک برس خلیفہ رہا ۔
المہتدی باللہ یثق نقش خاتم تھا اور صالح بن ... کاتب تھا ۔

ابوالقاسم عبداللہ المقتدی بامراللہ بن محمد عباسی

یہ ستائیسوان خلیفہ خاندان عباسیہ کا سنہ ۴۶۷ ہجری مین تخت خلافت پر پہنچا
اسکے عہد خلافت مین بہت سے نیک امور اور آثار خیر بالاستحسان ظاہر ہوئے صنعت
و حرفت ترقی کے آسمان کا ستارہ بنکر چمکی ۔

فائدہ اس خلیفہ نے عموماً بزم سماع و سرود موقوف کر دیا اور فاحشہ عورتون
کو ایک لخت دار الخلافت سے نکلوا دیا اور حکم عام دیدیا کہ مردون یا عورت کوئی
بے حیائی سے برہنہ نہانے نہ پائین ۔ اور کبوتر بازی سب برباد کر دئے گئے
اور ملاحون کے نام حکم جاری کیا کہ ایک کشتی مین مرد اور عورت مشترک سوار ہوا
کرین ۔

نکتہ سعادتمند وہ انسان ہے جسکی آنکھون مین شرم و حیا ہو طبیعت مین حلم
اور کلام مین شیرینی ہو ۔

سعادتمند وہ انسان ہے بیشک ۔۔۔ کہ جسکی آنکھ مین شرم و حیا ہو

طبیعت مین ہو جسکے حاصل	بزرگون کی طرح صدق و صفا

حکمت حیا اسکو کہتے ہین کہ گناہ یا بے گناہی کی حالت مین انسان اپنے بزرگ یا حاکم سے خوف رکھے ◆

باحیا باشد ہمیشہ عذر خواہ	گرچہ باشد بے گناہ یا باگناہ

حکایت

اس خلیفہ کی نسبت ملکشاہ سلجوقی سلطان خراسان کی لڑکی سے قرارداد ہوئی اور سنہ ۴۸۰ ہجری مین ملکشاہ نے بھرائی نظام الملک وزیر اور امرا سلجوقی و سامان خدم و حشم عروس کو خراسان سے دارالخلافت روانہ کیا مورخین نے لکھا ہے کہ ایک سو تیس قطار شتر تھے جن پر دیباے رومی کی جھولین پڑی تھین اون اونٹون پر چاندی سونے اور سامان قیمتی لدے ہوئے تھے اور عماریان دولہن اور سہیلیان اتنی تھین جنکو چوہتر قطار شتر کھینچتے تھے اور اون کے گلون مین سونے کے گھنٹے اور قلادے و نفیس مرصع نگار اور کارچوبی جھولین پڑی ہوئی تھین اور چھ اونٹون پر بارہ صندوق چاندی کے تھے اور ہر صندوق جواہر گران بہا سے لبریز تھا اور تین سو تینتیس گھوڑے عربی ترکی گران بہا مرصع زیورات سے جن پر تمام قیمتی جواہر مثل الماس و نیلم وغیرہ نصب تھے اور زین ہاے مرصع زرین سے آراستہ تھے نقد و جنس اسی پر قیاس کر لینا چاہئے جب امرا سلجوقی معہ خدم و حشم بغداد کے قریب آپہونچے دارالخلافت کے سارے چھوٹے بڑے سوار و پیادہ معہ سامان جلوسی استقبال کیواسطے نکلے اور خلیفہ نے اپنے وزیر کو شاہی شان و شکوہ

عروس کی ماں کے پاس بھیجا اور یہ پیغام کہلا بھیجا کہ ان اللہ یامرکم ان تؤدوا
الامانات الی اهلها یعنی بتحقیق اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے تمہین امانتوں کو پہنچاؤ
اسکے مالک کے پاس۔ عروس کی ماں نے کہلا بھیجا بالسمع والطاعة یعنے
بسروچشم امانت ادا کی جائیگی۔ الغرض رانکو دولہن ایک جواہر نگار تخت پر سوار ہوئی
اور اوسکے ہمراہ تین سو جواہر پوش کنیزان ماہ پارہ تھین اور ہزار سوار جلو مین
سراگرد اگر دہجوم کئے ہوے داخل شہر ہوے اوس رات کثرت چراغون سے
روز روشن بلکہ مہر نیمروز سے مقابلہ کا دعوی کیا تھا اور اوسکا دعوی سچ بجا
تھا۔ دوسرے دن خلیفہ کے طرف سے طعام ولیمہ کی تیاری ہوئی [illegible]
ہزار دن لشکر صرف ہوئی اسی پر اور سامان دعوت تیار [illegible] بعد کے
دربار ہوا جس مین کل ارکان دولت وامرا سے [illegible] ہر ایک سے [illegible]
اور انعامات سے سرفراز ہوے +
چند روز بھی نہ گذرنے پائے تھے کہ عروس و خلیفہ مین شکر رنجی ہوگئی [illegible] نتیجہ یہ ہوا
کہ عروس اپنے باپ کی خدمت مین روانہ ہوگئی اور اصفہان پہونچکر آغوش مادر مین پاؤن
پھیلا کر سو رہی +
پند عورت کی دوستی جاہل کی محبت پر بھروسہ نکرنا چاہیے کیونکہ صندل اگرچہ
اگرچہ سرد مزاج ہے مگر تیز ہوا چلنے اور شاخون کے باہم رگڑنے سے فوراً جل اٹھتا
اور تمام جنگل جلا دیتا ہے اور آسکی شعلون کی لپٹ [illegible] خاک ہو جاتے ہین

[illegible]	بعض بے اصل سب عالم جلا دان
[illegible]	دہ زن قہر خداست اگر است

نکتہ غیور اور دولتمند عورت سے ساتھہ نکاح کرنا ذلت کا سامنا ہے کیونکہ وہ متابعت کا بار نہین اٹھا سکیگی اطاعت مین نہین آئیگی بلکہ وہ چاہیگی کہ شوہر سے جدا ہوکر ہمرتبہ کے ساتھہ بسر کرے ◆

ماردیگی تجھکو اپنے زہر سے	گر ہوئی زلف دوتا سے دوستی
سانپ بہتر ہے کہ تیرا دوست ہو	پر نہو وے بے وفا سے دوستی

تذکرہ خلیفہ مقتدی بامر اللہ کے وفات کے متعلق مورخین سے مختلف روایتین ہین۔ سبایک الذہب مین اتالیس برس کی عمر مین مرگ مفاجات سے ۴۸۷ھ ہجری مین قضا کرنا لکھا ہے۔ اور مرآۃ الجنان مین بھی یہی سنہ اور مرگ مفاجات سے انتقال کرنا درج ہے اور بعض مورخ نے ایک لونڈی کے زہر دینے سے مرجانا لکھا ہے اور بعض نے لکھا ہے کہ ایک رات خلیفہ نے کھانا کھایا اوسوقت بجز قہرمانہ اور شمس النہار کے اور کوئی تہا ہاتھہ منہہ دھو کے بیٹھا او شمس النہار سے پوچھا یہہ سب لوگ کون ہین جو بے اجازت چلے آتے ہین شمس النہار نے ادہر اودہر دیکھا کوئی نہ تھا اور خلیفہ صرف مقدر کہکر چپ ہو رہا تہہ پاؤن سرد اور بے قابو ہو گئے اور روح نے مفارقت کی انیس برس پانچ مہینے تخت نشین خلافت رہا اور چھبیس برس آٹھہ مہینے سات دنکی عمر پائی وہ جوان صالح تھا ◆

ابو العباس احمد المستظہر باللہ بن مقتدی بامر اللہ ◆

یہہ خلیفہ بعد انتقال خلیفہ مقتدی بامر اللہ پدر خود سولہ برس کی عمر مین تخت خلافت پر متمکن ہوا اور سنہ ۵۱۲ھ ہجری مین انتقال کیا پچیس برس سلطنت کی بیالیس سال کی عمر

پانچی بڑا خوش نویس و شاعر اور صاحب فضیلت و کریم الاخلاق تھا اسکے عہد خلافت مین رعایا رفاہ اور فلاح مین رہی چغل خور اور شریر و بدگو یوں کا بازار سرد ہوگیا۔ یہہ خلیفہ نیک کامون مین بہت جلدی کرتا تھا۔ اسکا قول ہے۔

قول آجکا کام کل پر نہ ڈالو اور کوشش کرو کہ جو اچھا کام تم سے آج ہی سرزد ہو جائے بہتر ہے پس ایسی جلدی و پیروی نیک کام کے کرنے مین چاہئے اور بد کام مین جسقدر توقف ہوسکے بہتر ہے +

آجکے بس آج ہی کر لو جو ہو وہین گا رہا	کام تم چھوڑ دوگے کل پہ آجکا پچھتاؤ گے

نکتہ بد نفس آدمی لوگون کی بدیون کا [illegible] اور نیکیون کا [illegible] ہے جیسے کہ مکھی ہمیشہ زخمی عضو پر بیٹھتی ہے اچھے عضو سے اسکو [illegible] ہوتا +

نہ بیند دیدۂ بدبین بجز عیب	سخن چون [illegible]
ہمیشہ چون مگس جا بیکہ مردار	لئیم [illegible]

نکتہ عقلمند کی پہچان کم گوئی اور خاموشی ہے اور [illegible] کی شناخت زیادہ گوئی اور چرب زبانی و زبان درازی ہے۔

حکایت

خلیفہ مستظہر باللہ کے عہد مین بحکم ربانی وگردش آسمانی ساتون ستارے سرطان مین جمع ہوگئے تھے جسطرح حضرت نوح علیہ السلام کے وقت ہوئے تھے اور طوفان نمودار ہوا تھا مستظہر باللہ یہہ سنکر [illegible] منجمون سے اسکی کیفیت پوچھی منجم نے عرض کیا کہ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے مین سب ستیارہ کا اجتماع

اور قران برج حوت مین ہوا تھا اس سال اسی برج مین چھ سیارے جمع ہوئے ہین
مگر زحل اوس سے خارج ہے اگر زحل بھی اسمین ہوتا تو طوفان عالمگیر واقع ہوتا ہے
مگر ہمیری رائے یہہ ہے کہ کسی جگہہ اس عالم مین جہان ہر طرف کے لوگ بکثرت جمع
ہون گے شاید ایک سیل عظیم آوے اور مجمع کثیر کے ہلاکت کا باعث ہو اور لوگ کم بچین
اتفاقات سے اس سال کے حجاج جو قریب دو لاکھ آدمی حج سے فراغت حاصل کر کے
ایک خشک ندی پر اترے تھے جسمین برسون سے پانی نہین آیا تھا دفعتاً ایک سیل عظیم
نے چارو ن طرف سے گھیر لیا لوگون کو بھاگنے کا موقع نہ ملا اس مجمع سے بہت تھوڑے
لوگ جو اونچے درختون اور بلند مقامون پر چڑھ گئے تھے بچے اور سب ہلاک ہو گئے خلیفہ
مستظہر باللہ نے ابن عیسی منجم کا وہ حکم سنکر اس خیال سے کہ مبادا دجلے کا سیل
بغداد کو تباہ کرے جن مقامون سے شہر مین سیل آنیکا احتمال تھا اوس جگہہ بہت
مستحکم بند بندہوا دیا اور جب یہہ حادثہ حجاج پر واقع ہوا خلیفہ نے ابن عیسی منجم کو
بنظر اسکے استخراج صحیح حکم کے خلعت فاخرہ اور انعام کثیرہ سے سرفراز کیا ۔

جو ہین بندگان ستارہ شناس	بفضل و ہنر مردم دوربین
ہمیشہ بفرش زمین بیٹھکر	وہ کہدیتے ہین حال عرش برین

یوسف بن یاسفین سلطان مغرب ابو یعقوب بربری

یہہ شخص سنہ ۵۰۰ھ ہجری مین اپنے زمانہ کا اکبر الملوک گزرا ہے بڑا شجاع و مدبر تھا
عدالت اور سخاوت سے موصوف تھا اور پنتیس برس اس نے ممالک مغربیہ مین سلطنت
کی اور اپنی آخر عمر مین وکلا عراق مین بھیجے اور خلیفہ مستظہر باللہ عباسی سے عہد اپنی حکومت کا

طلب کیا خلیفہ نے خلعت فاخرہ او نشان جو امور سلطنت پر دلالت کرتے
ہین روانہ کرکے اوس کی سلطنت تحت دار الخلافت عباسیہ داخل کر لیا اس
بادشاہ کے خصائل مین سے مشہور ہین کہ اہل علم اور بزرگون کی اسکو بہت
صحبت رہتی تھی بڑے بڑے کبائر بھی اسکے عفو کے سامنے حسنات سے بدل
جاتے تھے ۔

حکایت

ایک روز یوسف بن یاسفین بہ تبدیل لباس پھرتا تھا ایک مقام پر پہنچا وہان
تین شخص بیٹھے ہوئے اپنے خیالی آرزوئین باہم بیان کر رہے تھے ایک
شخص نے کہا کاش ہزار دینار ملجاوے کہ تجارت کی تمنا جیسی ہے پوری ہو دوسرے
شخص نے کہا مجھکو مدت سے امارت کی آرزو ہے تیسرے نے کہا مجھکو سلطان
عہد کی ملکہ ملجاتی تو کیا مزہ سے دن کٹتے پھر تو یہ سنکر یوسف بن یاسفین
چلا گیا اور اُن تینون شخصون کو اپنے روبرو بلایا اول کو ہزار دینار اوسکے
آرزو کے موافق عطا کرکے کہا جا تجارت کر دوسرے کو اوسکی خواہش کے موافق
کسی شہر کی حکومت دی تیسرے سے کہا اے مرد جاہل تو نے ایسی خواہش کی
جو تجھے نصیب ہی نہین ہو سکتی یہ کہکر اوسکو اپنی ملکہ کے پاس بھیجدیا ملکہ نے اوسکو
ایک خیمہ مین منتظر بند رکھا اور تین دن تک اوسکو خیمہ مین نظر بند رکھکر ایک ہی
قسم کا کھانا کھلایا پھر اوسکو ملکہ نے بلوا کر پوچھا تو نے کھانا کیسا کھایا تھا
اوس نے عرض کیا ایک ہی قسم کا ذائقہ تھا ملکہ نے کہا اے جاہل بیوقوف عورتین تو

ایک ہی لذت حاصل ہوتی ہے تو نے کیون ایسی آرزو اور بیہودہ خیال کیا جو تجھکو نصیب ہی نہو سکے پھر اوسکو کچھ نقد و جنس دیکر رخصت کردیا +

نکتہ انسان کو چاہیے کہ جاہل بے عقل کو ایسی نرمی و خوبی کے ساتھ سمجھائے جس سے وہ مطلب سمجھ جائے اور تسلی پاسے جیسے طبیب معالجے سے پہلے اپنی خوش گوئی سے بیمار کو شفا کا امیدوار کردیتا ہے +

یا دراز وقت کلام و وعظ و پند
نرم کن اول زمین ہنگام کشت
ہم مشو با جاہلان بے عقل
تا برآید گل ازان ناکارہ گل

نکتہ نادان کو زبردستی سے سمجھانا اسپر تشدد پہونچانا منع ہے جب تک کہ اسکا نفس سرکش بداخلاقی و جہل کے پنجے سے رہائی نپاسے سیدھی راہ پر نہ آسکے -

کفر کب جاتا ہے اس کافر کا جی سے ہو ذوق
نفس یہ کافر مرے جب تلک مردانہ ہو

ابو المظفر یوسف المستنجد باللہ عباسی

یہہ بتیسوان[۳۲] خلیفہ خاندان عباسیہ کا ہے ۵۵۵ھ ہجری مین تخت خلافت پر بیٹھا اور ۵۶۶ھ مین بیمار ہوکر مرگیا گیارہ سال اس نے بالاستقلال سلطنت کی مرد حلیم و سلیم تھا رفاہ خلق و فلاح رعایا کا خواہشمند اور سرکش و فتنہ انگیزونکا دشمن تھا - اسکا قول ہے -

قول سعایت اور نمامی سے بڑھکر عالم مین کوئی بدتر گناہ نہین کہ اسکا اثر خلایق کیطرف متعدی ہوتا ہے +

نکتہ چغلوری اور جھوٹھ سے ہزار طرح کی بدی پیدا ہوتی ہے اسی طرح شراب سے

حسد بد طرح کی شرارت +

سارے فساد جو ہوتے ہیں جہان میں آشکار	تخم ہر آفت یہ نادان یہ حسد ہے
بچا رہیگا جو حسد سے جو پائیگا نجات	یہ بات ہے یہی جو بیچ کا شراب ہے

فائدہ اس خلیفہ نے خاندان اونچا ہونے کا حسد نے ظاہر کیا جس سے خلق اللہ کو
امن حاصل ہوا۔ ایک شخص کو اس برامکہ سے حسد تھا اس نے خلیفہ سے
خلیفہ سے درخواست کی کہ عوض اسکے دس ہزار روپیہ نذر قبول کیجئے اگر
قربانی ہا سے خلیفہ نے فرمایا بیٹا تم ایک ایسا شخص جو دوست سے زیادہ بدنفس کہیں
سے پیدا کر کو کر اور تو کیا اسکے شفقت خلق ان کو نجات دیتا ہوں اسکے
صلہ میں دس ہزار روپیہ تم کو عطا کرتا ہوں +

نکتہ بدون اسکے ساتھ نیکی کرنا بچا ہے نہ کہ ان کو یاد رہے اور دیکھا ہے نیک نام سے جنس کرنا

کا بیٹا کہ کر بدی کرے ہو تم	خوب وہ ہے جو کہ نیکی ہو تم

حکایت

ایک روز رات کے وقت کسی بادشاہ نے ایک خواص کو بلا کر فرمایا کہ اس وقت ایک
سنار کے کام کرنیکی ضرورت ہے جو جلد آ سکے پہنچا کر دربار سے خلیفہ نے دریافت
دریافت کر لیا تھا کہ اسوقت وقت کا بادشاہ کا پہنچنا ہے جسے خلیفہ دیت تک جو وہاں
کچھ لوگ تعین کر دئے جائیں جب دروازہ کھلے سنار کو حاضر کیا جائے اس وقت حاضر ہیں
ہو کا خلیفہ کا افسر ٹھیک تھا اس آدمی کو سنار نے پوچھا کہ اسکے جو اس نے بنایا تھا
طلب کیے گئے رو بڑو لائے خلیفہ نے جب اسکا امتحان لیا تو معلوم ہوا کہ وہ وہی

جو اوس سے بنا سنے تھے قلب نہ تھے بلکہ بعینہ ویسے ہی روپیہ تھے جیسے دارالضرب مین بنتے تھے سنار نے عرض کیا کہ حضور مین مفلسی کے سبب سے یہہ جرأت کی مگر نفع اوسی قدر ہوتا ہے جسقدر دارالضرب مین مزدوری کرنے سے حاصل ہوتا ہے خلیفہ کو اُس پر رحم آیا اور حکم صادر کیا کہ جو کام وہ مخفی اپنے مکان مین کرتا تھا وہی کام دارالضرب سرکاری مین علانیہ کیا کرے اور کچھ اُس سے محصول وغیرہ نہ لیا جاے

حکمت انسان وہ ہے کہ دولتمندی مین تواضع قدرت کیوقت عفو جوانی مین عبادت غصہ مین متحمل ہو۔

سر جھکا تا ہے تواضع مین مدام
وقت قوت اسکو ہے نا قوتی

ہے جو دولتمند مرد سرفراز
حلم غصہ مین جوانی مین نماز

ابو محمد الحسن المستضی بامر اللہ بن المستنجد بامر اللہ

مرقاۃ الجنان اور شذرات الذہب مین اس خلیفہ کا نام مستضی بامر اللہ لکھا ہے اور سامرہ مین المستضی باللہ اور روضۃ الصفا مین المستضی بنور اللہ ہے۔

بتیسوان خلیفہ خاندان عباسیہ کا ہے ٥٣٦ھ ہجری مین پیدا ہوا اور بعد انتقال اپنے باپ کے تخت خلافت پر متمکن ہوا اور ٥٧٥ھ ہجری مین انتقال کیا نو برس آٹھ مہینے خلافت کی مرد دیندار تھا۔

فائدہ اس خلیفہ نے تخت پر بیٹھتے ہی تحصیل مکوس یعنی محاصل خلاف شرع ایکلخت موقوف کردیا اسکے عہد مین بدعات رفض ایکدم موقوف ہوگئے اور سخاوت مین موصوف تھا کثرت سے روپیہ بنی ہاشم کو دیا اور مدرسون پر صرف کیا اسی طرح

نظر مین روپیہ کی کچھ وقعت نتھی اور ابن جوزی کو حکم دیا کہ مجالس وعظ قائم کرین جب
مجلس وعظ قائم ہوتی تو خلیفہ خود جلسہ وعظ مین جاکر بیٹھا کرتا تھا اور صحبت نیکون
سے رہا کرتا مرد دیندار عادل و شجیع تھا ✦

حکمت دل کی سلامتی نیک صحبت پر منحصر ہے جسم کی راحت تجرد مین روح کی
تسلی عبادت مین ✦

نہ کرو صحبت بغیر از صحبت نیک	اگر نیکون کی صحبت نہ ملے تا
عبادت کر کہ ہو حاصل تسلی	اکیلا ہو اگر چاہے تو آرام

حکایت

اس خلیفہ کے عہد مین قطب الدین قیماز امیر الامرا بڑا ظالم و ستمگر تھا جسکو چاہتا
پکڑ کے قتل کروا ڈالتا تھا اس نے خلیفہ کو مسلوب الاختیار کر دیا تھا ایک روز امیر الامرا
نے ظہیر الدین خازن کی گرفتاری کا حکم دیا وہ جان بچا کر دار الخلافت مین خلیفہ کے
پاس چلا گیا قیماز نے اوسکا گھر لوٹ لیا اور اسمین آگ لگا دی اور غصہ مین آکر
دار الخلافت کے محاصرہ کا حکم دیا خلیفہ یہہ حال سنکر بام پر آمد ہوا دیکھا تو امیر الامرا
کی فوج کا ہجوم قلعہ کے چارون طرف ہے اور شہر کے تماشائی اور باشندے بھی کثرت
مین خلیفہ نے ان لوگون سے فرمایا کہ تم سب اس وقت جا کر امیر الامرا کو قید کر لاؤ
اور اسکے مال مین سے جو پاؤ لوٹ لو یہہ حکم پاتے ہی عام و خاص دوڑ پڑے کہ جاکے
امیر الامرا کا گھر مسمار کر ڈالا وہ سبب اسکی ظلم کی کمائی راست پر گیرتے ہجوم عام
کے رد برداشتکی کوئی تدبیر پیش رس ہوئی آخر جان بچا کر بھاگ نکلا اور چاہا کہ

موصل اپنے وطن کو پہنچ جاسے چونکہ پاپیادہ اور تنہا تھا ناواقفیت سے جنگل سنسان بیابان میں جا پڑا انجام کار اوسی دشت بے آب مین اوسکی لاش بے گور و کفن طعمۂ زاغ و زغن ہوئی ۔

حکمت ظالم کو دشمن کے ہاتھ سے ہلاک کرانا عین مصلحت ہے یعنی اگر دشمن نے ظالم کو مارا تو ظالم مرا اسکے اندیشہ سے رہائی ملی اور اگر دشمن مارا گیا تو بھی آئندہ اسکے شر سے خلاصی پائی ۔

موذی کو مار و عدو کے ہاتھ سے ۔۔ آئین جب یہہ دونون ہوذی مرد

مخلصی پاؤ گے بیشک ایک سے ۔۔ موذی مر جائیگا آخر یا عدو

نکتہ چار چیزون کو بقا کم ہوتی ہے اوّلاً ظالم کے ظلم کو ثانیاً مومن کے غضب و غصہ کو ثالثاً عورت کی پیار اور محبت کو رابعاً ناجنس اور نادان کے التفات و صحبت کو ۔

دار دنیا مین کبھی رہتا نہین ۔۔ ظالمونکا ظلم بیشک برقرار

غیر کی صحبت نہین ہے دیرپا ۔۔ اور نہ عورت کی محبت اور پیار

ایک دم پھر مین ہوا ہو جاتا ہے ۔۔ دل پہ مومن کے اگر آئے غبار

فائدہ یافعی نے مرآۃ الجنان مین ۵۶۶ھ کی تاریخ مین لکھا ہے کہ اسی سال مصر مین سلطان صلاح الدین نے عبید

٩٧

علوی اسماعیلی تخت نشین ہوا اور بارہ سال کی حکومت کرکے ۳۲۲ھ مین قائم بامر اللہ بن مہدی کے بعد ۳۳۴ھ مین مر گیا اور اسکے بعد المنصور باللہ بن قائم بامر اللہ تخت پر متمکن ہوا آخر پانچ سال سلطنت کرکے ۳۴۱ھ مین مر گیا اسکے بعد معز الدین اللہ بن المنصور الدین اللہ مسند آرا ہوا اور ۳۶۵ھ مین مر گیا ۲۴ سال حکومت کی ۴۵ سال عمر پائی اسکے بعد العزیز باللہ بن المعز الدین اللہ تخت پر بیٹھا اکیس سال سلطنت کی ۳۸۶ھ مین مر گیا اسکے بعد الحاکم باللہ بن عزیز باللہ تخت نشین ہوا اسکو اصحاب ... بہ نیابت بعض ... تخفی ...

مو بجلی گرنے سے جانین تلف ہوئین اہل مدینہ در پے تلاش موجب ظہور آفت کے ہوئے آخر گبھرا کی مخبری سے نقب زن گرفتار ہوئے اور قتل ہوئے آخر اسکو

کا خطبہ موقوف کرکے مستضی بامر اللہ عباسی کے نام کا خطبہ پڑھا جاوے۔ موقوف ہونے سے
موقوف تھا خلیفہ مستضی بامر اللہ نے دو جبہ بیش قیمت [illegible] سلطان
مصر اور نور الدین سلطان شام کو جو خلیفہ کی طرف سے نائب تھے بھیجیں گو سلطان نور الدین
کیواسطے منجملہ اور اشیا اسکے دو تلوار بھی آئیں جو اس سے اشارہ تھا کہ ممالک
شام اور مصر تمہارے تحت حکومت ہے۔ سلطان نور الدین اور سلطان صلاح الدین
کے درمیان امارت مصر پر نوبت یہان تک پہونچی کہ قریب تھا دونون کی تلوارین
میانون سے باہر نکل آئیں۔ صلاح الدین کے باپ نجم الدین ایوب نے بیٹے کو روکا
اور مصالحت پر مجبور کیا بالآخر طرفین مین صلح ہو گئی۔

نکتہ صلح کے ذریعہ سے انسان جس مقام پر پہونچ سکتا ہے ظلم و سختی سے نہین
پہونچتا۔

صلح سے اصلاح کار دو جہان	صلح ہے جس پر ہے دنیا کا مدار
ظلم اور سختی بہت بدکام ہین	جن سے ہے بدنام ظالم نابکار

نکتہ ہر کام کی ابتدا مین اسکے انجام کو سوچنا چاہیے ہر امر کی ابتدا مین انتہا کا
خیال رکھنا چاہیے +

ہر کسی کو ابتدا سے کار مین	ہے یہی تعلیم عقلمندان انجام کا
پر ضرور چاہیے کہ انجام سوچے	ابتدا مین ہو خیال انجام کا

حکمت اپنے ہم جنس سے جانون سے دوستی رکھنا خدا کے دوستون کا حق ادا [illegible]
خدا پرستی انکا نام ہے +

صلح کل دارد ہمیشہ صلح کل	خلق زادہ با ہمہ خلق جہان

با بدان نیکی کند ہنگام کار — دوستی ظاہر کند با دشمنان

پند لوگون سے دوستی یا دشمنی خدا کے واسطے رکھنا چاہئیے نہ کہ ذاتی تعلق اور باہمی معاملات مین ✤

دوستان حق کی بدروئی دریا ہر ایک سے — دشمنی بہر خدا بہر خدا ہے دوستی

ابو العباس احمد ناصر الدین اللہ بن المستضئی باللہ عباسی

چونتیسوان خلیفہ خاندان عباسیہ کا ہے تئیس سال کی عمر مین سنہ ۵۷۵ ہجری مین تخت نشین ہوا یہہ شخص بڑا دیندار متشرع اور باخبر تھا۔ شراب کا کھچوانا اور پینا اور بیچنا اور ناچ رنگ گانا بجانا یکقلم بند کردیا۔ شریعت محمدی کی ترویج اور احکام الہیہ کی پابندی اور علوم شریعت کی ترقی مین صرف ہمت کی ظالمون کا دشمن اور عادلون کا دوست تھا۔ دار الخلافت بغداد مین کئی جگہہ دار الضیافتین بنوائین اور ایک عمارت رباط خلاطیہ جانب غربی بغداد مین تیار کروائی جسکے اتمام پر دعوت عام کی اوس جشن مین پندرہ ہزار بکرے اور تیس ہزار مرغ ذبح کئے گئے اور نظامیہ مدرسہ مین ایک بہت بڑا کتب خانہ رکھوایا گیا۔ ہند و مصر وغیرہ کے سلاطین اور حکام پر اسکا رعب چھا گیا تھا۔ چھیالیس سال نہایت نیک نامی و خوش انتظامی کے ساتھہ سلطنت کی او نہتر سال کی عمر پائی آخر سنہ ۶۲۲ ہجری مین انتقال کیا ✤

فائدہ یہہ خلیفہ اپنے رعایا اور امیرون وارکان دولت کے جزئیات کی خبر رکھتا تھا اسی کام کیلئے مخفی نگارون کو مامور فرمایا اور جاسوس معتبر اور اخبار رسان ہر ہر مقام اور ہر جگہہ پر تمامی قلمرو ممالک مین مخفی مقرر کئے تھے کہ وہ دعایا اور عاملونکے

حالات نیک و بد سے سچ سچ خبر دیا کرتے تھے اور خود بھی راتون کو دار الخلافت بغداد کے ہر محلہ اور کوچون مین گشت لگاتا تھا ۔

وہی پاتا ہے لذت سلطنت کی	ہو عادل ہو و سوابل کا شہنشاہ
ہون جسکے قہر سے مقہور دشمن	رہین مغلوب سب امت کے بدخواہ
عزیزون کو ملے ہر وقت عزت	رہین خوشدل ہواخواہان درگاہ
خبرگیری ہو مظلومون کی ہردم	جو ہو محتاج پاوے دولت و جاہ

حکایت

سنہ ۶۱۴ھ ہجری مین سلطان محمد قطب الدین بن سلطان تکش خوارزمی نے دار الخلافت بغداد پر فوج کشی کی اوسکا ارادہ ہوا کہ عباسیون کو خلافت سے بیدخل کرکے حکومت کا تاج سید علاء الملک ترمذی علوی اپنے مرشد کے سپرد کرے یہ خبر خلیفہ ناصر الدین اللہ کو معلوم ہوئی خلیفہ نے اس عزیمت بد کے باز رکھنے کے لئے شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی کو برسم رسالت روانہ کیا شیخ نے پہونچکر طریقہ سنت الاسلام کے موافق سلطان کو سلام کیا اوس نے براہ تکبر جواب سلام دیا اور بیٹھنے کے لئے اجازت نہ دی شیخ نے کھڑے کھڑے ہی ایک خطبہ عربی زبان مین پڑھا جسمین فضائل آل عباس اور بالتخصیص صفات حمیدہ خلیفہ ناصر الدین اللہ کے اور ایک حدیث ممانعت ایذا رسانی آل عباس کی نقل کی سلطان نے بعض اوسپر لحاظ نہ کیا اور تین لاکھ سوار ہمراہ لیکر دار الخلافت بغداد کو روانہ ہوا جب اسکی فوج عقبہ حلوان تک پہونچی بتائید اقبال ناصر الدین اللہ فصل خریف کے ابتدا موسم مین اسقدر برف

برف کی بارش ہوئی کہ لشکر کے ہزارون آدمی بیکار ہوگئے راستے بند ہوئے سلطان نے راستہ بدلنا چاہا مگر وہان بھی خبر پہونچی کہ چنگیز خان تاتاری ایک بھاری لشکر کے ساتھہ سلطانی علاقہ مین داخل ہوگیا ہے اسلیئے یہہ بادشاہ پہلے بخارا پہونچا اور جوجی خان چنگیز خان کے بیٹے کے ساتھہ لڑکر شکست کھائی جنگ سے اول اسکے ہمراہ چار لاکھہ فوج تھی مگر اس نے اپنے کم بختی سے وہ فوج بخارا وعراق وخوارزم کی حفاظت کو بھیجدی پہر شکست کھاکر یہہ نخشب کو چلا گیا اور اپنی والدہ ترکان خاتون وعیال واطفال کو معہ خزانہ وجواہر مازندران مین بھیجکر قلعہ قارون مین رہنے کا حکم دیا نخشب کے قریب چنگیزی فوج گئی تو یہہ عراق بھاگ گیا وہان سے گیلان پہونچا اور خبر پائی کہ قلعہ مارون مغلون نے لے لیا ہے اور اہل وعیال وطفلان خورد سال معہ نقد وجنس مغلون کے قبضہ مین آگئے یہہ سنکر سلطان کو غشی آگئی اور بیہوشی مین مرگیا خیمہ واسباب شاہی اوس کے فوج نے لوٹ لیا سلطان کو کفن تک نملا ۔

شد سبے نفس اور صلح کل انسان سے مناظرہ منع ہے اور جواب دینا بے پوچھے جہل ونادانی ہے ۔

سرنگون ہو جو کہ اپنے سامنے
ناروا ہے دوستون سے دشمنی

دوستوں سے اکڑنا منع ہے
صلح کے خواہان سے لڑنا منع ہے

حکمت تین کام کرنیکے وقت انسان کو تامل وتوقف درکار ہے **اولاً** جب کسی کے ساتھہ بدی یا گناہ کرنے پر مستعد ہو **ثانیاً** جب معترض کے سوال کا جواب دینے لگے **ثالثاً** اسوقت جب کسی غیر نامحرم آدمی کے روبرو اپنے دل کے راز

[illegible]

[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]

ابو نصر محمد ظاہر باللہ بن ناصر الدین اللہ

یہ چودھوان خلیفہ خاندان عباسیہ کا ۶۲۲ ہجری میں تخت نشین ہوا [illegible] خلاف شرع معاف کر دیا اور جو لوگ [illegible] گیا اور دس ہزار اشرفیان [illegible] [illegible] چودہ دن سلطنت کی آخر ۶۲۳ ہجری میں دنیا سے [illegible] ہوا تھا اس کا قول ہے +

قول بندگان خدا کی عیب جوئی کرنا بڑا عیب ہے +

حکمت کمینہ آدمی کی چار علامتیں ہیں اول اپنے عیب سے چشم پوشی کرکے غیر کے عیبوں کو دیکھتا ہے ثانیاً بخل سے [illegible] ہوتا ہے ثالثاً [illegible] رابعاً خدا کی عبادت میں کاہل [illegible] +

[illegible]	[illegible]
کاہل و بدخوئی و بدخلقی و بخیل	[illegible]

پیشہ انسان کو چاہئے کہ اخلاق آپ سے [illegible] عیب [illegible]

اوسکا پردہ پوش بنے نہ پردہ در تاکہ مقبول خالق و عزیز خلایق ہو -

خدا کرتا ہے سب کی پردہ پوشی ۔ اُسی کا نام ہے ستار و غفار
اگر تو بھی کسی کا عیب دیکھے ۔ چھپا مت لا زبان پر اسکو زنہار

نصیحت اپنے اور غیر کے عیب ظاہر نہو اسواسطے کیونکہ جب چشم پردہ دری کرتا ہے تو اپنی و غیر کی ذلت ہے - کہ ثبت ناست

اپنی ذات کا نہو جسکو خیال ۔ ایسے بے غیرت سے بیشک خوف کر
بندہ چالاک و بے باک ہے ۔ خوف کر اے بندہ پرور خوف کر

پند جو شخص تیرے روبرو کسی کا عیب زبان پر لائیگا یا چغلی کھائیگا تیرا عیب بھی اور کسی کے پاس پہونچائیگا ◆

بدزبان جو آگے تیرے روبرو ۔ عیب لوگون کے زبان پر لائیگا
رکھ یقین بیشک کہ وہ تیری بھی عیب ۔ کان مین ہر ایک کے پہونچائیگا

ابو جعفر منصور المستنصر باللہ عباسی

یہ چھتیسوان خلیفہ خاندان عباسیہ کا ہے سنہ ٦٢٣ھ مین بعد انتقال اپنے باپ کے خلافت کے تخت پر متمکن ہوا سولہ برس دو مہینے سات دن مسند آرائے حکومت رہا آخر سنہ ٦٤٠ھ ہجری مین اس خلیفہ نے دنیا اور اہل دنیا کو رخصت کیا - عدالت پیشہ و رعایا پرور تھا - اہل علم و دیانت دارون کی صحبت غنیمت جانتا - اسلام کی تقویت اور تائید کیطرف زیادہ مائل تھا - جمعہ کے دن خلیفہ کے نام جب خطبہ پڑھا گیا روپیہ اور اشرفیون کے تھیلیان حاجتمندون پر ایثار کی گئین - شعرا نے قصائد پڑھے اور خلعت و جائزہ سے سرفراز ہوے - عیدین کے دن علما اور مشایخ اور مسجد کے اماموں کو انعامات و صدقات سے مالا مال کردیا دار الخلافت بغداد کے محلون مین

دارالضیافت مقرر کیا وہان ہر قسم کے کھانے مہیا رہتے تھے جو مسافرون اور واردین و صادرین کے لئے وقف تھے - اسکے وقت علم نے کمال ترقی پائی نظامیہ مدرسہ کے علاوہ ایک اور مدرسہ سلطانی قائم کیا جسمین ایک بڑا کتب خانہ رکھا - حنفی و شافعی و مالکی و حنبلی معلمین اور علمائے معقول و منقول درس کیلئے مواجب کثیرہ پر مقرر کئے گئے اور ایک دارالقرات بنایا گیا اچھے اچھے قاری تعلیم قرات کیلئے مامور کئے گئے طلبا و علما کے لئے کھانا ناشتہ حق التعلیم سب ملتا تھا اور ایک دارالشفا جاری کیا گیا جہان بیمارون کو دوا اور غذا ملتی تھی - اس خلیفہ کے عہد خلافت مین عراق عرب رشک بہشت آسمانی تھا ٭

حکایت

ایک بار عید کے دن یہہ خلیفہ صبح کے وقت لب بام پر آمد تھا دیکھا کہ لوگون کے گھرون کی دیوارون پر دھوئے ہوئے کپڑے سوکھ رہے ہین وزیر سے اسکا سبب پوچھا وزیر نے عرض کیا کہ آج عید کا دن ہے لوگون نے عیدگاہ جانیکے لئے کپڑے دھوکر سوکھنے کے لئے ڈالے ہین جب سوکھ جائینگے پہنکر عیدگاہ جائینگے یہہ سنکر خلیفہ نے جانا کہ میری رعایا ایسی مفلس نادار ہوگئی ہے کہ دھوبی سے کپڑے دھلانیکی بھی وسعت نہین رکھتی انکی خبرگیری ضرور ہے پس یہہ تجویز کی کہ بیشمار سونیکی گولیان بنوائین اور حکم دیا کہ جب رات کے وقت لب بام آیا کرین غلام یہہ گولیان غلیلون مین رکھکر پھینکا کرین کہ گولیان لوگون کے گھرون مین جا پڑین اور وہ ان سے آسودہ حال ہون ٭

حکمت جیسے کہ سائل سخی کی سخاوت کا محتاج ہے اس سے زیادہ سخی کی سخاوت سائل کے حاضر ہونیکی محتاج ہے پس اگر سائل صابر وشاکر ہے تو سخی کی سخاوت خود اسکی تلاش مین مصروف ہوگی اور جس جگہہ و مقام مین وہ ہوگا ڈہونڈھکر حصہ پہونچائیگی کیونکہ کریم کا صبر و توقف اسکا نقص ہے اور مفلس محتاج و نادار کا صبر و استقلال اسکا کمال

رزق مت ڈھونڈھو کہ وہ رزاق کریم
جس جگہ ہوگے وہان پہونچائیگا
تم سے زیادہ نہین خود عاشق ہے رزق
تم کو خود وہ ڈھونڈھنے کو آئیگا

ابو احمد عبد اللہ المستعصم باللہ عباسی

یہہ آخری خلیفہ خاندان عباسیہ کا ہے سنہ ۶۰۹ھ ہجری مین پیدا ہوا اور سنہ ۶۴۰ھ ہجری مین تخت خلافت پر متمکن ہوا سولہ سال اس نے سلطنت کی سنہ ۶۵۶ھ ہجری مین ہلاکو خان نے اسکو شہید کیا - یہہ خلیفہ بڑا دولتمند اور صاحب سطوت و حکومت تھا اسکے وقت خلافت نے یہہ زینت پائی تھی کہ کبھی ظہور مین نہ آئی تھی سلاطین شرق و غرب و شاہان عجم و عرب اسکے باج گذار اور فرمان بردار ہوگئے تھے - مورخین نے لکھا ہے کہ جب سواری اس خلیفہ کی عیدگاہ یا جامع مسجد اور بعض مقامات متبرکہ کو جاتی تھی تو لوگ سر راہ نشست گاہین کرایہ لیکر بامید زیارت بیٹھتے تھے ایک مرتبہ حساب کیا گیا تھا تیس ہزار دینار جو اس زمانہ کی اشرفی تھی مالک مکانون کو کرایہ ملا تھا ایک لاکھ چوبیس ہزار سوار خلیفہ کے رکاب مین رہا کرتے تھے -

سنہ ۶۴۲ھ ہجری مین مؤیدالدین علقمی منصب وزارت سے سرفراز ہوا چونکہ شیعہ تھا

اسلئے خلیفہ کے فرزند ابوبکر کو اسکے ساتھ مذہبا عداوت ہو گئی اور ابن علقمی نے یہانتک طول کھینچا کہ وزیر نمک حرامی پر آمادہ ہو گیا اور اپنے تعصب مذہبی سے اتنی بڑی سلطنت کو ہلاکو کے ہاتھ سے تباہ کرا دیا اسنے چاہا تھا کہ بجائے آل عباس کوئی علوی نسب خلیفہ مقرر ہو کہ مذہب باطل یعنی رفض کو عروج ہو مگر اوس تاتاری وحشی نے نہ آل علی کو خاتم خلافت دی اور نہ اوس کافر نعمت علقمی کو اوسکے اعانت کا صلہ دیا بلکہ اس کفران نعمت ومنافقانہ چال کی پاداش میں آب شمشیر سے اوسکی پیاس بجھائی اسی کا ایک دوست نصیر الدین طوسی شیعی مذہب تھا کہتے ہیں کہ یہہ طوسی خفی تھا اور سید مجد الدین محمد بن حسن طاؤس شیعی اور بدر الدین یوسف بابا نے جو بڑے امیر تھے اونہوں نے وزیر سے ملکر دار الخلافت بغداد کو برباد کرایا ٭

چنانچہ شیخ سعدی رحمۃ نے زوال ملک خلیفہ مستعصم باللہ میں جو مرثیہ نظم فرمایا ہے ہدیتاً ذیل میں حوالہ قلم ہے ٭

فی مرثیہ المستعصم

آسمان را حق بود گر خون ببارد بر زمین — بر زوال ملک مستعصم امیر المومنین
ای محمد گر قیامت می برآری سر ز خاک — سر برآور وین قیامت درمیان خلق بین
نازنینان حرم را خون خلق نازنین — زآستان بگذشت ومارا خون دل از آستین
زینہار از دور گیتی وانقلاب روزگار — در خیال کس نگشتی کانچنان گردد چنین
دیدہ بردار ای کہ دیدی شوکت بیت الحرام — قیصران روم سر بر خاک خاقان بر جبین

خون فرزندان عم مصطفی شد ریخته — هم بر آن خاکی که سلطانان نهادندی جبین
وه که گر بر خون آن پاکان فرود آید مگس — تا قیامت تلخ گردد بر دهانش انگبین
بعد ازین آسایش از دنیا نباید چشم داشت — مرد را انگشتری ماند چو برخیزد نگین ❊
دجله خون آبست زین پس گر رسد سر بر نشیب — خاک نخلستان را کند با خون عجین ❊
روی دریا در هم آمد زین حدیث هولناک — می توان دانست بر رویش ز موج افتاد چین
گر نه بیهوده است و بی اصل بود شستن به آب — آدمی را حیرت از دل هست از داغ چنین
نوحه لایق نیست بر خاک شهیدان زانکه هست — کمترین دولت مر ایشان را بهشت برترین
لیکن از روی مسلمانی دراه غیرتست — مهربان را دل بسوزد در فراق نازنین
باش تا فردا که بینی روز او در رستخیز — کز لحد با روی خون آلوده برخیزد دفین
در زمین خاک قدمشان توتیای چشم بود — روز محشر خون شان گلگونهٔ رخسار عین
قالب مجروح گر در خاک و خون غلطید چه باک — روح پاک اندر جوار لطف رب العالمین
تکیه بر دنیا نشاید کرد و دل بر وی نهاد — کآسمان گاهی بمهر است ای برادر گه بکین
چرخ گردون با زمین گوئی دو سنگ آسیاست — درمیان هر دو فرود شد دل مردم ببین
زور بازوی شجاعت بر نیاید با اجل — چون قضا آید نماند قوت بازو رزین
تیغ هندی بر نیاید روز هیجا از نیام — شیر مردی را که باشد مرگ پنهان در کمین
تجربت بی فائده است آنجا که برگردید بخت — حمله آوردن چه سود آنرا که برگردید زین
گرگ سانند از پی مردار دنیا جنگجوی — ای برادر گر خردمندی چو پیر غاران نشین
ملک دنیا را چه قیمت حاجت افتاد از خدا — کو نگه دارد بنا بر ملک ایمان و یقین
یا رب این رکن مسلمانی بجا آباد دار — در پناه شاه عادل پیشوای ملک و دین

خسروا صاحبقران غوث زمان بوبکر سعد	آنکه اخلاقش پسندیده ست و اوصافش گزین
مصلحت بود اختیار رای روشن بیت آن	بر درستی تا آن تخت نقش نشاید جز نگین
لاجرم در بحر و برش اعیان دولت اند	سکه بر نامش آفرین بر جانش جان آفرین
روزگارت باسعادت باد و سعدی گو ثنا	زانکه تا منصور بخت باد و اقبالت قرین

فائدہ بڑا فتنہ جس سے ملک میں تباہی اور قوم میں افلاس آجاتا ہے وہ فتنہ مذہب کا ہوتا ہے جب کوئی قوم تعصب اختیار کر لیتی ہے آفت اور بلا اوس قوم کی عاشق ہو جاتی ہے انواع و اقسام کے فتنہ اوسکو گھیرتے ہوتے ہیں جس نے کتب تواریخ کی سیر کی ہے وہ سمجھ سکتا ہے کہ جس سلطنت میں مختلف مذاہب اور مختلف خیالوں کے لوگ عامل اور حاکم ہوئے ہیں وہ سلطنت ایک نہ ایک دن مسٹ کر رہی +

نکتہ تین چیزیں تین شخصوں کو ضرر رساں ہیں اولاً امراء دولت و ارکان سلطنت کا فساد ثانیاً علما کی طمع ثالثاً فقرا کی ریاکاری +

ملک میں گر ہو کہیں پیدا فساد	پہونچیگا اس سے ضرر حکام کو
فاضل طامع فقیر باریا	کرتے ہیں بدنام اپنے نام کو

نکتہ پچیس آدمیوں سے نفرت کرنا ضرور ہے **اول** ناشاکر **دوم** بد عہد **سوم** مفتری **چہارم** دروغ گو **پنجم** منافق **ششم** خائن **ہفتم** غابن **ہشتم** غاصب **نہم** فاسق و فاجر **دہم** شرابی **یازدہم** قمارباز **دوازدہم** چور **سیزدہم** فتنہ انگیز **چہاردہم** نمک حرام **پانزدہم** فریبی **شانزدہم** بیوفا **ہفدہم** دغاباز **ہجدہم** شہوت پرست **نوزدہم** بے علم و جاہل

بستم عالم بے عمل بست ویکم بے حیا و بے شرم بست و دوم نزد رنج نیست و سوم پر غصہ کینہ توز بست و چہارم بخیل بست و پنجم حاسد۔

نکوئی با بدیت گر در زمانہ
سزا پاکن گریز از صحبت بد

تو در بزم نکوکاران قدم نہ
نہ بر دوش خود بار الم نہ

حکمت دشمن تین طرح کے ہوتے ہین اولاً خالص دشمن ثانیاً منافق ثالثاً حاسد۔ خالص دشمن جانکا دشمن بظاہر و باطن ہوتا ہے منافق بظاہر دوست و بباطن دشمن حاسد صرف جاہ و مال و عزت کا دشمن ہوتا ہے۔

دشمنون سے چھوڑو بیشک دوستی
دوست جتنے ہین تیرے اہل نفاق
آنے مت دینا کبھی حاسد کو پاس

دیکھ مت چہرہ کسی بدخواہ کا
دام مین انکے نہ ہونا مبتلا
ورنہ غم کھائیگا اور پچھتائیگا

سلطان محمود غزنوی

یہہ سلطان اولوالعزم بادشاہون مین گذرا ہے اسکے وقت غزنی کی سلطنت نے کمال رونق پائی مملکت وسعت مین آئی جس مہم پر یہہ لشکر لیکر گیا فتح و نصرت استقبال کو آئی قانون الٰہی کا پابند اور آئین محمدی کا مطیع فقراء کی خدمت مین بخلوص و عقیدت حاضر ہوتا تھا شیخ الشیوخ ابوالحسن خرقانی نے اپنا خرقہ مرحمت فرمایا تھا جنگ سومنات مین جب اسکی امید نے یاس کا چہرہ دکھایا تھا اسی خرقہ کے توسل سے امداد دینی پر فتح نمایان حاصل کی شریعت مصطفا کی

حمایت اور توحید کی اشاعت اسکا اصلی مقصود تہا ابو العباس قادر باللہ بن
اسحاق خلیفہ عباسیہ نے اسکو خلعت سلطانی بہیجا اور سیف الدین یمین الدولہ کا خطاب
بخشا اس سلطان غازی کے مفصل حالات مبسوط کتابون مین مندرج ہین۔
فائدہ سلطان محمود اول سیستان کے ملک پر قابض ہوا اور وہان کے بادشاہ
کو مغلوب کیا دوم راجہ بہیرہ کو جسکا قلعہ بہیکانیر کے شمال اور ملتان کے جنوب
مین تہا مغلوب کیا سوم لڑائی اسکی راجہ جیپال والی لاہور کے ساتھ بمقام پشاور
ہوئی راجہ شکست کہاکر مقید ہوا چہارم پشاور کے فتح کے بعد اس نے ہند کو فتح
کرنے کے ارادہ پر قدم بڑہایا اور قلعہ بہنڈا تک جاکر اسکو فتح کیا مال و دولت بہت
سا لیا اور راجہ جیپال کو بہت سا نذرانہ لیکر قید سے مخلصی دی اور تاج بخشی کی مگر
راجہ لاہور مین جاکر غیرت کے مارے آگ مین خود بخود جلا دیا گیا انندپال اپنے بیٹے کو جانشین
کر گیا پنجم بڑی بہاری لڑائی سلطان محمود کی ایلک خان والی ترکستان کے ساتھ
ہوئی اسکا مجملاً حال یہہ ہے کہ پہلے ان دو بادشاہون مین کمال اتحاد تہا اور ایلک خان
کی لڑکی محمود کے نکاح مین تہی مگر جب دونون مین کہ محمود ہندوستان گیا ایلک خان نے
بیوفائی کرکے خراسان پر قبضہ کر لیا یہہ خبر پاکر سلطان محمود بلغار خراسان پہنچا اور
ایلک خان کی فوج اور عاملون کو نکال دیا پہر ایلک خان بذات خود لشکر لیکر آیا اور جنگ
مین شکست پاکر بہاگا آخر پکڑا گیا اور بہت سا خراج دینے کے بعد رہا ہوا
ششم سلطان محمود کا حملہ ملتان پر ہوا اور ابو الفتح علی کو سے ایک لاکہ سالانہ خراج
اوس سے لیا ہفتم اس سفر مین مقابلہ سلطان محمود کا راجہ انندپال پسر راجہ جیپال سے
ہوا اور شکست کہاکر لاہور سے کشمیر کو بہاگ گیا ہشتم ۴۰۰ ہجری مین سلطان محمود نے ہندوستان

کو کوچ کیا انگپال راجہ لاہور بمبالغت پیش آیا اور راجہ اجین و کالنجر و دہلی اور اجمیر وغیرہ
نے اوس سے مدد طلب کیا اور سب نے بلا تامل اپنی اپنی فوجین بہیجین اور قوم گکہڑ
کوہستانی ہندو بھی انگپال کے مدد کو آپہونچے اور تمام جمعیت چار لاکھہ سے زیادہ
تھی اور کئی ہزار ہاتھی اور منجنیق اون کے ہمراہ تھے سلطان محمود کے ہمراہ صرف
بارہ ہزار سوار جرار تھے سلطان محمود نے پہلے چار ہزار سوار کو ہندوؤن پر حملہ کرنیکا
حکم دیا جب وہ حملہ آور ہوے تو قوم گکہڑ کوہستانی چستی کے ساتہہ اون کے مقابل
ہوے کہ سلطانی سوار نصف سے زیادہ کام آئے سلطان محمود نے اور سوار انکی مدد کو
بہیجے اور پیر اپستادہ ہندو جمع ہو کر آئے کہ وہ ان کے ہجوم مین نظر نہین آتے تھے یہہ
حال دیکہکر سلطان نے کل فوج کو آگے بڑہنیکا حکم دیا جب لڑائی خوب گرم ہوئی وقضا
ایک تیر بحکم تقدیر انگپال کے ہاتہی کے پیشانی پر ایسا لگا کہ ہاتہی کے مغز تک پہنچا
ہاتہی بیتاب ہو کر چنگہاڑتا ہوا الٹا بہاگا لشکر ہنود نے جب راجہ کو بہاگتے ہوے دیکہا سب کے
سب بہاگ نکلے سلطان محمود نے تعاقب کیا تمام خزانہ اور بہت سامال اسباب غنیمت ہاتہہ لشکر
ہوا اس فتح کے بعد سلطان محمود قلعہ بہیم و کوٹ لینے کانگڑہ گیا وہان بہی نصرت
و ظفر نے اسکا ساتہہ دیا پھر جوالا دیوی کے مندر کا رخ کیا پوجاریون نے فی الفور
مندر کے دروازے کہول دئے سلطان محمود اوسمین داخل ہو کر مندر کے بڑے
خزانہ پر متصرف ہوا ساتہہ لاکہہ دینار طلائی نقد سات سو من سونے و چاندی کی
اینٹین دو سو من سونا خالص دو ہزار من چاندی بے تپی من جواہر اور موتی ہیرے لال یاقوت
نیلم زمرد سبز فیروزہ وغیرہ - جب قلعہ بہیم مین کیوقت کا اوسمین تہا تہوڑا سا لیکر محمود
غزنی کا راستہ لیا - نہم سنہ ۴۰۰ ہجری مین محمود پہر ملتان تک آیا اور ابو الفتح حاکم ملتان کو

قید کرکے لیگیا دہم سنہ ۴۰۳ مین سلطان محمود نے غور پر چڑھائی کی اور فتح پاکر
محمد سوری اور حسن اوسکے بیٹے کو قید کرلایا یازدہم سلطان محمود غرجستان پر چڑھائی
کی اور قوم سار بر فتح پاکر ابو نصر حاکم کو پکڑ لایا دوازدہم سنہ ۴۰۶ مین محمود پھر ہند کو
آیا اور شہر تھانیسر مین صدہا بت خانے گرائے ہزارہا اسیر ہوئے بہت سا مال لا
سیزدہم سنہ ۴۰۷ مین فتح خوارزم ہے چنانچہ وہان کا حاکم ابو علی بن مامون سلطان محمود
کا بہنوئی تھا جب وہ مرگیا اوسکا بھائی مامون بن مامون بن ... حاکم ہوا اور حسب الحکم سلطان
خوارزم مین خطبہ اوسکا سلطان کے نام کا جاری کیا اسپر اوسکے سپاہی بگڑ کر اوسکے برخلاف ہوگئے اور اسکو
قتل کرڈالا یہہ خبر پاکر سلطان محمود نے خوارزم کا رخ لیا اور التونتکین سپہسالار کو شکست
دیکر مجبوس و مقتول کیا چہاردہم سنہ ۴۰۹ سلطان محمود کا قنوج پر حملہ ہوا اس سفر مین سلطان
سنہ ۴۰۹ کے آغاز مین ایک لاکھ بیس ہزار سوار ساتھ لیکر پہلے پشاور پہونچا پھر بخاری
راستے سے کشمیر آیا راجہ نے اطاعت منظور کرلی اور سلطان اوسکے ہمراہ پھر کر سے سلطان
بڑی بڑی مشکل گذار پہاڑون سے گذر کر ایک بلند ٹیلا پر جا پہنچا وہان مستحکم قلعہ بنا ہوا
تھا وہان کے راجہ نے سلطان کی ہدایت سے اسلام قبول کرلیا اور بت پرستی سے
توبہ کی پھر وہان سے گذر کر سلطان قلعہ مہابن کو پہونچا راجہ وہان کا کلچند
نام تھا وہ بمقابلہ پیش آیا اور سخت لڑائی ہوئی پچاس ہزار ہندو مارے گئے اور راجہ نے
بھی خودکشی کرلی اوس مقام پر ایک بڑا بتخانہ تھا اور بت اوسمین سونیکے تھے ایک بت کے
آنکھون مین دو یاقوت گران بہا قیمتی پچاس پچاس ہزار دینار سرخ کے تھے دوسرے
بت کے ایک آنکھ مین یاقوت ازرق چارسو مثقال وزن کا تھا اور سونا اون بتون کا
اٹھانوے ہزار تین سو مثقال چارسو بت اوسمین چاندی کے تھے سلطان نے وہ تمام دولت

لشکر اسلام پر تقسیم کردی اور بت خانہ گرا دیا وہان سے نکل کر سوم شعبان سنہ ہجری
کو سلطان قنوج مین یکایک جا پہنچا جاتے ہی شہر کا محاصرہ کر لیا اور دریاے گنگ کے
کنارے سات قلعے سنگین بنے ہوے تھے وہ ساتون سات روز مین فتح ہوے
پھر شہر مفتوح ہوا راجہ نے اطاعت منظور کر لی اور جان و مال سے امان پائی ۔
اوسکا شہر معہ خزانہ پھر اوسیکے حوالہ ہوا وہان سے سلطان قلعہ چنڈپال کیطرف گیا
اور اوسکو فتح کیا پھر متھرا کا رخ لیا وہان پہنچکر بت خانے مسمار کئے اور دولت و مال
سے مالا مال ہو کر دار السلطنت غزنی پہونچا اور ایک عالیشان مسجد بنوائی [۱۵] پندرہوان
حملہ سلطان کا پھر ہند پر سنہ ۴۱۲ھ مین راجہ انندا کالنجر کے حاکم کی سرکوبی کے لئے ہوا
کیونکہ اس راجہ نے باتفاق اور راجاؤن کے راجہ قنوج پر بعلت اطاعت سلطانی لشکر کشی
کی تھی اوس نے سلطان کو اطلاع دی تھی مگر جب سلطان ہند مین آیا تو سنا کہ راجہ
قنوج قتل ہو چکا ہے اسلئے سلطان نے غضبناک ہو کر راجہ کالنجر کے شہر کو گھیر لیا اوسکے
ملک کو تاراج کر دیا اور بسبب کسی امر ضروری کے ناتمام چھوڑ کر دار السلطنت غزنین کو
چلا گیا ۔ [۱۶] سولھوان حملہ سلطان کا راجہ جیپال ثانی پسر انندپال فرزند جیپال والی
لاہور پر ہوا اس جرم مین کہ اوس نے قنوج کے مہم مین راجہ کالنجر کی مدد کی تھی سلطان نے
لاہور پہنچکر شہر کو مفتوح کیا رعایا کو لوٹ لیا حویلیان مسمار کین راجہ جیپال کالنجر
بھاگ گیا اوس روز سے کل علاقہ پنجاب کا تھانیسر تک غزنین کی قلمرو مین شمار ہوا سلطانی
ناظم لاہور مین مقرر ہوا [۱۷] سترہوان حملہ سلطان کا سومنات پر ہوا یہہ ایک بہت بڑا
عالیشان مندر ہندوون کا صد جزیرہ نما گجرات مین ایک ٹیلہ پر تھا ہر چاندرات ہنود
وہان ایک لاکھ سے زیادہ جمع ہوتے تھے برسوین دن پچاس لاکھ آدمی تک

اجتماع ہو جاتا تھا خزانہ نقد سونا چاندی جواہرات وہان اسقدر تھا کہ کسی بادشاہ
کے خزانہ مین نہوگا دو ہزار برہمن پوجاری اور دو ہزار گانون اوسکے مصارف
کے لئے راجاؤن کیطرف سے وقف تھے بڑے بت کے سر پر دو سومن وزنی
سونے کی زنجیر جڑاؤ لٹکتی تھی جسکے ساتھ ایک سومن سونیکا گھنٹہ تھا تین سو
حجام اور تین سو گوئے اور پانسو باکرہ عورتین ناچنے گانے والیان تھین مندرکا
مکان بڑا سنگین لاکھون روپیہ کی تیاری کا بنا ہوا تھا کروڑون روپیہ کا جواہرات
بت خانہ کی دیوارون مین نصب تھا سلطان محمود براہ ملتان سومنات گیارہ
مین بڑے بڑے شہر فتح کرکے صدہا بت خانہ گراتا ہوا وہان پہونچا بڑی گھمسان
کی لڑائی ہوئی ادہر ہنود سومنات کی پرنام سے لپٹ لپٹکر زار زار روتے اور دعا
مانگتے تھے ادہر لشکر اسلام مین اللہ اکبر کی تکبیر تھی - آخرش سلطان محمود
مع فوج کے فتح کا نقارہ بجاتا ہوا قلعہ مین داخل ہوا اور دروازہ پر نشان فتح
بہرانے لگا تمام بت توڑ دئے گئے جب بڑے بت کی نوبت آئی پوجاریون نے
کہا کہ سلطان اسکے ہم وزن جواہرات لے لے مگر اسکو بدستور رہنے دیں سلطان نے
ایک نہ مانی اور اپنے ہاتھ سے گرز مار کر توڑ ڈالا جب وہ پھوٹا تو اوسکے پیٹ سے
اسقدر جواہرات نکلا جو اوسکے ہم وزن سے کئی وزن زیادہ تھا بڑا بت سفید
پتھر کا بنا ہوا تھا پانچ گز لمبا تھا دو گز زمین مین اور تین گز باہر ہوا رہتا - دو
ٹکڑے اوسکے ایک مکہ معظمہ اور دوسرا مدینہ منورہ پاانداز کرنیکے لئے بھیجا اور
دو دار السلطنت غزنین کو بھجوا دیا کہ ایک جامع مسجد اور دوسرا دیوان عام کے
دروازے پر ڈالدئے بیس لاکھ درہم طلائی مسکوک بیشمار سونا غیر مسکوک اور جیبہ طلائی ستون

بت خانہ کے جن مین الماس و یاقوت و زمرد کے نگینے جڑے ہوئے کئی سو مہلا شتر چاندی کا لدا ہوا فتح نصیب غازیان ہوا۔

حق پرستی گر تجھے مطلوب ہے ہو مسلمان بت پرستی چھوڑ دے
رشتۂ الفت خدا اپنے سے جوڑ توڑ دے بیشک بتون کو توڑ دے

پند خالق سے ڈرنے کا نتیجہ رحمت ہے مخلوق سے خوف کرنیکا انجام زحمت ہے۔

بتون کی نہ جور و جفا سے ڈرو نہ کفار زور آزما سے ڈرو
بتون سے ہے ڈر تمکو کس بات کا خدا کے ہو بندے خدا سے ڈرو

نکتہ انسانون مین بدترین وہ انسان ہے جو خدا کے بغیر بتون کو پوجے اور اونسے محبت رکھے۔

یہہ ممکن ہے کہ ہو حاصل عزیزو محبت بت پرستی مین خدا کی

حکمت حق کی ذات صفات مین دوئی کو دخل نہین ہے کیونکہ وہ ایک ہی اور ایک کی وحدت مین دوئی نہین سماتی ہے پس بتون کی پرستش سے باز آؤ۔

ایک بن جاؤ دوئی کو چھوڑ دو رشتہ یکرنگی سے اپنا جوڑ دو
وہ خدا جب ایک ثابت ہو چکا اور جتنے رکھتے ہو بت توڑ دو

حکایت

سلطان محمود کے عہد مین ایک شخص نے ہزار دینار کی تھیلی سربمہر امانتاً قاضی کے سپرد کر کے سفر کو چلا گیا جب واپس آیا تو تھیلی واپس لی اور اسکو کھولکر دیکھا تو بجائے دینار سرخ تانبے کے دینار پائے قاضی سے پوچھا تو اس نے کہا کہ

تیری ہی سر بمہر تھیلی تیری حوالہ کردی ہے مجھے کیا معلوم کہ اسکے اندر کیا تھا ناچار قاضی سے
نا امید ہوکر مدعی سلطان محمود کے پاس گیا اور سارا قصہ عرض کیا بادشاہ نے
سمجھا کہ بے ایمان قاضی نے تھیلی چیر کر اسکے دینار سرخ نکال لئے ہیں اور پھر تانبے
کے دینار بھر کر تھیلی کسی استاد رفوگر سے سلائی ہے جسکا رفو بادی النظر میں معلوم
نہیں ہو سکتا یہہ امر سوچکر مدعی کو حکم دیا کہ تین روز کے بعد حاضر ہونا اور خود یہہ
تجویز کی کہ اسی رات کو اپنے خوابگاہ کا فرش ایک طرف سے پھاڑ ڈالا اور خود
علی الصباح سوار ہوکر شکارگاہ کو چلا گیا بادشاہ کے جانیکے بعد فراش نے جب فرش شاہی
پھٹا ہوا دیکھا تو بہت گھبرایا اور جانا کہ اب سیاست سلطانی سے نجات ملنا محال ہے
آخر رفوگر کی تلاش میں نکلا اتفاقاً وہی استاد رفوگر سے جس نے ۵۰ دیناروں کی
تھیلی قاضی کے کہنے سے رفو کی تھی شاہی مسند کو بھی رفو کرایا اور بادشاہ کے آنے
سے پیشتر وہ مسند بچھادی اسکو جب بادشاہ شکارگاہ سے واپس آیا مسند کو درست
پایا فی الفور فراش کو بلایا اور حال دریافت کیا فراش نے سب کیفیت بے کم
وکاست بیان کردی پھر رفوگر کی طلبی ہوئی اور وہ اصل تھیلی دکھا کر حال پوچھا
اس نے عرض کی کہ ہاں اسی سال میں نے یہہ تھیلی بحکم قاضی رفو کی تھی اور اس وقت
اسمیں تانبے کے دینار بھرے ہوئے تھے یہہ حال تحقیق کرکے بادشاہ نے
قاضی کو بلوایا اور سخت مواخذہ کے بعد ہزار دینار سرخ قاضی سے مدعی کو دلوادیا
اور قاضی سے پچاس ہزار جرمانہ لیکر قضا سے معزول کردیا۔

قاضی و ملا و مفتی و نقیب	ہیں یہہ چاروں پیارکان جہاں
الغرض گر ہو جائے سرزد کار بد	الاماں ہے الاماں ہے الاماں

حکایت

سنا ہے کہ حاکم نے ایک سوداگر کا مال ناحق لے لیا وہ سلطان محمود کی خدمت مین آیا اور دادخواہ ہوا سلطان نے اپنا مہری پروانہ سوداگر کے استرداد مال کیلئے حاکم کے نام روانہ کیا مگر حاکم نے اوسکا مال مسترد نکیا سوداگر بحالت یاس واپس آیا اور اپنا حال بیان کیا اوسوقت سلطان محمود کسی خیال مین مستغرق تھا سوداگر کا حال سنتے ہی چین بر جبین ہوگیا اور کہا کہ اگر وہ تیرا مال نہین دیتا تو مین کیا کرون سوداگر نے عرض کیا کہ اگر بادشاہ کچھہ نہین کرسکتا تو مجھسے کیا ہوسکتا ہے فرمایا کہ سر پر خاک ڈال اس پر اسنے عرض کیا کہ جب بادشاہ کا حکم نوکر نمانے تو دادخواہ سر پر خاک ڈالنے کے سوا اور کیا کرسکتا ہے سلطان محمود اس تقریر سے سخت متاثر ہوا اور فرمایا کہ مجھسے غلطی ہوئی معاف کرو مجھکو چاہیئے کہ اپنے سر پر خاک ڈالون یہہ کہکر اوسی وقت مدعی علیہ کی ماخوذی کا حکم دیا جب وہ گرفتار ہوکر آیا تو وہی پروانہ جسکی تعمیل اسنے نہین کی تھی اسکے گلے مین ڈالا اور گدھے پر سوار کرکے شہر مین تشہیر کرایا اور بعد اس رسوائی کے قتل کیا اور سوداگر کی حق رسی فرمائی -

جو بندہ ہو مالک کا خدمت گزار	اطاعت مین حاضر سدا چاہیئے
نمانے جو محکوم حاکم کا حکم	اسے فی الحقیقت سزا چاہیئے

پند انسان کو چاہیئے کہ جبتک کلی لیاقت پیدا نکرے بادشاہ کی خدمت کا طلبگار نہو جب خدمت پائے اسکے انجام مین بدل و جان مصروف ہو جاوے مالک کے راز کا محافظ ہو اسکی مہربانی پر مغرور نہو جسقدر بادشاہ اسکی عزت بڑھاوے

بہ عجز و نیاز پیش آئے اسکے غصہ سے ڈرے رنجیدگی کا خوف کرے ✦

مہربانی جسقدر مالک کی ہو	چاہیئے نوکر کرے عجز و نیاز	مگر ہو اسکی عنایت بیحد و بیش	گرچہ بجا ہی امیر سرفراز

حکایت

ایک روز ایک غریب سلطان محمود کے پاس دادخواہ آیا کہ ایک ترکی ملازم بادشاہی میری حسین بی بی پر عاشق ہو گیا ہے دو پہرے تیسرے رات کو میری گھر آتا ہے اور میری منکوحہ سے ہم صحبت ہوتا ہے اور مجھکو بولنے نہیں دیتا بلکہ کہتا ہے کہ اگر تو راز فاش کریگا تو جان سے مار ڈالونگا مین اپنی جان کی خوف سے اب تک خاموش رہا آج ہجوم غم سے آپ کی خدمت مین حاضر کیا بادشاہ یہ سنکر غضبناک ہو گیا اور فرمایا کہ جسوقت وہ آئے اسی وقت کوتوال کے آدمی کو جو تیرے گھر کے پاس تعینہ مامور ہوگا خبر کر دینا اور سلطان محمود نے اسی وقت کوتوال کو بلا کر مستغیث کے گھر کا نشان بتلا دیا اور حکم دیا کہ جسوقت کسی مستغیث کی طرف سے اطلاع پہنچی کہ ملزم اسکے گھر موجود ہے تو اسی وقت بعد ماخوذی مجرم مجھکو اطلاع دینا چوتھی رات کو پھر وہ ترک حسب العادت آیا اور اپنے کام مین مشغول ہوا مستغیث نے خفیہ پولس کو خبر دی اوس نے کوتوال کو اطلاع دی کوتوال اوسیوقت مستغیث کے گھر پہنچا اور ترک کو گرفتار کر کے موقع ہی پر زیر حراست رکھا اور بادشاہ سے جا کر سارا واقعہ عرض کیا بادشاہ کوتوال کے ساتھ مستغیث کے گھر پہونچا اور بعد دریافت فرمایا کہ چراغ گل کرو جب روشنی جاتی رہی بادشاہ نے مجرم کو آب تیغ سے دو نیم کیا بعد چراغ روشن کیا گیا مستغیث سے کھانا طلب کیا اس نے جو کی سوکھی روٹی

دستر کہ پیش کیا بادشاہ نے بخواہش تمام کھایا پھر مقتول کا چہرہ دیکھکر دوگانہ شکریہ ادا کیا مستغیث نے دست بستہ چراغ خاموش کرانے اور کھانا کھانے و دوگانہ پڑھنے کا سبب دریافت کیا فرمایا آج چوتھا روز ہے کہ تونے اپنا حال مجھسے کہا تھا اوسوقت مین نے قسم کھائی تھی کہ جبتک مین تیرا انصاف نکرونگا کھانا نہ کھاونگا آج مین سخت بھوکھا تھا اس سے بعد قتل مجرم کے پہلے کھانا کھایا اور چراغ گل کرنے مین حکمت یہہ تھی کہ شاید کوئی میرا عزیز ہو اور مین اسے دیکھکر انصاف نکرسکون کھانے سے فارغ ہونیکے بعد جب مین نے اوسکا چہرہ دیکھا تو غیر شخص کو پایا اسلئے دوگانہ شکر بارگاہ احدیت مین ادا کیا ❊

نہین ظالم کو غیر از ظلم حاصل		اٹھاتا ہے ستم آخر ستمگار	
جفا جو کو جفا ملتا ہے ثمرہ		سدا آزار پاتا ہے دل آزار	

نکتہ شہوت کا بندہ نفس کا تابعدار خدا کے حضور مین ذلیل و خوار ہے بلکہ اوس سے تمام خدائی بیزار ہے ❊

جو ہو وے حرص کا پابند بندہ		وہ بندہ ہے کہان بندہ خدا کا	
جہان مین اسکی ہر صورت سے بیزار		ہر اک خرد و کلان بندہ خدا کا	

حکایت

ایک روز ایک عورت کوہ بلوچ سے جو ممالک رستے کے علاقہ مین ہے سلطان محمود کے پاس دادخواہ آئی کہ میرا اور میرے خاندان کا تمام مال اور اسباب لوٹ لیگئے اور راہ آمد و رفت کی بھی بند کر دی ہے سلطان محمود نے پوچھا کہ کوہ بلوچ کہان

واقع ہے اُس مستغیثہ نے عرض کی کہ بادشاہ کو چاہئے کہ اسقدر ملک اپنے قبضہ میں
رکھے جسکی خبرگیری کرسکے اور اگر ایسا ہو کہ بادشاہ اپنے قلمرو کے ملکون کے نام
سے بھی واقف نہو تو اوسکی رعایا کا کیا حال ہوگا سلطان نے یہہ جملہ سنکر فرمایا
کہ تو سچ کہتی ہے اسی وقت ایک قافلہ تیار کیا اور بیشمار سیب اونٹون پر لدواکر اونکے
ہمراہ کیا اور چند شیشے زہر ہلاہل کے دئے اور فرمایا کہ تم کوہ بلوچ کیطرف جاؤ
اور جب موقع پر پہونچو سیبون کو زہر آلود کردو اور بار اوتارکر اونٹون کو جنگل مین
چھوڑدو اور تم سب کمین گاہ مین چھپ رہو جب قطع الطریق آئین اور تمھارا مال لوٹنے
لگین تو آن کے مزاحم نہونا یہہ حکم سنکر وہ قافلہ عورت کے ساتھ ہولیا اور وہ ورود
اول موقع پر پہونچنے سے کل سیبون کو زہر آلود کردیا اور موقع پر پہونچکر بار اُتاردئے
اور خود چھپ رہے رات کیوقت رہزن آئے قافلہ کا مال لیا اور سیب تر دیکھکر کھانے
شروع کئے تھوڑی ہی دیر کے بعد زہر کی تاثیر ہوئی اور سب کے سب ہلاک ہوگئے
بادشاہ نے رہزنون کے مال و متاع کی ضبطی کرکے سارا مال بڑھیا کو دیدیا جس سے
بڑھیا مالا مال اور دولت سے نہال ہوگئی +

مرد با انصاف ہی انصاف دوست
کاٹتے ہین چوٹ کے ہر عیب

شاہ عادل ہی خبرگیر جہان
راہ پر آتی ہے قوم رہزنان

عبرت سنہ ۴۲۱ ہجری مین (۶۳) سال کی عمر (۳۲) برس کی سلطنت کے بعد
سلطان محمود کا پیمانہ عمر لبریز ہوا بیماری بڑھتی گئی جب سلطان محمود کو اپنی زندگی
کی امید نہ رہی فرمایا کہ تمام جواہرخانے اور دولت کے خزانے دربار مین باآئین شایستہ
ترتیب دو چونکہ ان خزانون کے لئے ایک مکان مین گنجایش نتھی بیرون شہر ایک وسیع میدان

مین جیسے کھڑے ہو گئے اور اون خیام مین کشمیری پشمینے سقرلات اطلس کی
دیباسے رومی مخمل کاشانی قالین ایرانی بطرز شایستہ سجائے گئے اور کروڑون لاکھون
روپیہ کے توڑے اور اشرفیون کی تھیلیان اور بلور کی ڈبیون مین لعل بدخشان
جواہر آبدار و گوہر شاہوار و تاج مرصع اور سونے چاندی کی کرسیان اور چتر و تخت
اسکے علاوہ ہزارون نوادرات روزگار و گران بہا عجائبات سے وہ میدان آسمان
ہشتم کا مقابلہ کر رہا تھا - وہ محمود جسکی ران کے نیچے عمر بھر اقبال کا گھوڑا بجلی
کی طرح چمکتا رہا ایک پالکی مین تصویر بے جان کی طرح لیٹا ہوا آیا اور تکیون کے
سہارے سے تخت زرنگار پر بیٹھا اور وہ امراء دولت و ارکان سلطنت کہ خونریزون
کی مصیبتون مین جان و تن سے ہر معرکہ مین شریک رہے سر جھکائے ہوئے
کھڑے تھے اور سب پر ایک یاس و حسرت کا عالم چھایا ہوا تھا - سلطان محمود نے
پہلے اہل دربار کو نظر یاس دیکھا پھر جواہرات پر نظر ڈالی اسکے بعد فیلان ہندی و شتران
بغدادی و اسپان عراقی کے ملاحظہ کی نوبت آئی جو زرکار جھولون و مرصع نگار زیورون
سے خدائی قدرت کے نمونے تھے بعض مورخ لکھتے ہین کہ بار بار سلطان محمود حسرت
آلود نگاہ سے ان چیزون کو دیکھتا تھا اور آنکھ بند کر لیتا تھا اسی حالت مین اوسکی
روح پاک نے اس پیکر عنصری سے مفارقت کی *

نکتہ طالب دنیا کو اول تحصیل مال کی تدبیر و فکر مین کاہش جان و تن ہوتی ہے
پھر اوسکی حفاظت و پاسبانی کی پھر آخری وقت اسکے چھوڑ جانیکا غم اپنے
ساتھ لیجاتا ہے *

	ابتدا سے انتہا تک سب ہے مدام		طالب دنیا گرفتار بلا	

زندہ ہے جب تک ہے اسکی فکر میں		دل میں لیجاتا ہے وہ ہر خار بلا

فائدہ عاقبت اندیش دنیا کا طالب نہیں ہوتا کیونکہ یہ بڑی ہی سخت اور دغا
شعار ہے طالبین کے نظر میں اسکی زینت ایسی ہے جیسے عروس کہ سب کی نگاہیں اسی پر
پڑتی ہیں قلوب اوس کے شیفتہ ہیں اور جب اسمین ... کی فرصت اوس
میں جو چیز ہے اوس کو ایک نہ ایک دن فنا ہوتا ہے موت اسکے تعاقب میں ہے
اور حکم قضا اوسکے دنبال میں - نشہ پندار سے بیدار ہوا اور بیہوشی سے ہوشیار ہوا پیشتر اس
سے کہ لوگ کہیں کہ فلان شخص بیمار ہے اور مرض شدت میں گذرتا کچھ دوا تیار کیا
حکیم کو بلاؤ اور پھر طبیب تمہارے لئے آئیں اور امید شفا نہ پائیں پھر یہ مشہور ہو
کہ فلان شخص نے وصیت کی اور اپنے مال کو یون تقسیم کیا اور جسکے پاس سے لینا
اوس سے لیا پھر کہیں کہ لو صاحب انکی زبان بند ہوگئی نہ بہائیون سے بولتے ہیں
نہ ہمسایون کو پہچانتے ہیں ونہ اب کھولتے ہیں اور اسوقت تمہاری پیشانی عرق
سے تر ہو اور سینہ آہ سے معمور اور گمان موت کا صدق کی کرسی پر جلوہ گر معلوم ہو
اور سب خویش وبیگانہ بتلا سے گریہ وزاری ہون کوئی کہے ارے یہ تیرا فرزند برادر
اور یہ تیرا لخت جگر ہے ولیکن تم کچھ جواب نہ دے سکو زبان پر مہر خاموشی ہو
پھر تم پر قضا نازل ہو اور قالب سے روح نکلکر عالم بالا کو روانہ ہو - اسوقت
تمام برادری جمع ہو کفن سیا جاوے اور غسل دیکر تم کو پہنایا جاوے عیادت والے
گھر بیٹھ رہیں اور حاسد خوب شاد کہیں تمہارے گھر والون کو تمہارا مال مد نظر ہو
اور تم پر جوابدہی اعمال لازم ہو +
چنانچہ اس مضمون کو جو شیخ مصلح الدین سعدی رحمۃ نظم فرمایا ہے یہ بیتا حوالہ قلم ہے

فی التنبیه

روزی که زیر خاک تن ما نهان شود / وآنها که کرده ایم یکایک عیان شود

یارب بفضل خویش ببخشای بنده را / آندم که عازم سفر آنجهان شود

بیچاره آدمی که اگر خود هزار سال / مهلت بیابد از اجل و کامران شود

ق

هم عاقبت چو نوبت رفتن بدو رسد / با صد هزار حسرت ازان جا روان شود

فریاد ازان زمان که تن نازنین ما / بر بستر هوا فتد و ناتوان شود

اصحاب را چو واقعهٔ ما خبر کنند / هردم کسی برسم عیادت روان شود

وآنکس که مشفق ست و دلش مهربان هست / در جستن دوا بهر این و آن شود

وانکس که چشم بر رخ ما افگند طبیب / در حال ما چو فکر کند بدگمان شود

گوید فلان شراب طلب کن که سود نیست / ما را بدان امید سببی در زیان شود

شاید که یک دو روز دگر ماند عمر ما / وآن یک دو روز بر سر شد و وزیان شود

یاران و دوستان همه در فکر عافیت / کاحوال برچگونه و حال از چه سان شود

تا آن زمان که چهره بگردد ز حال خویش / وآن رنگ رغوانی ما زعفران شود

وان رنج در وجود بنوعی اثر کند / کز لاغری بسان یکی ریسمان شود

در ورطهٔ هلاک فتد کشتی وجود / نیز از عمل بماند و بی بادبان شود

آید شدید ملائکه در وقت قبض روح / چون بنگریم دیدهٔ ما خون فشان شود

باید که در چشیدن آن جام زهرناک / شیرینی شهادت ما در زبان شود

یارب بده بخش که ما را در آن زمان / قول زبان موافق صدق جنان شود

ایمان ما ز غارت شیطان نگاهدار
تا از عذاب و خشم تو در امان شود

فی الجمله روح و جسم ز هم منفرق شوند
مرغ از قفس برآید و در آشیان شود

جان ار بود پلید شود در زمین فرو
ور پاک باشد او ز بر آسمان شود

آوازه در سرای بیفتد که خواجه مرد
وز هم و زیر خانه پر آه و فغان شود

از یک طرف غلام بگرید بهای بهای
وز یک طرف کنیز به زاری کنان شود

در یتیم گوهر یک دانه را ز اشک
جزع دو دیده پر ز عقیق یمان شود

تابوت و پنبه و کفن آرند و مرده شو
اوراد و ذکر آن ز کران تا کران شود

آرند نعش تا به لب گور و هر که هست
بعد از نماز باز سوی خانمان شود

هر کس رود به مصلحت خویشتن و جسم ما
محبوس و بسته در آن خاکدان شود

پس منکر و نکیر بپرسند حال ما
وین جمله حکمها ز پی امتحان شود

گر کرده‌ایم خیر و نماز و خلاف نفس
آن خاکدان تیره بگلستان شود

ور جرم و معصیت بود و فسق کار ما
آتش درو فتد لحد هم دخان شود

یکهفته یا دو هفته کم و بیش صبح و شام
با گریه دوست همدم و همداستان شود

حلوای صحن شب جمعه چند بار
بهر ریا بخانهٔ هر گورخان شود

وان همسر عزیز که از دوده دست داشت
خواهد که باز بسته عقد فلان شود

میراث گیر کم خرد آید به جستجوی
بس گفتگوی بر سر باغ و دکان شود

نامی ز ما بماند و اجزای ما تمام
در زیر خاک با غم و حسرت نهان شود

وانگه که چند سال برین حال بگذرد
آن نام نیز گم شود و بی‌نشان شود

وآن صورت لطیف شود جمله زیر خاک
وآن جسم زورمند کف استخوان شود

از خاک گور خانه ما خشتها پزند — وآن خاک و خشت و سنگش گل گیران شود
دوران روزگار بما بگذرد بسے — گاہے شود بہار و دگر گه خزان شود
تا روز رستخیز که اصناف خلق را — تنها ز بهر عرض قرین روان شود
حکم خدائے عز و جل کائنات را — در فصل هر فصله تجلی روان شود
از گفتن و شنیدن و از کردهای بد — در موقف محاسبه یک یک عیان شود
میزان عدل نصب کنند از برائے خلق — یکسر سبک برآید و یکسر گران شود
هر کس نگه کند به بد و نیک خویشتن — آنجا یکے غمگین و یکی شادمان شود
بندند باز بر سر دوزخ پل صراط — هر کس از و گذشت مقیم جنان شود
و آنکس که از صراط بلرزید پائے او — در خواری و عذاب ابد جاودان شود
اشرار را حرارت دوزخ کند قبول — و احرار را عنایت حق سائبان شود
پس روئے همچو ماه ز نجات شود سیاه — پس قد همچو تیر ز هیبت کمان شود
پس شخص پیشوا که ورا از علو قدر — عشرت سرائے جنت اعلی مکان شود
این پیر سست‌اند که در گلشن مراد — بوئے بهشت بشنود و نوجوان شود
مسکین اسیر نفس و هوا کاندران مقام — با صد هزار غصه قرین هوان شود
برگی که از برائے سلیمان کشند خدای — عاصی چگونه بر سر آن برگ خوان شود
خرم ولی که در حرم آباد امن عیش — حق را بخوان لطف و کرم میهمان شود
این کار و کسب نداند کسے بیقین — سعدی یقین بجنت خلدت چنان شود

سلطان محمد عثمان خان ارطغرل غازی

یہہ پہلا شخص ہے جس نے سلطنت عثمانیہ کی بنا ڈالی سنہ ۶۹۹ھ ہجری مین تخت سلطنت پر بیٹھا اور پہلے قرہ حصار کو فتح کرکے اپنا دار السلطنت بنایا - بڑا اولوالعزم اور صاحب ہمت بادشاہ تھا اسکی عدالت اور رعایا پروری مشہور ہے - مورخین نے لکھا ہے کہ اس بادشاہ نے ایک حبہ اپنے پاس جمع نرکھا جس قدر مال غنیمت آتا تھا تقسیم کردیتا تھا چنانچہ انتقال کے بعد بجز زرہ اور کمربند تلوار کے اور کوئی چیز نقد وجنس کسی قسم سے اس بادشاہ نامور کے پاس سے نہین نکلی -

سلطان محمد عثمان خان نے بزور قوت بازو سلطنت عثمانیہ کی بنا قائم کی قرہ حصار کو مفتوح کرکے حاکم برصہ سے مقابلہ کیا اور اوسکے اکثر ملکون کو فتح کرلیا اسلام کی عام دعوت دی بعض عیسائی فرمانرواؤن نے اسلام قبول کیا بعضون نے جزیہ دینا گوارا کیا بعض جنگ مین گرفتار ہوے -

قلعہ برصہ جب قبض و تصرف مین آیا تو علاوہ مال و اسباب کے تیس ہزار اشرفیان نقد غنیمت مین آئین - ستائیس سال کمال استقلال اور دینداری سے سلطنت کی اونہتر برس کی عمر پائی آخر دہم رمضان ۷۲۶ھ ہجری مین دنیا و اہل دنیا کو چھوڑا اس بانی سلطنت و حامی دین نے اپنے فرزند کو چند نصیحتین کین جو ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہین -

نصائح دنیا کی دولت مستعار سے غافل نہونا ملک مین جور و تعدی جاری نرکھنا - عدل و انصاف سے شیوہ سلاطین عادل ہے - اشاعت اسلام ہر مسلمان پر فرض ہے خواہ بتدبیر ہو یا بشمشیر - علما کی عزت فقرا کا ادب بجا لانا جس سے ملنا بکشادہ پیشانی ملنا - عطا و کرم اپنا آئین رکھنا - جس بادشاہ مین

عدل و کرم نہین وہ بادشاہ نہین ۔ جو مرنے سے ڈرتے ہین وہ خالق سے غافل ہین
ہمکو اللہ پاک نے شرف اسلام عنایت فرمایا اور فتح و نصرت وہی جہان تک ممکن ہو ہمارے
پرہیز اور ترویج اسلام مین کوشش کرنی چاہئے کسی وقت مالک حقیقی کو نہ بھولنا
اور اوسکی راہ مین جان و مال سے حاضر رہنا ۔

پند دنیا کا مال تم اپنا نسمجھا نو بلکہ یہہ تصور کرو کہ یہہ کسیقدر زمانہ کے واسطے
عاریتًا ہمارے سپرد ہے ہم سے پہلے بھی یہہ مال کسی اور مالک کا مال کہلاتا اب ہمارے
پاس ہے ہمارے بعد کسی اور کا ہوگا ❊

اہل دنیا پاس اپنا جی کرتے نہین
روبرو آئے تو جاتی ہین وہ بھاگ آنکھ
یار رہرجائی ہے اس سے دوستی کرو نہین
سامنے ہو تو نظر اس پر کبھی کرتی نہین

حکمت خدا کا خوف انسان کے دلکا چراغ ہے اگر یہہ نہو تو انسان گویا ظلمت
مین اسیر ہے ❊

کرو خوف اور رہو خائف ہمیشہ
چراغ سینہ ہو جائیگا روشن
عذاب قبر اور روز جزا سے
ڈروگے تم اگر اپنے خدا سے

حکمت ظلم باعث زوال ممالکت ہے اور عورت کی محبت سبب ذلت بدون کی
صحبت بدنام کرتی ہے اور نیکون کی صحبت ناسور ❊

با زنان الفت مکن اے مرد حق
از سر جور و ستم پرہیز کن
با بدان اے نیک صحبت مدار
تا بماند حکم و دولت پائیدار

حکمت شجاعت یہہ ہے کہ قوت غضب روح انسانی کی مطیع ہو کر اسکو خوف
خطر کے مقام پر ایسا قائم رکھے کہ کسی طرح اضطراب ظاہر نہو اور عفت یہہ ہے

کہ قوت شہوت نفس ناطقہ کی مطیع ہوکر اسکی رائے کے مطابق عمل کرے اپنی خودروی کو اسمین دخل نہو اور اچھے چلن اور نیک عادتین ظاہر ہون عدالت یہ ہے کہ سب قوتین متفق ہوکر نفس ناطقہ کی فرمان برداری کرین اور ہر ایک اپنی حد اعتدال سے تجاوز نکرے اور عادل ہر ایک قوت کی علیحدہ علیحدہ کش مکش سے محفوظ رہکر عدل و انصاف پر قائم رہتا ہے ۔

قوتین جتنی ہین تیری جسم مین	آنسے اے مرد دانا کام لے
انکو ہرگز بڑھنے اور گھٹنے نہ دے	جنکے اک افسر برابر کام لے

سلطان علاء الدین خلجی بادشاہ ہندوستان

یہہ بادشاہ داماد اور برادرزادہ سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کا ہے بعد قتل جلال الدین کے ۶۹۵ ہجری مین تخت نشین ہوا شجاعت مین نامور اور ہمت و اولو العزمی مین ضرب المثل تھا چار لاکھ پچہتر ہزار سوار اوسکے ہمرکاب رہتے تھے ۔ جب یہہ تخت نشین ہوا تو خزانون کے منہہ کھولدئے اور داد و دہش کے ساتھ عیش و عشرت کی محفلین گرم کین ۔

فائدہ بادشاہ کے عیش و عشرت کی وجہہ سے بہت بڑا اثر امور سلطنت مین پڑنے لگا اور ہر چہار طرف فتنہ و فساد نے رو دکھلایا ایک روز بادشاہ نے اعیان دولت کو جمع کرکے بے انتظامی کا حال پوچھا وزیر آداب بجا لایا اور عرض کی کہ بادشاہ کی عیش و عشرت و شراب خواری اور امراء دولت کی آپس مین ناشادنی اور فوج کی زیادتی تنخواہ اور غلہ کا یکسان نرخ نہونے سے یہہ سارا فساد برپا ہو رہا ہے بادشاہ

بیحد شکر منت ہوا اور اسی روز سے شرابخواری چھوڑ دی اور حکم دیا کہ کوئی امیر شراب
نہ پیئے چنانچہ صولت افغانی مین مذکور ہے کہ سب نے شراب کے بہرے ہوئے خم
پہینک دئیے جس سے ایک نالہ جاری ہو گیا اور حکم دیا گیا کہ بدون اطلاع بادشاہ کے
امرا آپس مین شادی نکرنے پائین اور نرخ غلہ کا بادشاہ نے اپنی مرضی پر رکھا مورخین لکھتے ہین
اس بادشاہ کے عہد مین امن و ارزانی ایسی ہوئی کہ ہندوستان مین کسی بادشاہ کو نصیب نہوئی
تھی صاحب اقبال ایسا تھا کہ گجرات پر لشکر کشی کی اور فتح پاکر سومنات کا بت دہلی مین لایا اور
زمین مین دبا دیا اور تاتاری لشکر کو شکست دیا راجہ رنتھور کو گرفتار کر کے قتل کیا اور راجہ
رتن سین والی چتوڑ مقتول ہوا ملک تلنگانہ اور دکہن سمندر کے کنارے تک معہ بندر رامیشور
تک فتح کیا کرناٹک کو مفتوح کر کے بڑے بڑے بت خانہ گرا کے بیشمار سونیکی مورتین
غارت مین لین پنجاب کے ملک کا اُسنے ایسا انتظام کیا کہ اُسکی زندگی تک پھر لشکر
تاتاری و مغلون نے اُس طرف کا رخ نکیا - بادشاہی شان و شوکت کو بہت بڑھایا ہاتھی پر عماری
پہلے اُسنے رکھی اور سکندر ثانی اپنا خطاب مقرر کیا اور علما فضلا خدا پرست شاعر
حکیم غرض ہر فن کے ایسے صاحب کمال موجود تھے کہ جنکا نظیر آجتک نظر نہین آتا چنانچہ
اکثر علما کی کتابین اور حضرت سلطان المشایخ نظام الدین محبوب الٰہی رح کے نصائح اور
حضرت امیر خسرو کی کتابین ابتک موجود ہین ✤ -

حکمت - تین چیزین انسان کے ہلاک ہونیکا باعث ہین اولاً گنہ کرنا توبہ کے حوصلہ پر
ثانیاً تائب ہونا زندگی کے بھروسے پر ثالثاً بخشش کی امید پر اپنے بڑے جرم کو ناچیز جاننا

گرچہ فضل ایزدی ہے فضل عام	ہر کوئی ہے فضل کا امیدوار
پر تو اُس کے فضل کی امید پر	ہوکے وحشی مت گنہ کر بار بار

بلکہ سرزد تجھ سے جب ہووے خطا	توبہ کر فوراً بخوف کردگار
توبہ کو کاہے پہ نہ رکھنا منحصر	زیست کا دم بھر نکرنا اعتبار

حکمت بادشاہ وہ ہے کہ نفسانی شہوتون سے پرہیز رکھے راستی شعار ہو علما فضلا سے مشورت لے قیدیون کی دلجوئی سوداگرون اور عام رعایا کی خبرگیری اور پاسبانی رکھے رعایا و امرا دولت کو گستاخ ہونیکا موقع نہ دے جنگ کا سامان خزانہ مین فراہم رکھے دشمن کے ارادہ سے باخبر رہے اپنے درباری امیر و وزیر سے اور ارکان دولت خیرخواہان ریاست اور اولاد سے محبت پیش آوے فوج کی پرورش عدل و انصاف کیطرف توجہ مسافرون و غریبون کی خدمت مین حاضر رہے عیش و لذت ناجایز مین منہمک نہو اور اپنے عیش و آرام کو امور مملکت پر مقدم نرکھے

شاہ آن باشد کہ باشد راستبان	راستی را و جہانداری شعار
اہل علم و اہل فضل و عقل را	دایم اندر قرب خود بخشد وقار
پاسبانی خلق باشد روز و شب	حافظ اہل جہان لیل و نہار
باخبر ماند ز عزم دشمنان	پنجہ اش تیز و زور و بازو استوار

نکتہ چھ چیزین مملکت کو نقصان پہونچاتے ہین **اول** نرخ غلہ ارزان ہونا اور گرانی قحط کا پڑنا **دوم** کمی خزانہ **سوم** پادشاہ کی شرابخواری غفلت و بے خبری **چہارم** دشمنون کی کثرت **پنجم** اہل ایمان کی قلت **ششم** رعایا کی ناراضی اور عاملون کا ظلم

اس طرح قایم رہے وہ سلطنت	جبکہ سلطان بے خبر ہو کام سے
تا سکے دشمن بہت اور کم ہون دوست	بیٹھ سکتا ہے وہ کب آرام سے

تذکرہ سنہ وفات تیس ۳۰ سال سلطان علاء الدین خلجی نے کمال استقلال کے ساتھ سلطنت کی کل صوبجات ہندوستان مین اسکے عہد مین عمدہ انتظام رہا آخر

سنہ ۸۹۵ ہجری میں کافور نامی ایک امیر نے زہر دیا جس نے اُسکا فیصلہ کر دیا تھا۔

سلطان سکندر لودہی

یہہ بادشاہ بعد انتقال سلطان بہلول کے تخت سلطنت پر متمکن ہوا شہر آگرہ اسی کا بنا کیا ہوا
یادگار ہے یہہ بادشاہ ہر روز دربار کیا کرتا تھا اور بذات خود دادرسی ستم نشین کی کرتا تھا
وضیع و شریف کو یکسان رکھتا ہر کام میں انصاف کرتا تھا خلایق پر مہربان تھا ہمیشہ سخن حق کی
رعایت کرتا حق گو و حق پسند تھا ہرگز ہوائے نفس عمل نکرتا علما فضلا اسکے مشیر تھے سخاوت
مین مشہور گزرا ہے اسکے عہد مین تمام ہندوستان مین مسجدین آباد تھین۔ عورتون کو زیارت
قبور سے منع فرمایا اور سالار مسعود غازی کا نشان جو ہر سال بہرایچ لیجاتے تھے اسکی ممانعت
کی احکام شریعت کو رونق اور علم کو ترقی دی احکام شرع کی پوری پوری پابندی کی۔ بت پرستی
کا بازار سرد کیا اٹھائیس سال بکمال استقلال سلطنت کی آخر سنہ ۹۲۳ ہجری مین انتقال کر گیا

حکایت

سلطان سکندر لودہی کے عہد مین دو بھائی گوالیار کے رہنے والے بحالت پریشان ہمراہی
لشکر چلے گئے تھے کہین انکو لوٹ مین یاقوت رمانی اور کچھ سامان ملا انمین سے ایک نے کہا
کہ بھائی بس یہین سے واپس چلو مدعا حاصل ہو گیا دوسرے نے کہا بھائی صاحب جب خدا تعالیٰ
نے پہلے ہی مرتبہ اتنا مال دیا ہے تو بار ثانی کیا عجب ہے کہ اس سے بھی زیادہ دولت نصیب ہو
اِسپر ایک بھائی نے کہا کہ مین تو جاتا ہون آپ کو اختیار ہے جب چھوٹے بھائی نے گھر کی
راہ لی تو بڑے بھائی نے اپنے حصہ کا مال اُسکو دیکر کہا کہ یہہ تم میری زوجہ کو دیدینا جب چھوٹا
بھائی گھر آیا بھائی کا مال اُسکی بی بی کو حسب وصیت دیدیا مگر یاقوت نہین دیا تھوڑے
دنون بعد جب بڑا بھائی اپنے گھر آیا جورو سے مال مرسلہ مانگا عورت نے سب سامان اُسکے

سامنے لا کر رکھدیا شوہر نے یاقوت نہ پایا پوچھا یاقوت کہاں ہے عورت نے کہا [illegible] نہ یاقوت مجھکو تمہارے بھائی نے دیا نہ میں نے کبھی دیکھا جو کچھ اُس نے دیا تھا وہ تمہارے سامنے ہے بھائی سے دریافت کیا تو اُس نے بیان کیا کہ میں اسباب کے ساتھ یاقوت بھی دیکھا ہوں کیا عجب کہ اُس نے چھپا رکھا ہو ذرا تنبیہ و تہدید اور سزا کے [illegible] جب اُس نے جب اپنے جورو کو خوب مارا تو اُس بیچاری نے مار کے ذلت سے ایک شب [illegible] مہلت چاہی اور علی الصباح وزیر کی خدمت میں حاضر ہوئی اور سارا قصہ مفصل بیان کیا وزیر نے اُس کے خاوند اور دیور کو بالمشافہ بلوایا اور پوچھا تو دیور نے کہا میں نے یاقوت اس [illegible] کو دیا ہے اور دو برہمن کو رشوت دے کر ادائی شہادت میں پیش کیا [illegible] خاوند سے کہا جا اپنی عورت سے یاقوت طلب کر جب عورت نے یہ حال دیکھا سلطان کی خدمت میں داد خواہ ہوئی سلطان نے سب کو مع گواہوں کے روبرو طلب کیا اور ہر ایک کو دوسرے کی نظر سے جدا رکھا اور ہر ایک کو موم دیا کہ اسکی صورت بنائیں ان دو بھائیوں نے تو اسکی شکل بنائی مگر مصنوعی گواہوں نے برعکس ایک دوسرے کے بنائے جب عورت کو تاکید کیگئی تو اُس نے عرض کیا کہ جو چیز میں نے دیکھی ہے اسکی صورت کیونکر بناؤں۔ بادشاہ نے وزیر کو مخاطب کیا اور گواہوں کو سخت تہدید کر کے کہا کہ سچ سچ کہو ورنہ جان سے مارے جاؤ گے ہیبت سلطانی سے اصل حال جو تھی گواہوں نے عرض کر دیا بادشاہ نے اُس کے بھائی کو روبرو طلب کر کے پوچھا تو وہ معترف بہ قصور ہوا اور یاقوت بھائی کی خدمت میں پیش کیا عورت پادشاہ عادل کے انصاف سے اپنی شوہر کی نظر میں اول سے زیادہ عزیز ہوئی اور اس کا دیور معرض سیاست میں آیا اور اپنے عمل بد کی سزا پائی۔

بود حاکم بملک عدل ایک … کہ وے خوش نیکو کار باشند
بعدل و داد انصافش ہمیشہ … تہ تیغ ستم بدکار باشند

حکمت جو انسان عقل کو امیر مشورت کو وزیر تدبیر کو مصاحب مال اندیشی کو امین حکم کو سپہ سالار خدا ترسی کو یار تحمل کو خزانہ بردباری کو لشکر بنائیگا وہ جسم کی سلطنت مین اختیار حاصل کر سکتا ہے۔

عقل کو فرمان روائے جسم و جان … الغرض و تدبیر دانا مرد و زن
گھر مین تو گنج تحمل جمع کر … تا بالک جسم بن جاوے امیر

فائدہ جب انسان کی آنکھون مین حرص وطمع جلوہ گر ہوتی ہے تو سواے حرص کے اسکو کچھ دکھائی نہین دیتا بلکہ اسکے دل کی آنکھ بھی نیکی و نیکو کار دیکھنے سے بند ہو جاتی ہین۔

صاف ہو جاتا ہے جیسے پس آدمی … ڈالتی ہے حرص جب انسان پہ زور
دیدہ چھا جاتا ہے اندھیرا اسقدر … چشم بینا جس سے ہو جاتی ہے کور

حکمت حرص و ہوا ایک ایسا درخت ہے جسکی جڑ انسان کے دل مین جگہ پکڑتی ہوئی ہے پس آدمی کو چاہیئے کہ عبادت و ریاضت کے زور سے اسکو ہلائے کہ وہ جڑ سست ہو جاوے آیندہ بڑھنے نہ پاوے۔

تیرے دل مین کتنا ہی مضبوط بیخ … یہ دنیا کی حرص وطمع کا نہال
تہ بڑھنے دے اسکو اکھڑ وے … نکل گر سکے اسکو جڑ سے نکال

حکمت ایماندار انسان چار چیزون سے چار چیزون کو پاک رکھتا ہے اولاً دل کو حسد سے ثانیاً جھوٹ اور غیبت سے زبان کو ثالثاً شکم کو لقمۂ حرام سے رابعاً اعمال کو ریا سے پس جس مین یہ باتین نہین وہ انسان نہین۔

اے دلا دل کو حسد سے پاک رکھ ‌ ‌ ‌ بیداران دو جو کند غیبت زبان
غیر کا حق اپنے ہاتون پر نہ لے ‌ ‌ ‌ پیش مت جو پر ستال بندگان
کر عمل دنیا مین ہے ردی و ریا ‌ ‌ ‌ تا تجھے حاصل ہو فخر و عز و شان

شہاب الدین شاہجہان

جب نور الدین جہانگیر بن جلال الدین اکبر بادشاہ نے جہان کی دار وگیر سے نجات پائی شاہجہان تخت نشین ہوا۔ اس بادشاہ کی نیک نیتی اور عدالت نے شورہ زار ہند کو غیرت نگارخانہ چین بنادیا تھا جس عظمت اور جلالت کے ساتھ اس نے سلطنت کی خاندان تیموریہ مین کسی کو کم نصیب ہوئی۔

عہد اکبری کے خلاف شرع قوانین اور عیش دوست جہانگیر کے خلاف عقل آئین اس حامی شریعت نے سب موقوف کر دیے ملک کا انتظام نہایت خوبی اور ترتیب تہذیبی کے ساتھ کیا اس بادشاہ نے بروز جلوس چار کروڑ اسی لاکھ روپیہ نقد اور چار لاکھ بیگہ زمین اور چار سو موضع شکریہ مین وقف کر دیا۔

اسی بادشاہ نے دار السلطنت دہلی مین جامع مسجد اور ایک نیا قلعہ بنوایا تھا سنہ ۱۰۴۸ ہجری مین اسکی بنیاد رکھی گئی اور سنہ ۱۰۵۸ ہجری کو کروڑ روپیہ کی لاگت مین تیار ہوا سنگ سرخ پر سنگ مرمر کی پچی کاری اس دلفریب صنعت سے صناعین نے کی تھی کہ عقل حیرت زدہ رہجاتی ہے دلکشا نہرین خوشنما باغین سے اس بادشاہ کا نام ابتک زندہ ہے۔

غرض کہ جشن کا سامان شروع ہوا دیوان عام کے روبرو وہ شامیانہ کہ جسکا نام

دل بادل تھا اور دیوان خاص کے میدان مین سہامنڈل خیمہ استادہ ہوا یہ خیمہ
سات برس کے عرصہ مین تیار ہوئے تھے ہزارون گز کشمیری اور گجراتی مخمل
جسپر زرکار عمدہ نفیس کام بنا ہوا تھا ان خیمہ مین خرچ ہوئے تھے دونون خیمے
سونے اور چاندی کے ستون پر استادہ تھے ان خیمون کے سامنے خوش نما
شامیانے اطلسی و زربافی سنہری روپہری چوبون پر تانے گئے دیوان عالی جسکے
طلائی چھت کی میناکاری سے گوناگون ویسے ہی ایرانی قالین اور بنارسی کمخوابون سے
بوقلمون تھا۔ صدر سے لیکر پائندان تک در و دیوار تک مخمل زربافت بادلہ کمخواب پردہ ہا
فرنگی۔ دیبائے رومی اطلس چینی سے نگارخانہ چین کردیا تھا صدر مین تخت طاوسی
بچھایا تھا جسکی تیاری مین چار کروڑ روپیہ صرف ہوئے تھے۔ بارہ مرصع ستونون پر
جڑاؤ میناکاری کی چھت رکھی ہوئی تھی چھت سے پایہ تک زر احمر اور جواہر آبدار
کی لمعانیت اور فروزش سے فلک ثوابت کا عالم نظر آرہا تھا۔ چبوترہ پر یہ عالم
تھا گویا منگ ستارہ کا نگینہ ہے کہ انگوٹھی پر دھرا ہے۔ اسکی روکار کی محراب پر
ایک درخت طلائی رکھا تھا جس نے سبزہ و الماس سے سرسبز اور لعل یاقوت گلرنگ
کیا تھا ادہر اودہر اسکے دو مور زرنگار رنگ جواہرات سے مرصع منقارون مین موتیون
کی تسبیح لیے اسطرح کھڑے تھے گویا اب ناچنے والے ہین چار چتر زرنگار ایسے تھے
جنمین موتیونکی جھالرین اپنی قدرتی آب و تاب سے آنکھون کو خیرہ کر رہے
تھے۔ آگے ایک شامیانہ تھا جو اہرات اور موتیون سے دریاے نور کی طرح
لہرا رہا تھا جو ایک لاکھ روپیہ کی لاگت مین تیار ہوا تھا۔ سونے روپے
کی چوبون پر استادہ تھا گرد اس کے کرسیان چوکیان قرینہ بقرینہ سجے ہوئے

تھین تخت کے گرد پاس ادب کیا کئی کئی گز تک حاشیہ چھوڑکر چاندی کا کٹہرا ایسا خوشنما
لگا تھا کہ جس کی میناکار جالیان مرغ نظر کو شکار کرتی تھین۔ المختصر دربار آراستہ ہوا
مگر اقبال کا رعب داب دیکھکر قدرت خدا یاد آتی تھی چنانچہ کٹہرے کے باہر اول بائین پہلو
شاہزادگان والاتبار کی نشست تھی اُن کے بعد راجگان اطراف و اعیان دولت
وارکین سلطنت اپنے اپنے عہدے پر کھڑے تھے مگر تمام فرمابردار کی آنکھین زمین
پر اور گوش دل اپنے فرمان روا کے حکم پر لگے تھے ہر ایک درمیان دو خاص بردار
مخمل کی غلاف دار بید و قبضین کندھون پر بادلے کی جھنڈیان ہاتھون مین لئے بت بنے کٹہرے کے
باہر کے دالان مین اور عہدہ دار منصبدار منتظر حکم حاضر تھے آگے کے درون مین تین تین سیاہ
حبشی غلامان صحرائی کیطرح زربفتی وردیان پہنے ہتیار درون مین اپنچی بھیگر ڈالی ہوئی
کندھون پر دوسرے بادلیکی بیرقین ہاتھون مین لئے استادہ تھے تیسرے درجہ مین اہلکار
اور ہر کارخانہ کے کاروار منشی و متصدی موجود تھے اور درون مین سپاہی ننگی تلوارین
علم کئے قد آدم چاندی کے کٹہرے لیے لگے خاموش استادہ تھے باہر تیس تیس گز کا فاصلہ
دیکر پھر چاندی کے کٹہرے قایم تھے اور اُس کے برابر بادر سپاہی خاص
بادشاہی جن مین دائین پر ترک بائین پر افغان سامنے راجپوت اپنی اپنی وردیان
پہنے سنہری روپہری بیرقین ہاتھون مین لئے تھے یہان تک دروازہ تک سوارون
کے پرے فوجی آئین کے موافق باقاعدہ دوش بدوش کھڑے تھے جو درباری
آتا چوبدار پہرے پر اپنے نام و نشان سے آگاہ کرتا اور آگے جاتا تھا کہ ہوش و
حواس کے قدم تھرتھراتے تھے جب دربار مین پہنچا نقیب آواز دیتا کہ آداب
بجا لاؤ جہان پناہ بادشاہ سلامت عالم پناہ بادشاہ سلامت۔ تو دو ا سے ستون

دہل جاتا تھا غرض اول شاہزادون کی نذرین گزرنی شروع ہوئین ہر ایک کو خلعت اور ترقی منصب کے احکام سنائے گئے سعد اللہ خان وزیر اعظم کو ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار کا منصب عنایت ہوا ؏ —

عجیب دربار مین عجب شان و شوکت آشکار تھی کہ دفعۃً **بادشاہ** آبدیدہ ہوا اور دونون ہاتھ فاتحہ کیلئے اوٹھائی ساتھ ہی سب اہل دربار نے ہاتھ اوٹھائے مگر پاس ادب سے کوئی شخص جرأت سوال کی نہ کر سکا - فاتحہ کے بعد خود بادشاہ نے فرمایا کہ اے بندگان با اخلاص جو خیال اور خطرہ اسوقت میرے دل مین گزرا ہے اسکا اظہار مین تم پر بھی ضرورۃً سمجھتا ہون وہ یہہ ہے کہ **فرعون** نے ایک آبنوس اور ہاتھی دانت کے تخت پر بیٹھکر خدائی کا دعوی کیا تھا تم گواہ اور آگاہ رہو کہ جس تخت اور تکبر سے اس نے وہ دعوے کیا تھا مین اس سے لاکھ مرتبہ عجز و نیاز کے ساتھ عبودیت آلہی کا اقرار کرتا ہون یہہ کہکر اوٹھا اور دو رکعت نفل پڑھکر شکریہ نعمت آلہی بجالایا اور دیر تک پیشانی زمین نیاز پر ملتا رہا وقت کی تاثیر سے دربار مین سناٹے کا عالم ہوگیا - سب کے دل آب ہوگئے اور سینون کے دلولون نے دم گرم سے اوس ایوان مین ایک گونج پیدا کی بادشاہ سجدہ سے اٹھکر دوبارہ مسند پر بیٹھا شاعرون نے قصائد تہنیت پڑھے کسی بالجمال نے گیت سنائی - کوئی اشرفیان مین تلا کسی کا منہ موتیون سے بہر گیا اتنے مین خدامان خاص - جواہر کا خوان ہاتھون مین لئے ہوے آئے جن کے جواہر نگار خوان پوشون مین موتیون کی جہالر لٹکتی تھی - میر دربار نے اشارہ کیا اشارہ کے ساتھ ہی سونے روپے کے پہول اور جواہرات کا مینہہ برسنے لگا غرض کہ نو دن تک انعام و اکرام کا بازار گرم رہا ؏ —

نکتہ شریف جب دولت پاتا ہے عاجزی مین آتا ہے جیسا کہ درخت ثمر دار جسوقت پہل لاتا

جھک پڑتا ہے۔ اور رذیل جب دولت پاتا ہے متکبر ہو جاتا ہے غرور سے اپنے آپ میں پھولا نہیں سماتا

چون بدولت رسد شریف و نجیب	بسوئی اصل خویش سر گردد
بہ نکوئی و رضا جوئی	سر فرو ہمچو روسے زر گردد
سفلہ حاصل کند چو دولت و مال	باعث ظلم و شور و شر گردد
راست گفتست سرور سعدی	سنگ چو تر شد پلید تر گردد

تذکرہ اکتیس برس کی سلطنت کے بعد شاہجہان کے اقبال کا آفتاب ڈھلنا شروع ہوا شاہجہان کی ایک بی بی ممتاز محل نہایت نیک نیت و نیک طبیعت تھی وہ حاملہ ہوئی جب ولادت کا وقت قریب آیا تو اندرون محل کا روان علم دائیان اور باہر حکما سے حاذق جمع تھے دفعتہ پیٹ میں سے بچے کی رونیکی آواز آئی سب متحیر ہوگئے اور ہراسان ہو گئے بیگم نے بادشاہ کو بلایا اور کہا کہ اب میرا وقت آخری آپہنچا ہے میں دو وصیتیں کرتی ہوں سن لیجئے وہ یہہ ہیں کہ بعد میرے اور شادی نکرنا تاکہ سوتیلے سبب سے بیٹون میں بگاڑ ہو اور جانین تلف ہو جائیں دوسرے یہہ کہ میری قبر پر ایسی عمارت بنوانا کہ عالم میں یادگار رہے۔ تھوڑی دیر بعد لڑکی تولد ہوئی اور بیگم کا انتقال ہوا بادشاہ کو بڑا غم ہوا اور دل و دماغ پر ایسا صدمہ پہنچا کہ چند روز میں بال سفید ہو گئے عمارت جو بیگم کے مزار پر بنوائی وہ حقیقت میں سرزمین ہند پر اپنا ثانی نہیں رکھتی چنانچہ تاج گنج کا روضہ شہر آگرہ میں مشہور و معروف ہے ہے۔

آخر عمر میں بادشاہ خود بادشاہی کرتا تھا اور چاروں بیٹے ملک گیری اور ملکداری کرتے تھے۔ مراد اور شجاع تو نرے شاہزادے ہی تھے اور دارا شکوہ جو سب میں بڑا تھا شہزادہ پن سے فقیری اور تصوف میں ڈوبا ہوا تھا اورنگ زیب برخلاف ان

سب سے ایسا متین شخص تھا کہ پابندی شرع کے لحاظ سے ملکی جوڑ توڑون کے سوا دوسرا
خیال بہت کم رکھتا تھا جا بجا پرچہ نویس معین تھے اور ہر ریاست کی پیش بندی برسون پہلے
سے کرتا تھا۔ ایکدفعہ بادشاہ ایسا بیمار ہوا کہ کل کاروبار دارا کے ہاتھ آ گئے
چونکہ یہ ناز پروردہ اور سلطنت کے کاروبار مین ناتجربہ کار تھا باپ کو چراغ سحری
اور تخت کو زیر قدم پا کر بھائیون کے نام ایسے احکام جاری کئے کہ انہین پڑھکر
اور باپ کو بیمار سنکر گھبرا اُٹھے۔ ساتھ ہی اُنکے وکیلون کو نظر بند کر لیا اور دربار
کی خبرون کے بند کرنیکے لئے اُدہر کے سوداگرون اور بنجارون تک کو بھی روک
دیا یہ حال دیکھکر تینون بھائی اپنے اپنے علاقون سے چلے۔ مراد اور شجاع نے
کھلم کھلا سلطنت کے نشانون پر پھریرے چڑھا دئے مگر اورنگ زیب نے
یہان بھی اپنی متانت خرچ کی درپردہ تو پورے سامان کر لئے اور ظاہر مین مراد
چھوٹا بھائی جو گجرات دکن مین اسکے قریب تھا اُسے نہایت دردمندی کے
ساتھ خط لکھا جسکا خلاصہ مطلب یہ تھا کہ مجھے سلطنت کی ہوس نہین چونکہ دارا شکوہ
کا عقیدہ خلاف شرع ہونیکے علاوہ تم جیسے چھوٹے بھائی پر کہ قابل سلطنت ہو ناحق
جبر کرتا ہے مین برادر عزیز کی حق تلفی ناجائز سمجھکر اعانت فرض سمجھتا ہون۔
چھوٹا بھائی نہ سمجھا کہ شفقت کے پردے مین دغا ہے صاف دل سے آیا اور
جان و جگر سے رفیق ہو کر دارالخلافت آگرہ کو روانہ ہوا یہان بادشاہ کو شفا ہو گئی
دیکھا تو عالم تہ و بالا ہے۔ اُسی وقت کاروبار سلطنت سنبھال بیٹون کے نام فرمان
جاری کیا مگر ادہر تو انھین یقین نہ آیا اُدہر دارا شکوہ جو اس عرصہ مین ایکدفعہ
شجاع کو شکست بھی دے چکا تھا مقابلہ کو تیار ہو گیا باپ بڈھا تجربہ کار تھا وہ اس

نازپروردہ کی حقیقت کو بھی جانتا تھا اور اورنگ زیب کو بھی خوب پہچانتا تھا
اسلئے مقابلہ کو منع کیا اور کہا کہ دونوں تمھارے چھوٹے بھائی ہیں تم صفائی کرو مگر
داراشکوہ نے نہ مانا اور ان دونوں بھائیوں سے بھی جا لڑا چونکہ میدان جنگ کا
مشتاق نہ تھا اسلئے شکست فاش کھائی اور پنجاب اپنے علاقہ میں بھاگ گیا تھا
آخر گرفتار ہو کر آیا فتحیاب نشان اقبال اڑاتے آگرہ میں داخل ہوئے - مگر مراد
اس مہم میں ایسی جانبازی سے لڑا کہ شجاعت کا چہرا تمغوں سے گلرنگ ہو گیا - عالمگیر
نے باپ کو عرضی لکھی اور چونکہ آپ اب تک بظاہر سلطنت کا دعویدار نہ تھا اسلئے بھائی
کی بے اعتدالی کا افسوس بھی ظاہر کیا باپ نے ایک تلوار بھیجی اور نہایت محبت پدری
سے لکھا کہ فتح مبارک ہو مگر مجھے آکر منہ تو دکھا - اس نے عذر کیا اور بیٹے کو بھیجا آپ
باہر رہا مگر بیٹے بیٹھے ایسا پیچ مارا کہ بوڑھا باپ نہ سمجھا سُنا تو دفعتہً بیٹے نے
کہ تمام دروازوں اور چوکی پہرون پر عالمگیری سپاہی مسلط ہیں غرض باپ کو قید
اور آگرہ کو مسخر کر لیا - اوسی قید میں شاہ جہان ۱۰۷۶ھ میں بیمار ہو کر مر گیا تیس ۳۰
برس سلطنت کی چہتر سال کی عمر پائی تھی -

	ہیچ دنیا کار دنیا ہیچ ہے		مست او ٹھاؤ بار دنیا ہیچ ہے
	خار بن جائینگے آخر ایسکے پھول		گلرخو گلزار دنیا ہیچ ہے

نکتہ - تین شخص اپنے اپنے موقع پر پہچانے جاتے ہیں حلیم غضب کے وقت
شجاع مقابلہ کیوقت بھائی دوست حاجت کے وقت - ۱۲

	مرد میدان را بمیدان آزما		دوست را کن وقت حاجت امتحان
	امتحان حلم کن وقت غضب		تا شوی واقف ز اسرار نہان

نکتہ — لا خیر فی کثرۃ الرؤسا اسلیئے بہت سے حکام مین خیر نہین ہوتی اور نہ اتفاق ہوتا

ایک وہ حاکم ہے جسکے حکم مین — سرنگون رہتے ہین حکام زمان
کار فرما اسمین گر ہوتے بہت — رہتے کب قائم زمین و آسمان

نواب آصف جاہ نظام الملک فتح جنگ مغفرت مآب بہشت مکان

یہہ بانی خاندان آصفیہ ہین جنہون نے اپنے حسن تدبیر اور رائے صائب سے مالک دکن مین سلطنت آصفیہ کی بنا ڈالی بہت بڑے تجربہ کار اور اولو العزم فرمانروا تھے دلنشین سخاوت بہادری رعایا پروری اونکی مشہور ہے — تین لاکھ روپیہ سالانہ علاوہ انعامات شاہی بطریق یومیہ اور ماہانہ اہل احتیاج کے نام اپنے دستخط خاص سے جاری فرمایا تھا اور اسکے سوا دوسرے تیسرے دن اہل استحقاق و ارباب احتیاج کو تیس چالیس ہزار روپیہ خیرات دیجاتی تھی اور ہر سال زرخطیر مکہ معظمہ کو ارسال ہوا کرتا تھا۔ اس رئیس نامور نے اپنے عہد حکومت مین بذات خود کسی شخص کے قتل کے لیئے حکم نہین دیا اگر کوئی قابل قصاص ہوتا تھا تو حاکم شرع کو حکم دیا جاتا کہ شرع شریف کے مسئلہ کے موافق عمل کیا جاسکے باوجود مشاغل امور ریاست کے علمی ذوق و فضل بہت تھا ہمیشہ فقرا اور شعراء و علما سے صحبت رہا کرتی تھی خود بھی صاحب دیوان تھے چند اشعار اونکے طبعزاد ہدیہ ناظرین ہین — نظم

ما شہید خنجر مژگان یارم کردہ اند — سرمہ و چشم قیامت از غبارم کردہ اند

ولہ

افسوس کہ در طبع بتان نیست گوارا — ای باغ وفا آب ہوائی کہ تو داری

ولہ

در خیابان بلغ لطف ارہ	آصف خستہ را نہال کنید

و لہ

از تقاضائم نبود مطلب دیگر بخیال	این قدر ہست کہ آہو نگہبان غم نکنند

ان ہی ایام میں نامور سلطنت نے اپنے وفات سے قبل نواب ناصر جنگ کو چند نصیحتیں فرمائیں جن میں سے چند ذیل میں نقل کئے جاتے ہیں :-

نصائح جو شخص قابل قتل ہو اوسکو قاضی کے سپرد کرنا۔ اور پادشاہت کے کام اپنے ذات سے وابستہ رکھنا۔ اور بعد ادائے فرائض اور واجبات ہمیشہ معظمات امور کیطرف متوجہ رہنا۔ ادنی آدمی کو عمدہ کام پر اور عمدہ شخص کو ادنی کام پر مقرر نکرنا۔ اپنے چھوٹے بھائیوں اور فرزندوں کے برابر پرورش کرنا۔ زمینداران دکھن مثل مرہٹان بیجاپور و مدراس اور کرناٹک پر اعتبار نہیں ان لوگوں کا کبھی اور کسی زمانہ میں اعتبار نکرنا۔ اور حتی الامکان ملک گیری کی کوشش عمل میں لانا اور جنگ و جدال میں سبقت نکرنا۔ رو بقبلہ جنگ نکرنا جو سامان موجود ہے اوسکی بہت احتیاط کرنا۔ یقین جانو کہ بنائے دولت بزرگان دین کی دعا پر مستحکم ہے میں تمامی امور سے پہلے عزت فقرا اور مسکینوں کی زیادہ کرتا تھا اور ان سے ہمیشہ مدد لیا کرتا تھا۔ تمکو بھی لازم ہے کہ اس فرقہ کا ضرور خیال اور لحاظ رکھنا۔ ریاست دکھن چھ صوبجات سے عبارت ہے پہلے ہر ایک صوبہ جات کون میں ایک ایک پادشاہ تھا اب کل ملک مالک الملک نے مجھے عطا فرمایا میں نے حتی المقدور نگہبانی خلق خدا میں کوشش کی اب تمکو بھی لازم ہے کہ ہر خاندان کی خبر رکھنا ہر ایک کو نوبت بہ نوبت خدمات پر مامور کرنا ہندو ہو یا مسلمان جلد جلد تغیر تبدل کرتے رہنا بلکہ ہر دوسرے برس بدلی کرتے رہنا کہ دوسرے لوگ محروم نرہیں اور اشتعال

مین فرق نہو اپنا بھی حق جائے مگر لوگون کی حق تلفی نکرنا ہر شخص کے حقوق کا لحاظ رکھنا اہل حق کو انکے حق جائز سے محروم نکرنا ۔ ﴿

پسند مستحق کے حق ادا کرنے مین اُسکے سوال کا انتظار نکرنا چاہیے بلکہ بے سوال اسکو اسکا حق پہونچانا چاہیے ۔ ﴿

مستحق کا حق ادا فوراً کرو	جس قدر ہو اسکو دیو بے سوال

نکتہ دشمن کی طرف سے جب تک دشمنی پہلے ظاہر نہو لے اپنی طرف سے اسکا آغاز منع ہے ۔ ﴿

جب تلک سکے دین اپنا چل سکے ہو اگر دشمن سے اسکی ابتدا	دشمنی سے صاف نفرت چاہیئے اُس سے پہر جنگ و خصومت چاہیئے

تذکرہ سنہ وفات سنہ ۱۱۶۱ ہجری مین احمد خان ابدالی والی کابل نے جہان آباد پر حملہ کیا اور اسکی آمد کی خبر مشہور ہوئی تو آصف جاہ بھی اورنگ آباد سے پہلے اور برہان پور تک گئے وہان معلوم ہوا کہ بادشاہ دہلی کو فتح نصیب ہوگئی اور احمد خان ابدالی نے شکست کہا کر کابل کا رستہ لیا اسی اثنا مین آصف جاہ کا مزاج ناساز ہوگیا اور بوجہ بیماری اورنگ آباد جانیکا ارادہ ہوا لیکن بیماری زیادہ ہونے سے توقف کیا ۔ ﴿

آخر اوسی بیماری مین چوتھی جمادی الثانی سنہ ۱۱۶۱ ہجری مین عصر کے وقت انتقال کیا جنازہ اوٹھانے کے وقت خیمہ گاہون مین گریہ و بکا اور خلق مین ایک شور عظیم برپا تھا اُمرا عظام جنازہ دوش بدوش میدان مین لائے اور بعد نماز جنازہ روضہ مین جو قریب قلعہ دولت آباد واقع اورنگ آباد سے ہے لیگئے اور پائین مزار گورِ ...

مولانا برہان الدین غریب جو خلیفہ حضرت سلطان المشائخ نظام الدین محبوب الٰہی رح کے ہین دفن کیا (۷۹) برس کی عمر پائی (۲۹) سال ریاست کی - ؟ -

نواب میر تہنیت علیخان افضل الدولہ بہادر مغفرت مکان

یہہ ساتوین رئیس خاندان آصفیہ کے ہین سنہ ۱۲۷۳ ہجری ۲۴ چوبیس رمضان کو بعد وفات نواب ناصر الدولہ غفران مکان تخت حکومت پر متمکن ہوئے اونکی عالی ہمتی اور بذل و عطا آجتک ضرب المثل ہے - ؟ -

فنون سپاہگیری مین طاق اور نشانہ اندازی مین بھی شہرہ آفاق تھے فقراء کے ساتھ اونکو ایک خاص تعلق اور ارادت خالصہ تھی ہزارون غریب مسافر اونکے خوان کرم سے مالامال ہوگئے سیکڑون گدائی کوچہ گرد تونگر اور مالدار ہوگئے شاہی جواہر خانہ مصنوعی اور ریاکار فقیرون پر ایثار کیا گیا اور صدہا غریب جاگیرون سے سرفراز ہوئے حجاج کے لئے جہاز وقف فرمایا - ہر عشرہ محرم مین تین لاکھ روپیہ خیرات کیا جاتا اور ہر دوازدہم شریف و گیارہوین مین بریانی کی دیگین شاہی باورچی خانہ سے مسجدون اور درگاہون مین بھجوائے جاتین چنانچہ اتبک وہی قاعدہ جاری ہے اور پناہ عام کے لئے شہر مین ایک بہت بڑا دار الشفا تعمیر کرایا جہان مریضون کو کھانا دیا جاتا ہے اور اونکی راحت اور آسایش کا پورا سامان کیا گیا ہے اور کل اضلاع و تعلقات مین دواخانجات اور اشاعت علم کے لئے عموماً مدارس قایم فرمائے اور خاص شہر مین بھی مدرسہ دار العلوم و مدرسہ اعزہ و دیگر مدارس کھولے گئے عالم طبیب حافظ قران نوکر رکھے گئے غرضکہ شہر حیدرآباد دار العلم بن گیا و ۱۲ پچیس برس تخت نشینی کے بعد پانچ ہزار جوانان [illegible] کے سنگ اور تین سو

حافظ قرآن شریف اور پچپتر آدمی بخاری شریف اور مشکواۃ شریف و حصن حصین کے پڑھنے والے اور گیارہ جماعتین مولود خوانون کی بھی مامور فرماتے اور خود بدولت بھی بعد از نماز جمعہ مجلس ختم قرآن شریف مین شریک رہتے۔ ﷺ۔

اور منادی کروائی کہ کوئی آدمی شہر مین سیندھی شراب کی خرید و فروخت نکرے اور کل دوکانین سیندھی و شراب کی شہر بدر کروا دین۔ ﷺ۔

حکمت سیندھی شراب وغیرہ مسکرات کے استعمال سے انسان کو بڑے بڑے نقصانات لاحق ہوتے ہین اور اسکی عادت پذیر ہوجانے سے ذلت اور خواری حاصل ہوتی ہے ہمیشہ کے لئے مریض ہوجاتا ہے کثرت استعمال کیف سے دماغی قوت مین ضعف آجاتا ہے اور سہو و نسیان پیدا ہوتا ہے۔ ﷺ۔

حقیقت مین شراب انسان کو وحشی — بنا دیتی ہے سیندھی پوست افیون
بدن کا زور و قوت حسن و خوبی — گنوا دیتی ہے بھنگ اور پوست افیون

حکمت عقلمند وہ انسان ہے جو لوگون کے علم سے اپنا علم بڑھائے اور ان کی تعلیم سے تعلیم پائے غیر کو گنہگار اور مصیبت مین گرفتار دیکھکر خود گناہ سے بچے

نکر وہ کام تو جس سے گنہگار — گرفتار غم و رنج و بلا ہے ﷺ
جب ان کو دیکھکر بیشک بدی چھوڑ — بھلا ہے تیرے حق مین یہ بھلا ہے

تذکرہ نواب افضل الدولہ کے عہد مین بائیسوین محرم سنہ [illegible] ہجری مین راجہ شیو پرشاد نے بت پرستی و کفر سے توبہ کی اور دائرہ اسلام مین داخل ہو کر مولوی شجاع الدین مصنف کشف الخلاصہ رسالہ فقہ اردو کے سلسلہ ارادت مندون مین شریک ہوا جنکا نام غلام رسول رکھا گیا۔ ﷺ۔

وہی دل ہے عزیزو کام کا دل	جو ہو دل دادہ اپنے دلربا پر
نہ ہو مائل بتون کی بندگی کا	بھروسہ ہو فقط اسکو خدا پر

حکمت سارے اعضا پانچون حواس انسان کی زندگی تک اسکے یار ہین ہر ایک کام مین مددگار رہین پس آدمی کو چاہیے کہ مرنے سے پہلے عقل کے ساتھ اپنے خالق کو پہچاننے دل کے یقین سے حق کو حق جانے بتون کی پوجا پاٹ سے باز رہے آنکھون سے خدا کی صنعت کو دیکھے زبان سے اسکا ذکر کرے کانون سے اسکے کلام کو سُنے سر عبادت حق مین جھکائے بدی کے راستے سے قدم اُٹھائے سوال کا ہاتھ بتون کے روبرو نہ پھیلائے اگر اپنے کام سے غافل ہوگا سخت پچھتائیگا وقت گذر جائیگا تو پھر ہاتھ نہ آئیگا عقل کی رسائی آنکھون کی بینائی زائل ہو جائیگی زبان بندش مین آئیگی کان سننے سے عاری اور قدم چلنے سے بھاری ہونگے جسم بیجان اور تن ناتوان ہوگا۔ ؎

آج آنکھین دیکھتی گویا زبان سنتے ہین کان	عقل بر جا پانون چلتے ہین بجا دو ہاتھ ہین
مرگ آئیگی تو قبل از مرگ سب رہ جائینگے	ساتھ چلنے کے نہین جو آج تیرے ساتھ ہین

فائدہ نواب افضل الدولہ کی آغاز تخت نشینی کا وہ زمانہ تھا جسمین اکثر ممالک ہندوستان مین غدر برپا تھا چنانچہ شہر حیدرآباد مین علاؤ الدین اور طرہ باز خان چند اوباشان شہر کے ساتھ حملہ کرنے کے لئے نکلے ہرچند اُن لوگون کو اول فہمایش کیگئی باز نہ آئے تو انکے ڈرانیکے لئے سن کے گولے چلائیگئے جب وہ اور آگے بڑھے تو آتشخانہ انگریزی سے توپون کی شلک ہوئی جس مین چھوٹی چھوٹی اولیان بھرے ہوئے تھین آخر وہ سب لوگ بھاگ گئے طرہ باز خان زندہ گرفتار

ہوا جس نے اوسی زمانہ مین قید حیات سے نجات پائی اور علاؤ الدین
بعد گرفتاری دریاے شور بھیجا گیا ۔ ؎

جمع ہوتے ہین جس جگہہ نادان	تازہ برپا فساد ہوتا ہے
عقلمندون کو دستو منظور	ہر گھڑی عدل و داد ہوتا ہے

نکتہ انسانون مین بدتر وہ انسان ہے جو اپنی طبیعت پر اختیار نرکھتا ہو
بدی اور غضب و غصہ کے وقت اپنے ارادہ کو نہ روک سکے بے اختیار ہو کر لڑنے
و مرنے پر مستعد ہو جائے ۔ ؎

اٹھاتے کس لئے صدمے ہم اپنے دل کے ہاتھون سے	عزیزو اختیار اپنا اگر ہوتا طبیعت پر

تذکرہ سنہ وفات اوائل ماہ ذی قعدہ ۱۲۸۳ھ ہجری مین نواب افضل الدولہ
کا مزاج ناساز ہوا بخار اور عارضہ فتق مین مبتلا ہوئے حکیم شفائی خان اور حکیم
نادر علی معالج تھے آخر مین حکیم محمد اشرف اور حکیم محمد فیض اللہ خان اور حکیم سوائی
ابراہیم بھی شریک معالجہ ہوگئے تھے لیکن کچھہ فائدہ نہوا ملک الموت کی
قہرمانی فرمان نے اس بادشاہ نامور کو ہمیشہ کے لئے خاموش کر دیا ۔
تیرھوین ماہ ذی قعدہ ۱۲۸۳ھ ہجری بروز جمعہ رہگراے عالم آخرت ہوئے
انا للہ و انا الیہ راجعون ۔ بیالیس ۴۲ برس کی عمر پائی بارہ سال ایک مہینہ [illegible]
فرمان روائی کی مختار الملک وزیر اور راجہ نرندر پرشاد پیشکار رہتے نیکنامی
اور بذل و عطا کے ساتھ سلطنت ران رہے تاریخ وفات کسی نے یون لکھی

ع افضل الدولہ شد بملک جنان ۔ ؎ ۱۲۸۳ھ

پند اپنے زندگی کے دن ایسے زندہ دلی کے ساتھ بسر کرنا چاہیے کہ

مرنیکے بعد بھی نام زندہ رہے اور اگر ایسا نہین ہے تو اس زندگی مین بھی اپنے آپ کو زندہ سمجھنا چاہیے - بحر -

زندہ دل ہین جتنے مردان خدا	رکھتے ہین زندہ دلی سے اپنا کام
خوش ہے ساری خلق انکے خلق سے	زندہ بعد از مرگ بھی ہے انکا نام

سخاوت - تونگر وہ نہین کہلاتا ہے کہ بہت سا مال اور بیشمار دولت رکھتا ہو بلکہ اصل دولتمند وہ ہے جسکی سخاوت کے نقد سے محتاجون اور نادارون کی جیب بھری ہون لوگون کی حاجت براری کو وہ اپنی حاجت روائی سے مقدم سمجھے - بحر -

کہو مت اسکو دولتمند جبتک	کہ مال و ملک دولت نام رکھے
وہی ہے مرد جو بذل و سخا مین	ہمیشہ اپنا روشن نام رکھے

مین اس حصہ کو حسان الہند ملک الشعرا ابوالقاسم مولانا فضل رب صاحب عرشی گیا جیپوری شاعر خاص اعلیحضرت قدر قدرت خلد اللہ ملکہ کے ایک مسمط پر ختم کرتا ہون جسمین انہون نے بہاریہ تشبیب کے بعد اعلیحضرت کی ستایش مین ایک نیا انداز اور قدیم شاعری کا فوٹو خیالی قلم سے کھینچکر ناظرین کے سامنے رکھدیا ہے -

مسمط

ریختۂ خامۂ اعجاز رقم یگانۂ نقابت فیض خاقانی و انوری صاحبزادۂ سخن گستری حسان الہند ملک الشعرا ابوالقاسم مولانا محمد فضل رب عرشی گیا جیپوری شاعر خاص اعلیحضرت قدر قدرت بندگان اقدس متعالی دام دولتہ و حشمتہ -

بازیچۂ کرشمۂ ابر گہر نقاب	گالیدہ خاک راز دل رنگ رسیدگی	لالہ حمراسنہ مجمر سل خوشاب	بلبلہ نغمہ گر دیار دامان نقاب
	امید سے کرشمہ تیغ برق از قراب		

موکب اردی بهشت و کوکبهٔ خسروان	سبزه و گلهای نغز از طرف بوستان	سبزه و بستان ز نو را سپرم ارغوان	تا درون و شنبلید یاسمن ارغوان
	ببرق زرین نمود خیری مشکین طناب		
لاله ز ژاله گرفت خم شراب عتیق	ژاله بلاله فشاند خرده لعل عقیق	شد که سیاره شد تل ز درخش شقیق	سینه به نشتر گشاد گرنه رگ با سلیق
	از چه در و بام و دشت گشت چو لعل مذاب		
سینه چو چشم بتان داد اسپرم آمد چو طوس	لاله چو رستم نشست گل چو یل گیو و بس	غنچه چو بیژن نشست تنگ تا زحبس	سرخ چو اسفندیار گرفت به گوشه کوس
	نیزه شب مین گرفت افسر افراسیاب		
ابر چو ابر خروش بازرگان برگشاد	گوهر غلطان نهاد ابر بداماان باد	یاد بار دی بهشت نیستان شاد	تا چه ارد دی بهشت حقه گوهر نهاد
	تا که بر بوستان پیش امیر رکاب		
آصف کسری جلال جعفر یحیی نوال	موسی یوسف جمال شیث سلیمان خصال	خضر سکندر سبال احمد حیدر شمال	خالد حنیف کمال صاحب سحبان مقال
	ماحی کفر و ضلال حامی خیر و صواب		
ای به تو آخر طلب رق سلیمان یمین	ای ز تو زنهار خواه رایت خاقان چین	خسته تیر تو گشت شهپر روح الامین	بسته خام تو هست سپهر برین
	ترکش تیر تو گشت سنقر افراسیاب		
عون تو تنزل حیث تو نجم و دل	قهر تو ناراحل بلکه ز تو نور عسل	در دی تو صبح ازل رای تو حسن عمل	مهر تو تشریف خلق خشم تو مرگ اجل
	قصر تو کیوان محل جاه تو گردون جناب		

رفت ز ذلت ملوک شست تکا بسته میخ	کرده مشکوه نگون چو ترجو بست بیخ	کشته ز صد رست علاج منزل نشل	غم شده بهر تکیو و بیراه سپیده
	تا بجنبید ز چشم تو بسته دمپایه برکاب		
گر پی نخجیر صید رو به بیابان نهی	تا ابد جولان شست به سر شیران نهی	چشمه شیر شود در ره چو تو پا دمن نهی	گاه کرم بر زمین حاتم طائی نهی
	خیمه نه چتر سپهر با عزم تو بهد طناب		
یک سر بن مشک است جام تو از گرد هوا	یک شجر از دست گیج تو از آب ناب	زان سر شجر حلق پلنگان نشان	زیر شجر خنجری گردن شیران نهان
	تا که شبدیز تو چون عارض خورد آفتاب		
جای تو کرسی نهاد بر زمین آسمان	گشت سجدگاه تو هشت فلک پاسبان	قدر تو اسفندیار هفت فلک [illegible]	قدر تو کاوس کی [illegible] تخت روان
	ملک جهان آشیان حکم تو هست عقاب		
گر ز رضا کمیاب عمر تیغ مشکبار شود	جمشید در روی جهان نظم جهان تاب شود	گر تو در روی زمین [illegible] شود	گر بکف آری کمان چرخ مشبک شود
	جام چو بر کف نهی ابر بیارد شراب		
ای تو نصرت فروش چتر زمرد دو بین	غازه ز جاهت گرفت عارض سیمین جبین	از تو دگر [illegible] درون [illegible] شد گوهر [illegible] دین	شانه تو [illegible] پیش [illegible] سلطان [illegible]
	از کرست مشک [illegible] چمن و تیه [illegible] آب		
تیغ طغیان شکن شاه قدرانجان توئی	خسرو کاوس فر رستم دوران توئی	تخت سلیمان نگین آصف کیهان توئی	بر سر شیدای [illegible] رستم [illegible] شیران توئی
	بر سر گیتی بتاب زانکه توئی آفتاب		

خصم ترا روز کین تیغ تو رشته بهشت	رمح ز خون حسد نگار بر شته بشت	تخم امید جهان جمله تو کشته بهشت	چینیا سار ایرما فکر تو در رشته بهشت
	تیغ تو از خون خصم کرده بهامون خضاب		
روی شفق راشها ز هیبت تو بند کرد	نام ترا آسمان وارد هر روید کرد	آتش کین پیاده بر سطوت تو سرد کرد	سم سمند ستاره بر تن خصم تو گرد کرد
	پر ز عروشت کلنگ شانه ز چنگ عقاب		
تو هیبت آسمان نصرت و تو بار گیر	حکم ترا چرخ پیر بسته چو حرز کبیر	خسرو میدان شتاب تیره بهرام گیر	همچو تهمتن بدو تر باز و گردان تیر
	در حمله آتش ببار بر شیران غاب		
خاتم جاه تراست در سکندر نگین	قصر جلال تراست قدر سلیمان نگین	همچو سکندر بگیر بر در فلاطون چنین	همچو سلیمان کشا حصن سپهر برین
	چند نشینی بکش تیغ جلال از قراب		
خضر و سکندر رقوی ابلق دوران بگیر	آینه دین ببار چشمه حیوان بگیر	شاه نشان تیغ زن از خاقان بگیر	خسرو ز شیر فلک کار چو شیران بگیر
	ز ترسپیکان شکن حلقه درع سحاب		
عیش را بدر باچو جم جام عیسی قسم	تیغ و چو صبح ازل برخ زهره فرو	بال عقابی گشا کز همه نام تو	آصف دوران تیغ تو آشتی دین و لایه
	ملک سلیمان بگیر از پل طمعان و خراب		
تو که بزرگی بجوش قهر تو محکم اساس	بود ترا در ازل چشمه کوثر بکاس	تو که غلام تو بود ترک شبخان ناس	ملک که دریناست بگی هر خود شناس
	قدر شیانی بتیغ بر سر گیتی بتاب		

ودبیر عقل ملک تشنه پنهان کند او	تا که شعاع ظلوم بر تو شود آشکار	خیر چهار در شش [illegible] سپهر کار	همچو گدایان شب [illegible] تار
	تا تو ببینی که چیست حال جهان خراب		
او رموز [illegible] ما بشکند تاکیان	از کرم او دری هیچ ندارد نشان	دولت دارا گرفت [illegible]	سینه [illegible]
	کوشک کسری شکست گنبد افراسیاب		
دلق شاهی فروش [illegible]	کام چو مردان بنام [illegible]	هر چه بیاری بیار هر چه بیاری بیار	هر چه بیازی بباز هر چه بکاری بکار
	زانکه ندارد بقا کار جهان خراب		
ایکه [illegible]	داد خدایت [illegible]	شکر خدای جهان [illegible]	تا [illegible] نازل شده آیه ظل اللهی
	ملک [illegible] ترا شکر کند بی حساب		
تو که بجاه و حشم خسرو [illegible]	آمده ام سوی تو تا بنهم [illegible]	بود چو من شاعری [illegible]	خسرو [illegible] اکنون [illegible]
	ملک سخن را مسلم داد [illegible] مالک رقاب		
[illegible]	تشنه لبم [illegible] آب [illegible]	بخت [illegible]	دست [illegible] فلک [illegible] زمین
	سلطنت کن ای شهریار خسرو مالک رقاب		
تا که بود [illegible] بهار	تا که بود [illegible] گوهر نگار	باد به تخت شهی [illegible] چار	دست [illegible] با سطوت [illegible]
اختتام [illegible] قول		پای ترا زیر دست صولت افراسیاب	سطوت [illegible] عزیز دکن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حصہ دوم

حکمرانی رعیت کی نگہبانی حفاظت و خلایق خدا ترسی نیکی بدی کے ذکر مین

حکمرانی اور رعیت کی نگہبانی بہت ہی بڑا اور بزرگ کام کہاتا ہی اگر بطریق عدل اور انصاف ہو تو اوسمین کچھ کلام نہین کہ زمین پر پاک پروردگار عالم کی خلافت ہے اور اگر عدل و کرم و شفقت سے خالی ہو تو معاملہ برعکس ہوجاتا ہے کیونکہ والی ملک کے ظلم و ستم سے زیادہ فساد کے دفع مین اثر نہین ہوسکتا ہی اور علم و عمل حسن فرمانروائی کی اصل ہے علم کچھ دین ہی کے لیے بکار آمد نہین بلکہ سلطنت فرمانروائی طریقہ ملکداری آئین سیاست و ریاست رانی کا بنیاد اعظم ہی اور سلطنت

وحکومت کیلئے سب سے زیادہ لیاقت درکار ہے۔
اگرچہ اہل علم نے حکومت کا علم بہت ہی بڑا لکھا ہے تاہم حاکم کو جان لینا چاہیے
کہ اس کو احکم الحاکمین نے اس جہان میں کیسے بھیجا ہے اور اسکی قرارگاہ
کہاں ہو سکتی ہے پس دنیا اسکی منزل گاہ ہے نہ قرارگاہ نہیں ہو سکتی ہے
کیونکہ وہ یہاں ایک مسافر کی طرح ہے [illegible] منزل کی ابتدا ہے اور قبر اسکی
منزل کی انتہا اور وطن اسکے سوا ہوتا ہے [illegible] اور دن اسکی عمر
سے گذرتا ہے وہ ایک منزل کی مانند ہوتا ہے جسکے باعث وہ اپنی قرارگاہ سے نزدیک پہنچتا
پس جو شخص پل پر گذرے اور پل ہی کی [illegible] میں اوقات گذارے اور اپنی منزلگاہ
کو بھول جائے تو غفلت [illegible] ہوتا ہے بلکہ [illegible] شخص کہلاتا
جو منزل دنیا میں [illegible]
قناعت [illegible] ضرورت [illegible]
ہوتا ہے اور [illegible] کے وقت [illegible]
کچھ بھی [illegible]
باقی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

بہت ہی آسان ہوگا اسکی مثال یون سمجھی جاسکتی ہے کہ اگر ایک عاشق صادق سے
کہا جاسے کہ اگر آجکی رات تو اپنی معشوق پاس جانا چاہیگا تو پھر اوسکو ہرگز نہین دیکھنے
پائیگا اور اگر آجکی رات صبر کریگا تو بے رقیب اور بغیر کسی خلل صحبت کے ہزار راتون
کے لیئے لوگ اس معشوق کو تیرے سپرد کر دینگے تو اوسکا عشق اگرچہ حد سے زیادہ
ہو مگر بلا تامل ہزار شب وصل کی امید پر ایک رات صبر کرنا کیا اوسے آسان نہوگا۔
اور دنیا کی مدت آخرت کی مدت کا ہزاروان حصہ بھی نہین ہوسکتا ہے بلکہ اس سے
کچھ بھی نسبت ہی نہین رکھتی اور ابد کی درازی ہرگز آدمی کے وہم وخیال ہی مین
نہین آسکتی دلو فرضاً اگر ساتون آسمان اور زمین کو رائی کے دانون سے بھر دیجیے
اور ہر ہزار برس کے بعد ایک چڑیا اسمین سے ایک دانہ چگے اور کھا جائے تو وہ سب
رائی کے دانہ ختم ہوجائینگے لیکن ابد مین سے کچھ بھی کمی نہوگی مثلاً کسی آدمی کی عمر
سو برس کی ہو اور شرقاً و غرباً تمام ملک روے زمین پر قابض اور متصرف ہوجائے
تو ان آخرت کی ہمیشہ قایم رہنے والی سلطنت کے سامنے ہیچ اور بے قدر ہوسکتی
ہے کچھ نہین کسی کو دنیا مین سے تھوڑا ہی حصہ کسی ملک کا ملجاسے اور وہ بھی صاف نہو
تو خواہ حاکم ہو یا محکوم سب کو اس امر کا لحاظ درکار ہوسکتا ہے کہ ہمیشہ اپنے جی جان سے
ایسی باتین کیا کرین اور دل وجان پر اس مضمون کو تازہ کرلیا کرین تاکہ چندروزہ
خواہشون سے صبر کرنا اور رعیت پر مہربانی اور بندگان حضرت خداے مطلق کو
اچھی طرح رکھنا اور شہنشاہ جل وعلا کی خلافت بجا لانا اوس پر آسان ہوجاسے۔
پس جب انسان سے یہ بات جان لی تو فرمانروائی مین اسطرح مشغول ہو جیسا کہ احکم الحاکمین
کا حکم ہے یعنی اپنی رعیت کی صلاح اہل دنیا وین چنانکہ عدل وانصاف کے ساتھ حکمرانی

کرنے سے زیادہ کوئی عبادت حق سبحانہ تعالی کے نزدیک افضل اور بزرگ نہیں اسلئے
کہ بادشاہ عادل کیواسطے ساٹھ صدیق ستر کے عبادت کا عمل فرشتے آسمان
پر لیجاتے ہیں جس سے خداوند عالم اس بادشاہ کو اپنا مقرب اور بڑا دوست
سمجھتا ہے اور ظالم بادشاہ اللہ پاک کا معذب اور دشمن کہلاتا ہے جتنے رعایا
کے روز اتہ نیک اعمال ہوتے ہیں ہر روز عادل بادشاہ کے بھی اتنے ہی نیک
عمل فرشتے آسمان پر لیجاتے ہیں اور اوس بادشاہ کی نماز ستر ہزار نمازوں کے
برابر ہوتی ہے ٭

جب ایسی حالت ہے تو اس سے زیادہ اور کیا انسان کو حاصل ہو سکتا ہے
احکم الحاکمین جس کسی کو منصب حکومت و سلطنت دنیکا عطا فرماوے تو مالک
سلطنت جسکی ایک ساعت دوسرے کی تمام عمر کے برابر ہوتی ہے اگر شکر نعمت
وحق خدمت بجا لاوے اور اپنے حقیقی مالک سے منحرف ہو کر ظلم اور خواہشات
نفسانی میں مشغول ہو جاوے تو وہ دانا انسان نہیں کہلاتا ہے چونکہ حکومت نہایت
خطرناک چیز ہے خلایق کی حکومت کا کفیل ہونا کچھہ آسان امر نہیں جو والی سلطنت
اپنا حق ادا کرنیکی اور خدا ترسی کی توفیق پا سکتا ہے وہی ایسی سعادت حاصل
کر سکتا ہے اس سے بڑھ کر اور کوئی سعادت ہی نہیں ٭

خدا ترسی

یہہ وہ صفت ہے جس کے ذریعہ سے انسان اپنی ذات کو بہہ صفت موصوف بناتا ہے
اور اس بزرگ خصلت کی وہ عمدہ تاثیر ہے جسکی برکت سے تمام دنیا کی بلا سے انسان
اپنا اوس چہرہ سکتا ہے حقیقت میں جو انسان خداے پاک پروردگار عالم کی بزرگی اور

قدرت کو کسی وقت اپنے دل سے فراموش نہین کرسکتا وہی شخص خدا ترسی کے معنی بھی خوب سمجھتا ہی کہ کون کون اچھی باتین اِس ذریعے سے حاصل ہوسکتی ہین اور کون کون برائیان اسکی برکت سے حرف غلط کی طرح صفحۂ دنیا سے حک ہوسکتی ہین یہہ بات غور کرنے سے دریافت ہوسکتی ہے کہ ایک ایسا شخص جسکی مزاج مین لاوبالی اور بے سروپا خیالات بھرے ہوسے ہین وہ کسی موقع پر اور بخصوص ایک غور طلب مقدمہ کے وقت اپنی حالت ایسے درجہ پر قایم نہین کرسکتا کہ وہ کچھہ دیر بھی رائے پر قایم رہ سکے یا اپنی مفید رائے کے نتیجے سے کوئی ایسا فائدہ حاصل کرے جس سے اسکی قدرت مذرکہ ترقی کے منزل کو طے کرسکے ٭

پس ایسے پست حوصلہ شخصون کو خدا ترسی کے طرف کبھی خیال ہی نہین ہوتا اور نہ وہ سوچتے ہین کہ ہمارا مآل کیا ہونے والا ہے وہی لوگ جو کسی کام کا آغاز اور انجام نہین خیال کرتے یا وہ کبر و نخوت سے یہان تک مست ہو جاتے ہین کہ اونکی نظرون مین کسی شخص کی قوت اور عظمت نہین جچتی بلکہ وہ اسی اپنے فنائی زعم پر بڑے بڑون کی کچھہ حقیقت نہین سمجھتے ٭

پس ایسا شخص جو اپنے ذاتی غرور کے سبب سے ایک بزرگ آدمی کو تحقیر کی نگاہ سے دیکھتا ہے تو فرمائیے وہ اپنے سے چھوٹے اور کم رتبہ آدمیون کی کیا قدر کریگا اور اونکو اپنے مقابلہ مین ایک چیونٹی سے بھی کم سمجھے گا ٭

یہہ بات کچھہ ایسی نہین کہ خاص و عام نہ جانتے ہون اور نہ اس مقام پر اِس امر کی ضرورت ہے کہ تمثیلاً کوئی روایت بیان کیجائے جس سے ثابت ہو کہ اوس شخص نے جو ہر طرح سے زبردست تھا ایک کسی کمزور کو تنگ کیا کیونکہ

اس مزاج کے تو ہزار ہا آدمی نکلین گے جو اپنے سے چھوٹے لوگون کی کچھ حقیقت ہی نہین سمجھتے اور اون کو بات بات پر تنگ کرنا گویا اپنی قوت کی نمایش اور امتحان کا موقع سمجھتے ہین پس وہی لوگ ہین جو ذرا خوف پاک پروردگار عالم نہین کرتے اور خدا ترسی کے معنے سے واقفیت رکھتے ہین اور نہ اس راز پر غور کرتے ہین کہ ہمارے سرکشی کا نتیجہ کیا ہونیوالا ہے اور جن کم زورون اور عزیزون اور بیکسون کو ہم اپنا زور دکھاتے ہین تو کیا اون کے رنجیدہ اور ٹوٹے ہوئے دل کسی ایسے حاکم سے اون کے ظلم اور جور و سختی کی فریاد نکرین گے جو کل زبردست اور زیردستون کا مالک ہے اور جس کو تمامی زمانے کا اختیار حاصل ہے اور کیا اون بیچارون کی دعائین اور التجائین قبول نہون گے جسکے ذریعہ سے وہ آیندہ بحفاظت تمام رہ سکین اور اون کے ستانے والے لوگ اپنی کیفر کردار کو نہ پہونچین گے ؛

بترس از آہ مظلومان کہ ہنگام دعا کردن		اجابت از در حق بہر استقبال می آید

گو وہ لوگ جو خدا ترسی سے غفلت کرتے ہین اپنے خیالات و تدبیرات پر پورا بھروسا کر لیتے ہین اور سمجھتے ہین کہ یہ ایک یقینی امر ہے کہ جس سے کبھی کم زور پر حملہ کیا جائیگا وہ ضرور ہی مغلوب ہو جائیگا مگر یہ تجربہ سے اکثر ثابت ہوا ہے کہ وہ اپنے جوش غضبی مین یہان تک بدحواس ہو جاتے ہین کہ اونکا اکڑنا اونہین کے گرا دینے کا باعث ہو جاتا ہی اور اس امر کا موقع ہی نہین آنے پاتا کہ فریق ثانی جو نہایت کم زور تھا اوس زبردست سے کوئی صدمہ اوٹھائے ۔

اور اگر بالفرض ایک زبردست شخص ایک کم زور کو نہایت تنگ ہی کرے تو حکم
ہے کہ انتظام دنیاوی کے موافق حاکم وقت اوسکی فریاد کو پہونچکر ضرور ایسے مجرم
کو سزائے سخت دیگا اور اگر کسی وجہ سے وہ زبردست شخص اپنے افعال
بد کی سزا نہ پا سکے اور حاکم وقت کی نظروں سے بچکر گناہ کرے تو اس
امر پر کب بھروسا ہو سکتا ہے کہ وہ شخص اپنے جرم سے حاکم علی الاطلاق کی
دارالعدالت مین سزایاب نہو سکے پس عقلمند انسان وہی ہو سکتا ہے کہ خدا ترسی
کی عادت ڈالے اور کسی اپنے کم زور مجبور شخص پر جبر روا نرکھے اور ہمیشہ
نیک نامی سے اس چند روزہ زندگانی پر دنیا مین گذر کرے بدی اور بد
افعالی سے بچے ؛؛

نیکی اور بدی

نیکی کا لفظ عام طور پر ایک ایسا لفظ ہے جسمین ہر قسم کی نیکیان شامل ہو سکتی
ہین اور جسکی عام فہم مطلب و معنے ہر طبقہ کا انسان جان سکتا ہے ؛؛
اسیطرح نیکی کا متضاد لفظ بدی بھی ایسا ہی مشہور ہے کہ اوسکی تشریح کی ضرورت
ہی نہین معلوم ہوتی ؛؛
نیکی و بدی کے نتایج ہر انسان کے ذہن نشین تو بآسانی اور بلا غور و فکر ہو سکتے
ہین لیکن تاہم بعض اوقات بہتیرے لوگ ان دونون خصایل مشہور کے نتایج
سے سہواً یا عمداً ایسے غافل ہو جاتے ہین کہ وہ اکثر بدی کے طرف جھک
پڑتے ہین اور نیکی کے ہر دل عزیز اور فایدہ بخش راہ کو چھوڑ دیتے ہین ؛؛

یہہ بات اس مقام پر غور طلب ہے کہ آیا کیا ہر شخص کے ساتھ نیکی ہی کا برتاو واجب ہو سکتا ہے یا کبھی کبھی نا بدی کا بھی عمل کسی کے حق مین داخل انصاف ہو سکتا ہے ❊

نیکی سے مراد یہہ ہے کہ کسی شخص کے ساتھ بھلائی کرنا اور اوسے اپنے قول یا قوت یا دست رس کے ذریعہ فایدہ پہونچانا۔ اور بدی سے مراد ہے کہ کسی شخص کی برائی چاہنا اور اوسکے ساتھ ایسا سلوک کرنا جسکے ذریعہ سے اوسکا نقصان ہو ❊

اور کسی شریر و فتنہ انگیز بدنفس شخص یا مجرم کے پاداش افعال کا بندوبست کیا جائے تو وہ فعل داخل بدی با ینوجہہ خیال نہین کیا جا سکتا ہے کہ یا تو مجرم کا تدارک بھی اوسی کے آیندہ بہبودی کے لئے مفید اور نیز مخلوق الہی کو ایک شریر بد نفس شخص کے آیندہ حملون سے محفوظ رکہنے کی ایک عمدہ تدبیر ہے۔ پس عقلا کے نزدیک اس قسم کا انتظام داخل بدی نہین کیا جا سکتا ہے بلکہ بخیال حفاظت نقصان و ضرر عامۂ خلایق کسی شریر و مفسد کی سزا دہی کی تدبیر ہی داخل امور نیکی ہے ظالم کو ظلم مین مدد دینا یا اوس کے فعل کو اچہا کہنا بھی ظلم ہو سکتا ہے اور اوسپر بجور و جفا پیش آنا عین صواب ہے ❊

مدد دینا بدون کو کار بد مین
بھلائی سے برا کرنا برون سے

برا ہے فی الحقیقت یہہ برا ہے
ستمگر پر ستم کرنا بھلا ہے

اگر کوئی شخص کسی دوسرے کو ضرر پہونچا کر اپنا یا کسی اپنے دوست یا چہیتا دوست کا فایدہ حاصل کرنا داخل امور احسن سمجھے تو یہہ امر بھی بالکل داخل بدی کیا جا سکتا

بدی کو دنیا مین جسقدر وسعت حاصل ہے دوسری چیز کو ممکن نہین انسان ہر شخص کے ساتھ بدی کے پیرایہ مین ہر قسم کی بدسلوکیان اور نامناسب برتاؤ کر سکتا ہے

بدی ہر ایک سے کرتا ہے بدکار — بری ہے اسکی طینت مین برائی

بدی کرنیکے واسطے نیکی کی طرح کوئی وقت معین نہین ہو سکتا - ہر وقت ہر محل و موقع پر انسان کے دل پر سخت صدمہ پہونچانے اور کلیجہ کو تڑپانیکے واسطے آمادہ پائی گئی - آدمی کی نیکی خواہ کیسی ہی مستند ثابت ہو چکی ہو ذرا سی غفلت مین بدی کے پھندے مین پھنس کر اپنا رنگ جما نیکے لئے کوئی کارنمایان نہین کر سکتی -
بدی کیواسطے کوئی خاص صفت کا آدمی درکار نہین اور نہ یہ کسی کی دست گرفتہ ہے بلکہ ہر شخص جسکا شیشۂ دل خوف پروردگار عالم اور اندیشہ روز جزا و ہوشمند ننگ و ناموس خدشۂ انسانیت اور خطرۂ جان و مال سے مضبوط اور وزنی پتھر کی ٹھیس سے چور چور ہوتا ہوا اسے بدی اپنا ترقی خواہ بنا لیتی ہے - ہر زمانہ اور ہر قرن مین بدی کی علمداری مین رہنے والون کی مردم شماری کا تمیز نیکی کی دنیا مین رہنے والون کی تعداد سے المضاعف پایا گیا ہے اور انکی قوتین ایسے زور پکڑے رہین کہ آئین خسروانی ان کے زور گھٹانے واسطے کوششون کو وسعت دینے مین بھی ناکامیابی کے ساتھ اپنے ضعف پر تاسف پائی گئی -
تاریخی دنیا مین بھی بمقابلہ نیکی - بدی کا دورہ ہمیشہ رہا اور یہی وجہ ہے کہ ہر ولایت و ہر ملک مین کسی خاص خاندان یا کسی بادشاہ کے گھرانے مین تہاٹ حکومت اپنی برکتون کو ایک مدت تک قایم نہ رکھ سکا جن جہہ ونین زوال مملکت و تنزل سلطنت کی دہائی پھرے سے وہ بدی کے کارنامون کی تاریخ لکھے جاتے

جاتیکا زمانہ ہین ؟ ۱

قطب الدین مبارک شاہ خاندان خلجی کا خراب کن پادشاہ معز الدین کیقباد
خاندان التمش کا آخری جہان پناہ اورنگ زیب سلطنت مغلیہ کے بہادر شاہ
کا آخری کجکلاہ اگر بدی کو اپنی عملداری سے خارج کرتا تو ممکن تھا کہ ان خاندانون
کی تباہی کیواسطے قہر الٰہی کچھ بھی ہاتھ پاؤن مارتا سیاسات شرعیہ و تدبیرات
مدنیہ اصلاح امور دینیہ و دنیویہ صرف بدی کے انسداد کیواسطے جاری رہکر دکھا
رہے ہین ۔ اور اگر نیکیون کا عام طور پر رواج ہوتا تو اُن کے مولفین و
مصنفین کو کوئی پہلو اون کے عالم شہود مین لانیکے واسطے نہ مل سکتا ؛
نیکی جو توشۂ آخرت کے نام سے مشہور ہے بدی کیطرح بھاری نہین اور نہ
اسکو ناقص العقل اور بدباطن اشخاص سے برائے نام انس ہے یہ وہ صفت
انہین کے نامۂ اعمال درست کرنے کے واسطے اپنی اوقات عزیز صرف کیا کرتی
ہے جو سزا کے جبر جزا کے خوف سے تھرتھر کانپتے ہین اور رضاے الٰہی
کو کل باتون پر مقدم جانکر بدی کیطرف بھولے سے بھی نظر نہین اٹھاتے ؛
نیکی کرنے والون کو بدی کرنے والون کے طرح دفعتاً اظہار لیاقت کا موقع
نہین ملتا بلکہ انہین نہایت جد و جہد اور سعی و کوشش سے نیکی کے اوصاف
دکھانیکی ساعت سعید نصیب کرتی ہے جس شخص مین نیکی کا خاصہ موجود
ہے اوسکی رگ رگ کو جو اس صفت سے موصوف ہونیکا دعوے ہوتا ہو اور جسکی
نس نس مین نیکی سے بھرے ہوے خون کا جوش موجزن نظر آتا ہے ؛
اوصاف دینی اور دنیاوی مین اگر ایک صفت کے ساتھ بدی کا لگاؤ ہوا تو

سارے افعال سے اور خیرخواہی سے اپنی بانکی تعریف سننے لگتے ہیں۔ نیکیوں کے عادی اپنے اوصاف کو صرف اپنے خیرخواہوں دوستوں و اعزہ کے ساتھہ سلوک ہونیکی حدتک نہیں رکھتے بلکہ اپنے دشمنوں اور رقیبوں کو بھی ہر دل عزیز صفت سے فیضیاب کرنے کے عادی رہتے ہیں ؏

جو انسان ہیں رہا انساں نکو نام	بدوں سے بھی وہ کرتے ہیں بھلائی

اگر صرف شاہی تاریخ پر اکتفا کیا جائے اور خیالات حالات اہل زمانہ کی تحقیقات نہ پہنچنے سے باز رہنگے جائیں تب بھی مطلب ہذا کو بہت کچھہ دلائل ہاتھہ نیکیوں کے اثبات میں مدد مل سکتی ہے ؏

جناب سید الشہدا حضرت امام حسین علیہ السلام لاکہون کروڑون بندگان خدا کے مشکل کشا اور دلی محبت تھے جبکہ شمر و یزید پلید اپنی امارت و شان السلام کا ڈنکا بجا رہے تھے اور اوسی زمانہ میں یہہ دونوں حاکم ظالم سربرستہ خلقت خدا کے بالا دست حکمران تھے مگر نیکی کے خصایل نے اون کی توقیر کو بڑھا دیا اور بدی سے اون ظالمون کی وقعت گھٹا دی ہے میں جو کام کیا وہ صفحہ روزگار پر عوام کی عبرت کیواسطے بہت کچھہ کار نمایان کر سکتا ہے ؏

جس طرح راون اور کنس کی جفائیں نمرود مردود کے ظلم اور فرعون کا ستم چنگیز خان و ہلاکو کی خونریزیان نادر کی دل آزاری بدی کی یادگار ہو کر اون کی خاک کو انگشت نما بنا رہی ہے ؏

اسی طرح امیر المومنین خلیفہ رسول اللہ حضرت ابابکر الصدیق رض کا صدق اور امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رض کی عدالت گستری اور امیر المومنین حضرت

عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کی شرم وبخشش اور امیر المومنین
سیدنا اسد اللہ الغالب حضرت علی ابن ابی طالب رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کا علم وعدل کا سراپا کہ جنکی ہمارے لئے راہ نجات
کا تصور ہم پہونچاتی ہیں ۔

بدی اور نیکی کے لفظ بعض موقع پر اپنے اصلی معنے سے بھی انحراف
کر جاتے ہیں اور بے موقع استعمال ہوکر اپنے مطلب کو خلاف موقع ثابت
کرتے ہیں ۔

بدی جیسا پہلے ذکر ہوچکا ہے عام طور سے ذلیل سمجھی جاتی ہے اور واقعی
اس سے بڑھکر دنیا میں کوئی بری چیز ہی نہیں مگر عقلمندان سلف ودانایان
خلف نے بعض اوقات کسی بدی کو بھی بمنزلہ نیکی تصور کرلیا ہے مثلاً کوئی ظالم
بندگان خدا و بندہ عالم کا جانی دشمن و خونخوار عدو ہے اور اوسکی ذات
سے صدہا قسم کے نقصان متصور ہیں تو یہ ضرور نہیں کہ اوس پر رحم
کیا جاوے اوسکا تدارک ہو ۔

اگر اوسکے ساتھ خوفناک اور ضرر رسان بدی کی چال چلی جاوے تو وہ بمنزلہ
نیکی تصور کی جائیگی بلکہ اوس سے بہتر ہے یہی حال اوس نیکی کا بھی ہوسکتا
ہے جو بعض وقت بدی سے بھی دو چار ہاتھ بڑھ جا سکتی ہے اور نیک آدمی کو
بدوں کی جماعت میں شامل کر دیتی ہے مثلاً کوئی شخص کسی دوسرے
کا دشمن جانی ہے تو اوس پر رحم کھا کر بخیال نیکی اوسکی
مدد کرنا صدہا قسم کے ضرر پیدا کرتا ہے ۔ ایسی نیکی کرنا اوسکی

سوائے اسکی ناشتم لی اور نیکیون کو عقلا نے بالکل ناجائز قرار دیا ہے اور اس شعر مین اپنے کل خیالات کا خلاصہ منضبط کیا ہے ۔

نکوئی با بدان کردن چنان است	که بد کردن بجای نیک مردان

بدی کے ساتھ سے ... جو ایسے مزد ہوتا ہے اوسکی شہرت کو کوئی چار دیواری روک نہین سکتی بلکہ بہت جلد اوسکی خبر اس سرعت سے زمانہ بہر مین پہونچ جاتی ہے کہ دوسرے ذریعہ سے ممکن نہین ۔ نیکی کا آوازہ بدی کے خلاف بہت آہستہ روی سے سیر دنیا کرتا ہے اور اسکے راستون مین سیکڑون قسم کے رہزن اسکے قطع منازل مین ہارج ہوتے ہین ۔ وہ **نیک** لوگ جو صرف درستی عاقبت کی غرض سے خود نیکی کے جوہر دکھاتے ہین وہ پیٹ کے ہلکے نہین ہوتے اگر کسی کے ساتھ نیکی کرتے ہین تو (نیکی کن بدریا انداز) پر عمل کرکے کسی کو کانون کان خبر نہین ہونے دیتے مگر انکے خلاف بدی کرنے والون کے پیٹ مین پانی نہین پچتا اور اپنی بدخواہی کو فخریہ بیان کرکے فرعون بے سامان بنتے ہین حالانکہ فرعون اور قارون کے پاس بے شبہہ ان سے زیادہ دولت و حکومت تہی پہر بہی کیسا انجام دیکھا ہوا ظاہر ہے کہ ایک دریاے نیل مین غرقاب ہوکر جہنم مین جا پڑا اور دوسرا زمین پر دہنس کر تحت الثری سے پہونچا ۔

علم و دانش بیاموز به از زر و سیم	شد سکے فوق ساک و دگر تخت سکہ

جہان تک اہل تجربہ سے ظاہر ہوا ہے کہا جاتا ہے کہ ضروریات زندگی رفع کرنے کے واسطے انسان کو جس قدر نیکی کی مدد درکار ہے اوس قدر اور کسی چیز کی حاجت نہین اور اگر اس صفت کے حاصل کرنے سے محرومی ہے تو زندگی کا لطف حسرت

خاک ہی نہین بلکہ زندگی سے دن پورے کرنا ایک آفت جان ہے۔
مبارک ہین وہی لوگ جو نیکی کو اپنی زندگی کا جزو اعظم خیال کرتے ہین اور بدی کے
سایہ کو اپنے زمانۂ حیات پر نام زیست پڑنے ہی نہین دیتے اور خودی کے
دام مین گرفتار نہین ہوتے۔

خودی

دنیا کی برائیون اور زمانہ کی خرابیون کے پیدا کرنے مین جس نے سب سے
زیادہ حصہ لیا ہے وہ خودی ہے خودی اگرچہ ایک چھوٹا سا لفظ ہے مگر اوسکی
اثر کی درازدستی کل افعال قبیحہ کی وسعتی دنیا کو گھیر لینے کے لئے پوری طرح سے
کفایت کرنے کا ملکہ رکھتی ہو دنیا کے جسقدر خراب افعال ہین اون مین اس خودی
کا ایک بڑا بھاری جزو شامل دیکھا گیا اگر خودی کو انسانی طبیعتون پر اثر ڈالنے
مقناطیسی قوت حاصل نہوتی تو ممکن نہ تھا کہ انسان کے ہاتھون سے وہ فعل سرزد
ہوتے جو لغات مین اپنے معنے کو دل پسند الفاظ کے حروف مین لکھے جانے
سے باز رکھ رہے ہین اور جن کا نام مہذب زبانون پر بھی نفرت کے ساتھ
آتا ہے جو لوگ آجتک کسی خراب فعل کے سبب سے اپنے نام کو بدنامی
کے ساتھ لیجا سکتے در پئے ہوتے ہین اون کی خو بو پر خودی ہی کا زیادہ اثر
پڑا گیا ہے انسان تو انسان ہی ہے فرشتہ تک اس خودی کی وجہ سے
راندۂ درگاہ الٰہی ہو چکے ہین اور دنیا تو دنیا عدم مین بھی اونکو عزت کی جگہ
ملنے نہین پائی۔

خودی کو بدی کا جزو اعظم ثابت کرنے اور کل افعال قبیحہ کا مرجع و ماوا سمجھنے
کیواسطے آدمی کو عالی دماغی کی مطلق ضرورت نہین آدمی چاہے جس عقل
کا ہو اور جسقدر قوت ادراک اوسکے دماغ مین بہر گئی ہو بخوبی سمجھ سکتا ہے
کہ اگر خودی کا لگاؤ نہوتا تو اشرف مخلوق احکام خداوند عالم آئین مذہب قوانین عدالت
رضا بیچ نادیان دین کو بہلا کر ثواب کی راہون سے عذاب کے راستون پر پہنچاتے
اور اپنی عقل و فہم کی آنکھون پر پٹی باندہ کر جہالت کے پہاڑون کی چوٹی پر دوڑ پڑتے
ہر شخص خوب جانتا ہے کہ چوری گناہ اور اوسکے واسطے احکام خدا و رسول اور قوانین
حکمرانی مین بڑی سے بڑی سزائین ہین ولیکن چوری کرنے والے ایک نہین
مانتے اور اپنے ہی کئے جاتے ہین اسکا سبب اور کچھ نہین صرف خودی ہے
اگرچہ اس موقع پر یہہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ چوری کرنے مین خودی کو اشتراک کی
کونسی بات ہے مگر یہہ اعتراض صحیح نہین ہو سکتا ہے کیونکہ اس سے کوئی
انکار نہین کر سکتا کہ چور چوری کو برا نہ سمجھتے ہون اور قوانین سرکاری کے
داب و رعب کے قائل نہون مال چرانے وقت صاحب خانہ کی قوت سے
افشائے راز ہونے پر سزا بھگتنے کا خوف دلمین نہو ولیکن اونمین خودی کا وہ
زبردست مادہ ہے کہ اونکی نظرون مین یہہ سب اندیشہ اور وسوسہ عارضی و فرضی
معلوم ہوتی ہین اور سمجھتے ہین کہ اونکی چالاکی کل مصائب سے بچا کر انہین
کامیاب و بامراد کریگی یہہ خودی ہی کی جرئت تھی کہ وہ کسی کے گھر مین گھستے اور
احکام پاک پروردگار عالم سے نہ ڈرنے قانون شاہی کا خوف نہ کرنے پر مستعد
ہوتے اور چوری سے نفع اور نقصان اوٹھا کر شدہ چور کہلاتے ہین

یہی مثال ہر قسم کے افعال پر اپنا اثر پہلا سے پر حاوی ہو سکتی ہے اور وسیع خراشی
ناظرین کرنے کا ہر پہلو دکھا رہی ہے جس نگاہ کو تواریخ اور واقعات گذشتہ
کی سیر کرنیکا موقع ملا ہے اوس نے خودی کی باثر نتایج کو بخوبی سمجھا ہے۔
اگر خودی نہوتی تو ابلیس حضرت آدم علیہ السلام کے سجدہ نکرنے اور
پاک پروردگار عالم کا حکم نماننے سے آج لاحول کا مستحق اور لعن وطعن کا
سزاوار ہی نہوتا بلکہ فرشتون مین افضل گنا جاتا۔ اگر راولن مین خودیکا جوش
نہوتا ممکن نتہا کہ اسکے ہاتھ سے وہ افعال سرزد ہوتے جنکے سبب سے
اوسکا سارا خاندان تباہ اور وہ ملعون خلق اللہ ہوا اسی طرح کنس جسکی ظلم و
بدعتون کے قصے مشہور ہین۔ اپنی خودی کیوجہ سے ایک آن مین جان سے مارا
گیا۔ اور ایسا ہی فرعون جسکے عروج کے افسانہ طشت از بام ہین اپنی خودی
کے بدولت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد نبوت مین دریائے نیل کی نذر
ہوا یہی خودی جسکی وجہہ سے نمرود خوراک پشہ ناچیز ہوکر حکومت کھو بیٹھا
اور یہی خودی تھی جسکی سبب سے یزید ایسا بادشاہ تخت حکومت کھوکر زندگی
سے ہاتھ دہو بیٹھا اسیطرح کے ہزارون واقعات ہین جو خودی کے نتایج
مین درج پائینگے اور جو انسان کی عبرت کیواسطے وہ کام کر رہے ہین جو نہین
کا حصہ سمجھے گئے ہین۔ اگر انسان کی طبیعت خودی کا اثر قبول کرنے سے متنفر
ہے تو ممکن نہین کہ اسکی خوارق بدی کیطرف ہونے سے ہی اٹہا سکین
یا دنیا مین برائیون کے نام کا کوئی حرف بہی نظر آسکے۔
عام افعال قبیحہ کے ذکر مین اونکے الفاظ تضاد کو عمدہ ہی پایا گیا ہے۔

مثلاً بدیمی ضد نیکی ہے بے عقلی کی ضد عقل ہے بے اتفاقی کی ضد اتفاق علیٰ ہذا۔ لیکن خودی کی بات دنیا سے نرالی ہے اسکا لفظ تضاد اس مصرع کی مصداق ہو سکتا ہے

	نادان جو ہو منقلب تو نادان ہی رہے	

خودی کے لفظ تضاد پر جو غور کر لیا جائے تو بے عقلی بے ہمتی بے ایمانی وغیرہ کی طرح لفظ بے کو خودی کے ساتھ شامل کر دیا جائے تو خودی کی بدقسمتی سے لفظ بیخودی نکلا جسکے معانی ہی افعال قبیحہ کے معنے مین شامل پائے گئے پس اس موقع پر ہر شخص خیال کر سکتا ہے کہ جس چیز کے دونون پہلو خراب اور رو پشت بدنام وجہون سے بدنما ہون اوسکے نتایج کیسے خراب ہونگے اگر کوئی پوچھے تو کہا جا سکتا ہے کہ اگر طبیعتون سے صرف خودی کا اثر جاتا رہے تو اہل دنیا عذابون سے پاک و صاف ہو کر فرشتون سے افضل ہو جائین اور دنیا کا کارخانہ افعال قبیحہ نہ رہے۔
اور دنیا مین وہی لوگ جو اپنی قوت اختیار کو خوش لیاقتی کے ساتھ حفاظت کرتے ہین

طاقت خود اختیاری کی حفاظت خوش لیاقتی پر موقوف ہے

قوت ہے اختیار کی گر اختیار مین		نام خزان کا خوف نہو پھر بہار مین

جس شخص کو دولت خود اختیاری کا جائزہ عطا کیا جاتا ہے اوسکو بڑی ہوشیاری مستقل مزاجی و راستبازی سے اوسکی حفاظت کرنا پڑتی ہے۔ اگر وہ اسکا دولت غلطی کو بیجا نمایش مین صرف کر دیگا۔ یا بخیل بنکر اوس دولت کو گنج قارون تصور کریگا۔ یا فضول خرچی کو ہوا خواہی مین اوسکی تباہی و سعدمی کا باعث ہو جاتا ہے۔

جسکی جڑ مضبوط ہوتی ہے یعنے افسر لائق متصف مزاج تحمل عادی محنت ہو سکتا ہے وہی اپنے ماتحتین کو بھی لائق اور محنتی بنا سکتا ہے ۔

	شانِ آفاق ہے حاکم کا وقار		تابع حکم ہیں فرمان بردار	

افسر کو ہر روز مختلف قسم کے خیالات سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے اور ہمیشہ ہر ایک کی طبیعت کے موافق تقسیم خدمات کی فکر دامنگیر حال ہوتی ہے اور نیز اوسکو سب سے بڑی فکر یہ رہا کرتی ہے کہ میں جسکی طرف سے جس کام کے انجام دہی کے لئے ذمہ دار بنایا گیا ہوں اوسکو کسی نہ کسی طرح ضرور رضامند و خوشنود رکھوں تاکہ وہ طاقت خود اختیاری کسی بدانتظامی و نالیاقتی کیوجہ سے میرے قبضہ سے نکلنے نہ پائے اختیار کے قانون کا پڑھ لینا ہی اصول افسری کے لئے زیادہ مفید نہیں ہو سکتا ہے بلکہ اوسکو ہر وقت ہر آن یاد رکھنا اور اون پر عمل آور ہونا زیادہ تر واجبات سے ہوتا ہے۔ اکثر دیکھا سنا گیا ہے کہ مختلف قسم کی مشکلات سے بعض افسروں کو سابقہ پڑ گیا ہے۔ اور ایسی پیچیدگیاں پیش آئی ہیں جنکا سمجھنا ایک معمولی لیاقت کے آدمی کے امکان سے باہر تھا ۔ اونہیں سے جن لوگوں میں تحمل اور غور و فکر کا مادہ زیادہ موجود تھا وہ اپنی طاقت انتظامیہ کی مدد سے مشکلات پیش شدہ کے حل کرنے میں کوئی [illegible] سبقت لے گئے بلکہ اس انتظام سے ہمیشہ کیلئے آئندہ پیچیدگیوں سے بھی محفوظ ہو [illegible]

	تحمل غور کا دیتا ہے موقع		صفائی کا دکھا دیتا ہے موقع	

غرضکہ ایک افسر کا دماغ مختلف قسم کی فکروں کا ذخیرہ بنا رہتا ہے اور اوسکو ہر وقت مختلف طبایع کے خیالات پر غور کرنا پڑتا ہے اور خاصکر اس بات کی ایک

ایک فکر کرنا پڑتی کہ جو ذمہ داری میرے سپرد کی گئی ہے اوس میں کسی قسم کی خرابی تو پیدا نہیں ہو سکتی ہے۔ یا اوس اختیار کی وجہ سے جسکے ذریعہ سے مجھے مختلف طبیعتوں کے لوگوں سے کام لینا ہے عام ناراضمندی کا باعث تو نہیں ہے

افسر کے دل سے پوچھو کیا تمہارا کام ہے		فکر کیا ہی پیش کیا گیا کا صبح و شام ہو

اختیار وہ صفت ہے جو انسان کو مختلف خیالات کی جماعت کا حاکم بنا دیتا ہے اور اوس اختیار ہی کا نشہ دکھا دیتی ہے چنانچہ بادشاہ وقت کی یہی کیفیت ہو سکتی کہ وہ بڑی ذمہ داری کا کام حاکم دین و دنیا کے حکم سے کرنے پر آمادہ کیا گیا ہے اور ہر طبقے و ملت کے لوگ اوسکے قانون کے تابع بنا دیے جاتے ہیں ؛

اب غور کرنا چاہئے کہ افسری - سرداری - جہانداری ان سب کا موقع کسقدر طاقت خود اختیاری سے کام لینے کی ضرورت پڑا کرتی ہے - یہہ کام کیسا نازک اور مشکل امر ہے ایسے کاموں کے انجام دہی کے لئے ایک اعلی درجہ کی متحمل و مستقل طبیعت درکار ہوتی ہے چونکہ طاقت اختیاریہ کی عملی کارروائی دیکھنے کے لئے سب سے پہلی ضرورت تحمل و مستقل مزاجی کی موجودگی ہے - اگر یہی صفتیں انسان میں نہ ہونگی تو ایک ایسے مشکل اور دقیق کام کی سپردگی طاقت خود اختیاری کو خاک میں ملانے والی اور خدمات مفوضہ کو بدنامی کی آمیزش سے بدنام کرنے والی ضرور مشہور ہو جائیگی -؛

عام طور پر بے اختیار لوگ فریاد کیا کرتے ہیں کہ بے اختیاری و فرمان برداری کا کام نہایت تکلیف دہ ہے - اسمیں سوائے مصیبت اور بے بسی کسی قسم کی آزادی و آسودہ حالی نہیں ہر وقت حاکم کی مزاج شناسی کی فکر رہا کرتی ہے - ہر دم خوف

مناسب سمجھے کو پاس رکھتا ہے۔ مگر ادنیٰ سے جو لوگ مآل اندیش اور دولت خود اختیاری کے تلاشی ہوتی ہین وہی لوگ وزارت برداری کا کام وجود سے احتیاج مین داخل کیا گیا ہے اس خوبی و خوش اسلوبی سے انجام دیتے ہین کہ آخرش وہی حسن خدمات کے صلہ مین امتیاز سے جانے ہین۔ اس مثال اور عملدرآمد سے بخوبی ثابت ہو سکتا ہے کہ ایک بے اختیار شخص اپنی بے خود اختیاری کی بخوبی داد دے سکتا ہے اور نظر انصاف سے ہمیشہ اوسکے حقوق کی حفاظت کرتا ہے اور پرورش سمجھتا ہے۔ تجربہ ایک ایسی چیز ہے جو مختلف پیرایون مین انسان کی مدد کے لئے ہر وقت تیار رہتا ہے۔ مگر تجربہ سے انسان اسوقت تک مستفید نہین ہو سکتا جب تک خود اوسکو مختلف اقسام کے کامون اور انتظامون سے سابقہ نہ پڑا ہو۔ کسی کام کا صرف اصول ہی دریافت کرلینا۔ اور پھر اوسکو ایک اتفاقی خیالی تجربہ سمجھ لینا دانشمندی کا ایک پختہ اصول قرار نہین دیا جا سکتا کیونکہ فقط انسان کا ذاتی خیال اکثر اوسی کو مغالطے مین ڈال دیتا ہے اور انتشار وقت طبیعت کو اشیاء نیک و بد سے متنفر کر دیتا ہے جسکا نتیجہ اصول تجربہ کا ٹھیک کے بالکل خلاف کہا جا سکتا ہے ۔

انسان کو لازم ہوتا ہے کہ اپنے کام کو اس طریقہ سے انجام دے جو اوسکی لئے موزون و مناسب ہو۔ کام کی حیثیت کے موافق اوسکے انجام کا انتظام اخراجات و ضروریات انسانی سے ہے۔ بہرکیفیت اپنے اختیار کو اوس حد اوسکی وسعت اوسکے اختیار کی محافظت کا اقرار کرتی ہو یا جہان تک اوسکی خوش انتظامی اوسکی قوت کی مددگار رہے ہے جو شخص دولت خود اختیاری کی قدر

کرتا ہے وہی اسکو صرف کرنے کے طریقے خوبی پہچان لے سکتا ہے صفت اعتدال
الفاظ کمی و زیادتی کا وہ درمیانی حد ہے جو ہمیشہ نقصان و تکلیف سے محفوظ رہتا ہے
جس نے اپنے اختیارات کو اعتدال کے ساتھ وسعت دی ہے اور جس نے طاقت
خود اختیاری کو صفت خودسری کی [illegible] رکھا ہے وہ ہمیشہ اپنے ارادوں
مین کامیاب رہا ہے اور ہمیشہ اوس کے [illegible] اوسکے مقابلے سے عاجز رہے ہین۔

فی الحقیقت طاقت خود اختیاری بجز وہ
قوت خود اختیاری پر جو اترایا بشر

جو مرد نیک خود دل سے سمجھتا ہے عزیز
حقیقت مین وہ مرد بے شعور تمیز

دولتمندی و ملک داری

جہانداری اور دولتمندی فی نفسہ کوئی [illegible] نہین ہو سکتی ہے اگر موافق حق ہو
چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام انبیاء مین اور خلفاء راشدہ مین حضرت
عثمان رضی اللہ تعالی عنہ اور اولیاء مین خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ
عشرت مین ائمہ مین شرفائے ملک منظر [illegible] آسودہ تھے جنکی برائی اوسمین
خیال کی جا سکتی ہے وہ اونہین معنا [illegible] سکتی ہے جو قہر اور ظلم تتبع لذات
اتباع شہوات سے پیدا ہوتے ہین باقیہ [illegible] بغض محبت جاہ
و مال سے ظاہر ہوتے ہین [illegible] آن آفتون سے پاک
و صاف ہو تو پھر غنا اور ملک داری خدا [illegible] دینداری ہو جاتی ہے جیسے سلطنت
بعض انبیاء کی پھر اون کے بعد خلفاء کی پھر اہل علم و صلاح کی اور ساری خلقت
پر اونکی اطاعت واجب ہوتی ہے بدلیل قول حق سبحانہ تعالی اطیعوا اللہ

واطیعوا الرسول واولی الامر منکم مراد اولی الامر سے امرا و سلاطین و
ملوک ہین بعض کے نزدیک علما بہی داخل ہین اون دونون قولون کے سوا
کوئی تیسرا قول اس آیت شریف کے معنے مین اہل علم نے نہین لکہا ہے۔ اور وہ
جو شارع علیہ السلام نے مذمت ملک و ملوک کی بیان فرمائی ہے یہان تک کہ جس نے
دنیا مین درمیان دو آدمیون کے حکمرانی کی ہوگی اوسکو بہی مشکین باندھکر پاک
پروردگار عالم کے روبرو لاوینگے اس قسم کی حدثین جو وارد ہین مراد اون سے
وہی حکمران ہین جو دین پر قایم نہین اور عدل و انصاف نہین کرتے حمایت قوم
و تعصب مذہب و رعایت قرابت کیا کرتے ہین یگانہ سنے ہر بات ہر قصور پر درگذر ہو
اور بیگانہ سے ہر ذرہ پر رنجش و گرفت ہوتی ہے جیسا کہ ملوک و روسائے بنی اسرائیل
اسی طرح ہلاک ہوگئے کہ اقامت حدود کو اونہون نے ترک کر دیا تہا سزا کو اشراف
سے بالکل اوٹہا دیا غریبون پر جاری رکہا انصاف چہوڑ دیا جب کوئی ضعیف
آدمی زنا کرتا تہا اوس پر حد جاری ہوتی تہی اگر قوی زنا کرتا تو اوسکو چہوڑ دیتے
آخر ہلاک ہوگئے خلق مین فساد پڑگیا۔ حالانکہ پاک پروردگار عالم نے ارشاد فرمایا کہ
لَن تَنفَعَكُمْ أَرْحَامُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ ۔ یعنے تمہاری رشتہ داری تمہاری اولاد تم
کو کچہہ فائدہ نہین دیگی تمہاری کام نہ آویگی سو مراد اس سے باطل طرفداری
ہی ہوسکتی ہے جو بسبب رشتہ داری کے برتی جاتی ہے جسکا کچہہ نفع آخرت مین
نہین بلکہ دنیا مین ظلم آخرت مین ظلمت ہوتا ہے ایسے ہی لوگون کا دین دوسرون
کی دنیا کے پیچہے برباد ہوجاتا ہے حق قرابت صلہ رحیم وہین تک ٹہیک ٹہیک ہوسکتا
ہے جتنا حکم شارع علیہ السلام نے فرمایا ہے بلکہ انصاف یہہ ہے کہ اپنے جان پر

بھی بموجب شرع کے عدل کرے اولاد و رشتہ دار کس گنتی و شمار مین خیال کئے جا سکتے ہین جب یہ امر اسنے ہنین ہو سکتا ہے تو اسی لیے سخت وعید جزاے شدید انکے حقمین وارد ہے انکا جرم دوسرون کی نسبت دگنا ہوتا ہے ورنہ جسکی نیت اچھی اور جسکا عمل صالح ہوتا ہے وہ اگر سارے جہانکی بادشاہی کرے یا طالب ملک ہو تو کچھہ بھی برائی ہنین خیال کیجا سکتی ہے حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا تھا رب اغفرلی وھب لی ملکا لاینبغی لاحد من بعدی۔ اور حضرت یوسف علیہ السلام نے بھی کہا تھا قال اجعلنی علی خزاین الارض انی حفیظ علیم یہ اسلئے فرمایا کہ انکو اپنی جان پر بھروسا تھا کہ یہ حالت ملکداری عہدۂ خزانچی گریہین کوئی امر باطل نکرینگے بر سا ملہ مین انصاف فرماینگے نہ کسی یگانہ کی رعایت ہوگی نہ کسی بیگانہ سے نفرت کا کا تلا ہوا انصاف ہوگا۔ قوی ضعیف برابر کہا جائیگا کوئی مستثنی نہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا جو واقعات حضرت داؤد علیہ السلام کے عہد مین حضرت سلیمان علیہ السلام کی کم عمری کی حالت مین پیش ہوئے اونمین سے دو تین واقعات ہدیہ ناظرین ہین۔

حکایت

ایک روز دو دہقانی محکمۂ داؤدی مین حاضر ہوئے ایک ایلیا صاحب کشت یا باغ دوسرا یوحنا مالک غنم سو ایلیا نے کہا اے خلیفہ یوحنا پیر اٹھ دسی رات کے وقت بکریان چراتا تھا وہ بکریان میرے کھیت مین پڑ گئین اور کھیت کھا گئین حضرت داؤد علیہ السلام نے یوحنا سے جواب پوچھا اوس نے عرض کیا درست ہے حضرت داؤد نے ارشاد کیا کہ غلے بکریون کی قیمت مشخص کرو چنانچہ وقت تشخیص بقدر

قیمت بکریون کے نقصان قرار پایا اوس پر حضرت نے حکم دیا کہ یوحنا بکریان ایلیا کو سپرد کرے یوحنا نے محکمہ سے نکل کر یہ ماجرا بیان کیا حضرت سلیمان نے فرمایا کہ اگر حکم دینا میرے اختیار مین ہوتا تو مین ایسا حکم دیتا جو دونون کے حقمین بہتر ہوتا خواہ یہ فرمایا کہ حکم ایسے مقدمہ مین خلاف اس تجویز کے مناسب تھا حضرت داؤد نے یہ بات سنکر حضرت سلیمان کو طلب کرکے ارشاد کیا کہ جو کچہہ حکم فریقین کے حقمین بہتر ہو ظاہر کیا جائے حضرت سلیمان نے کہا کہ بکریان ایلیا صاحب کشت کو دیجاوین کہ اوسکی اولاد اور اوسکے دودہ اور پشم سے بہرہ مند ہووے اور کہیت یوحنا کے سپرد کیا جائے کہ وہ خدمت کرکے حالت اصلیہ پر کر دیوے تب ایلیا اپنا کہیت یوحنا سے لے لیوے اور یوحنا اپنے بکریان لے لیوے۔ چنانچہ یہہ حکم سنکر داؤد علیہ السلام خوش اور فریقین رضامند ہوے اور داؤد علیہ السلام نے اسیطرح پر حکم صادر فرمایا۔

حکایت

دو عورتین تہین اونکے ساتہ اونکے دو بیٹے تہے بہیڑیا آیا ایک عورت کے بیٹے کو اوٹہا لیگیا تو وہ عورت اپنی ساتہی عورت سے کہنے لگی کہ تیرے بیٹے کو بہیڑیا لے گیا۔ دوسری نے کہا تیرا بیٹا لے گیا دونون حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس فیصلہ کو آئین حضرت داؤد نے بڑی عورت کو وہ لڑکا دلویا وہ دونون حضرت سلیمان ابن داؤد کے پاس آئین اور اسنے یہ حال کہا حضرت سلیمان نے کہا ایک چہری لاؤ تو مین لڑکے کو آدہا کر دون تب چہوٹی عورت نے عذر کیا

ایسا نہین یہ بیٹا بڑی عورت کا ہے اور اب مین دعویدار نہین ہون اسکو دیجیے
یہی پرورشس کریگی اور بڑی عورت چہری سے کاٹنے پر راضی تہی حضرت سلیمان نے
اس چہوٹی عورتکی شفقت سے دریافت فرمالیا کہ یہ لڑکا اسی کا ہے سو اسی کو دلوادیا۔
نکتہ جب گواہ نہون تو حاکم اپنے قراین و قیاس پر عمل کرسکتا ہے۔

حکایت

ایک روز حضرت سلیمان علیہ السّلام کی غیبت مین ایک عورت ضعیفہ حضرت داؤد علیہ السّلام کے پاس ہوا پر دادخواہ آئی اس نے کہا کہ اے خلیفہ مین عیالدار ہون تہوڑا آٹا جو کاٹ کر لئے جاتی تہی ہوا نے برباد کردیا میری اولاد فاقے سے مری جاتی ہے میرے حقمین فیصلہ حق فرمایئے حضرت داؤد علیہ السّلام نے فرمایا میرا حکم ہوا پر جاری نہین ہے مگر آٹا میرے گہر سے لیجا سو اس ضعیفہ نے آٹا لیا اور دعا دیکر اپنے گہر چلی راہ مین حضرت سلیمان علیہ السّلام ملے انہون نے پوچہا تو کہان آئی تہی نالشی یا محتاج اس نے کہا دادخواہ ہون اور اپنا ماجرا مفصل بیان کیا حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا تو خلیفہ خدا کے پاس پہر جا حاضر ہوکر دادخواہ ہو اور کہہ کہ مین محتاج نہین ہون انصاف چاہتی ہون چنانچہ وہ ضعیفہ پہر محکمہ داؤدی مین آئی اور حضرت داؤد علیہ السلام سے کہنے لگی کہ عطا سے تو بلبقاسے تو مین انصاف چاہتی ہون حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا مین ہوا پر حاکم نہین ہون اور دس گونہ آٹا عنایت کیا بوڑہیا نہایت خوش ہوکر چلی جب حضرت سلیمان علیہ السّلام سے ملاقی ہوئی تو انہون نے پہر واپس کیا تب حضرت داؤد علیہ السّلام نے کہا تجہکو کون شخص بار بار پہیرتا ہے۔ اوس نے کہا سلیمان علیہ السّلام ابن تیرے

حضرت داؤدؑ نے حضرت سلیمانؑ کو طلب کرکے پوچھا کہ مجھکو ہوا پر کیا دست رس
ہے جو اسکے حق مین حکم دون حضرت سلیمانؑ نے کہا یہ درست ہے لیکن آپکی
دعا کو اثر ہے سو آپ دعا کیجیے کیونکہ مین نہین چاہتا کہ یہ عورت تمہارے
عدل کی شکایت کرے آخرکار حضرت داؤدؑ نے دعا فرمائی اور حضرت سلیمانؑ
نے آمین کہا وفعتہً اللہ پاک پروردگار عالم نے ہوا کو بصورت انسان بھیجا ۔
تب اوس عورت نے اپنا دعوے پیش کیا ہوا نے کہا یا رسول اللہ مین نے
بحکم خدا اوسکا آٹا لیا ہے حضرت داؤدؑ نے اسکی کیفیت پوچھی ہوا نے کہا کہ
ایک کشتی دریا مین جاتی تھی اوسمین سوراخ ہوگیا اور مالک کشتی نے
دعا مانگی کہ یا الٰہی اگر اس بلا سے نجات پاؤن تو مین کل مال اپنا فقیرون کو
دے ڈالون ۔ لہذا ارشاد ہوا تو مین نے اس بوڑھیا کا آٹا لیکر سوراخ کشتی
مین بھر دیا تب وہ کشتی غرق سے محفوظ رہی اوسی وقت حضرت داؤد علیہ السلام
نے مالک کشتی کو طلب کرکے نصف مال فقیرون کو دلوایا اور نصف باقی بڈھیا
کو پھر اس ضعیفہ سے استفسار فرمایا کہ تو نے ایسا کون کام کیا ہے جس سے
خدا تعالی نے تجھکو اسقدر عوض دنیا مین دیا اوس نے کہا مجھکو معلوم نہین مگر یاد آتا ہے
کہ ایک روز کوئی فقیر میرے دروازے پر آیا اوس نے کہا کہ مین دور سے آتا ہون
اور بہت بھوکھا ہون میرے پاس ایک روٹی تھی مین نے اسکو کھلائی مگر اوس نے
کہا مین سیر نہین ہوا تب مین نے کہا اے فقیر تو ٹھہر جا تو مین تیرے لیے آٹا پیس کر
روٹی پکاؤن سو وہی آٹا لیے آتی تھی ہوا نے برباد کر دیا اسوقت حضرت جبرئیل علیہ السلام
نے کہا کہ یہ مال اسی کے عوض ملا ہے اور بروز قیامت دس حصے اور ملے گا ۔

حکایت

حضرت داؤد علیہ السلام کے عہد مین ایک قاضی تہا ایک دن ایک عورت حسینہ بدعوی
مال نقد کسی پر خریدار ہوئی قاضی اس عورت پر عاشق ہوگیا اور پیغام نکاح پیش کیا اسنے
انکار کی تب قاضی نے اس سے حرام کرنا چاہا اسنے کہا مین حرام کار نہین ہون ناچار انصاف
قاضی سے نا امید ہوکر صاحب شرط پاس نالشی ہوئی وہ بھی مفتون ہوا وہان سے
دل شکستہ ہوکر صاحب شوق کے دربار مین گئی تہی وہ بہی فریفتہ ہوگیا ناچار خلیفہ وقت
کے حاجب سے رجوع لائی اسنے بلا تامل پیغام زنا بہیجا تب وہ عفیفہ خاموش ہوکر دعوی
سے دست کش ہوئی جب ان حاکمون نے دیکھا کہ ایسی پری شیشہ مین آکر ہاتھ سے
نکلی جاتی ہے اور شیشۂ دل چور چور ہے اسکو کسی طور سے پہانسنا چاہیئے تب بزور
گواہان لبناسی حضرت داؤدؑ کے حضور مین بیان کیا کہ یہ عورت ایک کتے پاس رہتی
ہے حضرت داؤدؑ نے مطابق توریت رجم کا فرمان جاری کیا یہ خبر حضرت سلیمانؑ
کو پہونچی آنجناب نے باہر نکل کر اجرائے حکم کو ملتوی کیا اور کئی لڑکے ہم عمر بلائے
انمین سے ایک کو عورت قرار دیکر چار گواہ کیا ان چارون نے گواہی دی کہ یہ عورت
ایک کتے کے پاس رہتی ہے پہر ان چارون کو الگ الگ بٹھلایا اسطرح کہ ایک
دوسرے کی آواز نہ سنے اور ایک سے پوچھا کتے کا رنگ کیسا تھا اسنے کہا سیاہ
دوسرے سے دریافت کیا وہ بولا سرخ اسی طرح تیسرے نے کہا زرد چوتھے نے کہا
ابلق تب کہا کہ تم بڑے جھوٹے ہو تمھاری گواہی پر ایک عفیفہ صالحہ کو حد نہ مارونگا
بعد ازان اور لڑکون سے کہا کہ ان گواہون کو قتل کرو یہ خبر سنتا تھا حضرت داؤد علیہ السلام

کو پہونچی تب حضرت داؤدؑ نے اوس مقدمہ کے گواہون کو طلب کیا اور ہر ایک کو
علیحدہ علیحدہ بٹھلا کر سوال کیا اون سب نے کتے کا رنگ مختلف بیان کیا لہذا گواہون
نے سزا پائی اور عورت نے خلاصی ۔

فائدہ معالم مین محمد بن کعب قرظی سے روایت ہے کہ لشکر حضرت سلیمان علیہ السلام
سو فرسخ مین پڑتا تھا پچیس مین انسان اور پچیس مین حیوان و دواب اور پچیس مین جنات
اور پچیس مین وحوش و طیور اور تین سو منکوحہ اور سات سو کنیز آنجناب کے تصرف مین
تہین اور سب کے لیئے محل جدا جدا تھے اور سب محل شیشے کے بنے تھے اور سب محل
ایک تخت پر تھے اوس تخت کو ہوا لے پھرتی تھی اور تفسیر کشاف مین لکھا ہے کہ لشکر
حضرت سلیمان علیہ السلام دس ہزار فرسخ مین نزول فرماتا تھا اور دو فرسخ مین ریشم
کا فرش بچھایا جاتا تھا اسکے بیچ مین تخت رکھا جاتا تھا اور جملا کابر و اشراف کرسیون
پر بیٹھتے تھے اور ہوا اوسی بساط کو لے اوڑتی تھی ۔ اور معالم التنزیل مین
مقاتل ابن حیان سے روایت ہے کہ شیاطین نے حضرت سلیمانؑ کے واسطے
ایک فرش کارچوبی ریشم کا بنایا تھا دو فرسخ کا اوسکے درمیان منبر سونے کا رکھا
جاتا تھا اوسپر حضرت سلیمان علیہ السلام اجلاس فرماتے تھے اور تین ہزار کرسیان
طلائی و نقرئی بچھائی جاتی تھین طلائی پر اولاد پیغمبران علما و فضلا سے دوران
اونکے گرد جن و شیاطین و عامہ انسان اور طایفہ طیور اپنے پرون سے اوس
مجلس پر سایہ کرتے تھے تاکہ حرارت آفتاب نہ پہونچے اور ہوا اوس بساط نشاط
کو اوٹھاتی صبح سے تا شام ایکماہہ راہ اور شام سے تا صبح اسقدر سطے کرتی تھی
سعید ابن جبیر سے روایت ہے کہ چھ سو کرسیان بچھائی جاتی تھین اوسپر انسان

وجنات بیٹھتے تھے اور طیور پرون سے سایہ ڈالتے تھے تب ہوا اٹھاتی تھی۔ اور
تفسیر جواہر مین ہے کہ داہنے طرف تخت کے دو لاکھ کرسیان اکابر انس اور بائین
جانب دو لاکھ کرسیان اشراف جن کی بچھائی جاتی تھین اور یمین و یسار پیشین پیش پس
رکھی جاتے تھے اونپر علما و فضلا و اتقیا و صلحا سے انس و جن بیٹھکر وعظ کرتے تھے اور
طیور اپنے پرون سے سایہ کیے رہتے تھے اور تخت کو ہوا لیکر چلتی تھی۔ اور سواری کا یہ
انتظام ہوتا تھا کہ باوصف شدت ہوا کسی کہیت کے درخت کو حرکت نہوتی تھی اور
گرد و غبار کا نشان نہوتا اور کسی بیچارہ ضعیف جانور کو بھی ضرر و نقصان نہ پہونچتا تھا
اس شوکت و حشمت کا اشارہ سورہ نمل مین ہے۔ وقال یایہا الناس علمنا
منطق الطیر واوتینا من کل شیء ان ہذا لہو الفضل المبین۔ یعنی حضرت
سلیمانؑ نے کہا اے لوگو ہمکو سکھائی ہے بولی اوڑتے جانورون کی اور عطا کیا
ہمکو ہر چیز مین بیشک و شبہ یہی ہے بڑائی صریح یعنے جو چیزین دنیا مین درکار
ہین جنکی انسان کو ضرورت ہے سب عنایت فرمائین۔
اور تحفۃ الملوک مین لکھا ہے کہ دیوون نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے
واسطے پتھر کی دیگین تراشین تھین کہ ہر ایک مین دس اونٹ ابل جاتے تھے اور
ہر روز ہزار دیگین پکتی تھین اور لشکر کے لوگ کہاتے تھے۔ اور قصص مین لکھا ہے
کہ آتی ہزار من نمک ہر روز باورچیخانہ مین صرف ہوتا اور ہر روز لاکھ مرغ ذبح ہوتے
تھے لیکن حضرت سلیمانؑ اوسمین سے ایک لقمہ نہ کہاتے تھے بلکہ تمام روز روزہ
رکھتے اور زنبیل بنتی اور شام کے وقت اوسکو بیچتے اور دو روٹیان جو کی لیکر
گورستان مین کھل اوٹھکر جاتے اور روزہ افطار فرماتے اس حال مین بھی

کوئی سکین ملجاتا تو اسکو بھی شریک فرما لیتے تھے ۔

نکتہ۔ سب سے پہلے بادشاہ روے زمین کے حضرت آدم ابو البشر ہوے جو خدا کے خلیفہ اور دین کے سلطان تھے جب رحلت کر گئے تو اونکی اولاد دو طرح پر ہو گئی ایک دین پر قایم مقام ہوے وہ حاکم اسلام رہے دوسرے بادشاہ بنے جتنے نبی رسول آئے وہ سب سلطان دین تھے اونکی اطاعت اون لوگون پر فرض تھی جن کی طرف وہ بھیجے اوٹھائے گئے تھے پھر خواہ اوس امت نے اونکا کہنا مانا سنا یا نمانا نہ سنا ۔

جتنے بادشاہ دنیا کے ہوے اون سے دین نہ تھا بلکہ ہر خرابی دین کی اونہین کے ہاتھون سے ہوئی ان دونون طرح کے ملوک حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر تا خاتم رسل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوتے رہے جب اللہ پاک نے نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیجا تو انکو دین و دنیا دونون کا حاکم گردانا اور دونون حالتون کا مالک بنایا ۔ اور شریعت اور ادب سیاست بھی ان دونون وظایف کے ساتھ جیسا قیام سردار عالم نے فرمایا سارے جہان مین کسی نے نہین کیا اور نہ کوئی کر سکیگا ۔

یا صاحب الجمال و یا سید البشر	من وجہک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقہ	بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

جو فضائل اور کمالات سردار عالم صلعم کو بادشاہ علی الاطلاق نے جمیع مخلوقات ارضی اور سماوی سے برسالت و خاتمیت منتخب فرمایا اور اپنی خاص عنایتون سے مخصوص کیا اور جملہ صفات کمال اس ذات بابرکات مین فراہم کئے اور کمالات اونکا ایک نکتہ

بنا دیا تاکہ حاضر و غائب کو اطلاع ہو جاسے کہ یہ پیغمبر محبوب اور مخصوص حضرت معبود ہی اگرچہ اور پیغمبران اولوالعزم کو فضائل و کرامات عطا کئے تھے مگر جدا جدا اب انکو ایک ذات مین جمع کرکے جمیع صفات کر دیا تو فضیلت اجتماع کی انفراد ہر جنس سے بخوبی ظاہر ہے کہان ہزار مکانون مین ہزار چراغ اور کہان ایک مکان مین ہزار چراغ۔ چنانچہ اسی موقع پر ایک تضمین مندرجہ تصحیح الاذکیا فی احوال الانبیا ہدیہ ناظرین ہے۔

تضمین

تجہے اللہ نے بخشی ہین کمالات نبی	صفوت آدم کی ملی معرفت شیث علی	نوح کا شکر ملا خلت ابراہیمی	صوت داؤد و خطابت بھی ملی صالح کی
	حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	
صبر ایوب تھے ہارون کا تحمل پایا	مثل اسحاق رضا عصمت شعیب تجھے	حکمت لوط عبادت ہوئی یونس کی عطا	مثل یعقوب بشارت ملی زکریا کی
	حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	
تجھ مین اوصاف پسندیدہ ہین بحد و بیان	سب ہین یکجا متفرق تھے جو اور نبیون مین	جنبش تیغ یوشع کا جہاد و رفتار الیاس	کیا فقط یہ ہی کہ ہو بادشہ جن و انس
	حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	
کیا کہون تونے جو پائین عطائے جبرئیل	سخن و قدرت موسی لقب اسمٰعیل	قرب ایسا کہ پہونچ سکتے نہین اسرافیل	الغرض کہو نہین کیا کیا ترے رب نے دیا
	حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	
بیگمان ہے وہ بیت و جمیع خوبی اپنے تئین	اصطفا و رضا جو صفتین ہین تجھکو بیت	خاص ہین تجھ سے کوئی شریک انکا نہین	بہر تجھ اور نبیون کو صفتون مین شرکت ہے
	حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	
جامعیت کی ملی تجھکو جو بیچ و جگر	پھر سند ختم رسالت کی بفرمان قدر	مل گئی مہر نبوت سے مسجل ہوکر	لیکے قدسی کہے اب آ دو نون جہان کے شہ
	حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	
ویری کا جو پرستان مین شہر پہونچا	شکلے پریون کہو ہوئی آپسے الفت پیدا	عشق مین سامنے آیا جو خیالی نقشا	دیکھکر کہو نگین جل علی صلی علی

	حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	
جسم میں تجھ میں جان اور منا کسی میں نہ ہوئے	مشترک صفت تجھ سے چند بڑی ورد شنے	نہیں تشبیہ حقیقت میں کسی سے تجھ کو	پر کہا کرتی ہیں جو سمجھا سمجھ سکے لوگ
	حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	
کیون کس سے کہ میں تیری جو نسبت کیا ہے	صرف اپنی ہی تحصیل سعادت کی ہے	قل و دل ایک سخن یا قناعت کی ہے	فقط اس بیت کی تضمین کی طرح ڈالی ہے
	حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	

او آنحضرت کے بعد جو آپکی راہ پر چلا ہے اوسکو خلیفہ رسول کہتے ہین چنانچہ بعد وفات سردار عالم و عالمیان کے جب حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے بیعت کی گئی تو آنجناب کو خلیفہ رسول خدا صلعم کہتے ہین۔

فضیلت آنجناب یہ ہے کہ فرمایا سردار عالم نے کہ آفتاب نے طلوع و غروب نہین کیا بعد انبیا و مرسلین کے کسی پر جو بہتر ہو ابوبکر سے۔

اور جابر ابن عبد اللہ سے روایت ہے کہ مین ایک دن در دولت رسول مقبول پر با جماعہ مہاجرین و انصار حاضر تھا اور باہم تذکرہ بزرگی و فضیلت کر رہے تھے آنحضرت صلعم تشریف لائے اور فرمایا کس شغل مین ہو مین نے عرض کیا کہ فضایل لوگون کے بیان کرتے ہین فرمایا کہ اگرچہ مذکور ہے تو خبردار ابوبکر پر کسی کو تفضیل نہ دیجیو اسلئے کہ وہ تم سب سے افضل ہے دنیا و آخرت مین اور بڑی فضیلت جناب صدیق اکبر کو یہ ہے کہ اللہ تعالی نے جسطرح مقام دلجوئی و خاطرداری پیغمبر خدا مین فرمایا ہے ولسوف یعطیک ربک فترضی اسی طرح صدیق اکبر کے حق مین کیا ولسوف یرضی۔ یعنے یقین کہ راضی ہوگا صدیق اکبر خدا سے اور بھی اللہ جل ذکرہ نے حضرت صدیق کو اتقی فرمایا ہے وسیجنبہا الاتقی الذی یوتی مالہ یتزکی اور دوسری جگہہ فرمایا ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقیکم پس مقتضا

مجموع آیتون سے ثابت ہے کہ حضرت ابوبکر اکرم الناس ہون عند اللہ اور یہی معنی افضلیت کے ہین ٭

آپ بڑے مالدار تھے چنانچہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ کسی مسلمان کا مال میرے حق مین نافع تر مال ابی بکر سے نہین ہوا آنحضرت صلی اللہ وسلم مال ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بے محابا و بلا تامل و تردد خرچ فرماتے تھے جیسا اپنا مال اور مال ابی بکر مین اور اپنے مال مین کچھ امتیاز اور فرق نہ رکھتے تھے ٭

آپ کے ایام خلافت مین یمامہ مین مسلمہ کذاب پیمبری کا دعویدار ہوا تھا وہ سزا یاب ہوا اور قتل کیا گیا۔ اسود بن عیسی نبوت کا جھوٹا دعویدار فیروز دیلمی کے ہاتھ سے مارا گیا اور طلیحہ بن خویلد جو جھوٹا پیمبر بنا تھا اپنی سزا کو پہونچا۔ اور سجاح نام ایک عورت جو نبوت کی دعویدار ہوئی تھی تائب ہو کر مسلمان ہوئی۔ اور عرب کی بہت سی قومین جو سردار عالم سلطان الانبیا کے وفات کے بعد مرتد ہو گئی تھین دوبارہ بزور شمشیر مسلمان کی گئین۔

اور زمانہ خلافت انجناب مین حضرت عمر فاروق رضہ قاضی اور حضرت عثمان بن عفان رضہ اور زید بن ثابت کاتب اور عتاب بن اسد عامل مکہ معظمہ اور عثمان بن ابی العاص حاکم طائف اور مہاجر بن ابی امیہ والی صنعا اور زیاد بن ولید مالک حضرموت اور بحرین مین جیر اور سواد عراق مین مثنی بن حارثہ اور ہشام بن ابوعبیدہ جسراح و سرچیل اور زید بن ابی سفیان مگر یہ تینون صاحب خالد بن ولید کے تحت حکومت تھے کیونکہ وقت وفات حضرت صدیق اکبر رضہ خالد محاصرۂ دمشق مین مصروف تھے۔

انھون دو برس تین مہینے مسند آرائے خلافت رہے آخر بائیسوین جمادی الثانی ۱۳ ہجری مین

وفات پائی سرور عالم آنحضرت صلعم کے روضہ منورہ مین مدفون ہوئے۔ سنہ ۱۳ھ
اور آپکے بعد امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ کے عہد خلافت مہد مین
اسلام نے رونق پائی دین کی ترقی ظہور مین آئی فوج اسلام جدہر جاتی فتح نصرت استقبال
کو آتی چنانچہ چار ہزار چھتیس شہر باتوابع و لواحق فتح ہوئے از انجملہ دمشق و حمص و بعلبک
سنہ ۱۵ ہجری مین بصلح فتح ہوئے اور بصری و ایلہ و انطاکیہ و کوفہ و اہواز و موصل
و طوس و تستر و مصر و آذربائیجان و نہاوند و دینور و ہمدان و جرجان و حلب
و اصفہان و روم و شام وغیرہ دار السلطنت فتح ہوئے اور نو کروڑ کافر مشرف
باسلام ہوئے چار ہزار کنیسہ منہدم ہوئے اور چالیس ہزار مسجدین بنا ہوئین ایک
ہزار نو سو منبر خطبہ کے لیئے رکھے گئے عبادت حق کا سامان ہوا بیت المال کے لیئے
انتظام فرمایا اور سنہ ہجری قرار داد ہوا۔ بہت بڑے ہوشیار دلاور پرزور بہادر
و صاحب رعب سخی عادل تھے آپ کی عدالت کا چرچا دور دور مشہور و معروف ہے
عدالت کا دُرہ ایجاد فرمایا اسلام کا انصاف ظالم سے لیا آپ کے اخلاق حمیدہ
و اوصاف پسندیدہ کے بیان سے کتابین بہری ہوئی ہین۔ اتقا یہانتک تہا کہ
یہ اپنے دست خود سے کہانا کہاتے تہے بیت المال کا روپیہ اپنے تصرف مین نہ لاتے
تہے فقیرانہ گودڑی پیوند کی ہوئی وہ بہی اپنے ہاتہ کی سی ہوئی پہنتے اپنے ذاتی
کام کے انجام کے لیئے کسیکو تکلیف نہ دیتے شجاعت و جوانمردی کا یہہ حال تہا
کہ اگر شیر دلیر روبرو آتا روباہ بن جاتا۔

عادت شریف جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ یہہ تہی کہ آپ تمام دن دادرسی
اور فریادرسی مظلومون اور حاجت براری ہر حاجتمند کی فرماتے تہے اور شب

کام بالی ملکی آپ اپنے ذات خاص سے انجام کو پہونچاتے اور جب رات ہوتی تو
بذات خود تمام شہر کی گلی کوچون مین گشت فرمایا کرتے تھے کہ کسی کا دروازہ غفلتاً
کھلا نہ رہگیا ہو اور کسی کا جانور کہیں سے گم نہو جاسے اور کوئی چوکیدار غافل
نہوا سکے سوا اور ہزارون کام پاک پروردگار عالم کی مخلوق کو آرام پہنچانیکے
لیئے گشت فرماتے تھے چنانچہ ایک روز اہالیان مدینہ منورہ نے عرض کیا کہ یا
امیرالمومنین آپکے بعد پھر اسطرح کون حفاظت مخلوق آلہی مین جانکاہی کریگا
آپ اور سیکڑون ہزارون سے یہ کام کیون نہین لیتے کہ آپکو آرام اور
سیکڑا رون کو ہدایت و مخلوق کو راحت ہو آپ نے فرمایا کہ روز حساب مجھسے
بازپرس ہوگی یا اور کسی سے کیونکہ حاکم حقیقی کے آگے دُودھ پانی سے اور پانی
دُودھ سے جدا ہوگا اور میرے مقابلہ میں امام خلافت کا سب معاملہ پیش ہوگا یہان
تک کہ ایک گائی کسی بڑھیا کی فریاد کریگی کہ یہ بڑھیا زور سے دُودھ دوہتی اور
مجھکو ایذا دیتی تھی باوجودیکہ دُودھ آسانی سے بھی نکل سکتا تھا اس پر مجھسے
بازپرس ہوگی کہ تو اس قدر غافل کیون تھا۔

اثنا جناب فاروق اعظم کو یہ خبر پہونچی کہ بعض عامل کا طرز عمل رعایا کے نسبت
اچھا نہین اسپر آپ نے انکو طلب فرمایا جب وہ حاضر ہوچکے تو آپ نے بعد
حمد و ثنا کے ارشاد فرمایا کہ اے رعیت ہمارا حق تم پر یہ ہے کہ پیٹھ پیچھے خیرخواہی
کرو اور اچھی بات پر مددگار رہو اور اے عاملو رعیت کا تم پر حق ہے پس
جان لو کہ کتنی نرمی امام کی اور اسکا حلم اللہ پاک پروردگار عالم کو پسند ہے
ویسا کوئی علم محبوب اور عام نہین اسی طرح کوئی چیز اللہ پاک کے نزدیک امام کے

ظلم وجہل سے بڑی ہیں اور یہہ بھی جان رکھو کہ جو شخص اپنے ساتھ والوں
کو عافیت سے رکھتا ہے اسکو غایب لوگون کی طرف سے بھی عافیت اور
آسایش پہونچتی ہے +

اور جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ابوموسی اشعری رضہ کے نام پر نامہ
لکھا کہ بڑا نیک بخت وہ عملدار ہے جسکے طرز عمل سے رعیت نیک کردار ہو
اور بڑا بدبخت وہ عملدار ہے جسکے طرز عمل سے رعایا ناہنجار ہو خبردار ہرگز فراخ روی
نہ کرنا کہ تمہارے عمال بھی ایسا ہی کرینگے اور اُس وقت تمہاری مثال اُس
چوپاے کی ہوگی جو گہاس دیکھکر بہت سی کہا جاے تاکہ فربہی زیادہ ہو اور
وہی فربہی اوسکے ہلاکت کا سبب ہوجاے +

اور فرمایا جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کہ افسوس ہے زمین کے حاکم
پر آسمان کے حاکم سے اُس دن جب پیدا سے دیکھیگا مگر یہ کہ داد دہی ہوگی
اور حق ادا کیا ہوگا اور طمع کی خواہش کے موافق حکم نہ کیا ہوا اور رشتہ قرابتدارون
کی حمایت نکی ہو اور کسی ڈر یا اور کسی طرح کی لالچ سے حکم نہ بدلا ہو اور اللہ پاک
کی کتاب کو مدنظر رکھکر اوسکے موافق حکم کیا ہو +

چنانچہ فرمایا رسول پاک پروردگار عالم نے کہ قیامت کے دن حاکمون کی جب
احکم الحاکمین کے سامنے پیشی ہوگی ارشاد ہوگا کہ تم میرے بکریون کے
چروا ہے اور میری زمین کے خزانہ دار تھے پس میرے حکم کے سوا تم نے
کیون کسی کو زیادہ سزا دی وہ عرض کرینگے کہ اے خداوند عالم اس غصہ
کے سبب کہ اونہون نے تیرے حکم کے خلاف عمل کیا۔ بارگاہ رب العزت سے

لٹکایا جائیگا کہ کیا تیرا غصہ میرے غصے سے بھی زیادہ تھا پھر دوسرے حاکمون سے سوال ہوگا کہ تم نے میرے حکم سے کیون کم سزا دی وہ عرض کرینگے یا الٰہ العالمین ہم نے انپر رحم کیا ارشاد ہوگا کہ کیا تم مجھسے بھی زیادہ رحیم ہو بعدہ جس نے زیادتی کی تھی اور جس نے کمی کی تھی ان دونون کو پکڑینگے اور دوزخ کے کونون کو ان سے بھرینگے اور جس جس نے حکم مین ظلم کیا ہوگا یا فیصلہ مین رشوت لی ہوگی یا ایک فریق کی بات کان لگا کر سنی ہوگی وہ سب کے سب ستر برس تک دوزخ ہی مین رہینگے اور پھر اپنے ٹھکانے پر پہنچین گے ۔

غرضکہ نیک نیتی وعمل صالح کے ہمراہ کوئی امر برا نہین ہوسکتا ہے ورنہ ہر اچھا کام کلمہ حق مین ظالم فاسق کے برا ہوجاتا ہے جس سے ثابت ہے کہ وہ اپنی خواہش نفس کے موافق کیا کرتا ہے ۔

چنانچہ جناب فاروق اعظم رضہ شام مین تشریف فرما ہوئے تو حضرت امیر معاویہ رضہ کو دیکھا کہ وہ لباس شاہانہ پہنے ہوئے تھے آپ نے برا مانکر فرمایا کیا یہ چال کسریٰ کی ہے امیر معاویہ رضہ نے کہا کہ مین سرحد دشمن خدا و عدو رسول اللہ پر رہتا ہون مجھکو اسکی حاجت ہے کہ زینت حرب وضرب وشوکت اسلام انپر ظاہر کرون اور رواب ورعب ڈالون حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سکوت فرمایا تخطیہ نفرمایا اسلیے کہ امیر معاویہ رضہ نے مقصد صالح کا پتا منجملہ مصالح حق وشافع دین کر دیا تھا چونکہ صحابہ رسول خدا صلعم ہمیشہ التباس باطل راہ رسم شاہانہ سے ہزار ہا کوس بھاگتے تھے خلفاے اربعہ کا تو کچھ ذکر ہی نہین ہے کہ یہ سب افاضل امت نہایت خلق تھے انکی تنگی ترشی غریبانہ چال ڈھال پر قایم رہے احوال دنیا و اعمال ملوک سے کچھ بھی واسطہ نہ رکھا یہانتک کہ جب عصبیت عرب کی دین پر جمع ہوگئی اللہ پاک نے اپنے وعدہ کو پورا فرمایا ملک فارس وعرب بلاد روم وغیرہ ہاتھ پر اسلام کے فتح ہوگئی تب بھی یہ حضرات اوسی خشونت وعیش پر باقی رہے ۔

الغرض ہر نیک و بد کا نتیجہ نیت و عمل صالح پر موقوف ہے چنانچہ رسول خدا صلعم نے فرمایا
کہ اللہ تمہاری صورت اور مال کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دل و اعمال کو دیکھتا ہے ۔

اور تم سب راعی ہو اپنی رعیت سے پوچھے جاؤ گے امام لوگوں پر راعی ہے اور عورت
شوہر کے گھر میں اور باپ بیٹے کے مال میں راعی ہیں ان سب سے انکی رعیت کے
باب میں سوال ہوگا اہل اسلام نے اجماع کیا اس امر پر کہ وصی یتیم ناظر وقف وکیل مال
پر واجب ہے کہ تصرف اصلح کرے ۔

چنانچہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ کوئی راعی نہیں جسکو اللہ پاک نے رعیت پر دی ہو
اور وہ خائن و غاش ہو جس دن کہ مرے مگر حرام فرماتا ہے پروردگار عالم اوس
پر بو جنت ۔ رواہ مسلم ۔

المختصر واقعہ شہادت جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اسطرح واقع ہوا کہ آپ کے عہد
خلافت میں مغیرہ ابن شعبہ عامل کوفہ نے لکھا کہ ایک غلام نہایت ہوشیار
کار حدادی و نقاشی وغیرہ سے واقف کار یہاں ہے اگر ارشاد ہو تو مدینہ منورہ میں
بھیجا جاوے تاکہ مسلمانوں کو منفعت حاصل ہو آنجناب نے اجازت دی کہ وہ مدینہ میں
آیا اور رہنے لگا ایک روز حضرت پاس حاضر ہو کر عرض کیا کہ چار درہم خراج کے مجھ
سے لئے جاتے ہیں وہ مجھپر گران ہیں کچھ کم کر دینا چاہئے حضرت نے فرمایا کہ تو کئی
پیشوں سے واقف ہے اس لحاظ سے یہ خراج کچھ گران نہیں ہے وہ مردود مجوسی
علیہ اللعنۃ ناراض ہو کر چلا گیا اور بعد چند سے اوس مردود نے ایک خنجر دو زبان خرید
کیا اور اسکو زہر آلود کر کے گھات میں لگا تاکہ امیر المومنین کو شہید کر ڈالے اور امیر المومنین
کی یہ عادت شریف تھی کہ صبح کاذب کے وقت مسجد میں تشریف لاتے تھے اور نماز لوگوں

لگانے کے نخعے چنانچہ بروز چہارشنبہ بست وہفتم ماہ ذی الحجہ سال ہجری مین بوقت صبح مسجد
مین تشریف لائے اور لوگون کو نماز کیلئے بیدار فرمایا جب سب لوگ وضو وطہارت
وغیرہ سے فارغ ہوئے تو حضرت عمرؓ امامت پر قایم ہوئے اور قبل احرام نماز تسویہ
صفوف تاکید فرمائی اوسی حالمین ابو لوء لو مجوسی غلام مغیرہ ابن شعبہ نے دو خنجر کار
ایک کتف پر دوسرا خاصرہ پر کہ امیر المومنین گر پڑے اوسی وقت تیرہ شخص اور بھی
مجروح ہوئے کہ اونمین چھ مر گئے آخرکار ایک مرد جرار عراقی نے اپنی چادر اس مجوسی
پر ڈالدی اور گرفتار کر لیا اس نے ایک خنجر اپنے پیٹ مین مار لیا اور خودکشی کرلی اور
حضرت امیر المومنین کو اٹھاکر گھر لے گئے اسوقت آفتاب قریب نکلنے کے تہا اور نماز
فجر کسی نے نہ پڑہی تہی آخرکار عبدالرحمن ابن عوف نے نماز پڑہائی اور جب حضرت
عمرؓ گھر مین تشریف لیگئے تو کسی شخص نے دودہ پلایا کہ وہ دودہ زخمون کی راہ سے
نکل گیا اور آخروقت اسی دن خلعت شہادت جانب حق سے پہنائی گئی اور غرہ محرم
سال بست وچہارم ہجری مین بروز شنبہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس برابر
دوش مبارک حضرت صدیق اکبر مدینہ منورہ مین دفن ہوئے عمر شریف آنجناب
بروایت صحیح ترسٹھ برس کی ہوئی —

	سال نقلش خرد بحسرت خواند		واے صد واے عدل مکیں ماند ۲۴ھ	

اور بعض کہتے ہین عمر چھپا سٹھ اور بعض اسٹھ اور بعض ساٹھ بہی بیان کرتے ہین اندر
وقت شہادت آنجناب کے حاکم مکہ معظمہ مین عبداللہ خزاعی اور طایف مین نافع
بن عبداللہ اور بصری مین ابو موسی اشعری اور کوفہ مین مغیرہ بن شعبہ اور مصر مین
عمرو بن عاص۔ اور حمص مین عمرو بن سعد اور دمشق مین معاویہ بن ابی سفیان

اور یمن مین علی بن امیہ اور بحرین مین عثمان بن ابی العاص وغیرہ اور داروغہ بیت المال
زید بن ارقم اور منشی آنجناب کے دو شخص تھے عبد الرحمن بن خلف خزاعی اور زید
بن ثابت رضی اللہ عنہما تھے اور پانسو انتالیس حدیثین حضرت عمر سے مروی ہین مناقب
آپ کے بکثرت ہین اور احادیث مین بہت ہین از انجملہ وحی آسمانی سولہ یا بیس یا
اکیس جگہ مطابق راے حضرت عمر کے نازل ہوئی ہے چنانچہ ابن عساکر نے حضرت
علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت علی نے ان فی القرآن
لرایًا من رای عمر یعنے ہر آیتہ قرآن مین راے عمر سے اور بخاری ومسلم مین حضرت
حضرت عمر سے روایت ہے کہ فرمایا مین نے موافقت کی اپنے پروردگار سے
تین باتون مین ایک یہ کہ مین نے کہا یا رسول اللہ اگر مقام ابراہیم علیہ السلام
کو مصلی گردانین تو بہتر ہو اسوقت کریمہ واتخذوا من مقام ابراہیم مصلی
نازل ہوئی دوسرے مین کہا یا رسول اللہ فاجر ومتقی سب ازواج مطہرات کے
حضور مین چلے آتے ہین اگر انکو حکم حجاب فرمایا جاوے تو بہتر ہے اسوقت کریمہ
واذا سالتموہن متاعاً فاسئلوہن من وراء حجاب نازل ہوئی چنانچہ احمد وبزار
وطبرانی نے عبد اللہ ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ
نے ازواج مطہرات سے پردہ کو فرمایا زینب رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے عمر ہمپر
وحی نازل ہوتی ہے تم ہمپر حکم کرتے ہو اسی عرصہ مین یہ آیتہ نازل ہوئی —
تیسرے ایک مرتبہ ازواج مطہرات جمع ہوئی تہین اور باہم رشک وغیرت کی گفتگو
کرتی تہین اور آنحضرت کو ملال تہا سو مین نے کہا یا رسول اللہ اگر آپ انکو طلاق دینگے
تو اللہ آپکو انسے بہتر عطا کرے گا اسوقت کریمہ عسی ربہ ان طلقکن ان یبدلہ ازواجا خیرا

امکن الآیتہ نازل ہوئی اور طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے
کہ بارگاہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض منافقون کے واسطے استغفار
مین الحاح بہت کیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا سواء علیہم یعنی برابر ہے انکے واسطے استغفار
اور عدم استغفار یا رسول اللہ تب یہ آیت نازل ہوئی سواء علیہم استغفرت لہم ام لم
تستغفر لہم - اور ابن ابی حاتم نے عبد الرحمن ابن ابی لیلی سے روایت کی ہے انہون
نے ایک شخص یہودی عمر رضی اللہ سے ملا اوسنے کہا وہ جبرئیل جو تمہارے پیغمبر
پر وحی لاتا ہے ہمارا دشمن ہے حضرت عمر نے کہا من کان عدوا للہ وملائکتہ ورسلہ
وجبریل ومیکال فان اللہ عدو للکافرین - بعد اسکے یہی آیت نازل ہوئی موافق
قول حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے اور ابن عساکر نے جابر اور عروہ رضی اللہ عنہما سے روایت
کی ہے کہ جب آیت ثلۃ من الاولین وقلیل من الآخرین نازل ہوئی تو حضرت عمر ابن
خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور لامع النور مین آکر روئے اور عرض کیا
نبی اللہ ہم ایمان لائے آپکا اور تصدیق کیا تمہارے فرمانیکو اور ہم لوگون سے جو کہ نجات
پاوینگے وہ قلیل ہین پس نازل ہوئی ثلۃ من الاولین وثلۃ من الآخرین آنحضرت صلعم
نے فرمایا اے ابن خطاب ہر آیۃ نازل ہوئی آیت اوس باب مین جس مین تجھکو تردد
تھا اور اللہ پاک نے ثلۃ من الاولین وثلۃ من الآخرین فرمادیا حضرت عمر نے کہا
رضینا من ربنا وتصدیق نبینا پس فرمایا رسول اللہ صلعم نے آدم علیہ السلام سے مجھہ تک
ایک ثلۃ اور مجھہ سے قیامت تک اسی طرح اور آیات ہین جنکا ذکر مفسرون نے اپنی
تفسیرون مین بہ تفصیل بیان فرمایا ہے - اور احمد وترمذی وحاکم نے عقبہ ابن عامر
اور طبرانی نے عصمت ابن مالک سے روایت کی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے لوکان

بعد مین نبی ہوتا تو عمر ابن الخطاب ہوتا اور حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے روایت
کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے عمر سراج اہل الجنۃ فی الجنۃ یعنی عمر چراغ اہل جنت
کا ہوگا بہشت مین بعض علما اس حدیث کے معنی مین فرماتے ہین کہ مراد یہ ہے کہ
وہ چالیس شخص جنکی تمامی حضرت عمرؓ کے اسلام لانے سے ہوئے وہ سب بہشتی ہین اور
عمر رضی اللہ عنہ انکے چراغ ہین اسواسطے کہ اسلام اونکا اسلام عمرؓ سے قوی ہوا کہ
اسی وقت سے انہون نے اظہار اسلام کیا اور پوشیدہ تھے ظاہر ہوئے جس طرح
راہ رو روشنی چراغ مین چلتا ہے۔ اور بخاری و مسلم مین ابو سعید خدری سے روایت
ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جس حالت مین مین سوتا تہا دیکہا مین نے لوگون کو
کہ میرے سامنے کئے گئے اور اوپر کرتے ہین انمین سے بعض کا کرتہ تو چہاتی تک پہنچتا
اور بعض کا اسکے نیچے اور عمر خطاب میرے سامنے کیا گیا اور اسپر کرتہ تہا کہ وہ اسکو
زمین مین گہسیٹتا جاتا تہا اصحاب نے عرض کیا اسکی تعبیر کیا ہے فرمایا دین۔
فائدہ۔ دین سے یہ مناسبت ہے کہ جسطرح کرتہ بدن کو چہپاتا ہے اور سردی
گرمی سے بچاتا ہے ویساہی دین بہی روح و دل کو محفوظ و مصئون رکہتا ہے کہ
کفر و گناہ سے بچاتا ہے اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دین
سب سے زیادہ کامل تھا۔ اور بخاری مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت
صلعم نے فرمایا جس حالت مین کہ مین سوتا تہا سو مین نے آپکو ایک کنوین پر دیکہا
اسپر ایک ڈول پڑا ہے سو مین نے اس ڈول سے پانی کہینچا جتنا خدا نے چاہا پہر
اوسکو ابن ابی قحافہ یعنے صدیق اکبرؓ نے لیا انہون نے ایک ڈول نکالا انکے کہینچنے
مین کچہہ سستی و آہستگی تہی خدا اسکو معاف کریگا پہر ڈول پُر ہوگیا عمر ابن خطاب

لیا سوبین سنے تو اونٹیون سے ایسا عجیب غریب بڑا زور آور اور کسی کو نہین دیکہا جو
عمر سو کی طرح پانی کہینچتا ہو یہان تک اسنے کثرت سے پانی نکالا کہ لوگون نے اپنے
اونٹون کو آسودہ کرکے انکی نشست گاہ مین بٹہلایا سو ڈول کہینچنے سے دین کی سرداری
مراد ہے کہ بعد حضرت نبی آخر الزمان سلطان دوجہان کے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ
عنہ کو ہوگی کہ وہ ایک ڈول آہستگی سے نکالینگے یعنے آپکی خلافت تہوڑے دن رہیگی
اسلام خوب نہین پہیلیگا چنانچہ کل دو برس آنجناب خلیفہ رہے اس مدت مین مسلمہ
کذاب وغیرہ اہل ارتداد سے مشغول رہا انکو بدریغ تہ صمصام خون آشام کرکے عرب کا
اسلام مضبوط فرمایا اور کسی قدر ملک شام فتح کیا تہا کہ وفات پائی اور جب انکے بعد
عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسند آرائے خلافت رسالت پناہی ہوئے دس برس تک
کام کیا اس مدت خلافت مہد مین شرقاً وغرباً اسلام تمام عالم مین پہیلا اور بیشمار
خزانے اہل اسلام مین تقسیم ہوئے اور روئے زمین عدل وانصاف سے بہر گئی
لوگ غنی اور مالدار ہو گئے۔

چنانچہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا متروکہ بعد انکی وفات کے پچاس ہزار دینار ہزار
گہوڑے اور ہزار لونڈیان تہین۔

اور آمدنی حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی علاقہ عراق سے ایک ہزار دینار اور ناحیہ سراۃ
کی اس سے بہی زیادہ ہوتی تہی ۔

اور حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی رباط مین ہزار گہوڑے اور اسی
قدر اونٹ سے تہے دس ہزار بکریان تہین جب انتقال ہوا چوراسی ہزار کی آمدنی
چہوڑ گئے ۔

اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اتنا سونا چاندی چھوڑکر رحلت فرمائی
کہ کدالیوں سے توڑا جاتا تھا مال ومتاع وزمین اسکے سوا تھی اُسکی آمدنی
ایک لاکھ دینار تھی ۔
اور حضرت یعلی منیہ رضی اللہ عنہ نے پچاس ہزار دینار اور بہت سی زمین
چھوڑے جسکی قیمت تین لاکھ درہم تھی ۔
اور حضرت زبیر نے بصرہ مین پھر مصر و کوفہ اسکندریہ مین محل بنایا۔ اور حضرت طلحہ نے
کوفہ مین ایک محل بنا فرمایا جسپر گچکاری کی اور مدینہ منورہ مین ایک الگ محل عمدہ بنوایا
اور حضرت سعد بن ابی وقاص کا محل عقیق مین تھا خوب ہی بلند اور بڑے صحن کا
بنا کیا ہوا تھا اُس پر کنگورے لگائے گئے تھے اور حضرت مقداد نے مدینہ
طیبہ مین گھر بنا فرمایا اوس پر گچ کیگئی تھی ۔
اگرچہ آمدنی اور جائداد وپیداوار ایس قدر تھی مگر مضبوطی دین مین اوس قدر
تھی یہہ سب اموال حلال طیب تھے غنیمت وفئی سے ہاتھہ لگے تھے انکا تصرف
اس مال مین بطریق اسراف نہ تھا میانہ روی کرتے تھے راہ خدا مین خرچ
کیا کرتے کفار پر اپنی شوکت ظاہر فرماتے اپنا دبدبہ رعب بٹھاتے اسلام کی قوت
ورونق جتاتے اس لئے کچھہ قدح اُنپر نہین ہے ۔

حکایت

ایک صوفی بہت بڑے مالدار دولتمند تھے کسی نے اون کو لکھا کہ مالداری

خلاف طریقہ درویشی ہے مال سانپ ہے اسکی صحبت اچھی نہین اونہون سے جواب
مین لکھا کہ صحبت مار کسی را زیان کند کہ افسون مار نداند۔ یعنی مال اگر سانپ کا حکم رکھتا
ہے تو ہم کو اوسکا منتر بہی آتا ہے۔

	چیست دنیا از خدا غافل بودن	رومی للہ	نے قماش و نقرہ و فرزند و زن است	

غرضکہ اچھا مال وہی ہے جو اچھے کام مین صرف ہو اور عمدہ قوت وہی ہے جو عبادت
مین خرچ ہوتی ہے اور اچھی بات وہی ہوسکتی ہے جسکے سننے سے کسی کا دل
خوش ہو اور اچھا کام وہی ہوتا ہے جس سے دین کا فائدہ منظور ہوتا ہے۔

	اچھی دولت اچھی قوت ہے وہی بات اچھی ہے وہی جس بات سے		راہ حق پر صرف جو للہ ہو سب کا اطمینان خاطر خواہ ہو	

التحفہ بعد شہادت حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے امیر المومنین حضرت عثمان
ابن عفان رضی اللہ تعالی عنہ سے بیعت کیگئی۔ آپ بڑے مالدار ذی وقار کم گو
کم زبان باحیا شرمناک بے غضب سخی متقی کلام آلہی کو آپ ہی نے جمع فرمایا آیات
قرآن شریف کو باہم انتظام دیا آنجناب کے ایام خلافت مہد مین بہی شہر ہمدان
و بلاد طبرستان و جرجان و مملکت ایران اسلام کے قبض و تصرف مین آئے
اور آنجناب کے تمام ملکون مین عمال اسقدر تھے۔
عبداللہ حضرمی مکہ معظمہ مین۔ قاسم بن ربیعہ طایف مین۔ یعلی بن امیہ یمن مین۔
عبداللہ عامر بصرہ مین ابوموسی اشعری کوفہ مین معاویہ بن ابوسفیان دمشق مین
عبداللہ بن خالد حمص مین۔ علقمہ بن الحکم فلسطین مین۔ اشعث بن قیس ملک
رے مین۔ احنف ممالک خراسان مین۔ اور زید بن ثابت قاضی مدینہ طیبہ۔ اور

ابو ہریرہ قاضی مکہ معظمہ - اور ابو درداء قاضی شام رضوان اللہ تعالی عنہم - اور مروان
کاتب - صاحب شرط عبداللہ بن سعد بھی تھے رضی اللہ عنہ -

اور قصہ شہادت آنجناب یون واقع ہوا کہ مروان ابن الحکم کے سپرد مہر آنجناب کی
تھی اور وہ نہایت تسلط ہو گیا تھا اور مہاجرین و انصار رضوان اللہ علیہم اسکی شرارت
و بدچلنی سے ناراض رہتے تھے اور اس اثنا مین چند کس مصری عبداللہ ابن سعد حاکم
مصر کے ظلم سے دار الخلافت مدینہ منورہ مین آئے تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ
اسکو ایک نامہ متضمن نصائح و مواعظ لکھہ بھیجا جسکی تعمیل نکی اور سات سو آدمی اہل
مصر کے مستغیث آئے اور بوسیلہ حضرت علی المرتضی و ام المومنین عایشہ صدیقہ
رضی اللہ عنہا احوال اپنا تفصیلی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے عرض کیا تب حضرت
عثمان رض نے حکم عزل عبداللہ صادر فرمایا اور ارشاد کیا کہ تم لوگ جس شخص پر راضی ہو
وہ حاکم مقرر کیا جائے سب نے محمد ابن ابی بکر کو پسند کیا اور حضرت عثمان رض نے
فرمان امارت و حکومت انکے نام لکھدیا اور چند اصحاب مہاجرین و انصار سے بھی انکی
ہمراہ فرماکے مصر کو روانہ کیا تیسرے دن ایک غلام حبشی اونٹ پر سوار ان لوگون
کو ملا اور اسکے جلد چلنے سے ایسا مفہوم ہوتا تھا کہ طلب کیا ہوا جاتا ہے یا کسیکو بلانے
جاتا ہے اس خیال سے محمد ابن ابی بکر کے ہمراہیون نے پوچھا تو کون ہے اور کہان
جاتا ہے اس نے کہا کہ مین امیر المومنین کا غلام ہون اور حاکم مصر پاس جاتا ہون
پھر پوچھا آیا کوئی فرمان ہے اس نے انکار کیا تب بگرفتاری اوسکی جامہ تلاشی لیگئی تو
مطہرہ مین ایک خط نکلا جسمین لکھا ہوا تھا کہ جب محمد ابن ابی بکر اور فلان فلان آدمی
مصر مین پہونچین تو کوئی حیلہ کرکے انکو قتل کرنا اور فرمان خلافت کو باطل جاننا اور

تو اپنے کام پر بحال رہنا اور عنوان نامہ پر لکھا تھا من عثمان الی عبد اللہ ابی الشرح
چنانچہ اس مضمون کے دیکھتے ہی محمد ابن ابی بکر مع اپنے رفیقون کے دار الخلافت
مدینہ منورہ لوٹے اور سبکو جمع کرکے حال بیان کیا تب حضرت علی المرتضیٰ وغیرہ اکابر
اصحاب رسول اللہ نے امیر المومنین حضرت عثمان رض سے استفسار فرمایا تو وہ کہے کہ
غلام و شتر بلاشبہ میرا ہے لیکن یہہ خط مین نے ہرگز نہین لکھا اور نہ میری اطلاع سے
لکھا گیا اور نہ غلام کو مصر کیطرف بھیجا سبکو تحقیق ہوا کہ یہہ شرارت مروان کی ہے
اور اسی کا یہہ خط لکھا ہوا ہے لہذا اہل مصر نے مروان کو طلب کیا تاکہ قتل کرین
چونکہ ہنوز کوئی امر موجب قصاص بحکم شرع مروان کے نسبت ثبوت کو نہ پہونچا تھا
امیر المومنین نے تامل فرمایا مصریون نے باعانت و امداد بعض اہل قبایل بنی زہرہ
اور بنی مخزوم و بنی غفار دولت خانہ خلافت مآب کو گھیر لیا یہان تک
کہ چالیس شبانہ روز پانی بند کر دیا اور اسقدر فرصت نہ دی کہ مسجد مین نماز ادا کرین
چنانچہ ایک روز بلوائیون کے مقابل ہو کر آنجناب نے فرمایا کہ مین تمکو خدا و اسلام
کی قسم دیتا ہون اور پوچھتا ہون کہ تم جانتے ہو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
مدینہ مین تشریف فرما ہوئے تو سوا بیر رومہ کے آب شیرین کہین نہ تھا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی بیر رومہ کو مول لیکر وقف کرے تو اسکو
بہشت مین کنوان ملیگا سو مین نے اسکو لا کہہ درہم مین خرید کرکے وقف کر دیا
اور آج تم لوگ مجھے اسکے پانی سے روکتے ہو بلوائیون نے کہا یہہ درست ہے
پھر فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ جب مسجد نبوی کثرت اہل اسلام سے تنگی کرنے لگی تو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی فلان خانہ خرید کرکے اسمین ملادے تو

واسکو اس سے بہتر وار جنت مین ملے سو مین نے اُس گھر کو دس ہزار درہم مین
خرید کرکے مسجد مین داخل کیا اور تم مجھکو اس مسجد مین نماز پڑھنے کو روکتے ہو بولے
ہم راست و درست ہے پھر فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ حضرت رسول خدا صلعم و ابوبکر و عمر
اور مین رضی اللہ عنہم کوہ ثبیر یعنے پہاڑ مکہ معظمہ پر تھے دفعتہ پہاڑ نے خوشی سے حرکت
کی اور بعض پتھر اسکے گر سے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قدم مبارک دھمک کر
فرمایا اسکن ثبیر فانما علیک نبی وصدیق وشہیدان یعنے ٹھہر جا کو ثبیر کہ تجھ پر پیغمبر
اور صدیق و دو شہید ہین بلوائیون نے کہا درست ہے تب حضرت عثمان رضی اللہ
عنہ نے فرمایا اللہ اکبر ان لوگون نے میری شہادت پر گواہی دی اور تین بار
اسی کلام کو باواز بلند فرماکر اپنے مقام پر تشریف لاسے اخبار الدول مین ہے
کہ ابو امامہ باہلی کہتے ہین کہ جب عثمان رضی اللہ عنہ محاصرے مین ہوسے تو مین
بھی گھر کے اندر رہتا سو مین نے سنا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قسم
ہے کہ مین قتل ہون مگر مین نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ حلال
نہین ہوتا خون کسی مسلمان کا مگر تین سبب سے اول ارتداد دوم زنا
بعد الاحصان سوم قتل نفس ناحق ولیکن ان اسباب ثلاثہ سے کوئی سبب
مجھمین پایا نہین جاتا ہے پھر کیونکر مارینگے الغرض جب آنجناب کو پیاس کی شدت
ہوئی تو آپ چھت پر برآمد ہو کر پوچھا کہ کیا علی المرتضیٰ ع ہین بلوائیون نے کہا نہین پھر
فرمایا سعد بن ابی وقاص ع ہین کہا نہین ناچار آپ ساکت ہوسے یہ خبر جناب ولایت
مآب کو ہوگئی آنجناب نے ایک مشکیزہ پر دا تین مشکین سو پچے آب شیرین لطیف سے
بھرا کر بھیجے بلوائیون نے امیرالمومنین تک پہونچنے نہین دیا اور جب حضرت

امیر المومنین یعسوب المسلمین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کو اطلاع ہوئی کہ حضرت
عثمان کا محاصرہ بلوائیوں نے کر لیا ہے اور بلوائیوں کا ارادہ شہید کرنیکا ہے تو آنجناب نے حضرت حسنین
جگر گوشگان رسول الثقلین صلواۃ اللہ علیہم کو مع قنبر مولی کے اور طلحہ یعنی محمد و زبیر یعنی
عبداللہ وغیرہ اصحاب نے اپنے اپنے بیٹوں کو دروازے حضرت عثمان رضی اللہ
پر بھیجا اور تاکید شدید کردی کہ بلوائی اندرون دولت خانہ خلافت مآب نہ گھسنے
پائیں۔ اور مغیرہ بن شعبہ نے حضرت امیر المومنین عثمان سے کہا یا امیر المومنین تم امام وقت اور خلیفہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم تین امر سے ایک اختیار کر دیا تو اپنے گھر سے باہر نکل کر مقابلہ کرو
کہ ہم بھی شریک ہیں خواہ دروازہ دوسری طرف کا توڑ کر مکہ معظمہ کو چلے جاؤ یا جانب
شام معاویہ کے پاس تشریف لیجاؤ۔ امیر المومنین نے سخن اول کا جواب یہ دیا
کہ میں نہیں چاہتا ہوں کہ اول خون ریز مسلمانان امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا میں ہوں اور سخن دوم کا یہ جواب دیا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے سنا ہے فرماتے ہوئے کہ عدول کریگا ایک شخص مکہ معظمہ میں نصف عذاب
عالم کا اسپر ہوگا سو میں نہیں چاہتا ہوں کہ وہ شخص میں ہوں اور تیسری بات
کا یہ جواب ارشاد فرمایا کہ میں نہیں چاہتا ہوں کہ دار ہجرت و مجاورت رسول خدا
ترک کرکے شام کیطرف جاؤں۔ المختصر حضرت حسین وغیرہ بہادروں نے
بلوائیوں کو در آمد خانہ سے باز رکھا تو بلوائیوں نے تیر اندازی شروع کی کہ
روئے مبارک حضرت سبط اکبر یعنی امام حسن علیہ السلام خون آلودہ ہوگیا اور مروان
گھر کے اندر مجروح ہوا اور محمد ابن ابی طلحہ بھی زخمی ہوئے اور قنبر مولا نے
شیر خدا نے بھی سر پر چوٹ اٹھائی لیکن دخول خانہ جناب خلافت مآب سے

باز رکہا لیکن بلوائیون مین سے براہ چالاکی دوسرے جانب سے ایک پڑوسی
انصار کے گہر مین ہوکر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حویلی مین کود پڑے
آنجناب وسوقت کلام اللہ پڑہتے تھے جب آیتہ کریمہ فسیکفیکہم اللہ پر پہونچے
تو اوباشون نے شہید کیا اوسوقت سبب تنہائی آنجناب کا یہہ تہا کہ جو لوگ آپ
کے مملوک وغیرہ تھے وہ سب پشت پر تھے انکو خبر نہوئی اور حضرت عثمان رضی اللہ
عنہ کی بی بی نے ہرچند شور وغل کیا چونکہ حویلی بہت بڑی تھی اور دار الخلافت
مین ایک شور و ہنگامہ اور مقابلہ ہو رہا تہا کسی نے آواز انکی نہ سنی آخر کار چہت
پر چڑہین اور شہادت آنجناب سے آگاہ کیا تو لوگ دروازے سے اندر آئے
اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بہی اطلاع ہوئی وہ بہی معہ طلحہ اور زبیر و سعد ابی وقاص
وغیرہ اصحاب تشریف لائے اور ترجیع کرکے ایک طمانچہ حضرت امام حسنؑ کے منہہ
پر کہا حضرت امام حسینؑ کے چہاتی پر مارا اور محمد بن طلحہ و عبد اللہ ابن زبیر کو سخت
سست فرماکر ارشاد کیا کہ یہ لوگ باوجود تم ہونے ہوئے پہر کیونکر گہر مین داخل
ہوئے پہر اسی حالت مین مکان پر تشریف لائے لوگون نے یورش کی اور
کہا کہ ہم تمہسے بیعت کرتے ہین اپنا ہاتہ بڑہاؤ فرمایا مین شرم کرتا ہون کہ بیعت
کرون قاتلان عثمان رضا سے اور حیا آتی ہے اللہ سے کہ مین بیعت کرون اور
حضرت عثمان دفن نہین ہوئے ناچار سب چلے گئے اور پہر آئے تو فرمایا جسپر
اہل بدر اتفاق کرینگے وہ سریر آرائے خلافت ہوگا چنانچہ اول برضا و رغبت
اہل بدر نے بیعت کی بعد ازان اور لوگون نے اور مروان شریر مع اپنے
بیٹے کے راہ فرار لی اور آنجناب زوجہ عثمان رضی اللہ عنہ پاس تشریف لائے

اور پوچھا کسنے عثمان رض کو شہید کیا اسنے عرض کیا کہ میں نہیں جانتی ہون مگر مجھے اتنا
معلوم ہے کہ محمد بن ابی بکر اور دو شخص جنکو میں نہیں جانتی ہون گھر میں اسکے
پھر محمد کو طلب فرمایا اور اظہار زوجہ عثمان رض کا بیان کیا محمد نے کہا وہ سچ کہتے ہیں
واللہ میں دار حضرت عثمان رض میں گیا تھا مگر جب عثمان رض نے میرے باپ کا ذکر کیا تو مین
نے توبہ کی واللہ مین نے نہیں مارا جسکی تصدیق زوجہ عثمان رض نے بھی کی اور
دو شخص سودان بن حمران اور قتیرہ تھے انہیں نے شہید کیا اور غلامان حضرت
عثمان نے انکو مارا اور بعض اہل سیر کہتے ہیں کہ بادین عباس و سودان ابن
حمران اور بعضی عمرو بن الحمق و عمیر بن صابی اور بعض کہتے ہیں کہ وہ دونون مصری تھے
جن کے قتل کا اشارہ مروان نے کیا تھا اور بعضی اسود یمنی کو بیان کرتے ہیں
اور کرمانی مین لکہا ہے کہ تاریخ ہجدہم ذیحجہ بعد العصر روز جمعہ سال سے پنج ہجری کو
آنجناب نے جام شہادت نوش فرمایا اور بلوائیون نے اثاث البیت لوٹ لیا
لاشۂ مبارک پڑا رہا آخر شب شنبہ کو جب اوباش لوگ سو رہے تو زبیر ابن العوام
اور حکیم بن حزام اور مسور بن مخرمہ اور جبیر بن مطعم و ابو جہم بن حذیفہ اصحاب بدری اور
نیار بن مکرم اور عمرو بن عثمان نے خون آلود کپڑون مین بعد نماز جنازہ دفن کیا مدت
خلافت بارہ برس کی مقدار تہی اور عمر آنجناب کی بیاسی برس کی اور نقش خاتم آپ کا
لتصبرن اولتندمن تہا اور بعض نے سنہ شہادت (۳۶) لکہا ہے۔
مسعودی نے لکہا ہے کہ جسوقت آنجناب شہید ہوئے ڈیڑہ لاکہہ دینار اور ایک
کروڑ درہم آپ کے خزانہ دار پاس موجود تھا زمین وغیرہ جو وادی قری حنین
وغیرہ کے طرف تھی اسکی آمدنی سالانہ ایک لاکہہ اشرفی ہوتی تہی اور اونٹ

کہ جو ہوئے نیک کنتی سے کہے

حضرت عثمان خلیفہ بر حق | از جہان شد بجنت اعظم
سال تاریخ آن سراپا عدل | ای نکو رفت عادل از عالم ۳۶

اور بعد شہادت آنجناب کے یعسوب المسلمین امام الاشجعین امیر المومنین جناب ولایت مآب حضرت علی ابن طالب رضی اللہ عنہ خلیفہ چہارم مسند آرا ے خلافت ہوئے مناقب مرتضوی کے بیان سے زبان قلم قاصر اور ادراک اسکے دریافت سے عاجز آنجناب باتفاق اہل کشف اور کرامت اور باجماع اہل فنا و بقا سردار اولیا ہیں حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے لیکر تا ختم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مبارک تک حاصل ہونا منصب ولایت کبری کا منحصر بفیض اقدس روح پاک علی المرتضی کے رہتا چلا آیا ہے اور تا ظہور حضرت امام مہدی علیہ السلام اسی طرح رہیگا الغرض مناقب بقول ائمہ حدیث ولایت مآب کے بکثرت ہیں از انجملہ متواترات یہ ہے کہ سلطان الانبیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی منی و انا منہ یعنی علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں شاید مراد یہ ہے کہ علی کا کمال مجھ سے ہے اور میرا کمال علی کے سبب سے عالم میں ظاہر ہوگا اور باقی رہیگا اور میری اولاد اسی سے چلے گی پھر فرمایا اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ یعنی جو اوسنے محبت رکھتے ہو اوس سے محبت رکھنا اور جو اون سے عداوت رکھے تو اوس سے عداوت رکھنا اور من کنت مولاہ فعلی مولاہ یعنی میری اور علی کی موالات ایک ہی ہے جسکو اوسنے موالات نہیں ہے اسکو مجھ سے بھی نہیں ہے پس جسطرح بدون موالات مصطفوی ولایت الہیہ کا حاصل

ہونا محال ہے اسی طرح بدون ولا سے مرتضوی بھی وہ ولایت نہین حاصل ہو سکتی از انجملہ
فرمایا کہ علی سے محبت رکھنا ایمان کی علامت ہے اور بغض رکھنا علامت نفاق ہے
اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ جو چیزین مین نے اپنے لیے خدا سے مانگی وہ علی مرتضی
کے واسطے مانگی اور مسجد مین بحالت جنابت کسی کو آنا درست نہین مگر مجھکو اور علی
مرتضی کو یعنی طہارت حقیقیہ روحانی اتنی غالب تھی کہ نجاست حکمیہ بدنیہ کے احکام
مغلوب ہو گئے تھے اور فرمایا سرور عالم صلعم نے انا مدینۃ العلم و علی بابہا یعنی
میرا تقرب باطنی بلا تقرب علی مرتضی کے کسی کو حاصل نہوگا - اور علی میری امت
کا کھینچ لانے والا ہے جنت مین اور امام المتقین و سید المومنین ہے اور علم میرا
جسکے پیچھے قیامت کو آدم و اولاد آدم ہوگی علی المرتضی کے ہاتھ مین ہوگا - از انجملہ
یہ کہ امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ دعا مانگا کرتے تھے کہ الہی ایسا
نہو کہ کوئی مشکل آپڑے اور علی ابن ابی طالب میرے پاس نہون چنانچہ حضرت علی
مرتضی رضی اللہ عنہ کا لقب مشکل کشا حضرت عمر رضی اللہ کے کلام سے نکلا ہے
جسکا ظہور آج تک چلا آتا ہے اور اسد اللہ یعنی راہ حق مین کسی سے نہین ڈرتے اور
انسے سب ڈرتے ہین چنانچہ شجاعت و بہادری آپ کی غزوہ خیبر اور جنگ خندق
اور احد مین دیکھنی چاہیئے کہ جناب شیر خدا نے وہ شجاعت اور مردانگی خدا داد دکھلائی
اور ایسی شمشیر زنی کی کہ جمعیت اعدا درہم برہم ہوگئی سب کافرون کے دانت کھٹے
ہوگئے اسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر کہا کہ یا رسول اللہ یہ زور و قوت
کا کمال درجہ ہے کہ علی مرتضی نے دکھلایا چنانچہ جناب سلطان دوجہان آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ انا منی وانا منہ جبرئیل علیہ السلام نے کہا انا منکما اور [illegible]

مین مولانا اصیل الدین محدث شافعی لکھتے ہین کہ اسوقت لاریب ہاتف سے آواز آتی
تھی لافتی الاعلی لاسیف الاذوالفقار۔

اور باوجود اسکے کہ آپکے ایام خلافت مین آنجناب کا حق خلافت ایک تیس ہزار
درہم سالیانہ سے کہین زیادہ ہی تھا ولیکن آنجناب وہی اپنی حالت فقر و غربا و تہی حال
وبال تنگی ترشی پر باقی رہے احوال دنیا اعمال ملوک سے ایک ذرہ بھی تعلق اور
واسطہ نہ رکھا چنانچہ ایک روز آنجناب نے اثنا خطبہ مین ارشاد فرمایا کہ اے لوگو جان لو
کہ تم کو مرنا ہے اور بعد مرگ پھر اٹھنا ہے اور اپنے اعمال پر قدرت پاکر انکی جزا کو پہنچنا۔
پس دنیا کی زندگی پر نہ بھولو اور ان باتون کو نہ بھولو۔ دنیا ایک مصیبت کا گھر ہے
فنا ہوتا اسکا معروف ہے اور دھوکا دینے مین موصوف اسکی ہر ایک چیز کا انجام
زوال پذیر ہے اور اسکا کسی کے پاس ہمیشہ رہنا محال نہ اسکے حالات تبدیل سے
مامون ہین نہ اسکے باشندے آفات سے مصئون جب آدمی کو اس مین راحت
و سرور پہنچتا ہے یکایک مصیبت آدباتی ہے اسکے احوال مختلف باہمدگر ہین اور
مراتب متغیر۔ نہ اسکے عیش کو قیام ہے نہ راحت کو دوام باشندے دنیا کے
ہدف ہین جنکو اپنے تیرون کا نشان بناتی ہے اور موت سب کی خاک اڑاتی ہے
مرگ ہر ایک کے سر پر قایم ہے اور اسکا چکھنا سب کو لازم ہے۔ اے اللہ
کے بندو آج دنیا مین تمہارا ایسا حال ہے جیسا تم سے اگلے لوگون کا تھا جو تم
سے عمرین زیادہ اور قوت مین قوی اور آبادی مین اکثر اور مکانات مین بلند تھے مگر
دنیا کے طول انقلاب سے اب انکی آواز نہین نکلتی انکے جسم سڑ گئے اور شہر
اولٹ گئے اور مکانات گر گئے یا تو وہ مکانات عالیشان اور تکیے گاہ و فرش

فروش تھا یا آب پتھر انٹین خاک گوشۂ لحد ہے جگہہ اُن قبرون کی ایک دوسرے کے
قریب ہے اور انکے رہنے والے اجنبی اور غریب ہین موحش عمارت والون اور
مشاغل اہل محلہ مین جا پڑے ہین کہ نہ انکو آبادی سے موانست ہے نہ بھائی
بندون وہمسایون کیطرح آپسمین میل جول اور رغبت ہر چند مکان قریب ہین مگر
میل کے صورت نہین اسلیئے کہ انکو کہنگی نے پیس ڈالا اور پتھر و مٹی نے انکا کچومر
نکالدیا زندگی کے بعد اسیر پنجۂ موت ہوئے اور اجسام نازنین راحت و آسودگی
کے پیچھے فگار ہوئے۔ خاک مین اپنے یارون مین جا ملے اور ایسے گئے کہ پھر
کبھی نہ پھرے پھر انکا کیا ذکر ہے جس صورت مین کہ اللہ پاک خود فرماتا ہے
کلا انہا کلمۃ ہو قائلہا ومن ورائہم برزخ الی یوم یبعثون تا جزیہ بدلہ دلا
برائی والون کو انکی کئے کا اور بدلہ دے بھلائی والون کو بھلائی۔ اب تم بھی
قطعاً جان لو کہ جیسا ان کا حال ہوا وہی تمہارا ہوگا وہی خاک مین گلنا اوسی
خوابگاہ مین سونا اور اسی ٹھکانے رہنا۔ علاوہ ازین تم پر کیسے بنے گی جب
یہ باتین تمہارے پیش نظر ہون گے کہ قبرون مین سے نکالے جاؤگے جبکی
باتین تحقیق کی جائینگی شہنشاہ علی الاطلاق کے سامنے روبکاری ہوگی اور
گذشتہ گناہون کے خوف سے کلیجے پھٹے جاتے ہونگے اور دل تھراتے
اور پردے فاش ہون گے عیوب اور پوشیدہ باتون کو سامنے کیا جائے گا
ہر عمل اجری و ہر کردہ جزائے وارد کا مضمون درپیش ہوگا۔ چنانچہ پاک پروردگار
عالم فرماتا ہے لیجزی الذین اساؤا بما عملوا و یجزی الذین احسنوا بالحسنیٰ
اور دوسری جگہہ ارشاد رب العالمین ہے ووضع الکتاب فتری المجرمین مشفقین

مما فيه ويقولون ما وَيلنا مالِ هذا الكتاب لا يغادر صغيرة ولا كبيرة الا احصٰها وَوجدوا ما عملوا حاضرا ۔ اور کہلا جائیگا کاغذ پھر تو دیکھیے گنہگار ڈرتے ہین اسکے بیچ لکھے سے اور کہتے ہین اسے خرابی کیا ہی یہ لکھا نہ چھوڑی چھوٹی بات نہ بڑی بات جو اسمین نہین گھیر لے اور پاینگے جو کیا ہے سامنے لکھے ۔ الحمد مناقب و مناصب اور عجائب و غرائب و کثرت علم و ورع اور زہد و تقوی اور وفور شجاعت و سخاوت آنجناب کا اشہر اور اظہر من الشمس ہے طاقت بیان نہین ہے آپ اول خلیفہ ہاشمی ہین ۔

اور قصہ شہادت آنجناب کا یون واقع ہوا کہ عبدالرحمن مردود کہ در حقیقت عبدالشیطان تھا ایک عورت مسماۃ قطام خارجیہ کو شیر پر جو کہ حسن صورت و خبث سیرت مین فتنہ روزگار تھی عاشق ہوا اور باپ اور بھائی اسکے جنگ نہروان مین بدست جناب ولایت مآب کے ہاتھ سے مارے گئے تھے اسکو یہ داغ تھا جب یہ ملعون بدبخت اسپر شیفتہ و فریفتہ ہوا اور پیغام سلام وصال کا ہونے لگا اسنے کہا کہ تو ایک فرمایش میری بجا لاتا ہے تو چشمۂ وصال سے سیراب ہوگا وہ فرمایش یہ ہے کہ حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ کو قتل کر یہ لعین اس امر خطیر پر مستعد ہوگیا اور اس قطامہ نے اپنے ابن عم وردان نامی خارجی کو بھی ابن ملجم کا رفیق کیا اور ابن ملجم نے ایک اور اپنے ہم مذہب شبیب ابن بجرہ اشجعی کو ہمداستان کیا اور باہم مشورہ کرنے لگے شبیب نے کہا کسکا مقدور ہے اور کون ایسا دل و جگر رکھتا ہے جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر ہاتھ ڈالے انکی ہیبت و جلال سے شجاعان عرب کانپتے ہین ۔ ابن ملجم نے کہا وہ تم سیکھون کی

طرح رہا کرتے ہین اور اندہیرے مین تنہا مسجد مین آیا کرتے ہین اور آپکے حضور مین دروازہ
دربان چوکی پہرہ نگہبان کچہہ بہی نہین رہتا ہے الغرض ابن ملجم نے ایک تلوار ہزار درہم
کو مول لی اور اسکو زہر آلود کروائی ایک شخص نے پوچہا یہ کسواسطے اس نے فرط
غیظ مین کہہ ڈالا کہ اس سے مارنا منظور ہے کہ اس شخص کا جسکی داستان عرب و
عجم مین مشہور ہے لوگ سمجہہ گئے چنانچہ بعضون نے جناب ولایت مآب کے
حضور مین خبر پہونچائی آپ نے خود بہی مژدہ وصال کے شوق مین پوچہہ بہیجا کہ
تو نے تلوار کیون زہر آلود کرائی ہے اشعث کہلا بہیجا کہ اپنے اور آپکے دشمن کو
مارنے پہر آنجناب نے کچہہ تعرض نہ فرمایا یہ ماجرا رمضان شریف مین ہوا اور جناب
مرتضوی اس رمضان مین ایک روز حضرت امام حسن علیہ السلام کے دولتخانہ مین
روزہ افطار فرماتے اور ایک دن حضرت امام حسین علیہ السلام کے یہان اور
ایک روز عبداللہ ابن جعفر طیار کے پاس اور تین چار لقمون سے زیادہ تناول
نہ کرتے اور ہر وقت یہ ظاہر ہوتا تہا کہ آنجناب آمادہ سفر ہین اور تاریخ شہادت کی
آپکو انتظار رہے اور ابن ملجم کوفے مین جب آیا تو کبہی کبہی جناب امیر علیہ السلام کے
حضور مین باریاب ہوکر بیت المال سے کچہہ مانگ بہی لیجاتا تہا اور آنجناب بعض اوقات
فرماتے تھے کہ جسکو جناب سلطان الانبیا رسول خدا نے اس امت کا اشقی الناس
فرمایا ہے وہ یہی ابن ملجم ہے چنانچہ ایک دن آپ کے حضور سے کچہہ مانگ لیجاتا
اسوقت آپ نے فرمایا کہ واللہ میرا قاتل یہی ہے اسپر جان نثارون نے عرض کیا کہ
اگر حکم ہو تو ہم مار ڈالین آپ نے فرمایا کہ قبل از وقوع جرم سزا دینی نہین پہونچتی اور
بعض اوقات شوق شہادت سے فرماتے کہ کون چیز مانع ہے میری ڈاڑہی کے

خون سے رنگنے والیکو کہ وہ آتا نہین اور لگا ہے کمال تمنا سے فرماتے کہ وہ دن
کون ہوگا کہ بدبخت ترین اس اُمت کا اپنا کام تمام کرے یہ اشارہ اُسطرف ہے
جو کہ مسند امام محمد وغیرہ کتب معتبرہ حدیث مین وارد ہے اور مسند امام احمد اور مستدرک
حاکم مین عمار ابن یاسر سے مروی ہے اور ابو یعلی و طبرانی نے عثمان ابن صہیب سے
اور خود جناب امیر سے اور جابر ابن سمرہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے کہ جناب
رسالتمآب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کئی بار فرمایا کہ اگلی امتون مین سے بڑا بدبخت سرخ
رنگ قد آور ابن سالف تھا جسنے ناقہ صالح علیہ السلام کو پہلے پے کیا کونچے اُسکے
کاٹ ڈالے اور اس اُمت مین بڑا بدبخت وہ شخص ہے جو محاسن علی مرتضیٰ کو
خون سے آلودہ کرے گا چونکہ حضرت ولایتمآب کو اپنی شہادت پر حسب ارشاد
رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم یقین واثق تھا لہذا شب نوزدہم رمضان شریف
آنجناب باربار اُٹھ اُٹھ آسمان کو دیکھتے اور فرماتے تھے کہ واللہ مین نے جھوٹ
نہین کہا اور نہ مجھسے کہنے والے نے جھوٹ کہا ہے یہ وہی رات ہے جس کا
مجھسے وعدہ ہے حضرت امام حسن علیہ السلام فرماتے ہین کہ اس رات کو جناب
ولایتمآب فرماتے تھے کہ آج کی رات مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو
دیکھا کہ میرے منتظر ہین اور ترجمہ صواعق مین ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے
فرمایا حسن علیہ السلام سے کہ آجکی رات مین آنحضرت صلعم کو خواب مین دیکھا اور جو
کچھ اُمت سے مجھے پہونچا تھا بیان کیا آنحضرت نے فرمایا اُنکے حق مین دعا کر اللہم
ابدلنی بہم خیرا لی منہم وابدلہم لی شرا لہم یعنے بار خدایا بدل دے اُنکے بہتر مجھکو
اور بدل دے اُنپر ایسا شخص جو مجھسے بدتر ہو اُنکی نسبت اور جب صبح صادق

پاکا ذب نمودار ہوئی تو جناب سلطان الولایت گہر سے باہر تشریف لانے لگے
وہان بطلین تہین وہ خلاف معمول چلانے لگین آنجناب نے فرمایا کہ میرے فراق
مین چلاتی ہین اسپر بعض نے کہا شاہ ولایت گوہر دریاے نبوت آفتاب برج رسالت حامل
عہدہ شہادت الصلواۃ فرماتے ہوے لوگون کو نماز کے واسطے جگاتے ہوئے
برآمد ہوے شبیب ملعون گہات مین لگ رہا تہا آپ پر ہاتہہ چلایا مگر تلوار ستون
پر پڑی ٹوٹ گئی اور وہ بہاگ کر گہر پہونچا ایک مرد بنی امیہ نے اسکو تہ تیغ کیا اُسی
ستون کے آڑ مین ابن ملجم خارجی مردود لعنۃ اللہ علیہ کہڑا تہا اُسنے تلوار چلائی کہ سر
مبارک پر اس مقام پر لگی جس جگہہ عمرو ابن عبدود کے ہاتہہ کا زخم تہا جناب شیر خدا نے
بفور ارشاد کیا فزت برب الکعبۃ یعنی مین بخدا اپنی مراد کو پہونچا۔ اور بعض روایات مین
ہے کہ عین نماز مین اُسنے تلوار ماری بالجملہ آنجناب کو مجروح اوٹہا لاے اور مسجد
کے لوگون نے کہ آواز تکبیر سے جاگ اوٹہے تہے ابن ملجم کو گرفتار کر لیا اور بعد تجہیز
وتکفین جناب امیر علیہ السلام اسکے ہاتہہ پیر کاٹ کے جلادیا لعنۃ اللہ علیہ وعلی من
یشعر کذا فی اخبار الدول۔ اور آنجناب جب مجروح گہر مین جلوہ فرما ہوے تو حضرت
حسنین علیہم السلام کو بلا کر فرمایا کہ تقوے الٰہی پر مضبوط رہنا اور دنیا کی طرف متوجہ
نہونا اور دنیا کے نقصان سے آزردہ خاطر نہونا اور یتیمون پر شفقت کرنا اور حق
بات مین کسی کا خوف نکرنا اور محمد ابن حنیفہ کی نسبت بہی فرمایا کہ تمہی یہ نصیحت یاد رکہنا اور ان
دونون بہائیون کی تعظیم وتوقیر کرنا یہ پیغمبر کے نواسے ہین پہر آپ مصروف تہلیل
وتسبیح ہوے اگرچہ زخم کاری نہ تہا مگر زہر نے اثر کیا آخر اکیسوین رمضان کو
شب یکشنبہ اس عالم ناپایدار سے نہضت فرماے حظیرۃ القدس ہوئے ❊

اور علامہ سیوطی نے لکھا ہے کہ تین چار خارجیون نے مکہ معظمہ مین عہد و پیمان باہم
کیا تھا عبد الرحمن ابن ملجم نے کہا کہ مین حضرت سیدنا علی ابن طالب رضی اللہ عنہ کو اور
بکر خواہ برک ابن عبد اللہ تیمی نے کہا مین معاویہ ابن ابی سفیان کو اور عمرو ابن
بکر تیمی نے عہد کیا کہ مین عمرو ابن عاص کو قتل کرونگا چنانچہ برک نے تلوار معاویہ کو
ماری ورک مین لگی اور عرق نکاح کٹ گئی کہ پھر اولاد نہوئی اور عمرو ابن بکر تیمی نے
عمرو ابن عاص کے مارنیکو مسجد مین آیا لیکن عمرو بن عاص کے رات کو درد پیٹ
مین رہا کہ وہ نماز صبح کو نہ آیا ایک مرد تیمیم نے نماز پڑھائی عمرو ابن بکر نے اسی کو
مار ڈالا اور ابن ملجم نے جناب ولایت مآب کو شہید کیا کذا فی اخبار الدول۔
غرضکہ حکومت اہل اسلام کی پورپ سے پچھم تک پہونچگئی۔ باوصف اسکے کہ
مسلمانون کی بے سامانی اور انکا فقر اور ایسہ بڑا طرفہ یہہ تہا کہ صلاح جنگ بھی
کثرت نہ تھی اور انکی عدم واقفیت قواعد حرب و ضوابط جہانگیری سے اور انکی
قلت کہ صرف عرب ہی کے گانوون کے مقابلہ مین لاکھون کروڑون حصہ تھے
اسکے علاوہ مخالفون کی کثرت اور اونکی دولت اور اہل روم و ایران کی جاہ
و حشمت و علم و حکمت و قواعد حرب و ضرب و جہانگیری کی مہارت کے سوا اوس
بغض و عداوت کو دہیان کرنا چاہیئے جو علمائے مذہب کے تعرض سے پیدا ہوتا
ہے کہ ایک رذیل بھی جان دینے اور گھربار لٹا دینے کو موجود ہوجاتا ہے چہ جا
کہ ملوک اور شجعان اب دیکھنا چاہیئے کہ باوصف ان باتون کے اسطرحکی حکومت
اسلام کس دہوم دہام سے عرصۂ ظہور مین آئی کہ تیس تینتیس برس کے اندر عرض
مین دس بارہ درجہ سے کہین تینتالیس چوالیس درجہ تک جیسے باب المندب سے

بلاد یونان اور حدود ملک اندلس تک اور کہین پچاس درجہ تک جیسے ترکستان کی
حدود شمالی تک اور طول مین لصف النہار لندن سے تیس درجہ غربی لیکر کہین
ستر درجہ تک جیسے حدود شرقیہ فارس تک اور کہین بیاسی درجہ تک جیسے حدود
شرقیہ ترکستان تک جو زمانہ اقتدار خلفاے راشدین مین اسطرح آگیا کہ اگلی حکومتونکا
نام و نشان بھی باقی نرہا اور باوجود لااکراہ فی الدین کے عموماً توحید کا مذہب پہیل
گیا پہر بلحاظ کرو اسبابت کو کہ ملک فارس اور اندلس بلکہ جزایر خالدات سے کہ ربع
مسکون کی حد غربی بہی ہے تا جزایر شرقیہ چین کہ یہ ربع مسکون کی حد شرقی ہے
طولاً اور بسواحل جنوبیہ افریقہ اور جزایر جنوبیہ ہندوستان سے لیکر کہین پینتالیس
اور کہین پچاس اور کہین چھپن ساٹھ درجے تک بلکہ بعض جگہہ چھیاسٹھ تک جیسے
دیار بلغار تک عرض شمالی مین کتنے بڑے صوبون کے موافق وہ ملک جو خوب
آباد ہے باقی رہا ہوگا جہان ہزار گیارہ سو برس کے اندر تک مسلمانون کی حکومت
نہین ہوئی ہو اور ایسے نہین جیسطرح نادرشاہ کی بلکہ کمتر کوئی مقام ہوگا جہان
مسلمانون نے سو برس سے کم حکومت کی ہوگی گو کہ کہین شعائر اسلامیہ جاری
کئے ہون اور کہین صرف جزیہ پر اکتفا کی ہو چنانکہ اکثر ولایت فرنگ مین اور یہ
باتین تو تواریخ نصاری اور جغرافیہ سے بہی بخوبی ثابت ہو سکتی ہین اور اسی کا
اشارہ کلام مجید مین ہے ۔

ہو الذی ارسل رسولہ بالہدیٰ و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ ولو کرہ
المشرکون ۔ یعنی خداوند عالم نے اپنے پیغمبر کو راہ راست اور سچے دین کیساتھ
بھیجا تاکہ اوپر کرو سے سچے دین کو سب ادیان پر اگرچہ مشرکون کو ناگوار ہووے

پہر تو یہ ظاہر ہے کہ از روی برہان عقلی لا الہ الا اللہ کا مضمون سچا ٹہیرا ہے اسطرح نہ ثنویت کا عقیدہ ہے نہ تثلیث کا اور نہ شگن اور پاششنی کا بلکہ یہ تینون عقیدے بدلایل عقلیہ باطل ٹہرتے ہین خیال کر لیا جاے کہ سیکڑون ہزارون ہی برس سے ثنویت زردشتیونکے پاس اور شگن و پاششنہ ہندؤن اور جینیون مین اور تثلیث عیسائیون مین ضروریات التزامیہ مین داخل ہے پر لا الہ الا اللہ کا مضمون بہ وفور ادراک نوع انسانی سے اتبک کسی کے عہد مین دنیا مین مشرق سے مغرب تک اس کیفیت و کمیت سے نہین پہیلا جیسا کہ دین محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام مین پہیلا اور اگر کہین پہیلا ہو تو کوئی بتلا سکتا ہے۔

الحاصل پہلے اسلام مین خلافت تہی بدون ملک کے پہر ملک رہگیا بدون خلافت کے اور ابتداے معاویہ سے کہ جب بنی امیہ نے اپنی اگلی چال دینداری چہوڑدی اور خواہش نفس و دنیا طلبی اختیار کرلی تو لوگ ناخوش ہوگئے۔ پہر عباسیہ کا غلبہ ہوگیا ان کا زمانہ عدل و انصاف سے خالی نہ تہا اقامت احکام شارع علیہ السلام مین کوشش کرتے رہے مگر خود کیسے ہی تہے اللہ پاک پروردگار عالم نے انہین برکت بخشی کل روے زمین کے بادشاہ ہوگئے مگر جب انکی طبیعت مین اثر سلطنت نے اپنا رنگ ڈہنگ دکہلایا آپسمین بغض و عداوت ہوگیا اور دینداری گہٹ گئی خودی اور نا انصافی نے اپنا پاؤن پہیلایا انکی حکومت بہی گئی اور خلافت مٹ گئی صرف نام ہی نام رہگیا اور جب عصبیت عرب بہی جاتی رہی تو یہ نام بہی زمانہ ہی سلطنت رہگئی مشرق مین شاہان عجم تبرکاً اسطرح خلیفہ رہے سارا ملک مع القاب سلطنت وغیرہ انہین کے دست نگر تہا۔

اور اسی طرح کا ماجرا مغرب مین گذرا وہان عبد الرحمن بن معاویہ بن ہشام بن عبد الملک
بن مروان بن حکم بن ابی العاص بنی امیہ اندلس چلے گئے کہ بنو سے تھے اونکی اور اونکی
اولاد کی سلطنت وہان بڑی شوکت زور وشور کی ہوئی بہت سے ممالک فرنگستانی
فتح کئے اور قرطبہ دار السلطنت اونکا مقرر ہوا وہ سلطنت اسلام اوس خاندان
مین اور بعد زوال اوس خاندان کے اور خاندانون مین قریب اٹھ سو برس کے
بڑی قوت وشوکت سے رہی یورپ یعنے فرنگستان کے عیسائی سلاطین متعدد
کے ممالک جمع کرکے وہ سلطنت کی بنا قایم ہوئی قریب کل سلطنت اسپانیول
اور پرتگال ۔ و فرانسس و اطالیا و صقلیا وغیرہ کے کچھ کچھ ممالک شامل
دار السلطنت اسلام ہو گئے ؎

اس عرصہ دراز کی سلطنت مین اون بلاد مین نامی گرامی علما محدث و فقہا و اہل
سلوک پیدا ہو گئے عموماً علوم و فنون و صنعت و حرفت وغیرہ کی اشاعت ہوئی
لیکن باہمی اہل اسلام کے نفاق اور شقاق سے مشیت ایزدی نے اوس
سلطنت کو ایسا مٹایا کہ فی الحال اون ملکون مین اسلامی سلطنت کا نام ونشان نہ رہا
اس نفاق و شقاق و خود پرستی سے جو لوگون نے کفران نعمت کیا اور اس آسایش
و آرام و عزت و شوکت اسلام جو باہمی اتفاق سے پیدا ہوتا ہے و نام ور سلطنت
اسلام سے حاصل ہو گیا تھا اسکا شکر نعمت بھول گئے ناعاقبت اندیشی سے آخرش
اون ملکون مین سلطنت اسلامی مٹ گئی اور لوگون مین افلاس آگیا جہالت نے
تنفر پکڑ لیا جسکے سبب دین رونق اسلام جاتی رہی لوگون مین مسکنت آگیا ۔
عیسائیان فرنگ سے جنکی عملداری وہان ہو گئی تھی انہون نے موقع پاکر کل استعمار

کہا سنے پینے پہننے اوڑھنے وغیرہ کی تجارت اپنے قبضۂ اقتدار مین کر لی تہی کہ بجز
انہین لوگون کے کسی کو کہانیکی چیز میسر نہ آتی تہی با وجود روپیہ اشرفی کے کہانا
نہین ملتا تہا جو لوگ نکل سکے وہان سے چلے گئے اور بہتیرے لوگ اپنے گہرون
کے دروازہ بند کر کے بہوک پیاس کے صدمے سے مرگئے ولیکن اُن لوگون
کو کچہہ رحم نہ آیا ❊

ظلم کی مذمت

از مصنف رسالہ اخلاق

سپے ظالم ہے آثار قیامت آہ مظلومان
سحر محشر کی ہے یا شام شامت آہ مظلومان

ہے قہر آسمانی کی علامت آہ مظلومان
دکہا دیتی ہے تصویر ندامت آہ مظلومان

بشر کو چاہئے مظلوم کی فریاد سے ڈرنا
کہ آسان بگینا ہون پہ ہے کچہہ رو ستم کرنا

نہین مظلوم کی ہے آہ کم شمشیر بران سے
کمان و تیر سے ناوک فگن ہے نوک پیکان سے

نہین کچہہ اسکی تیزی کم ہے برق آتش افشان سے
شرر سے شعلۂ آتش فگن ہے آہ سوزان سے

یہہ وہ کالی بلا ہے جسکے سر پر آئی آفت ہو
قیامت ہے قیامت ہو قیامت ہو قیامت ہو

دعا مظلوم کی مقبول باری جلد ہوتی ہے
دل مغموم کی مطلب برآری جلد ہوتی ہے

ہے جنہین ظلم کی خو انکی خواری جلد ہوتی ہے
موثر دل مین حق کے آہ و زاری جلد ہوتی ہے

گہلا دیتی ہے جان سرکشان کو آہ کی گرمی
مٹا دیتی ہے سختی سنگدل کی ضبط کی نرمی

اسی کے زور نے شیرون کا تپا کر دیا پانی
اسی کے نام سے اہل ستم کو ہے پشیمانی

کیا نازل اسی نے سرکشون پر قہر ربانی
ہوئے برباد اسی سے ظلم و جبر و قہر کے بانی

وہ غافل ہین نہین جو آہ مظلومان سے ڈرتے ہین ۔ ہین مردود جہان جو بیکسون پر ظلم کرتے ہین
یہ وہ پرکالۂ آفت ہے جس سے کال ڈرتا ہے ۔ گدا و بے نوا و شاہ خوش اقبال ڈرتا ہے
غریب و مفلس و اہل زر خوشحال ڈرتا ہے ۔ اسی سے خاطر فوج عدو پامال ڈرتا ہے
رسائی آہ مظلومان کی جب عرش برین تک ہے ۔ تو مقبول خدا کیونکر نہو اسمین کسے شک ہے
سر ظالم پہ آہ بے نوا بنکر بلا پہونچے ۔ ہدف پر تیر کے مانند خود آہ رسا پہونچے
ہوا جو محو فریاد اسکی خالق تک صدا پہونچے ۔ تو پہر کیونکر نہ ظالم کی سزا بنکر قضا پہونچے
اثر سے اپنے ہرگز آہ مظلومان نہین خالی ۔ سیہ بختی ظالم بن گئی ہے یہ بلا کالی
جو ظالم ہین نہ اپنے قوت بازو پہ اترائین ۔ سمجہکر زار اورون کو نہ اپنا زور دکہلائین
کرین خوف خدا او لین غریبونکو نہ ترسائین ۔ نہ چہیڑین بیکسان بیدلون کو کہ خود فوراً سزا پائین
حکومت پاکے حکمت سے نہ چلنا بیحیائی ہے ۔ ستاتے ہین وہی بیکس کو شامت جنکی آئی ہے
حکومت کی اگر کرسی ملے شکر خدا کیجے ۔ عنایت کی نظر مجبور پر صبح و مسا کیجے
خیال انصاف کا ہو ترک عادات جفا کیجے ۔ نکونامی کا سامان ہے یہی دل سے دعا کیجے
ایاز قدر دان اپنے قدر اپنی آپ ہی جانی ۔ اسی سے ہوگیا محمود کی نظرون مین لاثانی
ہوئی جب ظلم کی بیماری مہلک ہلاکو کو ۔ مثال تیغ افشان تہی جنبش جبین ابرو کو
پسند آئی تہی خو سے ظلم ایسے شاہ بدخو کو ۔ امان تہی گہر مین انسانکو نہ راحت بن مین آہو کو
مگر جب آہ مظلومان ہوئی خود خشمناک آخر ۔ ہو تفضیح و ذلت سے ہلاکو بہی ہلاک آخر
کہان ضحاک ظالم کا رہا ظلم و ستم باقی ۔ کہان راون کی ہے تیغ دودم کا آب و دم باقی
کہان ہے ظالمان دہر کا جاہ و حشم باقی ۔ فقط اونکی روحون کو ہے بدنامی کا غم باقی
کیا تہا ظلم جس نے اسکو مارا آہ بیکس نے ۔ تہا حاصل زور جسکو کر لیا زیر اسکو بیبس نے

اثر کرتی ہی آہ غم رسیدہ جا سکے تیر بین
ستاتی ہے جو اسے سرکشی جس شخص کے سر مین
جو نادرشاہ بار ظلم اوٹھا کے ستے چپال ہی پر
اکڑنا تند سر پہ زیبا نہین اولاد آدم کو
نہین حاکم کو واجب ہی ستانا صاحب غم کو
ہوا مشہور باری جو عزیزون کی چلا اوٹھے
غضب ہی دیدہ و دانستہ بہی لوگون کے شکر
سپہ عبرت بتا ہی حال ظالم کی خبر کرنا
کڑی اکڑ پہ کی جب زمین آسمان سمجہو
چہیڑ وارا ہی عزیز یا سکے مال و دولت و حشمت
اگر حق سی ڈرو گے پہر نہو گی ذلت و خفت
نہ جب مظلوم ہو گا خوف اسکو آہ سے کیسا
نہین واجب ہوا ان شتر جلاد سی ڈرنا
تم ہون کو دکہ دینا زبانکو ستانا ہے
بدن جسپر خدا کی ہو نہ اوسپہ اتوارن جہو

مثال تیر گہس جاتی ہی جسم کو پیکر مین
خدا کا قہر اسکو پست کر دیتا ہی دم بہر مین
دعا سے غم رسیدہ لیکی جا پہونچی بلا سر پر
جو ظالم سی پہونچ جاتا ہی سیدہا ہی جہنم کو
پسند اصلا نہین یہ بات ہی خلاق عالم کو
کیا نمرود کو بیجان اک ادنی سی مچہر نے
غریبون پر ستم کی قہر کی ہر دم نظر کرنا
دل ظالم پہ ہے کام اس نصیحت کا اثر کرنا
نہین شک پہر چلی آہ مظلومان کی تیغ جیسی
نہ دیکہو خو سی ظلم و قہر و جبر و شورش و بدعت
رہیگا خلق مین قایم نشان عظمت و عزت
نہین جو چاہ کن ہی پہنچ اسکو چاہ سو کیسا
ہی زیبا دل ستے آہ بیکس ناشاد سی ڈرنا
جلانا اسکے دل کا شہر کو گویا جلانا ہے
نہ دو ظالم کو جو گالی نہ اسکو بیزبان جہو

تمت تمام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حصہ سوم

قدیم زمانہ کے علماء کے نصائح بادشاہان سلف کی نسبت حکایتیں

بادشاہان زمانہ اور حکام وقت کے روبرو سچی بات وہی کہہ سکتا ہے جو بیم سر اور امید زر نہ رکھتا ہو۔

وہ واعظ نصیحت کرے شاہ کو
نہ عزت کا غم ہو نہ ذلت کا پاس
ہر اک بات سے جو کہ ہو بے خطر
نہ ہو بیم سر اور نہ امید زر

حکایت

ایک عورت ضعیفہ کسی مقدمہ میں حجاج بن یوسف ظالم کے روبرو پکڑی آئی حجاج نے حسب العادت اوسکی نسبت قتل کا حکم دیا حاضرین سے بڑھیا کی تعریف کی

کہ یہ قرآن شریف بہت اچھا پڑھتی ہے حجاج نے ثریبا کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اگر تو اس وقت کوئی آیت قرآنی مجھکو سُنا دے تو قتل سے بچ جائے وہ بولی اذا جاء غضب اللّٰہ والقہر ورایت الناس یخرجون من دین اللّٰہ افواجا۔ یہ تقریر سُنکر حجاج بولا کہ یہ تو نے کیا غضب کیا ہے کہ قرآن بدل دیا ہے اذا جاء نصر اللّٰہ والفتح کی جگہہ اذا جاء غضب اللّٰہ والقہر سُنایا ہے یدخلون فی دین اللّٰہ کے مقام پر یخرجون من دین اللّٰہ بنایا ہے۔ ثریبا نے جواب دیا کہ یہ خوب ہے وہ زمانہ سید ابرار احمد مختار صلعم کا تھا کہ جب اذا جاء نصر اللّٰہ والفتح کی آیت نازل ہوئی ہزاروں کفار دین الٰہی میں داخل ہوئے اب جو عبد الملک کی حکومت اور تیری امارت ہے لوگ مسلمان مصیبت میں گرفتار اور مسلمانی سے بیزار ہیں اب اور کون اس دین میں داخل ہوگا پس اب یدخلون کا موقع اب کہاں رہا بلکہ یخرجون کا وقت آپہونچا ہے یہ بات سُنکر حجاج شرمسار ہوا اور ثریبا کے خون سے درگذرا۔

نصیحت۔ ظالم و متکبروں کے ساتھ نرمی سے پیش آنا منع ہے بلکہ لازم ہے کہ جب اُنکے پاس جائیں بے اعتنائی و غرور سے پیش آئیں کیونکہ اگر تم اُن کے روبرو عجز و نیاز پیش آؤگے تو وہ اور زیادہ ظالم و متکبر ہو جاینگے ۔

تم بھی سچا وہی ہو جو بھلا آدمی
وہ جو وقت سے دوستی اور دشمنی کیساتھ

سرد سے سردی کرو اور گرم سے گرمی کرو
سخت سے سختی کرو اور نرم سے نرمی کرو

حکایت

ایک اعرابی سلیمان بن عبد الملک کے پاس آیا اُس سے سلیمان نے کہا کچھ فرمائے

اوس نے کہا کہ اے امیر المومنین مین آپ سے کچھہ کہتا ہون اوسکو برداشت کرنا اور
اگر بُرا مانوگے تو پچتاوگے کہ ہم نے برداشت کیون نکی سلیمان نے کہا ہمارا حلم تو اتنا
وسیع ہے کہ جس شخص سے نصیحت کی توقع نہین ہوتی اور احتمال دغا کا ہوتا ہے اوسکے
ساتھہ بھی حلم کرتے ہین تو جو شخص ہماری نصیحت کے لیے کہیگا اور ہم سے کچھہ فریب
نکریگا تو اسکے ساتھہ حلم کیون نہ برتین گے۔ اعرابی نے کہا اے امیر المومنین آپکے
گرد وپیش جو ایسے لوگ مصاحب ہین کہ اونہون نے اپنی جانون کیلئے بُرائی اختیار کی
اور دین بیچ کر دُنیا مول لی اور تمہاری رضامندی خدا سے پاک کی خفگی کے عوض اختیار
کی اوند پاک پروردگار عالم کے باب مین تو تمہارا خوف کیا اور تمہارے باب مین اللہ
تعالے کا خوف نکیا آخرت کے ساتھہ لڑائی اور دُنیا کے ساتھہ صلح پسند کی تو جس چیز
پر پاک پروردگار عالم نے تکو امین کیا ہے تم اوسپر اون لوگون کو امین نکرو کہ اونہون
نے امانت کے ضایع کرنے اور اُمت کے ذلیل وخوار کرنے مین کوئی دقیقہ نہین چھوڑا
اور تم سے اونکے اعمال کی بازپرس ہوگی اور اون سے تمہارے اعمال کا سوال
نہوگا تو تم اپنی آخرت بگاڑکر اونکی دنیا درست نکرو کیونکہ لوگون مین زیادہ تر خسارہ
اوسکو ہی ہے جو دوسرے کی دُنیا کے بدلے مین اپنی آخرت کھو بیٹھے۔

اور دُنیا سے اصل مقصود کیا ہے اگر یہی بات ہے کہ کھانا اچھا کھانیکو ملجاے تو چارپا
ئیسکل آدمی کہلاتا ہے کیونکہ کھانیکی حرص حیوانون کا کام ہوتا ہے اور اگر اچھی پوشاک
زرق برق پہنے تو عورت بصورت مرد کہلاے کس لئے کہ زیبایش اور آسایش
بناو سنگار عورتون کا کام ہوتا ہے۔ اور اگر خدمت گذاری کے وجہہ اطاعت کیجے
تو جاہل بشکل عاقل ہوتا ہے۔ اگر عقلمند انسان ہو تو جان سکتا ہے کہ محکوم اور خدمت

گذارا اپنا پیٹ بہرنے اور خواہش دنیوی کے لیئے خدمت کرتے ہین اگر ایک دن بہی اونکو کچہہ حاصل نہو تو اوسکے گرد نہ پہٹکین۔ تو اوسکی خدمت و اطاعت جو کرتے ہین بیدا اپنی خواہش کا پیہند اپنا رکہا ہے اور وہ جو بندگی کرتے ہین اپنی ہی خواہش کی دیکہو اگر کہین وہ افواہ سُن پاتے ہین کہ اب تہوڑے زمانہ مین حکومت کسی دوسرے کو ملا چاہتی ہے تو اسی سے منہہ پہیر لیتے ہین اور اوسکا تقرب بہزار حیلہ و کوشش کرکے ڈہونڈتے ہین اور جہان کہین روپیہ پیسے ملنے کا گمان ہوجاتا ہے وہان بندگی اور خدمت کرنے لگتے ہین۔ پس در اصل اسکا نام خدمت کرنا نہین بلکہ اُس پیٹ کا بہرنا ہوتا ہے اور عاقل وہی شخص ہے جو اون کامون کی سنج اور حقیقت کو خوب جان جاوے اور دنیا طلبیون وخواہشمندون خود غرض و بد عہد لوگون کی مصاحبت سے حذر کرتا رہے اور اونکو فریب وغیرہ سے بچے

سہ فعل است بد در نہاد بشر	کز آن نفس را میل باشد بشر
یکی نقض عہد است کاندر وجود	ازو خستگی ہست نہ سوم تر
دوم مکر کردن سوم غیبت یعنی	کزو دین و دانش بود در خطر
گزینست مردی مہوش خرد	وزین ہر سہ خصلت حذر کن حذر

حکمت ایماندار انسان چار چیزون کو چار چیزون سے پاک رکہتا ہے اوّل دلکو حسد سے دوم جہوٹ و غیبت سے زبان کو تیسرے شکم کو لقمہ حرام سے چوتہے اعمال کو ریا سے۔

اولا دل کو حسد سے پاک رکہہ	بعد ازان رہو کذب و غیبت سے زبان
غیر کا حق اپنے ہاتون پر نہ لے	پیٹ مت بہر کہا کے مال تبرگان
کر عمل بد نیا میت بے رو سے و ریا	تا کہ تجہہ حاصل ہو عز و شان

حکمت جسطرح کہ بدلوگون کی صحبت سے بچنا ضرور ہے اسی طرح انکے افسانون اور قصّون وکتابون کا سُننا اور دیکھنا منع ہے کہ انکے سُننے اور دیکھنے سے دیر کدورت آجاتی ہے طبیعت گھبراتی ہے ۔

سب خبر بدون کی اُلفت چھوڑ دے	بہاگ ان کی دوستی سے ہر زمان
منہ نکر ناپاک اُسکے ذکر سے	نام لیکر مت بگاڑ اپنی زبان

حکایت

ایک روز ہشام بن عبدالملک شکار کرتا ہوا نکلا اور ایک ہرن کے پیچھے گھوڑا ڈالا ہرن تو ہاتھ نہ آیا وہان ایک لڑکا بکریان چرا رہا تہا ہشام لڑکے سے کہا کہ تیرے پاس ہرن آیا ہے لڑکے نے کہا کیا تیری موت آئی ہے جو میرے طرف بحقارت نظر کی اور مجہسے معاشرت بحقارت کی تیری گفتگو جاری اور فعل تیرا خاری ہے ہشام نے کہا اچہو کر تو مجہکو پہچانتا نہین ہے اوس نے کہا تو نے تو بے ادبی سے پہلے ہی اپنے تئین پہچنوادیا کہ بغیر سلام علیک کے بات کرنا شروع کردی ہشام نے کہا مین ہشام بن عبدالملک ہون لڑکے نے کہا خدا تیرے گہر کے قریب نہ لیجائے اور نہ کسی زندہ کو تیری قبر دکہلائے وہ یہ کہہ رہا تہا کہ خدم وحشم ہشام کا آہی پہونچا اور ہشام نہایت غصّے مین آگ بگولا ہوکر لوگون سے کہا کہ اس لڑکے کو ساتھ لے آؤ وہ جب دارالخلافت مین پہونچا سب وزیر وامیر وارکان دولت نے ہر ایک ادب خلافت بجا لایا مگر وہ لڑکا چپ چپ سر جہکائے کہڑا رہا آخرش وزیر وارکان دولت نے لڑکے سے کہا او گونگے عرب کے کس چیز نے باز رکہا ہے تجہکو امیرالمومنین پر سلام کرنے سے اوس نے کہا او بالان

گدہے کے اتنی دور سے چلتے چلتے میرا دم چڑہ گیا ہے حواس ٹہکانے نہین ہین
بعض ندما نے کہا او گدہے کے بچے بہت فضول تو بکا امیر المومنین کے سامنے اور
اونسے لفظ بلفظ تو نے تخاطب کیا اوس نے جواب دیا او بہوکے سنگستان کے
اور سُرمہ لگانے والے سبے فرزند کیا تو نے نہین سُنا قول اللہ پاک کا اپنی کتاب منزل
مین اپنے نبی مرسل پر یوم تاتی کل نفس تجادل عن نفسہا پس جب پاک پروردگار عالم
کے سامنے آدمی جدال کرینگے اس بیچارے ہشام کی کیا حقیقت ہے کہ اون
سے کوئی لفظ بلفظ تخاطب نکرے اس بات کے سنتے ہی ہشام کو اور غصہ کی آگ
بہرک اوٹہی اور حکم دیا کہ یہین ہمارے روبرو اسکا سر اوڑا ڈالو جلاد طلب ہوا اور نطع
بچہا کر اوسپر وہ دراز کیا گیا اور جلاد نے تین مرتبہ پوچہا یا سید سیت مین تمہارا بندہ
ذلیل سب گور ہون کیا اسکا سر کاٹ ڈالون اور مین بری ہون اسکے خون سے
ہر مرتبہ ہشام نے کہا کاٹ ڈال اوسکا سر تن سے جدا کر مگر تیسرے مرتبہ جب حکم
دیا تو وہ لڑکا پڑا پڑا ہنسنے لگا تب ہشام نے کہا چہوڑ دو اسکو کہڑا کر دو جب وہ کہڑا ہوا تو
کہا او چہوکرے مرنے پر تو ہنستا ہے اور جینے پر تو روتا ہے کیا تو مجہسے چہل
کرتا ہے یا اپنے نفس سے مسخراپن کرتا ہے لڑکے نے کہا پہلے میری دو باتین سن
لیجئے پہر جو جی چاہے سو فرمائیے کا حکم دیا کہ اوس نے کہا یہہ میرا اول وقت
ہے آخرت کا اور آپکا آخر وقت ہے دنیا سے آوہر آئینہ اگر اس مدت مین کوتاہی
ہوئی یا اجل مین کچہہ تاخیر ہوئی تو آپکی گفتگو کچہہ مجہے ضرر نکریگی نہ تہوڑی نہ بہت
لیکن مجہے چند اشعار یاد آگئے ہین اسکو آپ اپنے گوش دل سے سن لیجئے

عصفور برساقہ المقل وہ		تجمعت ان البازعلق مرة

فقال له العصفور ما في اطاقة — والباز منهمك عليه يطيس
ما يغني المثلك شبعة — ولئن اكلت فانني لحقير
فتعجب الباز المدل بنفسه — عجبا واقلت ذلك العصفور

ہشام یہ سنکر ہنستے ہنستے لوٹ گیا اور کہا خدا کی قسم اگر ابتدا سے یہ اسطرح گفتگو کرتا تو سوا خلافت کے جو کچھ مانگتا مین اسکو بخش دیتا پھر کہا او چہوکرے اپنا منھ کہول جب اوس نے منھ کہولا تو موتی و جواہر سے اوسکا منھ بہر دیا اور نقد وجنس وخلعت پہنا کر رخصت کیا ۔

ہشام بن عبدالملک بدمزاج تہا او حضرت زید بن زین العابدین بن حسین بن علی رضوان اللہ تعالی عنہم نے اسی کے عہد مین شہادت پائی ۔
ایک مرتبہ اس نے اس تزک وشان کے ساتہہ حج کرنیکے لیئے مکہ معظمہ گیا کہ چھہ سو اونٹ صرف اسکی پوشاک وتجمل کے اسباب کا لدا ہوا ساتہہ تہا اسپر سلطنت کے اسباب کا خیال کر لینا چاہیئے کہ کسقدر تہا اونتیس برس اس نے حکومت کی اکہتر برس کی عمر پائی سنہ ۱۲۵ ہجری مین مرگیا لیلی مجنون اسکے ہم عہد تہے ۔
حکمت ۔ چار چیزون کے استعمال سے بادشاہ کی ہیبت جاتی ہے بے رعبی ظہور مین آجاتی ہے ۔ اول ہزل وتمسخر دوسرے سفلون کی صحبت تیسرے عورتون کی محبت ۔ چوتہے کار بے مشورت ۔

بادشاہ سے کوئی بھی ڈرتا نہین — ہو اگر ہزل وتمسخر درمیان
رعب کہو دیتی ہے شاہنشاہ کا — صحبت بد اور محبت با زنان

فائدہ ۔ بادشاہ ہر وقت حکمہ شورہ کا محتاج رہتا ہے کہ ایک جماعت مردم کامل العقل

وافر الشعور اہل فراست و تجربہ کی اور سکے پاس ہو جسنے ہر مشکل امر مین معاملات رعایا
مین مشورہ لیوے اس لئے کہ ایک کی تنہا عقل سے ایک جماعت کی عقل ہر
طرح پر بہتر ہوتی ہے مشورہ لینے والا کبھی نادم نہین ہوتا جو مشورہ نہین لیتا یا
لیتا ہے مگر اوسپر عمل نہین کرتا وہ ہمیشہ زک اوٹھاتا ہے مشیرون کا مومن ہونا
چاہیے صلاح نیک دین مین یہ اوسی وقت ہوسکتا ہے جبکہ اہل مشورت ہی دیندار رعنا ہین
خیرخواہ اہل علم وفضل ہون جیلی چاپڑ جاہل اور خود غرض ہنون اکثر سلاطین ورؤسا
اسی طرح برباد ہوگئے کہ فقط اپنی رائے وہم وخیال پر کام لیا یا اون خوشامدیون
سکے مشورہ پر چلے جو لوگ اس کام کے لائق ہی نتھے۔

حکمت ۔جو انسان صرف اپنے وہم وخیال پر کام کرتا ہے وہ ایسا ہی جیسے کوئی
سُننے والا گونگے سے خبر پوچھے۔

از یقین کن کار اے اہل یقین	شو نہ اندر وہم پابند جسلل
خواب دان بیشک خیال خویش را	گر توئی بیدار دل اہل کسال

حکایت

عبدالرحمن بن عمرو اوزاعی رح کو خلیفہ منصور نے بلوا بھیجا اور جب آپ آچکے تو
نصیحت کا خواہان ہوا آپ نے فرمایا کہ امیرالمومنین مجھ سے حدیث بیان کی
مکحول نے عطیہ بن بشیر سے کہ سرور عالم صلعم نے فرمایا ہے کہ جو حاکم اپنی رعیت کا
بدخواہ مریگا اللہ پاک پروردگار عالم اسپر جنت حرام فرماویگا۔ اسلیے امیرالمومنین
جس شخص نے حق کو برا جانا اوس نے خداے پاک کو برا جانا اللہ تعالی حق مبین ہے

چونکہ پروردگار عالم نے تمہاری رعیت کے دلون کو تمہارے واسطے نرم کر دیا ہے کہ
تمکو انکی حکومت دی پس تمکو بھی لازم ہے کہ اللہ تعالی کے واسطے انکا حق بجا لاؤ اور
انصاف کے ساتھ رہو اور انکی عیب پوشی کرو فریادیون کی فریاد سنو انکے لیے
اپنے دروازے بند نکرو اور پھر چھ کی نہ سمجھاؤ اگر انکو آسایش ہو تو خوش ہو
اور اگر تکلیف ہو تو رفع کرو پہلے تمکو خاص اپنی فکر تھی اور اب اس تمام خلق اللہ کا
بار تم پر ہے عرب اور عجم اور کافر اور مسلم سب تمہاری قبضہ مین ہے اور اونمین سے
ہر ایک کا حصہ تمہارے عدل مین ہے اب صورت مین انکے جوق جوق کھڑے
ہو جائین اور کوئی تمہارے مصیبت ڈالنے یا کوئی حق دیا لینے کا شکوہ کریگا تو پھر
تمہارا کیا حال ہوگا۔ اے امیر المومنین مجھ سے حدیث بیان کی مکحول نے عروہ بن
رویم سے کہ سلطان الانبیا سرور عالم صلعم کے دست پاک مین شاخ تھی خرمے کی جس
سے آپ مسواک فرماتے تھے اور منافق لوگ اوس سے ڈرتے تھے آپکے
پاس جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کیا اے جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم یہ شاخ کیسی ہے جس سے آپنے اپنی امت کے دل توڑے اور اونکو رعب
سے پر کر دیا اے امیر المومنین پس جو شخص انکی جلدون کو پھاڑے گا اور اونمین
خون ریزیان کرے گا اور اونکے شہر ویران کرے گا اور ملکون سے جلا وطن کریگا
اور اسکا خوف انکو غائب کرے گا تو اوسکا کیا حال ہوگا۔ اے امیر المومنین مجھ
سے حدیث بیان کی مکحول نے زیاد سے اور اونہون نے حارثہ سے اور حارثہ
نے جیب بن مسلمہ سے کہ سردار عالم سلطان الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات
پاک سے قصاص لینے کو ارشاد فرمایا یعنے آپکے دست مبارک سے ایک اعرابی کو

نادانستگی مین صرف کہرونچا لگ گیا تھا آپ نے اعرابی کو بلایا اور فرمایا کہ مجہسے
قصاص لے اُس نے عرض کیا کہ مین نے آپ کو معاف کیا آپ پر فدا ہون
میرے والدین مین ایسا نہین جو آپ سے قصاص لیتا گو آپ مجہکو جان ہی سے
مارڈالتے آپنے اُس کے حق مین دعاے خیر فرمائی - اے امیرالمومنین اپنے
نفس کو اسی کے نفع کے لیئے ریاضت دو اور اسکے واسطے اپنے پروردگار سے
امن حاصل کرو اور اُس جنت کی رغبت کرو جسکا عرض آسمانون اور زمین کے
برابر ہے اور جسکی شان مین آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ تم مین سے کسی کو
جنت مین سے ایک کمان کی مقدار کا ہونا دنیا اور ما فیہا سے بہتر ہے - اے
امیرالمومنین اگر سلطنت تم سے پہلے لوگون کی پایدار رہتی تو تمکو نہ پہونچتی اسی
طرح تمہارے پاس بھی نہ رہیگی جیسے اورون کے پاس نہ رہی - اے امیرالمومنین
تمکو معلوم ہے کہ تمہارے دادا حضرت ابن عباسؓ سے اس آیت شریف کی
تفسیر کیا منقول ہے - ما لہذا الکتاب لا یغادر صغیرۃ ولا کبیرۃ الا احصاہا
آپ نے فرمایا ہے کہ صغیرہ سے مراد مسکرانا ہے اور کبیرہ سے مراد ہنسنا تو
جب مسکرانا و ہنسنا صغیرہ کبیرہ ٹہرے تو ہاتون کے اعمال اور زبانون کے
اقوال کا کیا حال ہوگا - اے امیرالمومنین مین نے سُنا ہے کہ جناب فاروق
اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر کوئی بکری کا بچہ فرات کے کنارہ پر ضایع ہوکر
مرجاے تو مجکو ڈر ہے کہ کہین اُسکی پوچھ مجھ سے نہو تو اب فرمایئے کہ جو لوگ
آپ کے فرش ہی پر ہون اور تمہارے عدل سے محروم رہین تو انکا مواخذہ
تم سے کیسے نہوگا اے امیرالمومنین تمکو معلوم ہے کہ تمہارے دادا نے

اس آیت شریف کی تفسیر کیا آئی ہے یاداؤد انا جعلناک خلیفة فی الارض فاحکم
بین الناس بالحق ولا تتبع الهوی فیضلک عن سبیل الله آپ نے فرمایا
ہے کہ اللہ تعالی نے زبور مین ارشاد کیا کہ اے داؤد جب مدعی اور مدعا علیہ تیرے
سامنے بیٹھین اور تجھکو اون مین سے ایک کی طرف میل ہو تو ہرگز اپنے دل مین
یہ نہین سوچنا کہ حق اسی کو ملے اور دوسرے پر ہی فتح پاوے جب در نہ مین تجھکو
اپنے نبوت کے دفتر سے میٹ دونگا پھر نہ تو میرا خلیفہ رہیگا نہ کچھ بزرگی پائیگا
اے داؤد مین نے اپنے رسولون کو اپنے بندون مین ایسا کیا ہے جیسے اونٹونکے
چرانے والے کہ وہ طریق حفاظت سے واقف ہوتے ہین اور سیاست
نرمی سے کرتے ہین توٹے کو باندتے ہین اور دبلے کو چارہ پانی سامنے کرتے
ہین اے امیر المومنین تم ایسے امر مین مبتلا ہوئے ہو کہ اگر بالفرض آسمانون
اور زمین پر پیش کیا جاتا تو اسکے اٹھانے سے ڈر جاتے اور انکار کر دیتے
دیکھو مجھسے حدیث بیان کی یزید بن جابر نے عبد الرحمن بن عمرہ انصاری سے
کہ فرمایا جناب سردار عالم صلعم نے کہ جو حاکم کہ لوگون کے معاملات مین سے
کسی چیز کا والی ہوگا وہ قیامت کے روز اسطرح لایا جائے گا کہ اسکے ہاتھ گردن
سے بندھے ہونگے اور اونکو بجز اسکے عدل کے اور کوئی چیز نہ کھولیگی جہنم
کے پل پر کھڑا کیا جائیگا اور وہ پل اسکو ایک ایسا جھٹکا دیگا جس سے اسکا جوڑ جوڑ
اپنی جگہہ سے ہلجائیگا پھر حالت اصلی پر آجائیگا اور حساب لیا جائیگا تو اگر محسن ہوگا
تو تب کہین اپنے احسان کے باعث سے بچ جائیگا اور اگر بدکار ہوگا تو پل اس
جگہہ سے پھٹ جائیگا اور وہ دوزخ مین ستر سال کی راہ نیچے جا پڑے گا۔ منصور نے تنبیہ کر

اپنا رومال سر پر رکھ لیا پھر اتار دیا اور دھاڑیں مارین کہ مجھکو بھی رولا دیا۔ پھر مین نے
کہا اے امیر المومنین آپکے دادا حضرت عباس بن عبد المطلب نے سردار عالم
صلعم سے حکومت مکہ معظمہ یا طائف یا یمن کی مانگی تھی آپ نے انکو ارشاد فرمایا
کہ اے عم بزرگوار آپ اگر اپنے نفس کو مشقت سے دور رکھیں تو اس حکومت سے
بہتر ہے جسکو آپ محیط نہو سکیں یہ آپ نے حضرت عباسؓ کو اسلئے فرمایا کہ عم بزرگوار
کی خیرخواہی اور شفقت کا مقتضا تھا اور حضرت عباسؓ کو آپ نے یہ بھی خبر دی
کہ تمہارے لئے اللہ پاک پروردگار عالم سے مین کچھہ کام نہ آؤنگا یعنے جب آپ پر
وحی ہوئی وانذر عشیرتک الاقربین تو آپ نے حضرت عباسؓ و حضرت صفیہؓ
اور حضرت فاطمہ زہرہؓ کو فرمایا کہ اے عباسؓ و اے صفیہؓ چچا پھوپی نبی صلی اللہ
علیہ وسلم اور اے فاطمہؓ جگر گوشہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اللہ پاک سے مین تمہارے
کچھہ نہ کام آؤنگا مجکو میرا عمل مفید ہوگا اور تمکو تمہارا عمل۔ اور حضرت عمر فاروق
رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگونکی حکومت کا کام اسی سے بن آویگا جو عقل کا
مضبوط اور تدبیر مین صائب ہو کوئی برائی اسکی ظاہر نہو اور نہ یہ خوف ہو کہ اپنی
قرابت کی حمایت کریگا اور اللہ پاک پروردگار عالم کے باب مین کسی طعن
کرنے والے کی ملامت اسپر اثر نہ کرے۔ اور حاکم بھی چار قسم کے ہوتے
ہین ایک وہ ہے کہ خود بھی محنت کرے اور اپنے عاملون سے بھی محنت لے تو
اسکا حال ایسا ہے جیسا اللہ پاک کی راہ مین جہاد کرنیوالا اس شخص پر خداوند
عالم کی رحمت کا ہاتھ پھیلا ہوا ہوتا ہے۔ دوسرا حاکم وہ ہے کہ اوسمین کسی قدر
ضعف ہے وہ خود تو مشقت کرتا ہے اور اسکے عامل ہرزے اور ڈہیلے رہتے ہین ایکے

اسکے ضعف کے سبب سے تو وہ تباہی کے کنارہ پر پہنچ گیا ہے الا یہ کہ اللہ پاک اسپر رحم
فرماسے تیسرا حاکم جو عالمون سے مشقت لے اور خود آسایش کرے تو وہ خطر
ہے جسکی شان مین رسول پاک پروردگار عالم نے فرمایا ہے کہ بدترین حاکمون کا
شطر ہے تو وہ تنہا ہلاک ہے۔ چوتھا وہ حاکم ہے کہ خود بھی مزہ کرے اور اسکے
عامل بھی تو وہ سب اسکے سبب ہلاک ہونے والے ہین۔ اسے امیر المومنین مین
نے سنا ہے کہ حضرت جبریل علیہ السّلام جناب سردار عالم سلطان الانبیا صلعم کی
خدمت فیضدرجت مین آئے اور عرض کی کہ مین اسوقت آپ پاس حاضر ہوا ہون
کہ دھونکنیان آتش دوزخ پر رکھدی گئی ہین کہ قیامت کیلیے بھڑکائی جاوے
آپ نے فرمایا کہ اسے جبریل مجھسے دوزخ کا حال بیان کیجیے انہون نے
عرض کیا کہ اللہ تعالی نے حکم فرمایا کہ دوزخ کی آگ بھڑکائی گئی وہ سرخ ہوگئی پھر ہزار برس
تک بھڑکائی گئی کہ وہ زرد ہوگئی پھر ہزار برس تک بھڑکائی گئی کہ وہ سیاہ ہوگئی تو اب
وہ سیاہ ہے کہ نہ اسکا پل نظر آتا ہے اور نہ شعلہ بجھتا ہے قسم ہے اس ذات پاک کی جسنے
آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ دوزخیون کے کپڑون مین سے اگر ایک کپڑا زمین والون
کو صرف دکھلایا جاسے تو سب مرجائین اور اگر ایک ڈول اسکے پانیکا زمین کے
سب پانیون مین ملا دیا جاسے تو جو کوئی پھر انمین سے چکھے وہ فوراً مرجا جاسے
اور اوسکی زنجیرونمین سے جنکا پاک پروردگار عالم نے ذکر کیا ہے اگر ایک کڑی زمین
کے سب پہاڑون پر رکھدی جاسے تو سب پگل جائین اور اگر کسی شخص کو دوزخ
مین داخل کرکے پھر دنیا مین نکالا جاسے تو باشندے زمین اسکی بدبو اور شکل کی
برائی و ہیبت سے مرجائین۔ جناب سرور عالم صلعم اس حال کو سنکر رونے اور

آپ کے ساتھ حضرت جبرئیل علیہ السلام بھی رو پڑے پھر جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی اے سرور عالم و محبوب رب العالم کیا آپ روتے ہیں آپ کے تو اگلے پچھلے گناہ معاف ہو گئے ہیں آپ نے فرمایا کہ میرا گریہ شکر کا ہے بھلا میں شکرگذار بندہ نہوں اور یہ تو بتاؤ کہ تم روح الامین اور اللہ پاک کی وحی کے امانت دار ہو بھلا تم کیوں روئے حضرت جبرئیل نے عرض کی کہ میں ڈرتا ہوں کہ میرا حال کہیں ہاروت و ماروت کا سا نہو جائے یہی وجہ ہے کہ جس سے اپنے پروردگار عالم کے نزدیک جو میرا رتبہ ہے اسپر میں بھروسہ نہیں کرتا ورنہ اسکے واسطے مامون ہو جاؤنگا ۔

غرضکہ دونوں روتے رہے یہاں تک آسمان سے ندا ہوئی کہ اے جبرئیل اور اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ پاک نے تم دونوں کو اس بات سے امن کر دیا کہ تم اسکی نافرمانی کرو اور وہ تمکو عذاب دے اور جناب سلطان الانبیا رسول رب العالمین صلعم کی فضیلت تمام انبیا پر ایسی ہے جیسے جبرئیل علیہ السلام کی تمامی فرشتوں پر۔ اے امیر المومنین میں نے یہ بھی سنا ہے کہ جناب فاروق اعظم رضہ نے دعا مانگی تھی کہ الہی اگر تو جانتا ہو کہ جب مدعی اور مدعا علیہ میرے سامنے بیٹھتے ہیں تو اون میں سے جو حق سے میل کرے خواہ قریب ہو یا بعید اگر میں اوسکی رعایت کروں تو مجھکو ایک دم کی مہلت نہ دینا۔ اے امیر المومنین اللہ پاک کے حقوق کی بجا آوری اسکی مخلوق میں نہایت ہی سخت کام ہے اور سب سے زیادہ بزرگی اللہ تعالی کے نزدیک تقوی ہے اور جو شخص پاک پروردگار عالم کی اطاعت سے عزت کا خواہان ہوتا ہے تو اللہ پاک بلند کرتا ہے اور عزت دیتا ہے اور جو کوئی اسکو خداوند عالم کی نافرمانی سے طلب کرتا ہے تو احکم الحاکمین اسکو پست اور ذلیل کرتا ہے

یہ سب ہے میری نصیحت والسلام

حکایت

ابن مہاجر کہتے ہین کہ ایک روز خلیفہ منصور مکہ معظمہ مین حج کیلئے آیا تہا رات کے وقت ہنگام سحر حرم شریف کا طواف کر رہا تہا کہ اسنتے مین سُنا کہ ایک شخص ملتزم کے پاس یون کہہ رہا ہے کہ الٰہی مین تیرے ہی سامنے شکایت کرتا ہون کہ زمین مین سرکشی اور فساد ظاہر ہوگیا اور ظلم و طمع حقدارون مین اور انکے حقوق حائل ہوگئے منصور یہ سُنکر چپ رہا یہان تک کہ اسکا سب قول سُنا پہر وہان سے نکلکر مسجد کے ایک طرف مین ہو بیٹھا اور اس شخص کو روبرو بلوایا اور جب وہ آچکا تو اوس سے پوچھا کہ تم جو یہ کہتے تہے کہ زمین مین سرکشی اور فساد برپا ہوگیا اور حقدارونکے حق مین ظلم اور طمع حائل ہین یہ کیا بات ہے مین نے جو یہ امر سنا تو مین بیمار ہوگیا اور مجہکو نہایت قلق ہوا - اُس شخص نے کہا اے امیر المومنین اگر آپ میری جان امان کردین تب تو مین سب باتین جو انکی جڑ ہون سو آپ سے کہدونگا ورنہ نہین تو مین اپنے ہی نفس پر اکتفا کرونگا کہ مجہکو اسی کے دہندے سے فرصت ہی نہین منصور نے کہا کہ تو جان سے امان ہے - اوس نے کہا کہ حقیقت یہ ہے کہ جس شخص مین خواہش نفس اور اتنی طمع آگئی ہے کہ وہ اسکے اور حق کے درمیان مین حائل و سرکشی و فساد کی درستی کے مانع ہے وہ آپ ہی ہین - منصور نے کہا کہ تہمت مجہمین طمع کے آنیکی زر و سیم میرے ہاتہ مین ہے اور تلخ و شیرین میرے قبضہ مین

اُس نے کہا کہ اے امیر المومنین جتنی طمع تم مین گھس گئی ہے بہلا اور کسی مین بہی
اسقدر ہوئی ہوگی۔ دیکہو شہنشاہ پاک پروردگار عالم نے تمکو مسلمانون کے
معاملات اور اموال کا حاکم انکی حفاظت کے لیے کیا اور تم انکے معاملات سے غافل
ہوکر اونہین کے مال جمع کرنے مین پڑ گئے اور اپنے اور انکے درمیان چونہ اور اینٹ
کی دیواریں اور لوہے کے دروازے اور ہتیار بند دربان مقرر کیے اور اپنے
آپ کو ان محلات مین محبوس کر لیا کہ کوئی تمہارے پاس بہی آنے نہ پائین اور اپنے
عاملون کو مالون کے اکہٹا کرنے اور انکی تحصیل وصول کرنے کو بہیجا اور آپ نے اعوان
سلطنت جلیس و مصاحب اور مددگار ظالم مقرر کیے کہ اگر تم بہولتے ہو تو وہ یاد نہین
دلاتے اور اگر اچہا کرتے ہو تو تمہاری مدد نہین کرتے اور تم نے انکو مال اور سواری
و ہتیار دیکر ظلم پر قوی کر دیا ہے اور یہ بہی حکم دیا ہے کہ تمہارے پاس بجز اشخاص
مشارٌ الیہم کے جنکا نام تمنے بتا دیا ہے اور کوئی آنے ہی نہ پاوے اور اس امر کی اجازت
بہی نہین دی کہ کوئی مظلوم یا اندوہناک یا بہوکا یا ننگا یا کمزور یا محتاج تمہارے
یہان سے کچھ پاوے حالانکہ انہین سے کوئی ایسا نہین جسکا حق اس مال مین نہو
پس جب تمہارے ان ندیمون نے جنکو تم نے خواص مقرر کیا ہے اور رعیت پر
ترجیح دے رکہی ہے کہ انکو کوئی تمہارے پاس آنے سے نہ روکے یہ دیکہا کہ مال
بیت المال سے بعض چیز تم اپنے لیے رکہ لیتے ہو اور اسکو غریبون اور مسلمانون
مین تقسیم نہین کرتے تو انہون نے دل مین سوچا اور کہا کہ خلیفہ تو پاک پروردگار
عالم کی خیانت کرتا ہے ہم خلیفہ کی خیانت کیون نکرین اسلیے انہون نے آپس
مین اتفاق کر لیا کہ جو لوگ کہ رعیت کے اخبار خفیہ جانتے ہون انکی رسائی خلیفہ

لیکن جبکو وے چاہین تو وہ پہونچ سکے اور ایک یہ کہ تمہارا عامل کہین جاوے اور
اُنکے خلاف منشا کوئی امر کرے تو اُسکو رہنے ہی نہین دیتے یہان تک کہ ذلیل اور
بیقدر ہوجاتا ہے - جب تمہارا اور تمہارے خواص کا حال اسطرح پھیل گیا اور
رعایا کے ساتھہ اسطرح کا طرز عمل ہوگیا تو لوگون نے آپ کے ارکان دولت کو
بڑا سمجھا اور اُن سے ڈرے اور سب سے پہلے تمہارے عاملون نے تحفے اور مال
انکے پاس بھیجکر اُن سے آشتی کی تاکہ تمہاری رعیت پر خوب ہی ظلم کرین اور کچھہ
شنوائی نہو - پھر جو اور لوگ ذی اختیار اور مالدار تھے انہون نے آپ کے مصاحبون
کو رشوت دی کہ جو جو لوگ اُنسے کم ہون وہ اُنپر اپنے دل کے پھپولے پھوڑین
اِسی طرح اللہ پاک کے شہر سرکشی اور فتنہ و فساد کی طمع سے بھرگئے اور یہ مصاحب
سلطنت مین تمہارے شریک ہوگئے اور تمکو خبر بھی نہین اگر کوئی دادخواہ آجاتا ہے
تو اُنکو کوئی تمہارے پاس جانے بھی نہین دیتا اور اگر وہ یہ چاہتا ہے کہ جب
سواری نکلے اُسوقت اپنا حال عرضی مین لکھکر گذرانے تو معلوم کرتا ہے کہ اُسنے
اسامر کی ممانعت کردی ہے - اور تم نے جو ایک شخص کو مظلومون کے حقوق کا
ناظر مقرر کیا ہے اگر مظلوم اُسکے پاس جاتا ہے اور تمہارے معتمدون کو اُسکی اطلاع
ہوجاتی ہے تو ناظر جی سے یہی کہدیتے ہین کہ اسکی درخواست پیش کرنا نچاہیئے
اور اگر ناظر ذی حرمت ہے اور اُسکا قول مانا جاتا ہے تب بھی وہ آپ کے معتمدون
کے ڈرسے یا اور کسی سبب سے جو چاہتا ہے وہ کچھہ نہین سکتا - غرضکہ مظلوم بیچارہ
اُنکے پاس دوا دوش کرکے شکوہ یا فریاد کرتا ہے اور وہ اوسکو نکال دیتا ہے یا بہانہ
کرتا ہے جب باوجود کوشش کے ناکامیابی کے ساتھہ نکالا ہی جاتا ہے تو وہ آپکی

سواری نکلنے کے وقت آپ کے سامنے فریاد کرتا ہے تو اتنا مارا اور پریشان کر دیا جاتا ہے
کہ اعضا بھی کہین سے کہین ہو جاتے ہین تاکہ دوسرون کو عبرت ہو اور تم تاکتے
رہتے ہو نہ تو ہاتھ سے اشارہ کرتے ہو وہ نہ زبان ہی سے منع کرتے ہو دادرسی تو
ایک طرف رہی یہہ دوسری مصیبت آپڑی۔ اب ایسی صورت مین مسلمانی کے
قطع نظر معدلت اور عافیت عامہ کی کیا چیز باقی رہی۔ پہلے ہی بنی امیہ اور اہل عرب
سمجھے کہ جہان مظلوم اُنکے آپہونچا اوسیوقت اوسکا مقدمہ پیش کر کے انصاف
اور فصل خصومات بلا توقف کر دیا جاتا تہا۔ اور بعض اوقات اوجہی ملکون سے
دوسرے کنارہ سے آکر پادشاہی دروازہ پر پہونچکے پکارتے تھے کہ اے اسلام
والو تو سب اُسکی طرف دَوڑتے تہے اور پوچھتے تھے کہ بتجھے کیا ہوا اور اسکا مقدمہ
دربار شاہی مین پیش کر کے اسی دم اُسکا انصاف کرا دیتے تھے۔ اور مین یا امیر المؤمنین
چین کی سرزمین مین سفر کیا کرتا تہا اور اُس ملک مین ایک **بادشاہ** تھا ایک مرتبہ
جو میرا اودہر کو گذر ہوا تو وہ بادشاہ بہرا ہو گیا تھا اور اپنی قوت سامعہ کے جانے سے
وہ رونے لگا وزیرون نے کہا کہ آپ کیون روتے ہین خدا نہ کرے کہ آپ روئین
اُسنے کہا کہ مین بہرہ ہو گیا اسلیئے روتا ہون ہر چند مجکو اپنی مصیبت پر رنج نہین
مگر یہ تردد ہے کہ مظلوم دروازہ پر کھڑا چیخا کرے گا اور مین اوسکی آواز نہ سنونگا پھر
اُسنے یہ کہا کہ میرے کان جلتے رہے تو کیا ہوا میری آنکہین تو موجود ہین لوگون
مین منادی کر دو کہ کوئی سرخ لباس نہ پہنے صرف وہی شخص پہنے جو مظلوم ہو پھر وہ
صبح و شام سواری ہاتھی گھوما کرتا تہا کہ کوئی مظلوم نظر پڑے تو اسکا انصاف کرے۔
اے امیر المؤمنین مقام تامل ہے کہ بادشاہ چین مشرک ہوکر اسطرح کی عنایت اور رحمت

مشرکین کے حال پر رکھتا ہے اور سلطنت مین اپنے نفس کے بخل پر ترس کرتا ہے اور تم
اللہ پاک پروردگار عالم پر ایمان رکھتے ہو تمکو بیچارے مسلمانون پر مہربانی غالب نہین ہوتی
اور اپنے نفس کے بخل پر ترس نہین آتا - اور تمہارا بخل بیکار ہے اسلئے کہ تم مال کو تین
باتون مین سے ایک کیلئے جمع کرتے ہو- اگر یہ کہو کہ مین اپنے لڑکے کیلئے جمع کرتا ہون
تو اللہ پاک پروردگار عالم نے تمکو بچہ کے باب مین عبرتین دکہلادی ہین کہ جب اپنی
ماں کے پیٹ مین سے نکلتا ہے تو روئے زمین پر اوسکا کوئی مال نہین ہوتا اور
دنیا مین ایسا کوئی مال نہین جسپر کسی نہ کسی ممسک ہاتہہ کا قبضہ نہو گر اللہ پاک اسپر
اپنی عنایت کرتا ہے یہان تک کہ لوگون کی رغبت اسکی طرف بڑہ جاتی ہے اور جو
کچھہ اسکو ملتا ہے وہ آدمی نہین دیتے بلکہ پاک پروردگار عالم اسکو دیتا ہے اور یہ بہی نہین کہ
تمکو بہی لڑکا عنایت ہو بلکہ خداوند عالم جسکو چاہتا ہے مرحمت فرماتا ہے اور اگر یہ کہو کہ مین
مال اسلیے جمع کرتا ہون کہ اپنی سلطنت کو مضبوط کرون تو اس امر مین بہی اللہ جلشانہ
نے تمکو گذشتہ لوگون کی عبرتین دکہلادین کہ جو کچھہ زر وسیم اونہون نے جمع کیا تہا
اونکے کچھہ کام نہ آیا اور وہ جاہ وحشم اور ہتیار و سواری سب بیکار ہوگئے کہ جب مالک الملک
کو تمکو اسطرح مالک کرنا منظور ہوا تو اس سے کچھہ حرج نہوا کہ تمہارے پاس اور تمہارے
بہائیون کے پاس مال کم تہا - اور اگر یہ کہو کہ مال اسلئے جمع کرتا ہون کہ جس حالین اب
ہون اوس سے زیادہ اور عمدہ مطلوب ہاتہہ آجائے تو اسکو جان رکہو کہ جس مرتبہ
پر تم اب ہو اوس سے بڑہ کر جو مرتبہ ہے وہ بدون اعمال صالحہ کے حاصل ہی نہین ہوتا
اے امیر المومنین بہلا تم عاصی کو قتل سے زیادہ بہی کوئی سزا دیتے ہو- خلیفہ نے کہا
نہین - اوس شخص نے کہا کہ پہر جو ملک مالک الملک نے تمکو دیا ہے اور دنیا کا

حاکم احکم الحاکمین گردانا ہے اسکو لیکر کیا کروگے خداوند عالم تو اپنے
عاصیون کو قتل کی سزا نہین دیتا بلکہ عذاب الیم مین ابدالآباد رہنیکی سزا دیتا ہے
اور وہی تمہارے دلون کے عزم اور جوارح کے باطنی امور کو دیکھتا ہے تو یہ
بتا کہ پھر جب شاہنشاہ جل وعلا سلطنت دنیا تمہارے ہاتھ سے چھین لیگا اور تمکو
حساب کیلئے طلب فرمائیگا تو سلطنت دنیا پر جو تم بخل کر رہے ہو کیا یہ پاک پروردگار عالم
کے یہان کچھ تمہارے کام آئیگی یہ سنکر خلیفہ منصور بہت رویا یہان تک کہ ڈھاڑین
مارنے لگا پھر کہا ہے

مرا سے کہا کہ ستمگر اور رعیت پر زراہ	نگر حق زاد کسری شیر ہم حق داد

پھر پوچھا کہ جو سلطنت مجکو عطا ہوئی اسمین کیا تدبیر کرون آدمی تو مجکو تمامین ہی نظر
آتے ہین اس نے جواب دیا کہ اے امیر المومنین تم بڑے اور سچے اماموں اور رشیدون
کو اپنے ساتھ رکھو منصور نے کہا کہ وہ کون ہین اس نے کہا کہ وہ علماء ہین خلیفہ نے
کہا کہ وہ تو مجھسے بھاگے پھرتے ہین اس نے کہا کہ انکے بھاگنے کی یہی وجہ ہے
کہ وہ ڈرتے ہین کہ کہین تم انسے بھی زبردستی سے وہی کام لو جو تمہارا طریقہ اپنے
عاملون کے ساتھ جاری ہے۔ بلکہ دروازون کو کہولدو اور روک ٹوک کم کردو اور مظلوم
کا انتقام ظالم سے اور ظالم کو ظلم سے رد کرو اور چیز کو حلال اور طیب وجہ سے لو اور
حق وعدل کے ساتھ تقسیم کرو پھر مین ضامن ہون کہ جو کوئی تم سے گریز کرتا ہے
وہ تمہارے پاس آئیگا۔ اور تمہارے حال اور رعیت کی بہتری مین تم کو مدد دیگا
منصور نے دعا مانگی کہ الٰہی مجھکو اس شخص کے قول کے بموجب عمل کرنیکی توفیق
کرامت فرما۔ اتنے مین حرم شریف کے موذنون نے نماز کی تکبیر کہی منصور نماز مین

مشغول ہوا اور وہ شخص غائب ہو گیا معلوم ہوا کہ وہ خضر علیہ السلام تھے انتہی مختصراً احیاء العلوم

پند ناصح کی نصیحت اور واعظ کی تقریر دل سے کانون سے سنو کہ وہ تمہارے دلکی بیماریون کا طبیب ہے مگر شرط یہ ہے کہ پہلے یہ سوچ لو کہ وہ تمکو کسی اپنی خاص غرض کیلیے نصیحت نکرتا ہو۔

عزیزو سن لو تم واعظ کی تقریر	سنو مت بات ہو اہل غرض کی

فائدہ۔ عیوب بشریت سے تو کوئی بشر خالی نہین ہوتا ہے مگر تعلم و تعلیم اور ادب اور تادیب کو بڑا اثر ہے۔ والدین اصلاح اولاد کی اور اساتذہ اصلاح شاگردونکی۔ اور ازواج اصلاح بی بیون کی اور حکما اصلاح حمقا کی اور اطبا اصلاح بیمارون کی اور امرا اور روسا اصلاح رعایا و برایا کی اور پیغمبر رسول اصلاح امت کی کیا کرتے ہین یہ اصلاح نہوتی تو سارے آدمی چارپایون کی طرح ہو جاتے جو کوئی شخص اوسنے واعلی ارادہ اپنی اصلاح کا نہین کرتا ہے عیش و فسق مین ڈوب کر مطلق العنان ہو کر تنہا اپنی عقل و خیال پر رہتا ہے کسی کی کوئی بات اچھی ہی پسند نہین کرتا وہ در حقیقت انسان نہین اوسکا انجام ضرور ہی خراب و نتیجہ بد ہوتا ہے۔ ہر انسان پر فرض ہے کہ رات دن کے آٹھ پہر مین ایک دم اپنے اعمال کا حساب لیا کرے اور اپنے عیبون کو دریافت کرکے اصلاح حال کیا کرے جس نے یہان حساب لیا اوسکو قیامت کے حساب مین آسانی ہو گی جسنے نہ لیا اوسکو سارا حج حشر تک بھگتنا پڑیگا۔

خدایا کہ عیبہای تو روشن شود ترا	بچشم ما نقابہا نشیند وکمین خویش

حکمت۔ دنیا اگرچہ زر ہو اور آخرت سفال مگر جب دنیا فانی اور آخرت باقی

ٹھیری تو وہ سفال اس جوہر سے ہزار درجہ بہتر ہے گناہ اور خواہش نفس کی لذت باقی نہین رہتی اسکا عذاب وعقاب باقی رہجاتا ہے طاعت کی تکلیف ومحنت باقی نہین رہتی ہے اسکا اجر وثواب باقی رہجاتا ہے ہر عیش کا آخر جراحت سے ہر مصیبت کا انجام راحت ہے ؎

در پس ہر گریہ آخر خندہ ایست	مرد آخر بین مبارک بندہ ایست

حکایت

ابی عمران جونی کہتے ہین کہ جب ہارون رشید تخت نشین ہوا کل لوگ مبارک بادی کو آئے اس نے خزانون کے منھ کھول دیا اور ہر ایک کو بڑے بڑے خلعتین اور انعام دینا شروع کردیا اور ایک شقہ حضرت سفیان بن سعید ثوری کے نام لکھا کہ اللہ تعالے نے ایمان والون کے درمیان بہائی چارہ مقرر فرمایا اور اس بہائی چارہ کو اپنے لیئے اور اپنے باب مین ٹھیرایا اور جان لو کہ مین نے تم سے جو بہائی چارہ کیا ہے اسکا رشتہ قطع نہین کیا اور نہ آپکی دوستی توڑی بلکہ اب تک مجکو آپ سے افضل محبت اور اکمل عقیدت حاصل ہے اگر بار خلافت میری گردن مین نہ ڈالا گیا ہوتا تو مین آپ کی خدمت شریف مین گھٹنون کے بل چلکر آتا اور میرے اور نیز آپکے دوستون مین سے کوئی ایسا شخص نہ ہوگا جو مجکو مبارکباد دینے نہ آیا ہو اور مین نے بیت المال کھولکر بڑے بڑے انعام دیا کہ میری انکہونکو ٹھنڈک اور دل کو فرحت ہوئی مگر جب آپ تشریف لانے مین دیر کی اور قدم رنجہ

فرمایا تو مین نے یہ خط اپنے سخت اشتیاق سے ارسال خدمت کیا اور آپ کو روشن
ہے کہ ایماندار کے ملنے کا کیسا کچھ ثواب آیا ہے مین امید کرتا ہون کہ آپ قدم رنجہ
فرمائینگے وہ نامہ عباد طالقانی کو دیا گیا اور کہا گیا کہ نامہ لیکر کوفہ کو جا اور بخیر و ادا اپنے
کوشش دل سے جو حال حضرت سفیان ثوری کا ہو فوراً دریافت کر کہنا اور سچ سچ
مجھ سے آکر کہنا۔ نامہ بر نامہ لیکر کوفہ پہونچا اور جس مسجد مین کہ حضرت سفیان ثوری
تشریف رکھتے تھے راستہ لیا جب وہ قریب پہونچا تو سفیان ثوری اٹھ کھڑے
ہو گئے اور فرمایا کہ پناہ مانگتا ہون اللہ پاک سنتے جاننے کی شیطان مردود سے
اور الٰہی مین تیری پناہ مانگتا ہون اُس آنیوالے سے جو ہمارے پاس خیر کے
سوا اور کسی طرح آوے آپکے ان الفاظون سے نامہ بر کے دل پر اثر بخشا اور
آپ نماز مین مشغول ہو گئے حالانکہ کسی نماز کا وقت ہی تہا نامہ بر نے گھوڑا باکے
چھوڑکر اندر قدم رکھا دیکھا تو آپ کے جلیس گردنین جھکائے ایسے بیٹھے ہین کہ
گویا چور ہین کہ انپر بادشاہ چلا آیا ہے اور اوسکی سزا سے ڈرتے ہین۔ نامہ بر نے
سلام کیا تو کسی نے سر اٹھا کر نہ دیکھا بلکہ پورون کے اشارہ سے جواب سلام
ادا کیا۔ جب نامہ بر کھڑا رہا تو کسی نے یہ نہ کہا کہ بیٹھ جاؤ اور انکی ہیبت سے اس
پر لرزہ چڑھ آیا اور وہ خط پھینک دیا تو حضرت سفیان ثوری اسکو دیکھکر کانپے
اور ایسا بچے جسطرح کسی کی سجدہ گاہ مین سانپ آگیا ہو پھر اپنا ہاتھ جبہ کی آستین
مین لپیٹا اور اسی طرح خط کو لیکر پلٹا دیکر لوگون کی طرف پھینککر فرمایا کہ پڑھو تمسک
انمین سے ایک نے ڈرتے ڈرتے اسکو اسطرح کھولا جسطرح سانپ کا ٹنے کا خوف
ہوتا ہو اور ابتدا سے انتہا تک پڑھ سنایا۔ حضرت سفیان ثوری ایک تعجب

کر بید الون کی طرح مسکراتے رہے اور ختم مضمون پر فرمایا کہ اسکے پشت ہی پر جواب
لکھو اگر سی سے اس کاغذ کو وجہ حلال سے حاصل کیا ہوگا تو ثواب پائیگا اور
اگر حرام جگہہ سے لیا ہوگا تو عذاب پائیگا اور جس چیز کو ظالم نے چھوا ہے وہ ہمارے
پاس رہنے ہی نہ چاہیئے ورنہ ہمارے دین کو خراب کریگی - اور لکھو بسم اللہ الرحمن الرحیم
بندہ حقیر سفیان بن سعید ثوری کے طرف سے - اس بندہ کو جو آمال پر مغالطہ
کھائے ہوئے ہے اور ایمان کا مزہ اس سے چھین گیا ہوا ہے یعنی ہارون رشید
کو بعد حمد وصلوٰۃ کے معلوم ہو کہ مین نے یہ خط تمکو اسی اطلاع کیلئے لکھا ہے کہ مین نے
تمہاری الفت کا رشتہ توڑ دیا اور دوستی کا علاقہ کاٹ ڈالا اور اب مین تمہارا
دشمن ہو گیا کیونکہ تم نے خود اپنے خط مین اقرار کیا کہ مین نے مسلمانون کے
بیت المال کو کھول کے خرچ کر ڈالا اور مجھکو اسبات کا گواہ گردانا کہ مال بیجا اور
بے موقع اڑہا دیا اور یہ بھی نہیں کہ جو کچھہ تم نے کیا تھا اسی پر راضی رہتے بلکہ
باوجود اسکے مجکو خط لکھا کہ تم پر مین اور میرے ساتھی جنہون نے تمہارا خط اقراری
پڑہا گواہ ہو جائین - تم یاد رکھو کہ ہم فردا روز قیامت خداے پاک کے روبرو تمہاری
حرکت بیجا کی گواہی دینگے - اے ہارون تجھے جو خزانہ کھولکر اوڑا دیا اس مین تو بموجب حکم
خداے پاک کے سات فریق کا حق ہے بھلا اس تمہارے فعل سے کونسا فریق
راضی رہا - مولفۃ القلوب رضامند ہوئے یا صدقات کے عامل یا اللہ پاک کی راہ
مین جہادی یا مسافرین یا حفاظ یا عمال اور علما یا بیوہ عورتین یا یتیم بچے یا اور لوگ
عامہ رعیت غریب و نادار اور عیالدار مفلس اس فعل سے راضی اور خوشنود ہین
پس اب اس امر کے سوال کے جوابدہی کے لئے آمادہ اور مستعد ہو جاؤ اور اپنی

مصیبت کے دور کرنیکی فکر کرو اور جان لو کہ تم عنقریب حاکم عادل کے سامنے
کھڑے ہونگے اور تمہارے نفس کے باب میں تم سے مواخذہ ہوگا کہ تم نے
ابرار کی صحبت کا مزہ کھو دیا اور اپنے نفس کے لیے ظالم اور ظالموں کا امام ہونا
پسند رکھا اے ہارون تم سر پر پلاس کے اور جسم پر پہنا اور اپنے دروازے
پر پردہ ڈالا اور ان حجابوں سے تم نے رب العالمین کی مشابہت پیدا کی۔ پھر آپ
نے ظالم سپاہیوں کو مقرر کیا کہ لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور انصاف نہیں کرتے
خود تو شراب اڑاتے ہیں اور جو کوئی پیتا ہے تو اسکو شرابخوار کہکر مارتے ہیں انکا
طرح زنا کرتے اور عورتوں کی عصمت بگاڑتے ہیں اور دوسرے زانیوں کو حد لگاتے
ہیں اور خود مرتکب چوری ہوتے ہیں اور دوسرے چوروں کو سزایاب کرتے
ہیں کیا یہ احکام شریعہ تمہارے ساتھیوں اور نوکر چاکروں پر نہیں ہیں اور لوگوں
پر احکام تعزیری جاری ہوتے ہیں۔ اے ہارون کل کیا ہوگا جب پکارنیوالا اللہ
پاک کی طرف سے پکارے گا احشروا الذین ظلموا وازواجہم ظالم اور انکے
مددگار کہ ہیں تم کو اللہ پاک کے سامنے پیش کیا جائیگا اس صورت سے کہ تمہارے
ہاتھ تمہاری گردن میں بندھے ہونگے اور انکو بجز تمہارے عدل کے اور کوئی
نہ کھولیگا اور دوسرے ظالم تمہارے گرد ہوں گے اور تم ان سب کے سردار
ہو کر سب کو دوزخ میں لیجاؤگے۔ اے ہارون گویا تمہارا حال میرے سامنے
ہے کہ تمہاری گردن پکڑی گئی اور قیامت میں پیشی کے مقام پر جا ٹھہرے
اور تم اپنی نیکیاں دوسرے کے پلہ حسنات میں دیکھ رہے ہو اور اپنی برائی
کے سوا غیر کی برائیاں اپنے پلہ میں دیکھتے ہو کہ مصیبت پر مصیبت اور اندھیرے

انتہا ہے ۔ پس اے ہارون میری وصیت یاد رکھو اور جو نصیحت مین نے تم کو کی
اوسپر کاربند رہو اور جان لو کہ مین نے تمہاری خیرخواہی کی اور کوئی دقیقہ نصیحت
کا باقی نہین چھوڑا اپنی رعیت کے باب مین اللہ پاک سے ڈرو اور سردار عالم محبوب
رب العالمین صلعم کا لحاظ آپکی اُمت کے باب مین رکھو ۔ اور امر خلافت کو اچھی طرح
کرو اور یہ بھی جان لو کہ اگر خلافت خلیفون کے پاس رہتی تو تمہارے پاس
نہ پہونچتی اور نہ یہ تمہارے پاس رہ سکتی ہے اسیطرح دنیا سب لوگون کو ایک
ایک کرکے ملی چلی جاتی ہے ۔ انہین سے بعضون نے تو لیا توشہ بہم کر لیا جو
اسکو مفید ہوا اور بعض لوگ دنیا و آخرت دونون مین خسارہ اوٹھایا والسلام
نامہ رسان اوسکو لیکر بازار مین آیا اور آپکی نصیحت اوس مین اثر کر گئی تھی
سر بازار پکارا کہ اے اہل کوفہ تو سب حاضر آگئے تو کہا کہ ایک شخص اللہ پاک سے
بھاگا ہوا تھا اسکی طرف اسنے رجوع کیا کوئی تم مین سے اسکا خریدار ہے لوگ
جمع ہوگئے اور روپیہ اشرفیان لائے اوس نے کہا مجکو اسکی حاجت ہی نہین بلکہ
ایک موٹا چھوٹا صوف کا کرتا اور ایک کملی چاہتا ہون لوگون نے دونو چیزین
لا دین تو وہ پہنا لیا اور لباس دربار شاہی اوتار کر مع ہتیارون کے گھوڑیکے
پر رکھکر آپ گھوڑے کی باگ تھامے پکڑا ہوا پاپیادہ روانہ ہوا اور اسطرح ہارون رشید
کے دولت پر پہونچا لوگون نے تمسخر کیا مگر جب ہارون رشید کے روبرو گیا تو
ہارون رشید کھڑا ہوگیا اور اپنا سر اور منہ پیٹتا اور واویلا و احسرتا کرتا تھا اور کہتا
تھا کہ افسوس ایلچی نے فائدہ اوٹھایا اور مین محروم رہا پھر وہ خط مرسلہ سفیان
ثوری پڑھتا جاتا اور زار زار روتا اور فریاد و فغان کرتا تھا بعض ندیمون نے عرض کیا

یا امیر المومنین سفیان ثوری نے آپ کی شان مین بڑی گستاخی کی آپ اگر حکم صادر فرمایئن تو وہ اس قابل ہین کہ بازنجیر پٹیدکردیے جایئن تا دوسرون کو عبرت ہو ہارون رشید نے کہا اسے دُنیا کے بندو مجاہو مغالطہ دہی سے باز رکھو جو مغالطہ اور وہم فریب مین آسکے وہ بڑا ہی بدنصیب ہے - پھر وہ خط تا بدم زیست زیر مطالعہ ہارون رشید رہا پس جو شخص اپنے نفس پر ترس کرے اور اللہ پاک سے ڈرے اس عمل مین جو کلمہ کو اسکے سامنے کیا جاوے گا اور اسی پر اسکی بازپرس اور جزا ہوگی اللہ تعالی اسپر رحمت کرے کہ توفیق کا مالک وہی ہے -

حکمت - دُنیا مین تین قسم کے انسان ہین ایک نیک جنہون نے نیکی کو پہچانا نیکون کے رتبہ کو جانا دوسرے بد جنہون نے بدی کو اچھا سمجھا نیکون کے چال چلن کو نہ لیا - تیسرے غافل جو نیکی اور بدی دونون کو نہین پہچانتے غفلت کے مارے کسیکی نہین مانتے ہین ؎

جو ہین نیک نیکی کو پہچانتے ہین	جو بد ہین وہ نیکون کو بد جانتے ہین
بُرائی بھلائی سے غافل ہین غافل	غرض وہ کسیکی نہین مانتے ہین

حکمت - دنیا مین پانچ قسم کے انسان ہین اوّل جو خود نیک ہین اور انکی نیکی کا اثر اورون کو بھی پہونچتا ہے - دوم جو خود نیک ہین مگر انکی نیکی کا اثر اورون کو نہین پہونچتا تیسرے جو نہ نیک ہین نہ بد چوتھے جو خود بد ہین مگر اورون کو انکی بدی کی تاثیر نہین پہونچتی - پانچوین جو خود بد ہین اور اورون کو بھی گمراہ کرتے ہین - نیکون کو چاہیئے کہ ایسے بدآدمیون کی صحبت سے بچین -

بد سے بدنامی نکو ہی نیک سے	ہے تجھے حاصل یہ بازار جہان

	نیک کو اچھا سمجھتے ہین لوگ نیک		جانتے ہین بد کو بدکار جہان	

حکمت — بادشاہ کو آٹھ شخصون سے پرہیز کرنا لازمات سے ہوتا ہے ایک مسخرہ دوسرے بیباک تیسرے منافق چوتھے مطرب پانچوین فاحشہ چھٹے وہ جو پہلے دشمن رہ چکا ہو اور اب دوستی کا لباس پہنا ہو ساتوین وہ جسکے دشمن بادشاہ کے دوست ہون یا اوسکے دوستون کی بادشاہ سے دشمنی ہو آٹھوین وہ جسکا پہلے امتحان بیوفائی ہو چکا ہو نوین خاین جسکا شیوہ خیانت و نمک حرامی کا ہو —

	از منافق تا توانی دور باش دشمنان را جا مده نزدیک خویش		نام بدگویان میاور بر زبان تاکہ از جور و ستم یابی امان	

الحمد للہ رب العالمین وبطفیل رسولہ الکریم کہ حصہ سوم
کتاب محبوب السلاطین قدیم زمانہ کے علماء
کے نصائح بادشاہان زمانہ کی حکایتون مین باہتمام
کارپردازان مطبع نامی روشن مطالع
زمن عزیز دکن مین چھپ کر
اشاعت پذیر
ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حصہ چہارم

ظلم کے ذکر مین

ظلم رکھنا ایک چیز کا بے موقع کا نام ہے پس کسیکو مارا یا ستایا یہہ سب داخل ظلم ہے کہ ان امور کو بے موقع و محل برتا ظالم سے زیادہ آخرت مین کوئی بدنصیب ہی نہین اور دنیا مین بھی خلق خدا ظالم کی دشمن ہی رہتی ہے۔ اور عدل برابری کرنیکو کہتے ہین کہ ہر امر مین کمی و زیادتی سے محفوظ رہے یہہ وصف ضد ظلم ہے پس جو شخص عادل ہوگا وہ ظلم سے بری ہوگا اور ظلم کی برائیون سے عدل کی خوبیان ظاہر ہوتی ہین یہہ وصف حکام وقت کو تو ضروری ہے ولیکن ہر فرد بشر کو اپنے افعال و اعمال مین اعتدال چاہیے کہ جو سخن زبان سے نکلے انصاف کے پلہ مین تلا ہوا ہو اور

اور کوئی فعل اوسکا سبب انقضا فاسد صادر نہو دُنیا مین اُس وصف کا یہہ نتیجہ ہوتا ہی
کہ عادل ہردلعزیز ہو جاتا ہے پس انسان کو لازم ہے کہ وصف عدل سے
موصوف اور نفس امارہ کے دام تزویر مین اپنے خیالات کو پھنسنے نہ دین -

مکن نفس امارہ را پیروی	کہ ناگہ گرفتار دوزخ شوی

نفس امارہ کی خاصیت ہے کہ ہمیشہ حصول لذات دنیاوی و بیجا خواہشات زمانہ کی
نمایش کی طرف انسان کو راغب رکھتا ہے جسکے سبب سے اوسکو وہ کام کرنا
پڑتے ہین جو قانون تہذیب و اخلاق کے خلاف ہوکر اوسی کی بدنامی و ناکامی
کا باعث ہوتے ہین نفس امارہ حقیقت مین وہ دشمن دوست نما ہے جسکے
شعبدہ انگیز اثر سے انسان ایسا غافل ہوجاتا ہے کہ وہ تمام اپنی عمر گران بہا اور وقت
عزیز اسی کے پھیر مین ضایع کردیتا ہے اور اوسکی ذات سے اپنے فائدے کی کوئی
شکل پیدا نہین کرسکتا یہ وہ نفس ہے جو انسان کے دل کو اپنے قابو مین کرکے اپنی
ہی راہ پر چلاتا ہے اور اوس انسان کی بیجا خواہشون کو یہان تک وسعت دیتا ہے
کہ وہ بیچارہ کسی حالت مین آسودگی کا نام ہی نہین لیتا اور نہ اوسکے دل مین صبر ہوتا
ہے کہ اب زیادہ ہوس بیکار ہے بلکہ ہمیشہ یہی جی چاہا کرتا ہے کہ یہہ بھی مراد حاصل
ہو وہ بھی مطلب ملے پس جب اوسکی آرزوؤن نے اپنی حرص حد اعتدال سے بڑہائی
تو سمجھ لیجئے کہ کامیابی تو درکنار اگر اس آفت جانستان سے جان ہی بچ جاے
تو بہت غنیمت ہے عاقل وہی انسان ہے جو توبہ و اطاعت پر ورد گار مین کبھی غفلت
جایز نہین رکھتا اور اپنی عمر پر اتنا تکیہ بھی نہین کرسکتا کہ کل دو سرا روز بخیر بیت گذریگا
پس اسکے نفس جب جوانی مین توبہ کرنا دشوار سمجھتا ہے تو کیا بڑہاپے مین جو وقت

آخرت سے اپنی اصلاح کرسکے گا ہرگز نہین - دیکھو جو لکڑی کہ سبز اور تازہ ہوتی ہے وہ ممکن ہے کہ کسی نہ کسی طرح سیدہی ہو جاوے مگر وہ لکڑی جو بالکل خشک ہو جاتی ہے پہر سیدہا کرنے سے کب سیدہی ہو سکے گی پس اسی طرح اس نفس کا حال ہے کہ اگر ابتداء مین انسان اسپر قابو رکہے تو ممکن ہے کہ اسکی قید مین گرفتار ہو اور اوسکی ظاہری نمایش اور دل بہکانے والی خواہش سے دہوکا نہ کہا سکے مثلاً اگر ابہی کوئی چہوٹا سا درخت زمین پر اوگا ہو اور دکہائی دے تو ممکن ہے کہ تہوڑی سی فکر مین جڑ سے اکہاڑ ڈالا جاوے اور اگر کسی درخت کو اس خیال سے کہ جب وہ ہمین ضرر پہونچاوے گا اکہاڑ ڈالینگے تو سمجہ لیجئے کہ اوسی درخت کی جڑ روز بروز مضبوط ہوتی جاویگی اور پہر اوسکا اوکہاڑنا بہ نسبت پیشتر کے بہت مشکل ہو جاوے گا -

اے عزیزو نفس راحت کی جو ہے حاجت تمہین ۔ نفس امارہ کی گہاتو سی رہے نفرت تمہین
نخل عصیان ابتدائی مین اکہڑ جاوے تو خوب ۔ ورنہ پیری مین جوانی کی ہے کب طاقت تمہین

اے نفس امارہ کیا یہ تو نہین جانتا کہ تیری بیجا خواہشین اوس پروردگار عالم کو بخوبی معلوم ہین جسکی ذات تمام زمانے مین عالم الغیب مشہور ہے اور کیا دنیا مین کوئی انسان ہی ایسا دانشمند و تجربہ کار باقی نہین رہا ہے جو کسی مکار و شعبدہ باز کی چال کو نہ تاڑ سکتا ہو کیون نہین یہ دنیا ایسا ہی مقام ہے کہ برے کامونکا نتیجہ فوراً ہی طشت ازبام ہو جاتا ہے اور خدائے عالم الغیب ہر شخص کو اوسی قسم کی سزا دیدیتا ہے جسکا وہ سزاوار ہے پس عقلمند انسان اس نفس امارہ کے ہتہکنڈون سے اسطرح بچتا رہتا ہے جسطرح آگ سے خس و خاشاک -- اور اگر انجام بینی کو بالائے طاق رکہا اور حرص ہوا سے دنیا پر زیادہ منہہ پہیلایا تو اونہین کہین کا

حال ہوگا جو ایک شہد کے برتن مین چپک چپک کر اپنی میٹھی جانین ضایع کرتی ہین اگر کوئی شخص اپنی بے زری و مفلسی کے سبب سے ایسی کوشش کرے کہ کسی کا مال ناجایز وسیلون سے حاصل کرے تو سمجھیئے کہ اوسکا نفس امارہ وہی نتیجہ پیدا کرنیوالا ہے کہ اسکو قیدخانے کی ہوا کھلائے اور اوس سے انواع واقسام کی شقتین جھلوائے پس جو لوگ حلم وضبط کے زور سے اپنے نفس امارہ کو اپنے قابو مین رکھتے ہین وہ حصول دولت کے لیے بھی کوئی ایسا طریقہ اختیار کرتے ہین کہ سانپ مرے اور نہ لاٹھی ٹوٹے دولت کی دولت حاصل ہو اور اپنا نقصان بھی نہو - جب پروردگار عالم نے تخم کو قوت بالیدگی دی اور زمین کو قابل زراعت پیدا کیا تو ہمین ضرور ہے کہ اوسی زمین مین تخم غلہ بوکر اپنے کھانے کے لیے غلہ پیدا کرلین اور جب ہمین قادر مطلق نے عقل وفہم دی تو ہمین یہی مناسب ہے کہ اپنی خواہشات بیجا سے گذر کر وہی آرزوئین دل مین قایم کرین جنسے ہمارا کسی طرح نقصان نہون اور نفس امارہ کے دام تزویر مین اپنے خیالون کو پھنسنے نہ دین انسان اگر اپنے خیالات کو حد اعتدال پر قایم رکھے اور کوئی کام بغیر سوچے سمجھے آغاز نکرے تو ممکن ہے کہ اوس مغالطے سے محفوظ رہے جو اکثر کج فہمی کے سبب سے پیش آجاتا ہے اور اوسکے نفس پاک کا غلبہ نفس امارہ کے گمراہ وتباہ کرنے سے بچالے کیونکہ جب پہلے ہی سے اوسکا نفس امور نیک کا راغب ہوگا تو ممکن ہی نہین کہ اوس سے کوئی فعل ایسا سرزد ہو جو خلاف شان تہذیب اور زیان جان ومال وآبرو ومندرجۂ ذیل ہو -

حقوق عبد وہین اسے مہربان ... کہ جسمین ہو کسی بندے کا نقصان

زیان جان و مال و آبرو جو
کوئی انمین سے ہے اے فرخندہ خو ہو

کوئی تکلیف پوہنچے یا کہ بے دل
حقوق عبد مین یہ سب مین داخل

کسی کا جیسے ناحق خون کرنا
کسی کو سخت بے عزتین کرنا

چرانا مال یا تہمت لگانا
عبث کچھ سخت کہکر دل دکہانا

زبردستی سے کچھ چھین لینا
کسی کا قرض آتا ہو نہ دینا

جو بیچے کچھ تو عیب اوسکا چھپاکر
نہ بیچے دودہ مین پانی ملاکر

کسی شے مین نکرے میل ہرگز
ملا دینا نہ گھی مین تیل ہرگز

نہو جسمین زیان عبد غالب
وہ حق اللہ ہے اے عاقل مناسب

وہ جیسے روزے کہانا کو پینا
فرایض چھوڑکر بے قید جینا

گناہ ایسے ہی کچھ بیر بے شک ہین
کہ حق خلق و خالق مشترک ہین

سمجھے اون مین اعتبار حق غالب
شمار اوسکا ہوا غلبے کے جانب

جو بندہ اپنے حق کو بخش دیگا
گنہ اللہ کا توبہ سے مٹیگا

زنان بھی بے گمان حق خدا ہے
سمجہنا حق عبد اوسکو خطا ہے

مگر جو عبد کو لاحق ہوئی عار
یہ اوسکا حق سمجہہ اسے نیک کردار

ملے توفیق توبہ کی خدا سے
بچاوے ہمکو ہر جرم و خطا سے

حقوق عبد ہون یا حق اللہ
کسی عصیان کی دل مین نہو چاہ

اور سلاطین و امرا و دولت ارکان سلطنت حکام عدالت وغیرہم کو ظلم کرنا کسی ایک شخص پر حرام ہے۔ مثلاً کسی کا مال ناجایز وسیلون سے حاصل کرلیجے یا کسی کو گالی دے یا زد و ضرب کرے یا مظلوم کی فریاد نہ سنے اور ظالمون کے

پاس آوے جاوے اور اون کے ظلم سے راضی رہے یا اون کی اعانت ظلم پر کرے یا کسی کی سعایت اون پاس لیجاوے چغل خوری کیا کرے ۔ لا ینال عہدی الظالمین ۔ دلیل ہے اسبات پر کہ امام حاکم رئیس والی سلطان کا عادل عامل بشریع ہونا ضروریات سے ہے ۔ عہد سے مراد اس جگہہ امامت ہے گویا سلامت ہونا امام کا وصف ظلم سے سب امور مین جن کو کچھ بھی تعلق امور ات دینیہ سے ہے شرط ہے اضافت عہد افادہ اس عموم کا کرتی ہے ظلم کی برائی و مذمت مین بہت آیات وارد ہین ایک آیت مین یہ آیا ہے کہ اللہ پاک برابر ایک ذرہ کے بھی ظلم نہین کرتا ہے مراد ذرہ سے یا تو نملہ صغیرہ ہے یا راس نملہ یا وزن رائی کا یا وہ ذرہ جو ریت مین چمکتا ہے قول اول موافق لغت کے ہے حمل قرآن اوسی پر واجب ہے ۔

معلوم ہوا کہ ذرہ برابر بھی ظلم درست نہین ہے ظالمون کے طرف جھکنے سے بھی منع کیا گیا ہے بلکہ یہ کہا گیا ہے کہ کہین تمکو دوزخ نہ چھولے ۔ آیت مبارک مین اشارہ ہے طرف اس کے کہ ظالم اہل نار ہین بلکہ جیب نرے مائل ہونے پر آگ چھوتی ہے تو جو کوئی خود ظالم و ستمگر ہی ہو تو اس کا حال ہوگا ۔

کسی کی آبروریزی کرنا یا کسی کا مال ناجایز وسیلون سے حاصل کر لینا و قتل ظلم ہے اللہ پاک اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم نے جس طرح جان و مال ہر مسلمان کا دوسرے شخص پر حرام فرمایا ہے اسی طرح ہر مسلمان کی آبروریزی کو حرام کیا ہے ان تینون امور کو ایک ہی سلک مین منسلک فرمایا ہے یہ تینون کام ظلم صریح فسق قبیح کہلاتے ہین ۔

جان و مال کے ظالم تو کم ہوتے ہیں بلکہ آبرو ہی کے ظالم بے گنتی ہوتے ہیں
اُسنے کسی شخص مسلمان کو نجات ہی حاصل نہین ہوتی ہے ہر شخص کی ایک حیثیت
عرفی ہوتی ہے اوسکا ازالہ کرنا منجملہ کبایر کے ہے جسکو لوگ ہلکا جانتے
ہین یحسبونہ ہینا وھو عند اللہ عظیم حدیث شریف مین آچکا ہے المسلم
من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ مسلمان وہ ہے جسکے ہاتھ اور
زبان سے دوسرے مسلمان سلامت رہین ۔
اور آبروریزی خاص زبان کا کام ہوتا ہے جسطرح ازالہ مال و جان و ہاتھ کا
کام ہوتا ہے غیبت و تہمید افترا تہمت بہتان کذب سماعت اخبار و افواہ
یہ سب داخل ازالہ عرض ہین ۔
کلام اللہ پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ حکم حاکم حرام کو حلال یا حلال کو حرام نہین
کرسکتا ہے ظاہر مین تو وہ حکم چلتا ہے ولیکن باطن مین حکم شرعی کو بدل نہین کرسکتا
چنانچہ قاضی شریح کا قول ہے کہ مجکو گمان ہوتا ہے کہ تو ظالم ہے مگر مین ظاہر
بینہ پر حکم کرتا ہون میرا حکم حرام کو تیرے لیئے حلال نہین کرسکتا ہے اور یہی
قول ہے امام احمد و مالک کا حدیث ابی ذر مین آیا ہے کہ رب العزت نے
فرمایا ہے یا عبادی انی حرمت الظلم علی نفسی وجعلتہ بینکم محرما فلا
تظالموا رواہ مسلم فی صحیحہ ۔
یعنی اے میرے بندو مین نے ظلم اپنی جان پر حرام کیا ہے تمہارے اوپر بھی
حرام کیا ہے ۔ بہت ڈرایا ہے بڑی وعید فرمائی ہے ظلم کو دن قیامت کے
اندھیرا کہا ہے ظالم کی دعا قبول نہین ہوتی ہے اور وہ شفاعت جناب

سلطان الانبیاء رسول اللہ صلعم سے محروم رہیگا اور ظالم کی نیکیاں مظلوم کو دلوائی
جائینگی مظلوم کی بدعملی سے ڈرو اوسکی دعا بارگاہ رب العزت میں جلد مستجاب ہوتی

چو پیرایہ اجابت میرسد آہ ستم دیدہ	صدائے اعظم لبیک از عرش عظیم

جس طرح ظالموں کے حق میں وعید آئی ہے اسی طرح حق میں اہل عدل کے وعدہ
آیا ہے ملوک عادلین نور کے منبر پر داہنی طرف عرش کے ہونگے اور عرش
کے سایہ میں بیٹھینگے۔ ایک دن امام عادل کا ساٹھ برس کی عبادت سے
اور چالیس روز کی بارش سے افضل ہے اور سب سے زیادہ نزدیک حکم الٰہی
کے بروز قیامت امام عادل ہوگا اور ظالم وجابر کو خداوند عالم دشمن رکھتا ہے سار
خلق سے زیادہ تر دور خدا سے پاک سے ستمگر ہی ہوگا۔ اور سب سے بدترین قسم
سے وہی کہلاتی ہے جو متعلق آبرو سے ہو جیسے گالی دینا تہمت کرنا قذف کرنا
رسالت پناہی میں جان اور مال اور آبرو کو ایک ہی حکم میں رکھا ہے اس
کہ ہر شخص ہر کسی کے جان اور مال پر ظلم نہیں کرسکتا ہے خصوصاً جو کہ والی
رئیس نہیں ہے۔ ہاں ظلم آبرو ریزی کا سو یہ ہر شخص کے مقدور میں داخل ہے
تلوار کا زخم تو اچھا ہی ہوسکتا ہے بخلاف زبان کے زخم کے وہ اچھا
ہوسکتا ہے۔

جناب سردار عالم محمد الرسول اللہ صلعم نے آخر عمر شریف میں بروقت حج
الوداع خطبہ میں ارشاد فرمایا اسوقت ایک لاکھ چوبیس ہزار آدمی جمع تھے
کچھ اوپر ہونگے۔ ان دماءکم واموالکم واعراضکم علیکم حرام کحرمۃ
هذا فی شهرکم هذا فی بلدکم هذا هل بلغت۔ یعنی تمہارے خون

تمھاری آبرو ویسی ہی تمپر حرام ہے جیسا کہ حرمت اس دن اس مہینے اس شہر کی ہے
یہ حدیث صحیحین مین ابی بکر سے مروی ہے ۱۲ -
اور حدیث ابی ہریرہ مین آیا ہے کہ کل المسلم علی المسلم حرام دمہ وعرضہ ومالہ
مسلمان کی ہر چیز مسلمان پر حرام ہے خون آبرو اور مال بلکہ آبرو کو اس بی الربی فرمایا ہے
یعنی بدترین سودخواری ۔
غرضکہ ارشادات شارع علیہ السلام مین ان تینون چیزون کا حرام ہونا یکسان آیا ہے
اور جو احادیث اس باب مین وارد ہین اون مین ذکر سب و غیبت اور لعن کا رشاہ
فرما کر سب کو اشد محرمات مین داخل کیا گیا ہے بلکہ مجہر اور لہو وغیرہ ذی روح کے
لعن تک سے منع کیا گیا ہے ۔ پس اب غور کر لیا جا سکتا ہے کہ جو کسی مسلمان ہی
کو لعن وطعن کرے اوسکا کیسا حال ہوگا ۔
خصوصاً اوس لاعن اور طاعن کا حال جو خیر العباد اصحاب رسول اللہ یا اون کے
اہل بیت کو معاذ اللہ برا کہے کیسا کچھ بڑا مظلمہ اور گناہ عظیم ہے ۔
چنانچہ فرمایا سلطان الانبیا سردار عالم رسول اللہ صلعم نے کہ جو ہمارے صغیر پر
رحم نکرے اور ہمارے کبیر کی توقیر نکرے وہ ہم مین سے نہین یعنے دایرہ اسلام
سے خارج ہے ۔
نکتہ ۔ جسطرح تیر پتھر پر لگ کر چلانے والے کی طرف واپس جاتا ہے پتھر مین
گھسنے نہین پاتا اسی طرح بدگو کی بدگوئی نیک آدمی پر اثر نہین کرتی کہنے
والے کی طرف پھر عود کر جاتی ہے ۔

با نکوکاران بدی کردن سزا پا جاہلی ست	کے کند بیشک اثر بر سنگ تیر گر

تنبیہ ـ چوری اور خون ناحق و لواطت اور زنا و مال یتیم کا ناحق کھانا اور جھوٹی گواہی دینا اور راستہ لوٹنا جھوٹی قسم کھانا اور بے عذر گواہی نہین دینا اور مردون اور عورتون کے درمیان جدائی کی غرض سے جھگڑا اور لڑائی لگانا اور عورتون پر شوہرون کا ظلم کرنا اور عورتین بے خاوندون کے خلاف مرضی چلنا اور عصمت دار عورتون کو زنا کی گالیان دینا گناہ عظیم ہین اور مال رشوت سے حاصل کرنا جیسے حدیث شریف مین لعنت پروردگار عالم کی آچکی ہے راشی اور مرتشی پر یہ لعنت ان دونون ہی پر نہین بلکہ رایش پر بھی آئی ہے راشی رشوت دہندہ کو کہتے ہین اور مرتشی وہ شخص جو لیوے اور رایش وہ جو دلاکے دیکھیے اس لینے کے کیسے دینے پڑینگے ـ

بوقت صبح شود ہمچو روز معلومت	کہ باکہ باختۂ عشق در شب دیجور

اور اقسام ظلم سے ایک وہ ہے جسکا ضرر عامہ مخلوق الٰہی کو پہونچتا ہے دوسرے وہ ہو سکتا ہے جس کا ضرر خاص اہل معاملہ کو ہوے ـ

قسم اول ـ کے بہت سے انواع ہین جن مین سے دو اجمالاً ہدیۂ ناظرین کیے جاتے ہین ـ

اول ـ گرانی کی نیت سے غلہ کو روک رکھنا اور بھاؤ کے گران ہونے کا منتظر رہنا اس قسم کا فعل ظلم عام مین داخل ہوتا ہے ـ

اور اسی طرح وہ چیزین جو غذا پر مددگار ہوتی ہین جیسے گوشت وغیرہ یا اس قسم کی چیزین جو بعض اوقات غذا کے قایم مقام ہو جاتی ہین گو ہمیشہ ان کو غذا نہین کر سکتے بعض اہل علم نے ان اشیاء کو بھی شامل کر دیا ہے اور گھی اور شہد

اور شیرہ اور پنیر اور زیتون کے تیل یا جو اس طرح کی چیزین ہون سب کے روکنے
کو حرام فرمایا ہے اور بعض کے نزدیک صرف انہین چیزون کے روکنے مین بخلاف
غلہ کے قباحت نہین خیال کی گئی ہے -

مگر ایام خشک سالی مین ان چیزون کا روک رکھنا بھی ضرر عام خیال کیا جاسکتا ہے
تو یہ بھی ایک قسم ظلم کی متصور ہوتی ہے جیسے خود ضرر رسانی ممنوع ہے اسی طرح
جو چیز اسکی تمہید اور آغاز پڑے ممنوع ہے -

دوم - انواع ضرر عام کے نقد مین کہوٹے روپیون کا رواج دینا بھی قسم
ضرر عام کے ظلم سے ایک مظلمہ ہے اور وہ روپیہ کہوٹا جسوقت تک چلتا رہیگا اور
ضرر و فساد برابر پہیلتا رہیگا اوسوقت تک سب کا وبال اور بار گناہ اوسی کے گردن پر ہوگا
جس نے کہوٹے دام بنایا اور جان بوجھ کے چلایا -

قسم دوم - ظلم کی وہی ہوسکتی ہے جسکا ضرر خاص اہل معاملہ کو پہونچتا ہے
تو جتنی باتون سے اہل معاملہ کا نقصان ہوتا ہو وہ ظلم مین داخل ہین -

عدل اسکا نام ہے کہ اپنے سے کسی شخص کو ضرر نہ پہونچایا جائے قول سے ہو یا فعل
سے اور اس امر مین قاعدہ کلیہ یہی ہے کہ دوسرے کے واسطے بھی وہی بات چاہئے
جو اپنے لئے چاہتا ہو ~ ہر چہ بر خود نہ پسندی بر دیگران مپسند -

اور حصول معاش کیلئے عقلا کے نزدیک تین ذرایع اعلی ہین -

اول زراعت - دوم تجارت - سوم صناعت — ان تینون
مین سے اعلی تر زراعت ہے - پھر تجارت اور بستر صناعت ان کے پیدا کرنے اور
حصول اموال کے لیے انسان کو تین قسم کے اموال سے اجتناب کرنا ایک امر لازمی

اول - وہ مال جو حیلہ اور مکر و فریب و دغا بازی اور رشوت ستانی و دزدی
اور دروغ حلفی قمار بازی ظلم یا امداد ظلم سے حاصل ہو -
دوم - ایسی دولت سے ہاتھ اوٹھانا چاہیئے جو حرکات مسخرہ اور خدمات ارازل
سے فراہم ہو -
سوم - ایسے مال کی خواہش نکرنا چاہیئے جو صنایع نا ملایم سے میسر آسکے اور صنایع
نا ملایم کی تین قسمین ہین -
قسم اول - کسی ایسی صنعت کا عمل مین لانا جو باعث ایذا اور ضرر رسانی عوام ہو
مثلاً سحر اور پیشہ کیمیا گری و ٹھگی اور شعبدہ بازی - عربدہ جوئی وغیرہ -
قسم دوم - ایسی صنعت جو تہذیب اور متانت انسانی مین داغ لگاتی ہو
مثلاً مسخرگی - اور قمار بازی و مطربی اور رقاصی و زنا و لواطت وغیرہ -
قسم سوم - وہ جسکے عمل کرنے سے دل و دماغ اور طبیعت کو نفرت ہو مثلاً
سیندہی و آتشی و شراب و تاڑی وغیرہ جو زیادہ تر قبیح ہوسکتی ہے اور جس کا
خراب اثر مخلوق الٰہی کو مضرت رسان ہوتا ہے -
اسی طرح صناعت شریفہ جو شرفا اور عقلا کیلئے ہے اسکی بھی تین قسمین ہین -
پہلی قسم - حسن فکر جس کے ذریعہ سے انسان دور اندیشی و صواب رائے
سے تمام اپنے کام عمدہ طور پر نکال سکتا ہے مثلاً وزارت اور امارت وغیرہ -
دوسری قسم - حسن عقل جسکو باعتبار فضل و ادب عقل سے تعلق ہے لیکن
بدن کو اسکے ظاہر کرنے مین دخل ہے مثلاً کتابت و مساحت و درس تدریس نظم و نثر وغیرہ
تیسری قسم - حسن قدرت جسکا شجاعت و قوت اعضا سے تعلق ہے مثلاً

سپاہگری لشکرکشی وضبط مملکت وغیرہ -

کام وہ کرتا ہے دانا اختیار
جس سے کہلائے سدا وہ نیک مرد

آئے جو دنیا و دین میں اوسکا کام
نیک خو سے و نیک رو و نیک مرد

اور تمامی پیشون میں بعض ضروری اور بعض غیر ضروری ہین -

غیر ضروری مثل زرگری اور نقاشی و مصوری وغیرہ -

اور ضروری مثل پارچہ بافی و طباخی اور کفش دوزی و خیاطی اور زراعت و تجارت و آہنگری و نجاری وغیرہ یہ سب صنعتین امور عالم کے نظام کے لیئے ضروری ہین -

بہرحال انسان اپنے ایام زندگانی خوش معاملگی سے بسر کرے -

خوش معاملگی

انسان کی صفائی طینت کا ایک آئینہ ہے جسکی آب و تاب ایسی پائیدار اور ترقی پذیر ہے کہ روز بروز اسکی جلا بڑہانے کی کوشش کیا کرتی ہے جو انسان اپنے باہمی معاملات کو صفائی اور ایمانداری کے ساتھ طے کرے نیز قول و فعل و وضعداری و راستبازی سمجھتا ہے اُس کا یہ طریقہ تمام عالم میں مشہور ہوجاتا ہے اور وہ اپنی اس نیک شہرت کی وجہ سے ہر ایک معاملہ دار کے دل میں اپنی نیک نامی کا مسکن دیکھتا ہے اور تمام لوگ اسکی بہبودی کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے نظر آتے ہین - جو شخص اپنے اہل معاملہ کو اپنی راستبازی اور خوش معاملگی سے راضی رکھتا ہے وہ شخص اُنکی نظر میں ہمیشہ ایک بزرگ اور قابل تعظیم نظر آتا ہے اور اپنی مصیبت کے وقت میں اسکو ایک سچے ہمدرد کے مانند اپنے شریک حال پاتا ہے - خوش معاملگی ایک ایسی شیرینی ہے جسکا مزہ ہر وقت زبان دلکو یاد رہتا ہے اور اس

لطف اٹھانیوالا شخص کبھی بدمعاملگی کے جانب جھکنے کا نام ہی نہین لیتا کیونکہ ایک صفائی
پسند دل کدورت آمیز خیال کی طرف جھکنا ہی نہین چاہتا جیسے صاف بہتا ہوا پانی کسی
گندگی کے پڑجانے سے خود گندہ نہین ہوتا بلکہ اوسی گندہ چیز کو بہاکر دور پھینکدیتا ہے اور
اور آپ بذات خود ویساہی صاف شفاف اوس سے الگ ہوجاتا ہے خوش معاملگی کی
قدر وہی شخص خوب جان سکتا ہے جسکا دل انصاف پسند ہے اور اہل زمانے کی
تباہ وثون کو اچھی طرح پہچان سکتا ہے جن ملکون کے باشندے اپنے باہمی معاملات
مین خوش معاملگی کا برتاؤ عمل مین لاتے ہین وہان ابس دستور کی مدد سے اتفاق
ملکی وہمدردی وقومی اتحاد کو روزبروز ایک نمایان ترقی حاصل ہوتی جاتی ہے اور ہمیشہ
آتش رشک وحسد پر اوس پڑی رہتی ہے اور کبھی دو معاملہ دارون کے مابین کدورت
مناقشہ پیداہی نہین ہوتی - دیکھو خوش معاملگی ایک ایسی عمدہ چیز ہے جو آدمی کو
ایک ادنیٰ درجہ سے اعلیٰ درجہ پر پہونچادیتی ہے - دیکھا اور سُنا گیا ہے کہ اکثر کم حیثیت
اور کم آمدنی والے اشخاص نے اپنے زور اور اسی چہرے کا رخانون کو ایسا عظیم الشان
اور قابل تعریف بنادیا کہ سبحان اللہ آخر اسکا سبب کہان سرمایۂ قلیل کی ابتدائی حالت
کہان قلیل سے زمانے کے بعد نفع کثیر کی صورت سے یہ بین تفاوت رہ از کجا ست تابکجا
اس ترقی وکامیابی کا باعث اگر بتدبیر کوئی چیز سمجھی جاتی ہے تو صرف اونکی خوش معاملگی
ہی تھی جسنے ایک عالم کو انکی طرف جھکنے کی ترغیب دی اور جسنے دادوستد کا معاملہ پیدا
کرنیکے لیے ایک دنیا کو رجوع کردیا - جس کارخانہ کی طرف ایک زمانہ جھکتے ہوے نظر پڑتا
ہے پھر اوسکی بلند رتبگی وترقی مین کون شک کرسکتا ہے دیکھتے اور سُنتے ہین کہ زیادہ تر
کارخانے باامید نفع کثیر قائم کیے جاتے ہین مگر جہان خوش معاملگی کو کم دخل دیا جاتا ہے

وہ آخرکو ایک کم حیثیت کارخانون مین شامل ہو جاتے ہین اور بجاے نفع کثیر
نقصان کبیر اور خسارے اٹھاتے کالعدم ہو جاتے ہین۔ فی الواقع خوش معاملگی دنیاوی
کاروبار کو ترقی کی حالت مین لانے کے لیئے ایک جزو اعظم ہے۔ کچھ یہی ضرور نہین
ہے کہ انسان اپنے لین دین ہی کے حساب مین خوش معاملگی کا برتاو کرے بلکہ یہ
بھی ضرور ہے کہ وہ اپنے ہر قول و فعل مین اسی عمدہ خصلت کا پیرو رہے کیونکہ
خوش معاملگی کی ہر کام مین ضرورت ہے۔ جو لوگ خوش معاملہ ہین وہ ہمیشہ مکر و فریب
سے دور رہنے کی کوشش کیا کرتے ہین اور اونکے مزاج مین انصاف پسندی
و حق شناسی کی پاکیزہ خصلت ہر وقت موجود پائی جاتی ہے انتظام دنیاداری
کے کام مین ایک سے دوسرے کو باہم معاملہ اور برتاو رکھنے کی ضرورت ایک
امر لابدی ہے اور جہان دو فریق مین سے ایک کو بھی بدمعاملگی کی طرف رجحان
ہوا تو سمجھ لینا چاہیئے کہ انتہا کی بے لطفی پیش آجائیگی اور بجاے اسکے کہ انسان
معاملہ داری سے خوش ہو اپنی حالت اور اپنی تشخیص پر خود تاسف کریگا کہ میں
نے ناحق کو ایک ناحق کوش انسان سے معاملہ پیدا کیا حیف میری خوش معاملگی کی
بھی اولٹی قدر کی۔ جہان انسان کی بدمعاملگی ایک مرتبہ جانچ ہو جاتی ہے بار ثانی
اسکی طرف کوئی خیال اور لوگون کے دلون مین جو معاملے سے واقف ہوتے
ہین جاگزین ہو جاتا ہے اور پھر ایک وقت ایسا پیش آجاتا ہے کہ اس خاص
شخص کو تمام لوگ نفرت کی نگاہون سے دیکھتے ہین اور کبھی اسکے ساتھ کوئی معاملہ
کرنا عار سمجھتے ہین اس سے ثابت ہو سکتا ہے کہ انسان بدمعاملگی سے محروم
رہ جاتا ہے اور خوش معاملگی سے تمام حیات مستعار کا زمانہ خوشی سے بسر کر سکتا ہے۔

المختصر انسان کو چاہیئے کہ اپنی قوت تمیز اور شہوت و غضب کا استعمال جو عدل اور انصاف کے برخلاف ہو نکرے ۔

اور قوت خیال یا تمیز کے ذریعہ سے انسان کو نیک اور بد کی تمیز اور حصول علم کا شوق ہوتا ہے اور باعتبار اسی قوت کے انسان کا نفس نفس ناطقہ کہلاتا ہے اور جسکی تحریک و ذریعہ سے انسان کھانے پینے اور نکاح کی طرف مائل ہوجاتا ہے اسکا نام قوت شہوت یا خواہش شہوتی ہے قوت غضبی کی حرکت سے اسکو اپنے رتبہ کے بڑہانے و مخالف پر غالب آنے کی طرف رغبت ہوتی ہے پروردگار عالم نے ان تینوں میں سے دو قوتیں خواہش و غضب کے حیوانوں کو دیں بجز قوت تمیز کے کہ وہ حضرت انسان کو عطا فرمائی ہے قوت تمیز کے درجہ اوسط کے استعمال سے علم کی فضیلت اور حکمت پیدا ہوتی ہے اور قوت غضبی کی اصلاح سے شجاعت اور قوت شہوت کی صفائی سے عفت حاصل ہوتی ہے اور فاضل کو شجاع اور عفیف و حکیم کہتے ہیں اور ان تینوں قوتوں کے اصلاح کرنے والوں کو عادل اور انکے فعل کو عدل یا عدالت بولتے ہیں اسلئے کہ عدالت کے معنی برابر کرنیکے ہیں جب تک کہ یہ تینوں قوتیں برابر نہوں گے تب تک عدالت کا حق پورا ادا نہو سکے گا اور عدل و انصاف کی میزان میں نہ تولا جائیگا ۔

بیشک انجام پاتے ہیں مدام
عقل سے ہر نیک و بدکی ہے تمیز
لیکن استعمال انکا چاہیئے

قوت شہوت سے تیرے کاروبار
اور غضب ہے باعث عز و وقار
عدل تو انصاف سے ای نابکار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حصہ پنجم

تاریخ جدولیہ شاہان عرب و عجم و ہند و دکن

تحقیق ہے کہ بعد واقعہ شہادت امیر المومنین سیدنا حضرت علی علیہ السلام کے مسند خلافت کو حضرت امام حسن علیہ السلام نے رونق دی شہر کوفہ کے عام و خاص بعد شہادت حضرت علی کرم اللہ وجہہ ۲۲ ماہ رمضان سنہ ۴۰ ہجری مسجد کوفہ میں جمع ہوئے اور جناب امام حسن علیہ السلام نے ایک خطبہ پڑھا اسی درمیان میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اوٹھکھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اے مسلمانو یہ نبیرۂ رسول اللہ اور فرزند خلیفہ چہارم ہیں تمکو لازم ہے کہ انکی خلافت قبول کرو چار ہزار کوفیون نے جو اوسوقت موجود تھے بلا توقف بیعت کی جسکی تعداد رفتہ رفتہ چالیس ہزار ہوگئی

مگر آپ کو اپنے نانا کی وہ حدیث یاد تھی جس میں ذکر تھا کہ خلافت حقہ تیس برس تک رہیگی آپ نے غور کیا تو چھ مہینے بعد وصال حضرت علیؑ کے باقی رہ گئی تھی اسلئے چھ مہینے خلافت کرنیکے بعد بار امارت امیر معاویہ کے سپرد رکھکر کنج عافیت و زاویہ تنہائی اپنے لئے پسند فرمایا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جب خبر شہادت امیر المومنین سیدنا حضرت علی علیہ السلام اور بیعت لینے حضرت امام حسن علیہ السلام کی امیر معاویہ کو پہونچی امیر معاویہ نے بمقتضائے بشریت خلیفہ وقت پر لشکر کشی کی اور جناب امام حسن علیہ السلام معہ چالیس ہزار لشکر اسلام دار الخلافت کوفہ سے باہر تشریف لائے اور اس گروہ پر شکوہ کے علاوہ عساکران عجم و عرب کو بھی جمع کیا جانبین سے لشکر صف آرا ہوئے ہنوز آتش قتال بلند ہونے پائی تھی کہ امیر معاویہؓ نے بصلاح عمرو بن عاص حضرت امام حسن علیہ السلام کی خدمت میں بوساطت سفرا عرض کیا کہ اب زمانہ خلافت باطنی کا بموجب اس حدیث رسالت پناہی کے گذر گیا الخلافة ثلاثون عاماً ثم یکون بعد ذالک الملک یعنی خلافت کا زمانہ تیس برس کا ہے پھر ہو جائیگا بعد اسکے ملک (یعنی سلطنت ظاہری) اسلئے آپ حکومت ظاہری براہ کرم مجھکو مرحمت فرمائیں جب یہ پیام جناب امام حسن علیہ السلام نے سنا تو سوچنے لگے آپکو وہ حدیث سردار عالم رسول اکرم کی یاد آگئی جو آپکی شان میں اپنے اصحاب سے اکثر فرمایا کرتے تھے کہ یہ میرا فرزند دو بزرگ گروہ مسلمانوں میں صلح کرائیگا چنانچہ اسکے مطابق عمل فرمایا۔

جناب امام حسن علیہ السلام نے بنگام تفویض سلطنت ظاہری امیر معاویہؓ کو لکھا کہ اسے امیر تم سے اس شرط پر صلح کی ہے کہ تم ہمیشہ عامل کتاب اللہ و سنت رسول اللہ و سیرت خلفاء راشدین رہنا اور بعد اپنے امر حکومت مسلمانوں کی رائے پر چھوڑنا

امیر معاویہ نے بطیب خاطر ان شرائط کو قبول کیا اور حضرت امام حسن علیہ السلام کوفہ
سے مدینہ منورہ مین تشریف لاسے اور استحکام بنیان شریعت مصطفوی اور اثبات
احکام طریقت نبوی مین سعی بلیغ فرمائی اور طریقہ معرفت و سلوک جسکو اہل حقیقت تصوف
کہتے ہین کثرت سے لوگون کو تعلیم و تفہیم فرمایا ہمیشہ قرآن پاک و حدیث صاحب لولاک
کے معنی بیان کرتے اور گمراہان کوی ضلالت کو ہدایت فرماتے الحاصل اللہ پاک
نے واسطے برارت دامن نبوت کے لوث تہمت سے اہل بیت رسالت مین سلطنت
ظاہریہ کو نرکہا کہ اہل بیت بسبب سلطنت چند روزہ دنیا کے مراتب عالیہ سے
محروم رہین انکا پورا حصہ اوسی دن کے لیے رکہا گیا ہے جس دن سارے روے
زمین کے بادشاہ حقیر اور یہ عزیز ہونگے چنانچہ سید الشباب اہل الجنۃ اس
پر دلیل روشن ہے۔
المختصر اسلام مین سب سے پہلے جس نے تخت شاہی پر جلوس کیا اور امور سلطنت کو رونق
دی وہ امیر معاویہ ہین آپ دراز قد گورے چٹے خوبصورت ہیبت ناک آدمی تہے
چنانچہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ انکی طرف دیکہکر فرماتے تہے کہ یہہ شخص
عرب کا کسریٰ ہے اور امیر المومنین سیدنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے روایت
ہے کہ آپ اکثر فرماتے تہے کہ معاویہ کی امارت کو برا نہ جانو اگر تم نے اوسکو ہاتہہ
سے کہو دیا تو بیشک لوگون کے سرون کو اونکے کندہون سے گرتے ہوے دیکہوگے
اور مقبری کا قول ہے کہ تم ہرقل اور کسریٰ کی زیرکی کو دیکہتے ہو اور معاویہ کو چہوڑ
دیتے ہو امیر معاویہ بردباری مین ضرب المثل تہے۔ ابن عون کہتے ہین کہ آدمی امیر
معاویہ سے کہہ لیتا تہا کہ واللہ یا تو تم خود ہمارے ساتہہ سیدہے ہو جاوگے یا ہم تمکو

ہم سید ہو کر رہینگے آپ کہتے کس چیز سے سید ہو کر رہوگے وہ کہتا لکڑی کے بل آپ
کہتے ہاں تو ہم ضرور سید ہی ہو جائینگے۔ الغرض جب امیر المومنین یار غار سلطان الانبیا
حضرت رسول اللہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے لشکر جانب شام روانہ فرمایا تھا امیر
معاویہ بھی اپنے بھائی یزید بن ابو سفیانؓ کے ہمراہ گئے جب اون کے بھائی نے
انتقال کیا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دمشق پر آپ ہی کو اپنے طرف سے
عامل مقرر فرمایا اور زمانہ خلافت امیر المومنین حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ
عنہما میں بھی بحال و برقرار رہے۔ اور کعب الاحبار کا قول ہے کہ اس امت میں
ایسا بادشاہ کوئی ہرگز نہ ہوگا جیسے امیر معاویہ ہوئے اور ذہبی کا قول ہے کہ امیر
معاویہ بیس برس امیر رہے اور روی زمین پہ کوئی اون کا مقابل نہ تھا چنانچہ
سنہ ۴۳ھ میں رخج وغیرہ بلاد سجستان اور ودان اقلیم برقہ اور کورا ئی ممالک
سوڈان فتح کیا اور سنہ ۴۴ھ میں قیقان اور سنہ ۵۰ھ میں قہستان فتح ہوا اور آپکے
وفات کے بعد خاندان بنی امیہ سے جتنے بادشاہ گذرے اور اونکی اختتام
کے بعد جو خاندان آل عباس سے مسند خلافت پر متمکن ہوئے اسما بقید تاریخ
ولادت وجلوس و وفات و عمر و مدفن و سبب علیحدگی وغیرہ ذیل میں
ہدیہ ناظرین ہیں۔

نقشہ اول نامہائے خلفاء دمشق خلفاء بنی امیہ

نمبر شمار	نام بادشاہان	تاریخ ولادت	مدت عمر	بحساب [illegible]	مدت سلطنت	تاریخ وفات	[illegible]	[illegible]	کیفیت
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰
۱	امیر معاویہ بن ابی سفیان بن حرب بن امیہ بن عبد الشمس بن عبد مناف		[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	صحابہ رسول اللہ صلعم ہیں۔
۲	یزید بن معاویہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	یہ بڑا ظالم تھا ایک عہد [illegible] میں حضرت امام حسین علیہ السلام نے شہادت پائی
۳	معاویہ بن یزید		[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	مدت سلطنت میں خلافت سے کنارہ کشی کر لی [illegible] بڑا نیک بخت تھا
۴	مروان بن حکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد الشمس بن عبد مناف		[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	ایضاً	یہ بڑا ظالم و ستم گر تھا چنانچہ اسکی عہد میں تھا کہ کعبہ پر چڑھائی ہوئی اور عبد اللہ بن زبیر صحابہ نے شہادت پائی —
۵	عبد الملک بن مروان	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۰	ایضاً	اسکے عہد میں عموریہ شہر قسطنطنیہ سماوہ کبریٰ نہر مسیحا اور پوشش کے شہر وغیرہ بلاد روم فتح ہوئی اور آٹھوں بادشاہ روم مطیع ہوئے
۶	ابو العباس ولید بن عبد الملک	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	ایضاً	ہندوستان کے اکثر شہر اور اندلس قسطنطنیہ کے ممالک مفتوح ہوئے مسجد جامع اور مسجد [illegible] مگر حجاج بن یوسف امیر بڑا ظالم تھا جسنے حضرت سعید بن جبیر [illegible] شہادت پائی

۷	ابو ایوب سلیمان بن عبدالملک بن مروان	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	یہ تخت نشین ہوتے ہی آل ... علی الخصوص ... کے ساتھ سلوک کیا ممالک ... و جرجان طبرستان خراسان ... مفتوح ہوئے
۸	عمر بن عبدالعزیز بن مروان الاموی	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	بڑے ہی عادل اور عابد و زاہد و متقی تھے
۹	یزید بن عبدالملک	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	بعد عمر بن عبدالعزیز کے ... روز سیرت عمر بن عبدالعزیز کی ... کی پھر اسراسر ...
۱۰	ہشام بن عبدالملک	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	مشرق میں ترکوں ... دی اور مغرب میں ... عیسائیوں کو ... زین العابدین ...
۱۱	ولید بن یزید بن عبدالملک بن مروان	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	یہ شخص ... تھا اسکے ... میں باہم نفاق ... یحییٰ بن زید بن زین العابدین
۱۲	یزید بن ولید بن عبدالملک	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	.	اسکے وقت میں ... بند و بست ... بالآخر ... لڑ پڑے سلطنت کو زوال
۱۳	ابراہیم بن ولید بن عبدالملک	[illegible]	.	[illegible]	.	.	.	.	اسکو ... مروان ... دار الخلافت سے بھاگ گئے
۱۴	مروان بن محمد بن مروان بن الحکم بن ابی العاص ...	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	یہ خاتم خلفا ... اسکی سلطنت ...

نقشہ دوم نامہا خلفاء اسپین

اسپین میں اہل اسلام کے چار عہد ہوئے عہد اول ۲۰۱ ۲۱۳ طارق سے شروع ہوا جو پنجم رجب ۹۲ھ مطابق ۲۳ اپریل ۷۱۱ء سے تا نہایت ۱۳۸ھ ہوا اس عہد میں (۲۱) امیر منظوری والیان افریقہ و مصر ہوئے اور انکو استحکام خلیفہ کی منظوری سے ہوتا تہا عہد دوم ۹ شہر ۱۳۸ھ سے ۱۰۲۶ تک رہا بموجب کتاب سیلکہ پڑیا جس میں حسب ذیل خلیفہ یکے بعد دیگرے جانشین ہوا کئے ہیں۔

۱	عبد الرحمن بن معاویہ بن ہشام بن عبد الملک	۰	۰	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۰	یہہ بڑا عمدہ اور منتظم تہا شہر میں بڑی جامع مسجد بنوائی اور شہر قرطبہ آباد ہوگیا علوم و فنون کی ترقی دی۔
۲	ہشام بن عبد الرحمن ملقب بہ راضی	۰	۰	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۰	۰	اسنے ڈیوک ولیم کو شکست دی اور شاہ فرانس کا مال غنیمت میں لایا۔
۳	حکم بن ہشام بن عبد الرحمن کنیت ابو العاص	۰	۰	سنہ ۱۸۰ھ	۲۶ برس ۱۱ ماہ ۲۰ یوم	سنہ ۲۰۶ھ	″	۰	یہہ بڑا سخت مزاج تہا اور رعایا تمام ناراض تھی۔
۴	عبد الرحمن بن حکم بن ہشام	۰	۰	سنہ ۲۰۶ھ	۳۳ سال کچھ اوپر	سنہ ۲۳۹ھ	″	۰	یہہ عمدہ انتظام کیا تہا مع طرح ایجاد کیا دار الضرب جاری کیا ہے علوم و فنون کو ترقی دی فلسفہ کا رواج
۵	محمد عبد الرحمن دوم بن حکم	۰	۰	سنہ ۲۳۹ھ	۳۴ سال ۱۱ ماہ	سنہ ۲۷۳ھ	″	۰	اسکے وقت اکثر ممالک غیر منتظم ہو گئے اور بسبب غدر و فساد اندرونی رعایا رعایا کو عیسائیوں کو موقع ملا اور انہوں نے خوب ہاتہ پاؤں پہیلائے۔
۶	منذر بن محمد بن عبد الرحمن ثانی	۰	۰	سنہ ۲۷۳ھ	ایک سال ۱۱ ماہ ۱۳ روز	سنہ ۲۷۵ھ	قتل کیا گیا	۰	انتظام سلطنت بہت عمدہ کیا۔

۷	عبدالرحمن دوم بن [illegible] عبدالرحمن دوم	۔	۔	سنہ ۲۰۶ھ	۳۱ سال [illegible] روز	سنہ ۲۳۸ھ	[illegible]	۔	بڑا عالم اور بہادر و جواد [illegible] تھا
۸	عبدالرحمن سوم بن محمد بن عبداللہ [illegible]	۔	۔	سنہ ۳۰۰ھ	۵۰ برس	سنہ ۳۵۰ھ	〃	۔	بڑا ابتدا [illegible] شعر اور صاحب [illegible] [illegible] اور [illegible] کیا گیا
۹	حکم دوم بن عبدالرحمن سوم	۔	۔	سنہ ۳۵۰ھ	۱۵ برس [illegible] ماہ	سنہ ۳۶۶ھ	〃	〃	ترقی علوم و صنعت کی گئی [illegible] [illegible] بنوایا اور ایک [illegible] کیا گیا
۱۰	ہشام دوم بن حکم دوم بن عبدالرحمن سوم	۔	۳۳ سال	سنہ ۳۶۶ھ	۳۳ سال	سنہ ۳۹۹ھ	〃	۔	
۱۱	محمد دوم بن ہشام بن عبدالجبار بن عبدالرحمن سوم	۔	۔	سنہ ۳۹۹ھ	۱ سال	سنہ ۴۰۰ھ	قتل کیا گیا	۔	
۱۲	سلیمان بن حکم [illegible]	۔	۔	سنہ ۴۰۰ھ	۶ سال	سنہ ۴۰۶ھ	جنگ میں [illegible]	۔	
۱۳	عبدالرحمن چہارم ملقب بہ مرتضیٰ				[illegible] سے [illegible] ۴۲۲ھ تک [illegible]				
۱۴	عبدالرحمن پنجم								
۱۵	محمد سوم								
۱۶	ہشام سوم								

عہد سوم [illegible] سنہ ۱۰۲۰ [illegible] سنہ ۱۲۳۰ تک [illegible] کی [illegible] عہد میں سلطنت مرابطین [illegible]

چوتھا عہد صرف سلطنت غرناطہ سے متعلق ہے اور یہ سلطنت ۱۲۳۸ء سے ۱۴۹۲ء تک قایم رہی اور (۱۹) بادشاہ اس سلطنت میں ہوئے ۱۴۹۲ء میں تمام اندلس میں عیسائی بادشاہت ہوگئی۔

نقشہ سوم متعلق خلفاء بغداد و السلطنت بنی عباس

نمبر سلسلہ		[illegible]	مدت عمر	سنہ جلوس	مدت سلطنت	تاریخ وفات	[illegible]	[illegible]	
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰
۱	عبد اللہ السفاح بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس	[illegible]	۳۲ سال	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۲	ابو جعفر عبد اللہ منصور منصور دوانقی بن محمد بن علی۔	[illegible]	۶۳ سال	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	یہ بڑا دور اندیش اور عالم تھا سلطنت کا عمدہ انتظام کیا شہر بغداد اسکا یادگار ہے
۳	ابو عبد اللہ محمد المہدی بن منصور	[illegible]	۴۳ سال	[illegible]	[illegible]	[illegible]			یہ بڑا سخی تھا۔
۴	ابو محمد موسی الہادی بن مہدی	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]		اس نے ملحدین و زنادقہ کو نیست و نابود کر دیا یہ اول خلیفہ ہے جسکے ہمراہ ننگی تلواریں اور کمانیں چلوں پر چڑھی [illegible]
۵	ہارون رشید بن مہدی۔	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	یہ عابد اور رقیق القلب غازی ہوا دل تھا۔

۶	محمد امین بن ہارون رشید	-	۲۸ سال	سنہ ۱۹۳ھ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	حکمرانی میں بدترین شخص تھا مگر مرد دلاور تھا ایک شیر کو تلوار سے جنگل میں مارا
۷	مامون بن ہارون رشید	[illegible]	۴۸ سال	سنہ ۱۹۸ھ	[illegible]	[illegible]	قضا	[illegible]	
۸	ابو اسحاق محمد معتصم بن ہارون رشید	[illegible]	۴۸ سال	سنہ ۲۱۸ھ	[illegible]	[illegible]	"	[illegible]	
۹	ابو جعفر ہارون الواثق باللہ بن معتصم	[illegible]	۳۲ سال	[illegible]	[illegible]	[illegible]	•	"	
۱۰	ابو الفضل جعفر المتوکل بن معتصم	[illegible]	۴۲ سال	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	•	
۱۱	ابو جعفر المنتصر باللہ بن متوکل	•	۲۶ سال	[illegible]	[illegible]	[illegible]	قضا	•	
۱۲	ابو العباس احمد المستعین باللہ بن معتصم	[illegible]	۳۱ سال	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	•	
۱۳	ابو عبداللہ محمد المعتز باللہ بن متوکل	[illegible]	۲۴ سال	[illegible]	[illegible]	[illegible]	"	[illegible]	
۱۴	ابو اسحاق محمد المہتدی باللہ بن واثق باللہ	[illegible]	•	[illegible]	[illegible]	[illegible]	"	[illegible]	
۱۵	ابو العباس احمد المعتمد علی اللہ بن متوکل	[illegible]	۵۲ سال	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	

۱۶	ابو العباس احمد المعتضد طلحہ موفق بن متوکل نمبر ۱۰	ذیقعدہ سنہ ۲۴۲ھ	۳۷ سال	رجب سنہ ۲۷۹ھ	۹ سال ۱۱ ماہ [illegible]	۲۲ ربیع الآخر سنہ ۲۸۹ھ	قضا	•	
۱۷	ابی محمد علی المکتفی باللہ بن معتضد نمبر ۱۶	یکم ربیع الاول سنہ ۲۶۴ھ	۲۵ سال ۶ ماہ	۱۹ ربیع الثانی سنہ ۲۸۹ھ	۶ سال ۷ ماہ ۲ یوم	۱۲ ذیقعدہ سنہ ۲۹۵ھ	قضا	•	
۱۸	ابو الفضل جعفر المقتدر باللہ بن معتضد نمبر ۱۶	رمضان سنہ ۲۸۲ھ	۱۳ سال ۵ ماہ	ذیقعدہ سنہ ۲۹۵ھ	۲۴ سال ۱۱ ماہ	۲۷ شوال سنہ ۳۲۰ھ	جنگ میں قتل ہوا	بغداد	
۱۹	ابو المنصور محمد القاہر باللہ بن معتضد نمبر ۱۶	•	۳۳ سال	۲۷ شوال سنہ ۳۲۰ھ	۱ سال ۶ ماہ ۸ یوم	۶ جمادی الاول سنہ ۳۲۲ھ	•	•	
۲۰	ابو العباس الراضی باللہ بن مقتدر نمبر ۱۸	سنہ ۲۹۷ھ	۲۴ سال ۱۰ ماہ ۶ یوم	۶ جمادی الاول سنہ ۳۲۲ھ	۶ سال ۱۰ یوم	۱۶ ربیع الاول سنہ ۳۲۹ھ	مرض الموت	بغداد	
۲۱	ابو اسحٰق ابراہیم المتقی باللہ بن مقتدر نمبر ۱۸	سنہ ۲۹۷ھ	۳۲ سال	۲۰ ربیع الاول سنہ ۳۲۹ھ	۳ سال ۱۱ یوم	۲۰ صفر سنہ ۳۳۳ھ [illegible]		•	
۲۲	ابو القاسم الفضل المطیع للہ بن مقتدر	سنہ ۲۹۲ھ	۴۱ سال چند ماہ	۲۰ صفر سنہ ۳۳۳ھ	۱ سال ۴ ماہ	۱۲ جمادی الثانی [illegible]	•	•	
۲۳	ابو القاسم الفضل المطیع للہ بن مقتدر	سنہ ۳۰۱ھ	۳۲ سال	۲۲ جمادی الثانی سنہ ۳۳۴ھ	۲۹ سال ۴ ماہ ۱۱ یوم	سنہ ۳۶۳ھ [illegible]	•	•	
۲۴	ابو عبد الکریم الطائع للہ بن مطیع نمبر ۲۳	•	•	۱۳ ذی قعدہ سنہ ۳۶۳ھ	۱۷ سال ۹ ماہ [illegible] یوم	سنہ ۳۸۱ھ	•	•	
۲۵	ابو العباس احمد القادر باللہ بن اسحاق بن مقتدر	سنہ ۳۳۶ھ	۴۵ سال	۱۲ شعبان سنہ ۳۸۱ھ	۴۱ سال ۳ ماہ	۱۱ ذی الحجہ سنہ ۴۲۲ھ	قضا	•	

۲۶	ابوجعفر عبدالله ملقب بالقایم بامرالله پسر ۲۵	سنه ۳۹۱ ه	۳۱ سال ۳ ماه	۱۱ ذیحجه سنه ۴۲۲ ه	۴۴ سال ۸ ماه	۱۳ شعبان سنه ۴۶۷ ه	قضا	•	
۲۷	ابوالقاسم عبدالله المقتدی بامرالله بن محمد قایم بامرالله ۲۶	سنه ۴۴۸ ه	۱۹ سال	۱۳ شعبان سنه ۴۶۷ ه	۲۰ سال ۴ ماه	شنبه محرم سنه ۴۸۷ ه	مرگ مفاجات	بغداد	
۲۸	ابوالعباس احمد المستظهر بالله پسر ۲۷	۱۰ شوال سنه ۴۷۰ ه	۱۶ سال ۲ ماه و ۲ یوم	سه شنبه محرم سنه ۴۸۷ ه	۲۵ سال	۲۳ ربیع الاول سنه ۵۱۲ ه	قضا	•	
۲۹	ابو المنصور الفضل المسترشد بالله پسر ۲۸	چهارشنبه ربیع الاول سنه ۴۸۶ ه	۲۶ سال	۲۴ ربیع الاول سنه ۵۱۲ ه	۱۷ سال ۶ ماه	۱۶ ذی قعده سنه ۵۲۹ ه	قتل کردیا گیا	•	
۳۰	ابوجعفر راشد بالله بن پسر ۲۹	سنه ۵۰۲ ه	۲۸ سال	ذی قعده سنه ۵۲۹ ه	۱ سال	۱۶ ذی قعده سنه ۵۳۲ ه	//	بیرون اصفهان	
۳۱	ابو عبدالله محمد المقتفی بامرالله پسر ۲۸	سنه ۴۸۹ ه	۴۱ سال	۱۸ ذی قعده سنه ۵۳۰ ه	۲۴ سال ۳ ماه ۱۶ یوم	۲ صفر سنه ۵۵۵ ه	•	بغداد	
۳۲	ابو المظفر یوسف المستنجد بالله پسر ۳۱	سنه ۵۱۸ ه	۴۷ سال چند ماه	۲ ربیع الاول سنه ۵۵۵ ه	۱۱ سال ۱ ماه	۹ ربیع الاول سنه ۵۶۶ ه	قضا	•	
۳۳	ابو محمد الحسن المستضیء بامرالله پسر ۳۲	سنه ۵۳۶ ه	۲۸ سال چند ماه	۹ ربیع الاول سنه ۵۶۶ ه	۹ سال ۸ ماه	۳۰ شوال سنه ۵۷۵ ه	//	•	
۳۴	ابو العباس احمد الناصر لدین الله پسر ۳۳	۱۰ رجب سنه ۵۵۳ ه	۲۲ سال	غره ذی قعده سنه ۵۷۵ ه	۴۶ سال ۱۱ ماه ۲۱ یوم	۳۰ رمضان سنه ۶۲۲ ه	//	•	

۳۵	ابو النصر محمد الظاہر بامر اللہ بن نمبر ۳۴	سنہ ۵۷۱ھ	پچھم کم ۵۳ سال	۳ رمضان سنہ ۶۲۲ھ	۹ ماہ ۱۴ یوم	۱۳ رجب سنہ ۶۲۳ھ	قضا	۔	۔	
۳۶	ابو جعفر منصور المستنصر باللہ بن نمبر ۳۵	صفر سنہ ۵۸۸ھ	۳۵ سال ۴ ماہ چند یوم	۱۳ رجب سنہ ۶۲۳ھ	۱۶ سال ۱۱ ماہ ۷ یوم	۱۰ جمادی الآخر سنہ ۶۴۰ھ	۔	۔	۔	
۳۷	ابو احمد عبد اللہ المستعصم باللہ نمبر ۳۶	سنہ ۶۰۹ھ	۳۱ سال چند ماہ	۱۰ جمادی الثانی سنہ ۶۴۰ھ	۱۶ سال	سنہ ۶۵۶ھ	۔	۔	۔	از دست ہلاکو قتل ہوا بسبب علقمی وزیر [illegible]

نقشہ چہارم متعلق خلفاء مصر وغیرہ جو بر آیام خلیفہ رہے جنکو سلطنت سے کچھ سروکار نہ تھا صرف نام کو والیان مصر و شام وغیرہ کی طرف سے خلیفہ گنگئے

۱	ابو القاسم احمد ملقب بہ المستنصر باللہ بن نمبر ۳۵ اور چچا مستعصم کا	۔	۔	۱۳ رجب سنہ ۶۵۹ھ	۳ سال ۵ ماہ ۲ یوم	۳ محرم سنہ ۶۶۰ھ	جنگ میں مفقود الخبر	۔	۔	
۲	ابو العباس احمد الحاکم بامر اللہ بن محمد بن حسن بن علی بن ابی بکر بن	۔	۔	سنہ ۶۶۱ھ	۴۰ سال کچھ ماہ	شب جمعہ ۱۸ جمادی الاول سنہ ۷۰۱ھ	۔	۔	۔	
۳	ابو الربیع سلیمان المستکفی باللہ بن نمبر ۲	۱۵ محرم سنہ ۶۸۴ھ	۱۷ سال ۲ ماہ چند یوم	۲۰ جمادی الاول سنہ ۷۰۱ھ	۳۹ سال دو ماہ چند یوم	شعبان سنہ ۷۴۰ھ	۔	۔	۔	

ملاقات ہوئی جو بلاد فرمان کے بادشاہ تھے اور شہر قونیہ کو انہون نے اپنا دار السلطنت
قرار دیا تھا سلطان نے انکی بے نہایت تعظیم اور توقیر کی اور یہ دونون بھائی قرہ حصار
و بیلجک کے درمیان اقامت گزین ہوئے چونکہ یہ دونون اور اسپاہ پیشہ و بہادر
تھے خصوصاً جنگ و جدال مین ارطغرل نے سنہ ۶۸۷ ہجری مین وفات پائی اور انکے
فرزند عثمان جو سنہ ۶۵۶ ہجری مین پیدا ہوئے تھے شاہ علاء الدین سلجوقی کے یہان
سپہ سرداری لشکر پر مامور ہوئے اور رفتہ رفتہ سلطنت کے جزئی و کلی امور انتظام
و اختیار بھی انکے سپرد ہو گیا اور وہ اپنے آقا و ولی نعمت کے ہمراہ بہت بڑے
معرکون مین ثابت قدم اور مستقل رہے اور اپنی شجاعت و وفاداری و قابلیت سے
روز بروز سلطان کے منظور نظر ہوتے گئے اور عثمان غازی کے خطابات سے مخاطب ہوئے
سنہ ۶۹۹ھ مین علاء الدین سلجوقی نے تاتاریون سے شکست کھائی اور اوسی زمانہ مین
وہ راہی آخرت ہوئے چونکہ سلطان کا کوئی ولیعہد نہ تھا اور کل رعایا و سپاہ
عثمان غازی سے نہایت رضامند تھے سب نے بالاتفاق انکو تخت نشین کیا اور سلطان
علاء الدین کی دختر سے بھی انکے ساتھ شادی ہو گئی۔ چنانچہ اب تک بنا سلطنت
عثمانیہ بفضل اللہ قسطنطنیہ مین قایم اور برقرار و ماوا سے اور مرجع دین اسلام
ہے۔ جنکے اسما مع نقشہ ذیل ہین۔

نقشہ پنجم متعلقہ سلاطین عثمانیہ قسطنطنیہ

۱	عثمان بن ارطغرل بن سلیمان ابن قیا...	۶۹۹ھ	۲۶ سال	۷۲۶ھ	۶۹ سال	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible] بادشاہ [illegible] خدا ترس تھا۔

۲	اورخان بن نمبر(۱)	سنہ ۶۸۰ھ	۴۶ سال	سنہ ۷۲۶ھ	۳۵ سال	سنہ ۷۶۱ھ	خشکی	قلعہ پرسہ	یہ بادشاہ نہایت شجاع و سخی عادل تھا مدارس و مساجد بہت بنوائیں [illegible] لڑکے اکثر شہر فتح کئے ۔
۳	سلطان مراد خان بن نمبر(۲)	[illegible]	[illegible] سال	[illegible]	[illegible] سال	[illegible]	[illegible]	[illegible]	یہ بادشاہ عقیل اولو العزم متقی صوفی مشرب درویش سیرت شجاع نیک چری کی بھرتی کی
۴	یلدرم بایزید بن نمبر(۳)	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible] سال	[illegible]	•	•	یہ بادشاہ سپاہ دوست و رعایا پرور تھا [illegible] تیمور نے چڑھائی کی تھی ۔
۵	محمد خان بن نمبر(۴)	•	- - -	[illegible]	[illegible] سال	[illegible]	[illegible]		اسنے جہازات جنگی و توپ تیار کیا اور مساجد بنوائیں [illegible] سخی و عادل تھا ۔
۶	مراد خان ثانی نمبر(۵)	[illegible]	[illegible] سال	[illegible]	[illegible] سال	[illegible]	[illegible]	[illegible]	یہ بادشاہ شجاع [illegible] شاہ بلغاریہ کو تیر سے مارا [illegible] روم کو مغلوب کیا ۔
۷	محمد خان ثانی بن نمبر(۶)	[illegible]	[illegible] سال	[illegible]	[illegible] سال	[illegible]	•	[illegible]	قسطنطنیہ و قلعہ بلغراد و شہر یونان و ملک سربیہ کو غرض بارہا سلاطین پر چڑھائی کی اور فتحیاب ہوا ۔
۸	بایزید ثانی بن نمبر(۷)	[illegible]	[illegible] سال	[illegible]	[illegible] سال	[illegible]	[illegible]	•	یہ بادشاہ دیندار عابد اور [illegible] انداز تھا شعر و سخن کا بھی مذاق تھا بہت عیسائیوں کے ملک فتح کیا ۔

۹	سلیم خان اول بن نمبر ۸	۸۷۲ھ	۴۶ برس	۹۱۸ھ	۹ برس	۹۲۶ھ	·	·	اس نے حلب و حمص و دمشق و شام و مصر کو فتح کیا اسمٰعیل بادشاہ ایران کو شکست دی اور بڑا صاحب غصہ تھا۔
۱۰	سلیمان خان بن نمبر ۹	۹۰۰ھ	۲۶ برس	۹۲۶ھ	۴۸ برس	۹۷۴ھ	[illegible]	[illegible]	یہ بڑا عالی ہمت عادل تھا چودہ قلعہ فتح کیا بغداد پر قبضہ کیا امام ابو حنیفہ کے مقبرہ کی تعمیر کرائی
۱۱	سلیم خان ثانی بن نمبر ۱۰	[illegible]	[illegible]	۹۷۴ھ	۸ برس	۹۸۲ھ [illegible]	[illegible]	[illegible]	یہ بادشاہ انتظام مملکت سے غافل تھا مگر اسکا وزیر محمد صقلی بڑا نیک تدبیر تھا ملک میں فتور نہوا
۱۲	مراد خان ثالث بن نمبر ۱۱	·	·	۹۸۲ھ	۲۱ برس	۱۰۰۳ھ [illegible]	·	·	مرد نیک تھا گرجستان کو فتح کیا اور چار سو عیسائیوں کو قید خلاصی دی اسکے محل میں پانسو لونڈیاں تھیں۔
۱۳	سلطان محمد خان ثالث بن نمبر ۱۲	۹۷۴ھ	۲۹ برس	۱۰۰۳ھ	۹ برس	۱۰۱۲ھ	·	·	اس بادشاہ نے شیرخانہ اجڑوا دی۔ اور شاہ عباس کو شکست دی۔
۱۴	سلطان احمد خان اول بن نمبر ۱۳	۹۹۸ھ [illegible]	۱۴ برس [illegible]	۱۰۱۲ھ	۱۴ برس	۱۰۲۶ھ			یہ بادشاہ جوان طبیعت تہا اسکی نیکی بدی میں فتنہ سیاہ کہ بر خوالی تمباکو اسکے وقت میں رواج ہوا

١٥	مصطفیٰ خان اول بن نمبر ١٣	•	•	[illegible]	[illegible]	[illegible]	•	•	اسکو سلطنت کا حوصلہ نہ تھا امرا دولت نے قید کر دیا۔
١٦	عثمان خان ثانی بن نمبر ١٤	•	•	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	•	اسکی طبیعت عمدہ ترین کے طرف مائل تھی آخر شورش فوج پیدا ہوگئی اور اسکو قتل کر ڈالا۔
١٧	سلطان مرادخان چہارم بن نمبر ١٤	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	•	اس بادشاہ نے شاہ عباس صفوی کو شکست دی انکو گھوڑے کی سواری کا بڑا شوق تھا۔
١٨	ابراہیم بن نمبر ١٤	•	•	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	•	یہ بادشاہ عیش دوست تھا امرائے دولت بگڑ گئے آخر قتل ہوگئے۔
١٩	محمدخان چہارم بن نمبر ١٨	•	•	[illegible]	[illegible]	[illegible]	•	•	ان کے عہد میں ارکان دولت میں جنگ جدال رہا آخر خود ہی ترک سلطنت کی۔
٢٠	سلیمان ثانی بن نمبر ١٨	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	• •	انکے عہد میں انتظام سلطنت اچھا تھا اور اسکو تعمیرات کا بھی شوق تہا۔
٢١	سلطان احمد سوم بن نمبر ١٩	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	″	•	یہ بادشاہ خوش نویس و [illegible] تھا سیر و شکار کا بھی شوق تھا۔

٢٢	مصطفی خان ثانی بن نمبر ۱۹	٠	[illegible]	[illegible]	٨ سال	[illegible]	٠		٠	اس بادشاہ نے جرمنی وروس پر فتحیاب رہا اور صلح کر لی اسپر فوج بدل گئی آخر سلطنت سے علیحدہ ہو گئے
٢٣	احمد خان ثالث بن نمبر ۱۹	٠	[illegible]	[illegible]	٢٧ سال	[illegible]	٠		٠	یہ بادشاہ ہر قسم کے خطوط لکھتا تھا شعر بھی کہتا تھا فوج میں فساد ہو گیا آخر سلطنت سے اتار دئے گئے ۔
٢٤	محمود خان بن مصطفی خان ثانی نمبر ٢٢	[illegible]	٥٨ سال	[illegible]	٢٤ سال	[illegible]	[illegible]			اس بادشاہ نے نادر کو شکست دی آخرش صلح ہو گئی ۔
٢٥	عثمان خان ثالث بن نمبر ۲۲	[illegible]	٠	[illegible]	٣ سال	[illegible]	[illegible]			یہ بادشاہ خلوت پسند مرد نیک تھے ۔
٢٦	مصطفی خان ثالث بن نمبر ۲۳	٠	٠	[illegible]	[illegible]	[illegible]	٠			اسکے وقت سکو یتن لڑائی ہوئی قدیچانہ دوستی لشکر کا اہل روم سے پیش لائے ۔
٢٧	عبدالحمید خان بن نمبر ٢٣	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	٠			یہ بادشاہ صلح پسند تھا اور سلاطین عیسائیوں سے صلح کر لی
٢٨	سلیم خان ثالث بن نمبر ٢٦	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	٠			اس بادشاہ نے فوج ینگ چری کو شکل تعلیم ولایتوں کے حکم دیا وہ نہ سنتے تھے آخر ایک فوج نظام بنایا ینگ چری ان کی ... لڑائی ہوئی بعد یہ بادشاہ سے قتل ہو گئے

۲۹	مصطفیٰ خان چہارم بن ... نمبر ۲۴	[illegible]	.	[illegible]	.	[illegible]	.	.	اس بادشاہ کے وقت انتظام بگڑا ہوا تھا لہذا معزول کردیا گیا۔
۳۰	محمود خان ثانی بیٹا نمبر ۲۷	.	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	یہ بادشاہ اولوالعزم گذرا ہے اکثر سرکشوں کی سرتابی کی مگر والی مصر خدیو مصر کے لقب سے مشہور ہو گیا
۳۱	عبدالمجید خان بن نمبر ۳۰	[illegible]	.	[illegible]	.	[illegible]	.	[illegible]	یہ بادشاہ کے وقت بڑے معرکہ جنگ رہے اور خدیو مصر بھی مغلوب ہوا اور بہت سے لڑائی بادشاہ مغلوب بھی ہوئے۔
۳۲	عبدالعزیز خان بن نمبر ۳۰	[illegible]	.	[illegible]	.	.	.	.	اس بادشاہ کے وقت سلطنت کا عمدہ انتظام ہوا مگر خزانہ کی نازک حالت تھی آخر اہلکاران دولت ... ناسور ... اور فوج کی ترتیب اچھی ہو گئی
۳۳	سلطان مراد خان خامس	.	.	[illegible]	.	.	.	.	یہ بادشاہ علالت کی وجہ سے شیخ الاسلام و ارکان دولت کے مشورہ پر خلع کئے گئے۔
۳۴	سلطان عبدالحمید خان ثانی [illegible]	[illegible]	.	[illegible]	.	.	.	.	یہ بادشاہ ابھی تک ... کل سلطنت اسلامیہ ... انکو دشمنوں کی ...

ہندوستان میں سلطنت اسلامیہ کے اول زمانہ کا اجمالاً تذکرہ

اب تاریخ ہندوستان کے اوس زمانہ کا تذکرہ کیا جاتا ہے جس میں مسلمانوں نے ہندوستان پر حملہ کرکے سرزمین ہند میں رایات اسلامی بلند کرکے اسکو فتح کرنا شروع کر دیا۔

اہل اسلام میں سے اول ہی اول جس نے زمین ہند پر قدم بڑھایا وہ ابوالعاص عامل بحرین تھے انہوں نے خلیفہ دوم جناب رسالت پناہی امیرالمومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک میں سنہ [illegible] مطابق سنہ [illegible] عیسوی کے اندر بمبئی کے قریب مقام تھانہ پر فوج کشی کی۔ اور لوٹ کا کچھ مال لیکر واپس چلے گئے۔

پھر خلیفہ سوم رسالت پناہی کے زمانہ میں عبداللہ بن عامر فتح خراسان کیلئے ایک سردار لشکر اسلام کے تعینات ہوا اس سپہ سالار لشکر نے تھوڑے ہی عرصہ میں ہرات۔ بادغیس غور۔ نیشاپور۔ بلخ طوس وغیرہ فتح کرکے دین اسلام کو رواج دیا اور جا بجا حاکم اسلام مقرر کئے جب عبداللہ عامر حج کیلئے چلا گیا تو قارن اسپہبد عجم یعنے ایران نے سنہ [illegible] میں چالیس ہزار فوج ہرات و [illegible] وغیرہ سے جمع کرکے عربوں سے آزادی حاصل کرنیکے لیے بغاوت کی۔

اور سنہ [illegible] ہجری میں جب مسلمانوں کا کابل میں تسلط ہو گیا تھا۔ تو [illegible] کا ایک شخص مہلب نامی جو سپہ سالار تھا اس راستے ہندوستان میں قدم بڑھایا

اور بہت سے لوگون کو قید کرکے لے گیا اسکے بعد پھر کئی بار مسلمانون نے ہندوستان
پر حملے کیے اور یہان کی لوٹ سے مالامال ہوکر واپس پھر گئے آخر سنہ ۹۳ھ کے
اندر خاندان بنو امیہ کے خلیفہ ولید کے عہد مین عراق کے عامل حجاج بن یوسف
کا بھتیجا محمد بن قاسم بہت سی فوج لیکر ہند پر چڑھ آیا اور سندھ کو فتح کر لیا اس
حملہ کا باعث یہ ہوا کہ راجہ داہر والی سندھ نے اہل عرب کے کچھ جہاز
لوٹ لیے تھے اسلیے مسلمانون نے سندھ پر حملہ کرکے راجہ داہر کو شکست
دی اور ملک پر قبضہ کر لیا مگر سندھ کچھ زیادہ مدت تک مسلمانون کے تصرف مین نہین رہا
اسکے بعد خاندان بنی عباس سے مامون ابن ہارون الرشید نے ہند پر لشکر
کشی کی اور راجپوتون سے جنگ کا ارادہ کیا اسکے بعد ڈیڑھ سو برس تک اہل
اسلام کا پھر کوئی نیا حملہ نہین ہوا اس وجہ کہ انکے وفات سے خلفاء عباسیہ کی حکومت مین
ضعف آ گیا اور ہوتے ہوتے یہ نوبت پہونچی کہ ہر ایک صوبہ
متصرف ہوکر خود مختاری کا دم بھرنے لگا اور آخر خلیفہ کے پاس صرف
دارالخلافت بغداد ہی رہگیا۔

اسمعیل سامانی

اسی زمانہ مین اسمعیل سامانی صوبہ دار ماوراءالنہر و خراسان
بھی خلیفہ سے باغی ہوکر بخارا کا بادشاہ بن بیٹھا اس خاندان کے
ایک بادشاہ کے یہان الپتگین نام ایک ترکی غلام تھا جس نے [illegible]

۱۔ تاتار یونکی آوارہ گرد قومین وسط ایشیا مین بحیرہ خزر سے لیکر چین کے شمال تک رہتی تھین یہ تین بڑے بڑے قبیلون مین منقسم کیے گئے تھے۔ اول منچو جو اس خطہ کے شمال سے مشرقی حصہ مین چین کے شمال کی طرف رہتے تھے دوم مغل جو اس خطہ کے وسط مین تبت کے شمال مین تھے سوم ترک جو مغرب کی طرف رہتے تھے۔

کچھ پیشتر خاندان غزنی کا آخر بادشاہ قیدخانہ مین منتقل ہو چکا تھا۔ اس زمانہ مین اجمیر۔ دہلی۔ قنوج۔ میواڑ اور اہلواڑہ یعنی گجرات کے راجے شمال ہند مین حکمران تھے اور چونکہ ان مین سے ہر ایک چاہتا تھا کہ مین سب پر غالب ہو جاؤن اسوجہ سے ان مین باہم لڑائی جھگڑے رہتے تھے۔

ذکر پرتھی راج

اور آخر چھٹی صدی [illegible] مین جس قدر راجے شمالی ہند مین حکمرانی کر رہے تھے ان سب مین پرتھی راج جسکو راے پتھورا بھی کہتے ہین نہایت زبردست اور نامور راجہ اور راجپوتون کے بہادر قوم کی ناک تھا۔

ہندؤن مین جن نامی گرامی سورماؤن کے افسانہ زبان زد خاص و عام ہین انہین پرتھی راج بھی داخل ہے چند بردائی جو ایک نامی ہندی شاعر گذرا ہے اس راجہ کا مداح اور دوست تھا چنانچہ اس نے اپنے اشعار مین اسکی بڑی تعریف لکھی ہے۔ اور پرتھی راج کے بڑے زبردست راجہ ہونیکی وجہ یہ بھی کہی جاتی ہے کہ وہ اجمیر اور دہلی دونون سلطنتون کا راجہ تھا۔ اجمیر کی سلطنت تو اوسکو اپنے باپ سے جو راجپوتون کی قوم چوہان کا راجہ تھا میراث پہنچی تھی۔ اور دہلی کی سلطنت [illegible] اسکے نانا اننگ پال جو راجپوتون کی قوم تنوار کا راجہ دہلی تھا اسکو کوئی بیٹا نہ تھا بلکہ صرف دو بیٹیان ہی تھین جن مین سے ایک کا بیاہ [illegible] قنوج سے ہوا تھا اور دوسری کی پرتھی راج۔ اسکے [illegible] اننگ پال [illegible] بیٹا [illegible] جے چند کو [illegible] راجہ دہلی [illegible]

ہوئے مین بہت کچھ مزاحمتین کمین پیش نہ گئی آخر شش دہلی کا راج بھی پرتھی راج کے قبضے مین آیا اور اسیطرح وہ دونون سلطنتون کا راجہ ہوگیا ـ

ذکر سلطان شہاب الدین عرف محمد غوری ـ

اس راجہ کو گدی پر بیٹھے ابھی بہت عرصہ گذرا بھی نہ تہا کہ اس پر ایک زبردست غنیم چڑھ آیا جو کبھی اسطرح شیر ہندوستان پر حملہ آور ہوا ہی نہتہا ـ یہہ غنیم سلطان شہاب الدین غوری تھا جو ایک بڑا جوان مرد بہادر اور مستقل مزاج سردار تھا غور کا بادشاہ تو درحقیقت شہاب الدین کا بڑا بہائی غیاث الدین تھا مگر وہ اسکی نسبت نرم مزاج تھا اسلیے جب اس نے غور کے تندخو اور قوی ہیکل افغانان بہادران دلاور کی مدد سے غزنی کو فتح کرلیا تو شہاب الدین کو وہان کا بادشاہ مقرر کرکے آپ غور کو چلا گیا ـ شہاب الدین جب غزنی کی سلطنت سنبھال چکا تو اس نے ہندوستان کا قصد کیا اور سنا کہ دہلی ہند قدیم سے راجگان عظیم الشان کا دارالسلطنت چلا آتا ہے چنانچہ اسپر فوج کشی کی اور جنگ عظیم کے بعد فتحیاب ہوا اور سب ہندوستان سے فارغ ہوکر ایک روز دربار عام کیا ـ امیر وزیر سپہ سالار بخشی سب اپنے اپنے عہدون پر حاضر تھے اور گفتگو یہہ ہو رہی تھی کہ دارالخلافت کو چلنے کے لیے کونسی تاریخ مقرر کیجاے ـ دفعتاً سرحد کے سردار کا عریضہ پہنچا کہ راے پتھورا والی اجمیر اپنے بہائی کہانڈے راو حاکم دہلی کو ساتھ لیکر دو لاکھ فوج سوار اور تین ہزار فیل جنگی سے ویران کیے چھوڑا ہے کو آنے ہے اور بہپچال کسطرح چلا آتا ہے ـ اقبال خداوندی پر ہی تجھ دراجپوت پہنچی تو اس ملک ہند مین زن و بچے مسلمانون کے تباہ ہوجایئنگے

بادشاہ نے اسیوقت لشکر اسلام مین منادی کرادی کہ جبتک اس مہم کا فیصلہ
خاطر خواہ نہو جائے مسلمان بایمان کو غزنی کیطرف قدم اٹھانا حرام ہے
ساتھ ہی لشکر کی تیاری کا حکم اور راستے کے کاروانون کے تمام سامان رسد کے
حکنامے جاری ہو گئے۔ لشکر جرار بمنزل یلغار کرتا جاتا تھا جو پنجاب کے ترہیرون
مین بیچ جنگلی کر لشکر راجہ کا پانی پت کے مقام پہ پہنچکر فیل خانہ کرنال مین آگیا
بادشاہ نے بھی مقام کر دیا اور فوج کو پس و پیش سے درست کر کے کوچ بکوچ
آگے بڑہا۔ تلاوڑی کے میدان مین دونون لشکرون کا آمنا سامنا ہو گیا۔ دن
مورچون کے درستی مین گذرا شام کو سب نے گہوڑون کے تنگ
ڈہیلے کر دیئے۔ دانہ چارہ زین پوش بچھا کر بیٹھ گئے۔ باگ ڈورین بازوون
سے باندھ لین اور حیوانون سے روٹیان لٹکا کر کھانے لگے۔ سلطان شہاب الدین
ابھی خاصہ ہی پر تھا کہ گشت کے سوارون نے دشمن کی فوج کے کہیارے
اور لکڑہارے جنگل سے پکڑ کر حاضر کیے۔ سوارون کو انعام و بکر خلعت کیا
اور ان لوگون کو مہرہی کے سپرد کیا کہ جو کچھ مانگین انہین کھلاؤ پلاؤ۔ آدہی
رات کے سامنے بلایا۔ سب کے سب جنگلی گنوار تھے۔ مگر دو چار سے ہشیار اور تجربہ کار
نکلے کہ جنہون نے لشکر کے اتارنے کا رخ فوج کی تعداد پیچھے کی مدد رسد کے بند و بست
غرض ہر ایک بات کا حال معلوم کر لیا تمام رات فوج کی قسمت اور مورچون کی
تقسیم مین گذری۔ پچھلی رات تھی کہ کمر بندی کا حکم پہنچا صبح ہوتے ہوتے تمام لشکر
فیل کا کاٹھے سے لیس ہو کر میدان مین جم گیا۔ آگے پیچھے دائین بائین ہر ایک
سردار اپنی اپنی فوج کو سنبھالے تہا خود صاحب لشکر زرہ کا تر چار آئینہ سجے سر پر خود فولاد

کمرین شمشیر اصفہانی پشت پر سپر گینڈے پر کمان - زین پر گرزگاو سر دہرا - کمند
ابریشمی شکار بند مین آویزان - علم کے سایہ کے نیچے نیزہ تانے کہڑا تہا - اور اسپ
عربی جسپر پوست پلنگ کی پاکہر پڑی تہی زانون مین سے نکلا جاتا تہا - اور ادہر حریف
کے لشکر مین پہلے ہاتہیون کی قطار - بعد اسکے رتہین - اور پلٹنین - پیادہ اور سوار
فوج سمجہے کہ جسکا شمار سوا منشی تقدیر کے کسیکو معلوم نہ تہا - ہان سلسلہ
انتظام اسکا خاص ایک شخص کی چٹکی مین تہا کہ جدہر چاہے اودہر جہونک دے -
بیچون بیچ مین سہند کا ستیا تہی مگر سر سے پاتک - اونچی بنا ہوا زرد دگلے پر چلتا اور
اوسپر زرہ بکتر - چار آینہ نیچے راجپوتی ایک پیچ بہون پر رکہے کمر مین ایک
طرف سروہی کی تلوار - دوسرے طرف کہانڈا اور کٹار - پشت پر گینڈے کی
ڈہال - سورج مکہی کے سایہ مین ہاتہی پر بیٹہا دونون لشکرون پر نظر غور سے دیکہ
رہا تہا - جب نہ رہ سکا - اور تڑپ کر ہاتہی سے کود گہوڑے پر سوار ہوا بہائی
کو ہاتہی پر بیٹہا دیا آپ وکہنی گہوڑے اوڑاتا سپاہ گری کا بانکپن دکہاتا بہالے
کے ہاتہہ نکالتا ہوا - دایین سے باین اور باین سے دایین تک ایک چکر لگایا
اور سامنے ایک لشکر کے کہڑے ہوکر اہل لشکر کے دلون کو اسطرح بڑہایا -
کہ اے راجپوتون کے سپوتو - پہاڑون کے افغان اور تاتار کے ترکون کا
سامنا ہے یہ سب مسلمان ہین اور ست دہرم کے بہرشٹ کرنے پر کمرین باندہ
باندہ کر آئے ہین - ابہی تک تمہاری سرحد پر کہڑے ہین - اگر ہمت کرین
تو کچہ بال نہین جسطرح گوشنکی طرح جہاڑیون مین بہگا بہگا کر مار لوگے - اور اگر ایک
قدم تمہارا ہٹا تو پاؤن اونکے تمہارے گہرون مین اور ہاتہہ ننگ و ناموس تک

ہین - آج دہرم کیان کی لاج تمہارے ہاتہہ ہے - مارو مارو دم نہ لو اور
جان نثار کرو - راجہ ابہی یہہ تقریر تمام نہ کر چکا تہا کہ اتنے مین لشکر شاہی کے بائین
ہاتہہ پر افغان راجپوتان سے گہڑے تہے آگے بڑہے اور خلجیون نے
بہی باگین لین - انہین دیکہہ کر راجپوت بہادرون کے سپہ [illegible] جنکی تلوارین
میانون مین بجلی کیطرح تڑپ جاتی تہین - ہاتہون کی صف کو چیر کر نکل گئے آگے
بہت بہادر ساتہی ہوئے دوڑے اور ایک دم مین برچہیون پر لے لیا - جب یہہ حال
دیکہا تو افغان پیچہے ہٹے اور خلجیون کے پیر بہی اکہڑ گئے [illegible] مگر سپہ دار
بے سپاہ قلب مین اسیطرح جما ہوا تہا [illegible] بڑہا آتا تہا جو ایک صاحب نے
آکر عرض کی کہ افغان اور خلجیون نے پیٹہہ دکہائی [illegible] خود ان سردارون
سے پسینے کی جگہہ خون گرانے کی امید تہی وہ جان چہپا کر بہاگ گئے - دشمن
چڑہا چلا آتا ہے [illegible] اب کس کی راہ دیکہتے ہین [illegible] کی باگ
پہیریگے - اب لاہور مین پہنچکر بد اندیشون کا شبہہ [illegible] فراغتی ہو جائیگا
یہہ سنتے ہی بادشاہ شعلہ کیطرح بہڑک اٹہا [illegible] کر للکارا
اور گہوڑے کو ڈپٹا کر برق کی طرح دشمن پر جا پڑا [illegible] فقط
شمشیر و کٹار کی نوبت آ گئی - اتنے مین [illegible] کی نظر [illegible] پر پڑی
فیلبان کو آواز دی کہ خبردار [illegible] سلطان
شہاب الدین بہی [illegible] طرح جہپٹا کہ [illegible] ہاتہی کے
مستک پر بیٹہے اور [illegible]
[illegible] کہا یا - [illegible]

پیچھے جا بیٹھا اور گھوڑا اڑا کر برق کیطرح نظروں سے غایب ہوگیا عشرت کے بھاگے بھٹکے سپاہی اور ٹوٹا پھوٹا لشکر لاہور مین آیا اور یہان کے ملک کا بندوبست کرکے غزنی کو روانہ ہوگیا - اس لڑائی مین تماشا یہہ ہوگیا کہ جن جن سردارون کو بہادری و جانثاری کے بڑے بڑے دعوے تھے اور بادشاہ کو بھی ان پر بھروسے تھے وہی میدان جنگ سے بھاگے تھے - چنانچہ غزنی مین پہنچکر علماء سے فتوے طلب کیا کہ جو مسلمان جہاد سے بھاگے اُسکے لئے کیا حکم ہے - سبنے لکھا کہ وہ گنہگار خدا ہے - بادشاہ نے حکم شرع ہاتھہ مین لیا اور تمام سردارون کو گرفتار کیا - جو اور چنے گھوڑون کے توبرون مین ڈالکر اُنہین چڑہوا دئے اور بازارون مین چھوڑ دیا کہ خاص و عام عبرت پکڑین اور جو نہ کہا ئین اُنکا سر الگ - پھر یہہ سزا تو معاف ہوگئی مگر دربار بند ہوگئے -

اگلے دوسرے برس سال بھر دوڑی نے پلٹا کہایا - بادشاہ نے اندر ہی اندر سب سامان کر رکھے تھے فہرست منگا کر دیکھی اور ہر کارخانے مین حکم کوچ کا بھیجدیا - آٹھوین دن خود سوار ہوا جب پشاور مین پہنچا تو ایک پیرمرد کہن سال کہ غوری کے خاندان مین سے تھا اور خدمت کی صحبتون مین بے تکلف اُس نے عرض کی اس مہم مین سامان تو جنگ عظیم کا نظر آتا ہے مگر کھلتا نہین کہ ارادہ کدھر ہے - بادشاہ نے آہ سرد بھر کے کہا کہ اے مرد مسلم عجب ہے کہ اس قدر وسال پر تیرا یہہ سوال ہے کیا اگلے برس کی شکست سمجھے یاد نہین آ زیادہ صدمہ اسلام کے تیشہ غیرت کے لئے کچھہ چھوٹا پتھر ہے - پھر تیاکے

بند کھولے اور کہا کہ دیکھ لے اس دن سے آجتک نہین مین نے کپڑے بدلے
ہین نہ حرم سرا مین بستر پر سویا ہون - اس پیر مرد نے دعاے خیر دی اور
کہا کہ اگر یہہ بات ہے تو اب مصلحت وقت کے بموجب کام کرنا چاہیئے - یعنے
جو سردار کہ غضب سلطانی مین دربار سے بند ہوئے ہین انہین پھر دربار مین بلاکر
انعام دیجئے اور ترقی کے وعدون سے دل بڑہائیے کہ جان لڑاکر پہلے داغ کو
دہوئین - چنانچہ ملتان مین آکر چند مقام کئے - دربار عام کر کے سب سردارون کو
بلایا اور کہا کہ اے مسلمانون سالگذشتہ مین جو داغ دامن اسلام پر آیا سب
پر روشن ہے اور تدارک اسکا ہر مومن مسلمان پر واجب ہے وہ اگلی ندامت
کے سبب سے کچھ کہہ نہ سکے مگر سب نے تلوارون پر ہاتھ رکھکر سامنے سر جھکادئے
غرض وہان سے روانہ ہوکر لاہور پہنچا اور سید قوام الملک رکن الدین کو
کہ تدبیر اور تقریر مین بے مثل تھا ایلچی کر کے نامہ کے ساتھ روانہ کیا - نامہ کا
مضمون یہہ تہا کہ مین بموجب حکم اپنے بڑے بھائی کے کہ میرے باپ کی جگہہ
ہے اور خراسان سے پنجاب تک مسلمانون کا بادشاہ ہے فوج لیکر اسطرف
آیا ہون راے پتھی راج کہ راجگان ہندوستان مین مہاراجہ ہے - اُسے
لکھا جاتا ہے کہ اسلام کی اطاعت کر کے اتفاق کا طریقہ قایم کرلے تاکہ خلق
خدا کی آسایش مین خلل راہ نہ پاے - نہین تو ملک خدا کا ہے اور حکم خدا کا
تلوارون کا فیصلہ کرے گی - جب یہہ مراسلہ راجہ کی نظر سے گذرا تو بہت
پیچ وتاب کہایا اور خفا ہوکر ادہر تو ایک جواب کہ تیر اور لوہے سے کہرا تہا
تاہنکر روانہ کیا اور ادہر راجگان ہندوستان کو جمع کر کے تین لاکہہ راجپوت

کا لشکر جنگی تلواروں سے خون ٹپکتا تھا ہمراہ لیکر چلا پہلے فتح کے بعد سے پہ
بہت سے راجپوت اور انکے رفاقت کے دم بھرتے مدد کو آئے سلطان شہاب الدین
بھی اودہر سے آگے بڑہا اور سرستی کے کنارے چھاؤنی ڈالکر دونون لشکر
اوترپڑے ۔

پتھی راج نے اول ایک خط اس مضمون کا لکھا کہ حال اس فوج بے شمار کا
بے شمار لشکر اسلام کو معلوم ہوا ہوگا کہ اسکے علاوہ اور بھی ہندوستان
سے بہایت فوجین چلی آتی ہین ۔ ایک ایک راجپوت وہ منچلا بہادر کہ جسکی
تلوار کی کابل و قندہار تک پناہ نہین ۔ چہ جائیکہ نامراد ترک بچے اور
افغان زادے جنہین لوٹ کہسوٹ کا لالچ دے دیکر گہرون سے یہان
لایا ہے ۔ چاہیے کہ اونکی جوانی اور مان باپ کے بڑہاپے پر رحم کرکے
یہین سے پہر جاؤ ۔ یہین جان جوانمردی کی قسم ہے کہ پچہتایا نکرینگے ۔
اور نہین تو دیکہو لو کہ آتشبازی کے سامان بے شمار ہین اور جنگی ہاتھی
کچہ اوپر تین ہزار ہین اگر اس تحریر پر خیال کیا تو بہتر ہے نہین تو یاد رہے کہ ایک
جاندار اس میدان سے جیتا نہ جائیگا ۔

اوہر سلطان شہاب الدین اس موقع پر پہنچا تہا ادہر جواب اوسکے مصلحتا
یہ لکہا کہ راجہ نے جو نیک صلاح دی ہے شفقت سے ہے مگر سب پر روشن
ہے کہ اس لشکر کشی مین مجہے کچہ اختیار نہین ہے ۔ بہائی کے حکم سے اس مہم کو اوٹہا
سر پر لیا ہے جب تک وہان سے حکم نہ آئے کچہ نہین کر سکتا اس قدر
مہلت ہو کہ وہانسے جواب آجائے اسوقت صلح اس عہد پر ہو جائیگی کہ

ملک پنجاب سرہند تک ہمارے پاس رہنے۔ باقی کل ہندوستان تمہارا
جب یہ نرم ترین جواب راجہ کے پاس پہنچا۔ تمام اہل دربار ہنسنے لگے۔ اور
اور لشکریون مین فتح کی سی خوشیان ہو گئین بلکہ جشن ہو کر ڈیرے ڈیرے
مین ناچ رنگ شروع کر دیے۔ ادہر سلطان شہاب الدین نے سر شام فوج کو کمر بندی کا
حکم دیکر خیمے ڈیرے سب قائم رکھے۔ اور راتون رات کئی کوس کا چکر دیکر دریا
پار اوتر گیا صبح کو راجہ کے لشکر مین ابہی کوئی بستر پر تہا کوئی اشنان کو گیا تہا
کہ دفعتہً پہلو مین آ کر ناگہانی چوٹ لگائی اس سناٹے سے کرنائے پہونکی کہ سوتے
جاگ گئے اوچہل پڑے اور تمام فوجمین کھلبلی پڑ گئی وہ لشکر بیشمار ایسا دریا
تہا کہ ایک طرف کی ہل چل کی دوسری طرف خبر بہی ہوتی تہی مگر راجہ نے
اسوقت ہوش و حواس کو جمع کیا ذرا نہ گہبرایا ایک فوج کو تیار کر کے سامنے
کی اور باقی سارے لشکر انبوہ کو سمیٹ کر پہر میدان مین لا جمایا۔ ادہر سلطان
شہاب الدین نے فوج کے چار حصے کر کے چار سپہ سالارون کے ماتحت
قائم کر دئے کہ باری باری سے جائین اور اس لشکر کثیر کے مقابل مین جان
لڑائین۔ راجپوت بہادر بہی اس میدان مین دائین بائین سے درست
ہو کر اس خوبصورتی اور بندوبست سے لڑے کہ مسلمانون کے جی چہوٹ
چہوٹ گئے تب سلطان شہاب الدین نے بمصلحت وقت صورت شکست
بنا کر پیچہے ہٹا دشمن نے پیچھا کیا اور جب جمعیت انکی بے انتظام ہوئی تو ادہر
غول سے تازہ دم حملہ کیا مگر جمعیت ہندوون کی بیشمار تہی اسلئے اوس سے
بہی مطلب نہ حاصل ہوا۔ جب ٹہیک دوپہر ہوئی تو رای پرتھی راج

ایک سو پچاس راجہ اور مہاراجہ کو لیکر ایک درخت کے سایہ مین آیا سب نے
تلوارون کے قبضون پر ہاتہہ رکھکر قسم کہائی اور ایک ایک پیالہ شربت کا
پی - پان کا بیڑہ منہ مین تلسی کی پتی زبان پر رکہہ کیسر کے ٹیکے پیشانیون پر
دئے - اودہر سلطان شہاب الدین بہی بارہ ہزار غلام خاص جنکے سرون پر
فولادی خود جواہرات سے مرصع دہرے ہوئے تہے اونہین لیکر جدا ہوا -
اول خود تاج شاہی اوتار کفن سر سے باندہا - پہر شمشیر اصفہانی گہسیٹ میان
اوسکا توڑ کر پہینک دیا - بادشاہ کا یہ حال دیکہتے ہی سب نے خود جیبون
مین ڈال کفن سرون پر لپیٹ لئے اور الماسی تلوارین کہینچے داڑہیان منہ
مین لے اسطرح جوش مین آکر تکبیر بلند کرکے حملہ کیا کہ یا تو اپنی جگہہ جمے کہڑے
تہے یا پلک مارتے ہی خاص راجہ کے قلب لشکر مین جا کر وہان دہار ہو گئے
اور جو جو سردار لشکر ادہر اودہر لڑ رہے تہے وہ بہی دائین بائین زور دیکر
گرے - اس گھمسان کا رن پڑا کہ دم کے دم مین ہزارون کا کہیت پڑگیا -
اگرچہ راجپوت تلوارون نے بڑا ساکہا کیا مگر انجام شکست کہائی - کہانڈی راؤ
میدان جنگ مین بہادری کا حق ادا کرکے زندگی کے بوجہ سے سبکدوش
ہوا - راے پتہورا دریاے سرسوتی کے کنارے گرفتار لشکر سلطانی
ہوکر مارا گیا - تمام فوج دشمن پریشان ہوگئی فتحیاب سپاہی شام تک قتل و
غارت مین ہاتہہ رنگتے رہے بادشاہ نے راتون رات لاہور و غزنی
فتحنامہ روانہ کرکے اوسکے دوسرے دن لشکر کا انتظام کیا اور آگے روانہ
ہوا بعد ازان اجمیر کو جو دار السلطنت راجہ کا تہا فتح کرتا ہوا دہلی مین آیا -

مگر اوسی کے ساجاؤن کو تلع بخشیان کرتا گیا پنجاب حاکم اسلام شہاب الدین ہوا دہلی ہوا کر
اپنی طرف سے قطب الدین ایبک جو غلام ہا وقا اور اسوقت فوج شاہی کا
سردار اعظم تہا شہر مین نائب سلطنت کرکے دہلی سے لاہور اور لاہور سے
غزنی پہونچا۔ اسکے بعد کوہہ و کے مفسدون نے فساد برپا کیا سلطان نواح غزنی
وہان گیا اور اونکو سزا دی جبکے وہان سے واپس آیا راستے مین بمقام دمیک
چند مفسد قوم گہکر راستہ کے وقت شاہی خیمہ مین قابو پاکر چھپ رہے
اور سلطان کو بحالت خواب بیدار شہادت پلادیا بائیس سال سلطنت کی
سنہ ۶۰۲ھ مین شہادت پائی ہندوستان کی تاریخون مین اسکا نام علاؤ الدین غوری
بہی صحیح ہے مگر در اصل معز الدین نام تہا اور شہاب الدین خطاب۔
غرض کہ اس ایک ہی لڑائی سے سلطنت اسلامیہ ہندوستان مین قائم اور
اوستحکم ہوگئی۔
اور خاندان غزنویہ و خاندان غوریہ کے جتنے بادشاہ گذرے ہین اور اوسکے
بعد جتنے بادشاہ ہند مین گذرے ہین اونکے اسما ذیل مین بہ یہ ناظرین
کیے جاتے ہین۔

نقشہ ششم اسمائی سلاطین خاندان غزنویہ

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]		[illegible]		[illegible]	[illegible]	کیفیت
			[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]			
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰

۱	امیر الپتگین								
۲	امیر ناصر الدین سبکتگین				[illegible]	[illegible]			
۳	امیر اسمٰعیل بن ناصر الدین سبکتگین				[illegible]				
۴	سلطان محمود بن ناصر الدین سبکتگین		[illegible]			[illegible]	[illegible]		
۵	سلطان محمد بن سلطان محمود								
۶	سلطان مسعود بن سلطان محمود								
۷	مودود بن سلطان مسعود								
۸	عبدالرشید بن مسعود بن محمود								
۹	فرخ زاد بن مسعود بن محمود								
۱۰	ابراہیم بن مسعود بن محمود								
۱۱	مسعود بن ابراہیم بن محمود								
۱۲	ارسلان شاہ بن مسعود بن ابراہیم								
۱۳	بہرام شاہ بن مسعود بن ابراہیم بن مسعود								
۱۴	خسرو شاہ بن بہرام شاہ بن مسعود بن ابراہیم								
۱۵	خسرو ملک بن خسرو شاہ بن بہرام شاہ								یہ آخری فرمانروای خاندان غزنین تھا اسی نے حصار [illegible] سے لیا سلطان محمود کے زمانہ سے اسکے آخری انتقال تک [illegible] سال تھے [illegible] شہاب الدین غوری نے قید کر لیا تھا

نقشہ مرقعہ سلاطین غوریہ کے متعلق جنہوں نے ہندوستان غزنی وغیرہ مین سلطنت کی ہے

۱	سلطان علاؤالدین جہانسوز حسین بن سوری								اسنے غزنین مین قتل عام کیا شہر کو آگ لگا دی بعوض خون سید محمد و برادر قتل ہوا کئی ایک علما قید مین لایا ۔
۲	ملک سیف الدین بن علاؤالدین جہانسوز				[illegible]		[illegible]		یہ بادشاہ رحمدل نیک مزاج تھا مگر دو ہی سال کی حکومت کے بعد ابوالعباس سپہ سالار غلام نے قتل کیا ۔
۳	ملک غیاث الدین ابوالفتح بن محمد سام	-	.	.	.	[illegible]	[illegible]	[illegible]	علاقہ غرجستان اور دیگر سیر و بادغیس ہرات و سیستان و خراسان تک قبضہ کیا اور سپہ سالار غلام کو قتل کر دیا ۔
۴	سلطان معزالدین بن سام الملقب شہاب الدین	.	-	.	[illegible]	[illegible]	[illegible]		اسکی حکومت مین سب سے پہلے ملتان پر قبضہ ہوا پھر لاہور اور پرتھی راج عرف رائے پتھورا سے لڑا اور فتح دالاراج سے طلب ہوا ۔ اور ہندوستان مین سلطنت اسلامیہ قائم ہوی ۔
۵	سلطان محمود بن غیاث الدین محمد سام			[illegible]		[illegible]	[illegible]		بعد انتقال شہاب الدین فیروز کوہ کے تخت بیٹھا تھا غور و خراسان و غزنین ہندوستان مین خطبہ و سکہ اسکا جاری رہا ۔
۶	سلطان بہاؤالدین سام بن محمود بن غیاث الدین								واسطے ہرات سے گیا اسکے خوارزم شاہ پاس بھیجا تھا اُن دریا مین غرق کرایا گیا ۔

۷	علاؤالدین بن سلطان علاؤالدین حسین جہانسوز								خوارزم شاہ کی مدد سے سلطنت پائی حیابال حکومت کی تاج الدین شاہ غزنین کی لڑائی میں قتل ہوا اور غور کا ملک خوارزمیوں نے لے لیا۔
۸	سلطان تاج الدین یلدوز غزنوی								یہ ترک خریدہ غلام شہاب الدین غوری ہوا اور کرمان و سکران و پوران وغیرہ علاقہ جات مغرب دریای سندھ پر حکمران تھا اور قدرسرسائی معنفر شہید اسکے قدر سے ہوا اسکے بعد غزنی میں عملداری خوارزمی ہو گئی۔

نقشہ ہشتم سلاطین غوریہ کا جو بامیان میں سلطنت کرتے تھے

۱	فخر الدین مسعود غوری								یہ سلطان غیاث الدین محمد بن سام کا چچا تھا اور طخارستان کا علاقہ بھی اسکے تحت تھا شمس الدین محمد و تاج الدین زنگی و علاء الدین اسکے بیٹے تھے
۲	ملک شمس الدین محمد بن فخر الدین مسعود								اسنے ملک کو وسیع کیا بلخ و طالقان و بدخشان کو لیا جب ترکوں کی مہم سلطان شاہ بن ایل ارسلان پر ہوئی تو مرو میں جاکر بہاؤالدین طغرل کو جو سنجری امرا میں تھا قتل کیا غیاث الدین نے خطاب سلطانی لیا
۳	ملک بہاؤالدین سام بن شمس الدین محمد				[illegible]	•	[illegible]	×	یہ بادشاہ مہربان علما و فضلا کا قدر دان تھا امام فخر الدین رازی نے علم صرف میں رسالہ بہائیہ اسکے نام پر لکھا جسکو صرف بہائی کہتے ہیں۔

۴	ملک علاء الدین علی بن شمس الدین محمد غوری۔				۴ سال				بہاؤالدین کے لڑکے کے بعد یہ بادشاہ ہوا اور بعد انتقال شہاب الدین کے جو غزنین کا خزانہ غوری خاندان میں تقسیم ہوا تھا پانچ سو شتر بار اشرفیوں جواہرات کے اسکے حصہ میں آئے پھر اسنے غزنین پر لشکر کشی کی اور شکست کہا کر بھاگ گیا اور اسکا بیٹا مسعود بامیان میں آیا اور تمام خزانہ اور شہا لیگیا چند ماہ کے بعد جب جیوباتو مسعود پر حملہ کیا اور اسکو قتل کیا پہر انکی بیٹے کے وزیر کا پوستا اور آخر سلطان محمد خوارزم شاہ نے گرفتار کر لیا اور مقتول ہوا

نقشہ نہم سلاطین غلامان غوریہ کے متعلق جو ہندوستان میں فرمانروا رہے ہیں

۱	ملک ناصر الدین قباچ	۔	۔	۔	۔	۔	۶۲۳ھ	[illegible]	۔	غلام زرخرید سلطان شہاب الدین غوری کے بعد انتقال سلطان کے پہلے ملتان پر قابض ہوا اور سندھ کا علاقہ بھی لیا پنجاب و دریائے ستلج تک قبضہ پایا تھا اور دہلی پر چڑھائی کی تھی آخر شکست کہا کر چلا آیا۔
۲	سلطان قطب الدین ایبک	۔	۔	[illegible]	۴ سال	۶۰۲ھ	۔	[illegible]	[illegible]	یہ بادشاہ غلام زرخرید شہاب الدین غوری کا پہلا بادشاہ دہلی کا ہوا چوگان کھیلتا ہوا گھوڑے سے گر کے مرگیا۔
۳	آرام شاہ قطب الدین ایبک	۔	۔	۶۰۷ھ	۱ سال	۔	۔	۔	۔	بوجہ نالیاقتی معزول کیا گیا۔
۴	سلطان شمس الدین التمش	۔	۔	۔	[illegible]	۶۰۷ھ	۶۳۳ھ	[illegible]	[illegible]	بعد معزولی آرام شاہ تخت نشین کیا گیا قطب الدین ایبک کا غلام و داماد تھا اور خواجہ قطب صاحب کا مرید چنگیز خان اسکا ہم عہد تھا قطب منار بہت اونچا بنایا مگر بجلی کی صورت بھاگل سے توڑا۔

۵	سلطان رکن الدین فیروز بن شمس الدین التمش	۰	۰	[illegible]	۶۳۴ھ	۰	۰	۰		بد چلن عیاش و شرابی تھا معزول ہو کر رضیہ بیگم بنت سلطان شمس الدین کی قید میں مر گیا۔
۶	سلطانہ رضیہ بیگم	۰	۰	۰	۶۳۴ھ ۳ برس	[illegible]		۰	[illegible]	یاقوت نامی حبشی کے ممتاز کرنے سے امراء دولت ناخوش ہو گئے لہذا مقتول ہوئی—
۷	معز الدین بہرام شاہ بن سلطان شمس الدین	:	۰	۰	۶۳۷ھ ۲ برس	۰	۰	۰		مہذب الدین نظام الملک نے بہ نیت حرام بطمع سلطنت قتل کروا ڈالا۔
۸	سلطان علاء الدین مسعود بن رکن الدین فیروز شاہ	۰	۰	۰	۶۳۹ھ ۴ برس	۰	۰			بہ عداوت نجابت کے عیاشی میں ایسا مستغرق ہو گیا کہ سلطنت سے بے خبر ہو گیا آخر مقید ہو کر معزول کیا گیا
۹	ناصر الدین محمود بن سلطان شمس الدین التمش	۰	۰	[illegible]	۶۴۴ھ ۲۰ برس	[illegible]	[illegible]			مرد نیک فقر مزاج تھا۔ تاتاریوں کے حملے کی عمدہ عمدہ تجویز کی غزنی کالنجر وغیرہ بوسیلہ وزیر کے فتح ہوئی۔
۱۰	سلطان الغ خان الملقب سلطان غیاث الدین بلبن—	:	۸۰ برس	۰	۶۶۴ھ ۲۰ برس	[illegible]	[illegible]		[illegible]	غیاث الدین بن شمس الدین التمش کا غلام و داماد تھا سلطنت کو رونق دی نرم مزاج و نرم دل نمازی علم دوست تھا اسکے عہد میں طغرل خان باغی مارا گیا چند بار مغلوں پر فتحیاب ہوا۔

معز الدین کیقباد بن بغرا خان بن سلطان غیاث الدین	.	.	.	[illegible]	.	.	بہت کم سنی میں بجائے باپ کے کیقباد بن بغرا خان کو بادشاہ بنایا گیا عیش و عشرت میں پڑ گیا اسکا باپ ... دہلی میں آیا اور اسکا انتظام کرنا چاہا ... کیقباد کو ... اسکو قتل کر دیا ... اور اسکا بیٹا کیومرث ... جلال الدین خلجی نے اسکو ... مار ڈالا ۔

نقشہ دہم سلاطین خلجیہ کے متعلق جو ہندوستان میں فرمانروا رہے

سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی	.	.	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	کیقباد آخری بادشاہ غوری غلاموں کی سلطنت کا سبب قتل ہوا تو ۶۸۹ھ میں دہلی کے تخت پر ستر برس کی عمر میں بیٹھا۔ پہلے بنگالہ کا نائب ناظم تھا ... دیوگڈھ کا راجہ دہلی پر چڑھ آیا تھا شکست کھا کے بھاگ گیا ۶۹۱ھ میں چنگیزی لشکر نے تاتار میں آ کے غارت شروع کی بادشاہ خود جا کر اونکو شکست دی مغلوں کا سردار سلطان پاس آ کے مسلمان ہوا علاء الدین اسکے داماد دیوگڈھ کی مہم پر بھیجا وہ جا کے بہت راجونکو لوٹا ایک تخمینہ جواہرات و بارہ من سونے کا مال ... آخر علاء الدین نے ... سلطنت بحالت تلاوت قرآن شریف اسکو شہید کر ڈالا مرد نیک بخت حلیم و کریم تھا ۔

۲	سلطان علاؤالدین خلجی			[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]		یہ دست پرورده وبرادرزاده وداماد جلال الدین تھا۔ گجرات پر لشکرکشی کی اور فتح پاکر سومناتھ کا بت دہلی میں لا کروا دیا۔ راجہ تھمبور والئے رنتھمبور گرفتار ہوکر قتل ہوا اور راجہ رتن سین والئے چتور کی رانی پر عاشق ہو گیا تھا اوسکا خاوند مارا گیا اور رانی آگ میں جل کر مرگئی۔ ملک تلنگانہ دکن کا علاقہ سمندر کے کنارے تک فتح کیا کرناٹک کے بڑے بڑے بتخانہ گرائے۔ ملک کا انتظام اچھا کیا کافور نام امیر نے زہر دیکر مار ڈالا۔
۳	سلطان شہاب الدین عمر بن سلطان علاؤالدین		[illegible]	[illegible]					یہ بادشاہ خوردسال تھا اسلئے کافور مدار المہام تھا اسنے شہزاده مبارک کو قید کر لیا خضر خان اور شادی خان دو شہزادونکو اندھا کر دیا تین مہینے کے بعد تمام امرا کافور سے ناراض ہوگئے اور اوسکو قتل کر کے سلطان کو معزول کر دیا۔
	قطب الدین مبارک شاہ بن علاؤالدین خلجی۔		[illegible]	[illegible]				[illegible]	یہ قید سے چھوٹکر بادشاہ ہوا سلطنت کے قیام کے بعد اسنے حسن نام ایک رذیل آدمی کو خسرو خان خطاب دیکر وزیر بنایا گجرات و دکن کی حکومت اوسکو دی اوسکی ترغیب سے شہاب الدین معزول و خضر خان و شادی خان بھائیونکو قتل کروا ڈالا مگر اسی خسرو نے کافر قوم کی جمعیت بہم پہنچا لی اور چاہا کہ بادشاہ کو قتل کر کے خود بادشاہ ہو اس اراده پر غرہ جمعیت کے وقت شاہ کے پاس جاہر خان برادر خود کو شک ہزار ستون میں آیا اور بادشاہ کو قتل کیا اور اسی رات تمام امرا و دولت کو بھی مار ڈالا اور اوکی ملکاؤں کو نکاح میں لایا فرید خان ملکو سلطان شہزادونکو قتل کر ڈالا۔ غیر خبر کر غازی الملک حاکم پنجاب باتفاق بہرام خان حاکم ملتان چڑھ آیا اور اسی بدنام کو قتل کرا دیا۔

نقشہ یازدہم سلاطین تغلقیہ کے متعلق جو دہلی کے تخت پر فرمانروا ہوئے

...بانی الملک غیاث الدین تغلق شاہ	·	·	·	[illegible]	[illegible]	[illegible]	·	یہ بادشاہ غیاث الدین بلبن کا ترکی غلام تھا خسرو خان مبارک شاہ کے قاتل پر غالب آکر اسنے سلطنت پائی بنگال کے سفر سے واپس آیا ایک کوشک نو تیار کی چھت کے نیچے دبکر مرگیا۔ بد دعا سے حضرت نظام الدین محبوب الٰہی کے ۔
...ح خان بادشاہ الموصوف فخر الدین نام سلطان تغلق	·	·	[illegible]	[illegible]	[illegible]	·	[illegible]	یہ مسرف فضول خرچ متزلزل مزاج تھا دکن وغیرہ ملک پر قابض رہا اور چین پر بھی چڑھائی کی تھی ۔ دہلی کو ویران کرکے دکن میں دیوگیر آباد کیا اور اسکا نام دولت آباد رکھا ۔
...فیروز شاہ ...حسب ...طب سلطان فیروز شاہ تغلق	·	[illegible]	·	[illegible]	[illegible]	·	[illegible]	سلطان محمد تغلق کا برادر زادہ لبیب الدولہ ی سلطان کے یہ بادشاہ ہوا۔ قلعہ فیروز آباد و حصار وغیرہ تیس قلعہ بنوائے ۴۰ جامع مسجد ۔ ۳۰ مدرسہ ۔ ۲۰ خانقاہیں ۔ ۲۰۰ پل ۔ ایک سو نہریں ایک سو کوشک ۔ ایک سو پچاس حمام پانچ دارالشفا ۔ ۱۵۰ قصبہ ۔ ۵ بڑے مینار ۔ ۲۵۰ مسجد ۔ کوٹھیاں ڈھائی سو باغ بنوایا ۔
سلطان ... ...خان ... فیروز شاہ شاہ تغلق لقب شاہ ...	-	-	-	-	-	-	-	یہ فیروز شاہ کا پوتا حسب الوصیت اسکے بادشاہ ہوا محمد خان وزیر نے انکے چچا ناصر الدین پر فوج کشی ابوبکر اپنے بھائی کو قید کر لیا مبارک کو کل مدار حکومت چھوڑ دیا خود عیش عشرت میں پڑ گیا اسلئے امراء دولت ناراض ہوگئے اور سنہ ۷۹۱ھ ملکی میں اسکو قتل کر ڈالا ۔

رکن الدین امیرالامرا نے قید سے نکالکر بادشاہ کیا مگر اسنے چند روز کے بعد ہی رکن الدین کو قتل کر دیا امیر امیر صدہا حاکم سامانہ نے اسکے برخلاف ملک محمد فیروز کو جالندھر مین تخت نشین کیا اور دہلی مین آکر محاصرہ کر لیا یہ اوسکے مقابلہ سے شکست کہا کر بہاگ گیا								ملک ابوبکر بن فتح خان بن فیروز شاہ بادشاہ برادر ناصر الدین تغلق	۵
ملک صدہا وغیرہ غلامان فیروز شاہی کے سعی سے اسنے سلطنت پائی مگر چند ماہ کے بعد انکے ساتھ اسکی رنجیدگی ہوگئی اور بہت سے امیر بہاگ کر کوٹلہ میوات مین ابوبکر کے پاس چلے گئے باقیماندونکے لئے حکم دیا کہ تین روز مین چلے جائین ورنہ قتل ہونگے چنانچہ اکثر چلے گئے اور باقیماندہ قتل ہوگئے اور شہزادہ ہمایون ابوبکر کے مقابلہ کو روانہ ہوا عند المقابلہ ابوبکر پکڑا گیا فوج کے مفسدونکو بھی اسنے سزا دی پنجاب کے مفسدونکی سرکوبی کی -	.	[illegible]	[illegible]	[illegible]	.	.	.	محمد شاہ بن فیروز شاہ باربک تغلق	۶
اس بادشاہ نے تخت نشین ہوکر صرف ایک ہی ماہ سولہ روز سلطنت کی پھر انتقال ہوگیا -	.	[illegible]	-	[illegible]	.	.	.	سلطان ہمایون المخاطب علاؤ الدین سکندر شاہ بن محمد شاہ	۷
سنہ ۸۱۵ھ مین سلطان محمود مرگیا تو اوسکا بیٹا دولتخان تخت نشین ہوا اوسپر خضر خان ناظم دیپالپور وغیرہ غالب آیا اوسکو تخت سے اوتار کر خود بادشاہ ہوگیا اور سلطنت تغلقیہ کی ختم ہوگئی -	.	//	[illegible]	[illegible]	.	.	.	سلطان ناصر الدین محمود شاہ بن سلطان محمد شاہ تغلق	۸

نقشہ دوازدہم شاہان خضرخانیہ کے متعلق جو دہلی میں بادشاہ رہے

۱	خضر خان بن سلیمان	.	.	.	۷ سال ۲ ماہ ۲ دن	[illegible]	[illegible]	.	یہ بادشاہ قوم کا سید تھا ملک مردان خان امیر دربار فیروز شاہی نے اسکو متبنیٰ بنا کر پالا امیر تیمور نے اسکی حسن خدمات پر خوش ہو کر پنجاب کا ملک اسکو دیا آخر یہ دولت خان بن محمود شاہ تغلق پر غالب آیا اور دہلی کے تخت پر بیٹھا خطبہ و سکہ شاہرخ میرزا بن تیمور کے نام جاری کیا اسکے وقت انتظام سلطنت اچھا رہا۔
۲	مبارک شاہ بن خضر خان	.	.	.	۱۳ سال ۳ ماہ ۱۶ دن	ـــ			اسکے وقت جسرت کھکر سیکھا کھکر کے بھائی نے پنجاب کا ملک لے لیا دہلی کا ارادہ کیا سلطان شاہ لودی حاکم سرہند کو مغلوب کر کے آگے بڑھا سلطان خود برسر مقابلہ گیا اور شکست دیکر کھکروں کے علاقہ میں پہونچا تمام ملک اوجاڑ دیا پھر لاہور میں آیا اور دوبارہ آباد کیا چونکہ جسرت کے غارت سے شہر ویران ہو چکا تھا سلطان کے جانے کے بعد جسرت پھر آیا اور راجہ بھون کو مار ڈالا لاہور و دیپالپور پر قابض ہو گیا شیخ علی مغل حاکم کابل بھی مع لشکر چڑھ کر آیا اور تمام علاقہ پنجاب کو لوٹ کر برباد کر دیا سلطان پھر آیا اور شیخ علی کو شکست دی اور جسرت بھاگ گیا اور بعد انتظام دہلی کو معاودت کی مگر جاتے ہی پھر امیر علی و جسرت دونوں پھر آئے تو سلطان پھر آیا امیر علی کے تعاقب میں ... تک گیا پھر شیخ علی کو قلعہ شادمان میں قید کر دیا بعد اسکے اسکو ہمراہ لیکر دہلی آیا آخر جبکہ شہر مبارک آباد کی جامع مسجد میں ملک سرور وزیر کے ہاتھ سے قتل ہوا۔

۳	سلطان محمد شاہ بن فرید خان بن خضر خان	.	.	.	.	[illegible]	.	.	ابتدا سلطنت مین یہ بادشاہ برائے نام تہا ملک سرور دبیر الملک کا اور مختار عام تہا وزیر نے بہت سے امرا کو قتل کیا کئی قید کر لئے آخر سب نے ملکر اسکو مار ڈالا اور سلطنت کا اختیار سلطان نے پایا ۸۳۹ھ مین سلطان پنجاب پر چلکر جسرت کہکر کی تخریب مین سخت کوشش کی اور علاقہ لوٹا اسکی قوم کو مار ڈالا انہیں دنون قوم لنگاہ مین ملتان مین خروج کیا اور سلطنت علیحدہ قائم کر لی اور سلطان محمود والی مالوہ لشکر دہلی پر چڑہ آیا بہلول لودی (کے) مقابلہ سے شکست کہائی چلا گیا اس خدمت کے عوض سلطان نے نظامت پنجاب کی بہلول کو دی اوسنے جسرت کہکر سے صلح کر لی اور افغانی فوج بہرتی کر کے بطمع سلطنت دہلی پر حملہ آور ہوا ناکامیاب رہا مگر کل صوبے سلطنت منحرف ہوگئے بادشاہ ۸۴۹ھ مین مر گیا ـ
۴	سلطان علاؤالدین ست عالم بن سلطان محمد شاہ	.	.	.	.	[illegible]	.	.	اس بادشاہ کی سلطنت نے کچہ رونق نپائی بجز دہلی و بداون اسکے قبضہ مین کوئی ملک نتہا حسام الدین و حمید الدین کی نفاق سے اور دہلی کو بہی چھوڑ دیا بداون مین سکونت کی اسکے پیچھے اونہون نے بادشاہ کا خزانہ لیا شہزادیونکو ننگے سر قلعہ سے نکال دیا حمید خان نے بہلول لودی کو پنجاب سے بلایا جب وہ آیا چند روز حمید خان کی متابعت مین رہا پہر اسکو قید کر لیا اور بادشاہ کو دہلی مین آنیکے لئے لکہا اوسنے جواب دیا کہ مجہکو پرگنہ بداون ہی کافی ہے سلطنت جانے اور تم جانو چنانچہ بادشاہ اپنے زیست تک بداون مین رہا ۸۸۳ھ مین مر گیا سلطنت خاندان سادات خضر خانیہ ختم ہو گئی ـ

نقشہ سنہ وار سلاطین افغان لودیہ کے ذکر مین جو دہلی مین تخت نشین ہوئے

١	سلطان بہلول لودی	.	.	.	سنہ ۸۵۵ھ	[illegible]	.	[illegible]	فیروز شاہ بادشاہ کے وقت اسکا دادا ابہرام ملک مردان حاکم ملتان کے پاس نوکر تہا اوسکے پانچ بیٹے تہے سلطان کالا محمد فیروز خواجہ بہرام کے مرنے کے بعد ملک سلطان خضر خان کے پاس نوکر ہوا اور اسلام خان خطاب پاکر سرہند کا حاکم تہا اوسکی عورت جب بہلول کے حمل سے حاملہ ہوئی تو مین بیٹہے چہت کے نیچے دبکر مر گئی اور اوس ملک کالا نے اوسکا پیٹ چاک کر کے بچہ نکالا بہلول نام رکہا جب ملک کالا شیخ امیر علی کی لڑائی مین مارا گیا تو بہلول یتیم رہگیا اور اپنے چچا کے پاس پرورش پائی اور اپنی لیاقت سے پنجاب کا حاکم بنگیا پہر دہلی کا بادشاہ ہوا چند مرتبہ سلاطین شرقی کے ساتھ لڑا اور فتحیاب ہوا جونپور کی سلطنت بہی اسنے لے لی۔ اور سینتیس سال سلطنت کی ۸۹۴ھ مین مر گیا۔
.	نظام خان الملقب بسلطان سکندر لودی بن بہلول لودی	.	.	[illegible]	سنہ ۸۹۴	[illegible]	.	.	بہلول کے بعد تخت نشین ہوا اور اپنے بڑے بہائی باربک سے جو جونپور مین حاکم تہا فوجکشی کی اور مطیع کر کے بہر وہ ملک اوسے کو دیدیا اور بہ کمال استقلال اٹہائیس سال سلطنت کی آخر ۹۲۳ھ مین مر گیا۔

۳	سلطان ابراہیم بن سلطان سکندر لودی							سکندر کے بعد یہہ بادشاہ ہوا اور جونپور کی حکومت اپنی چھوٹی بھائی جلال خان کو دی مگر جب ناراض ہوگیا اور اوسپر فوج کشی کی وہ بکرماجیت والی گوالیار کے پاس بھاگ گیا اعظم ہمایون معہ لشکر اوسکے گرفتار ہوگیا تو اوس نے مالوہ کا رستہ لیا آخر حاکم گونڈوانہ نے اوس کا سر کاٹ کر بھیجدیا جب کوئی مدعی نہ رہا تو سلطان بڑے غرور مین آیا پہلے اپنے خیرخواہ وزیر میان بہوا کو قتل کیا اور چند امرا کو قید کر دیا اعظم ہمایون کو گوالیار سے بلایا اسپر اسلام خان بن اعظم ہمایون نے مانکپور اور بہار خان ولد دریا خان نے بہار مین اور دولت خان لودی نے پنجاب مین بغاوت کی اور حسب الطلب دولت خان کے شاہ بابر والی کابل نے پہلے پنجاب پر تصرف کیا پہر دہلی کو آیا سلطان ابراہیم ایک لاکھ فوج کے ساتھ پانی پت کے میدان مین بابر کے مقابل ہوا اور باوجود کثرت فوج شکست کہائی اور قتل ہوا سنہ ۹۳۲ مین اس خاندان کی سلطنت تمام ہوئی

نقشہ چہاردہم شاہان افغانی کے ذکر مین جو ہند مین بادشاہ رہے

١	شیر شاہ سور افغان				[illegible]	۹۵۲ [illegible]	[illegible]	[illegible]	پہلے اس نے پنجاب مین جا کر قلعہ رہتاس کا بنوایا پھر راجہ پورن چند پر لشکر کشی کی پھر مالدیو حاکم اجمیر و جودھپور و میواڑ پر فوج لے گیا اور خاص آپ آیا چوری اور رہزنی کی بیخ نکلوا دی ہند مین سڑکین بہت بنوائین مہمان خانے تعمیر کرائے مسافرون کیلئے اخراجات خزانہ شاہی سے مقرر کیا ملک کو رونق دی - پندرہ سال امارت - پانچ برس بادشاہت کی -
٢	جلال خان الملقب سلیم خان بن شیر شاہ افغان			سنہ ۹۵۲	[illegible]	[illegible]			شیر شاہ کے مرنیکے بعد عادل خان بڑا بیٹا اوسکا رنتھور مین تھا امرا اوسکے نے مصلحتاً اس کو کہ چھوٹا بیٹا تھا تخت نشین کر دیا جب وہ آیا تو اوس نے بھی اسکے تخت نشینی پر رضامندی ظاہر کر کے بیانہ کیطرف چلا گیا مگر اسکے تسلی نہ دی اوسکی گرفتاری کو فوج مامور کی عادل خان نے خواص خان حاکم میوات کو مدد پر بلایا اور جنگ کیا آخر شکست پائی - اسبات پر امرای شاہی اس سے ناراض ہو گئے پہلے ہیبت خان و اعظم ہمایون حکام پنجاب کے بغاوت کی

									اورمعرکہ وقوع مین آتے جپر شجاعت خان مالوہ مین ہنگامہ پرداز ہوا سلطان آدم خان رئیس گہکڑون کا بھی سر بغاوت آیا ۔
۳	فیروز شاہ بن سلیم شاہ افغان			[illegible]					یہہ بادشاہ خورد سالی مین تخت پر متمکن ہوا لیکن تین روز کے بعد مبارز خان المخاطب بعادل شاہ بن نظام خان افغان اسکے ماموں نے اس کو پکڑ کر قتل کر ڈالا ۔
۴	مبارز خان المخاطب بعادل شاہ بن نظام خان افغان								یہہ شخص اپنے ہمشیرہ زادہ کو قتل کرکے خود بادشاہ ہوا اور شمشیر خان غلام زادہ کو وزارت دی ۔ ہیمون ایک ہندو کو مدار المہام بنایا اسپر امراء دولت وحکام اس طرز عمل سے ناخوش ہوگئے تھے ۔ پہلے احمد خان برادر زادہ و داماد شیر شاہ کا تہا پنجاب مین سکندر شاہ خطاب پاکر پادشاہ ہوا ابراہیم خان خسر پورہ عادل شاہکا بھی متمرد ہوگیا اور یہہ نوبت پہونچی کہ سکندر شاہ دہلی پر قابض ہوگیا دریاے سندھ سے لیکر گنگ تک وسکی عملداری ہوگی اور آگرہ پر بھی دخیل ہوا بالآخر ہمایون بادشاہ نے کابل سے پندرہ ہزار سوار کے ساتھ آکر ہند پر قابض ہوگیا ۔

ہندوستان میں اسلام کے دوسرے زمانہ کی خاندان مغلیہ کا اجمالاً تذکرہ

مغلوں کے مورث اعلیٰ کا مختصر حال

مورث اعلیٰ اس قوم کا مغل خان اولاد یافث ابن حضرت نوح علیہ السلام سے گذرا ہے۔ مغلوں کی سلطنت کی ابتدا اور اُنکی جلد ترقی پذیر ہو کر بہت پھیل جانا تاریخی واقعات میں سے ایک بڑا ماجرا عجیب ہے جس زمانہ میں کہ غزنیکی سلطنت پر زوال قدم بقدم بڑھتا چلا آتا تھا اوسی عرصہ میں ملک تاتار سے جو قدیم میں اوسکا نام ختا مشہور تھا اس جنگجو قوم نے خروج کیا اور ان میں سنہ ۱۲۱۰ء میں تموچن خان جسکو کہ اُنکے بڑے پیر اوس قوم نے چنگیز خان یعنے خان اعظم یعنے شہنشاہ کا خطاب دیا تھا اپنی دانائی اور شجاعت سے قوم کا سردار ہوا اور تمام تاتار میں اوس کا تسلط ہو گیا اوس نے بارادہ تسخیر دوسرے ملکوں کے اپنے فوج کو سپاہ گری کے فنون سے واقف اور آگاہ کیا جب فوج کی تعداد پچاس لاکھ سے بھی زیادہ ہو گئی تب فتوحات ملک پر کمر باندھی پہلے فتح ملک ختا جو چین کی شمالی اقطاع میں ملی ہے اس سبب سے کہ محمد شاہ خوارزم مالک افغانستان کا اور خراسان نے شقاوت سے وکیل اور چند سوداگران تاتاری کو قتل کیا تھا چنگیز خان اپنی فوج لیکر انتقام لینے آیا شاہ خوارزم نے بہمراہی ایک لشکر قلیل کے سرحد پر پہونچکر بہت مقابلہ ہوا باہم سخت لڑائی ہوئی اور دیر تک دونوں فوجیں مساوی رہے آخر جب چنگیز خان کے حکم سے فوج مغلوں کی ایک تازہ دم گروہ نے جو کمک کیلئے رکھا تھا غنیم کے بازو سے پہنچ کر حملہ کیا تب خوارزمی مقابلہ میں قایم نرہ سکے الا پھر بھی باہتمام صف بندی پیچھے کو ہٹے اور بہت سپاہ کام آئے اس شکست کے

بعد و سلطان محمد شاہ کی ہمت ٹوٹ گئی تھوڑی تھوڑی سے مقابلہ کے بعد چنگیز خان چہوٹے
مقامات مفتوح کرتا ہوا شہر بخارا کے قریب جا پہونچا۔

حال قتل و غارت بخارا

اور سنہ ۶۱۶ھ ماہ محرم الحرام مین چنگیز خان اور تولی خان فرزند
خود نے بخارا کا محاصرہ کیا اور شہر والون نے اس شرط پر امان پائی کہ وہ کل اپنا مال چنگیز خان
کو دیدین مکانات چھوڑ جاوین خوارزم شاہی نوکرون کو پکڑوا دین مگر بوقت دریافت
ظاہر ہوا کہ لوگون کے تہہ خانون مین خوارزمی چھپے ہوئے ہین اس لئے تمام شہر مین
آگ لگا دی گئی جب جل چکا تو خاکستر کہود کر دفینے نکلواتے گئے قلعہ گرا دیا گیا کوک خان جیسے
امراے خوارزم شاہی قتل ہوئے اس صدمہ کے بعد بخارا مدت تک ویران رہا اور
اوگتائی خان اس کے فرزند کے عہد مین دوبارہ آباد ہوا۔

حال قتل و غارت خجند

اور اوگتائی خان و چغتائی خان فرزندان چنگیز خان
اترار پہونچکر شہر کا محاصرہ کیا غایر خان جس نے تاتاری سوداگر قتل کئے تھے محصور
ہوا جب دس ہزار سوار اور قراجہ حاجب خوف کے مارے تاتاریون سے جا ملا اور
قتل ہوا جب شہر فتح ہوا پانچ لاکھ آدمی شہر کے قتل ہوئے مکانات جلائے گئے
غایر خان بیس ہزار فوج کے ساتھ قلعہ مین محصور رہا اون مین سے ہر روز پچاس
پچاس ہزار آدمی قلعہ سے باہر آتے اور لڑ کر جام شہادت پیتے جب سب مر چکے
تاتاری قلعہ مین داخل ہوتے اور غایر خان ایک برج کی چھت پر گھر گیا عورتین
و کنیزکین اوسکی اینٹون اور پتھرون کے ساتھ کتنے روز تک لڑتی رہین آخر غایر خان
گرفتار ہو کر جام شہادت پلایا گیا اور قلعہ گرا دیا پھر تاتاری سمرقند کو گئے۔

حال قتل و غارت جند و خجند جوجی خان جب لشکر لیکر اسنتاق مین پہونچا اہلے سی

حسن حاجی کا جو اگرکو شہر والون کے فہمایش کے لئے بھیجا اونہون نے حسن کو بلوا کر مار ڈالا اسپر چنگیز خان غضب مین آیا اور بہت جلد شہر کو فتح کر کے شہر والون کو مار کر عمارتین جلا دین اسباب لوٹ لیا پہر یہہ لشکر آذرکند کو گیا انہون نے اطاعت مان لی تو اونکو باقی پہر تاتاری اشناس کو گئے قتلق خان حاکم خجند کا بھاگ گیا شہر والے باوجود بے حاکمی کے مستعد ہوئے تاتاریون نے شہر لے لیا اور اہل شہر کو ایک جنگل مین لیجا کر قتل کر کے مکانات کو آگ سے پھونک دیا اسی مقام سے الاق نویان خجند کو مامور ہوا وہ پہلے فناکت پہونچا ملک ایلتگو وہان کا حاکم تھا تین روز لڑا تاتار یا چوتھے روز شہر فتح ہوا مکانات جلائے گئے اہل شہر قتل مین آئے پہر الاق نویان خجند مین آیا یہان تیمور ملک جو پہلوان خوارزم شاہی دربار کا حاکم تھا وہ اپنے قلعہ مین جو دریا کے دو شاخون کے اندر بنا ہوا تھا قلعہ بند ہوا مغلون کی ستر ہزار فوج نے قلعہ کو گہیر لیا تیمور ملک کشتیون مین جنپر نمدے کے پردے تھے بیٹھ کر مغلون سے لڑا کرتا رہا مغلون کی گولیان اور تیر پھینکے ہوئے نمدون مین کارگر نہ ہوئے اور سینکڑون ہزارون ہی مغل قتل کئے آخرش تھک گیا اور دریا کے رستے سے بھاگ گیا اور جان بچا لے گیا اوس کے پیچھے مغلون نے شہر کو جلا دیا رعایا کو قتل کر ڈالا مال لوٹ لیا

حال قتل و غارت سمرقند — چنگیز خان جب بذات خود سمرقند پہونچا ایک لاکھ دس ہزار ترکمانی خوارزم شاہی فوج وہان موجود تھی وہ دو روز تک وہ میدان مین لڑتے رہے تیسرے روز شہر مین محصور ہو کر لڑنے لگے اہل شہر اسوقت تین فریق تھے ایک خواہان جنگ تھے دوسرے اطاعت پسند تیسرے تذبذب بدحواسی مین مبتلا تھے آخر قاضی و شیخ الاسلام دو نو ملکر چنگیز خان کے روبرو گئے اور

اطاعت ظاہر کئے اور اپنے تابعینون کی جان بخشی کرائے اوسوقت الپ خان
حاکم سمرقند کا ایکہزار آدمیون کے ساتہہ چل نکلا اور مغلون کا لشکر داخل شہر ہوگیا
بائیس لاکھ آدمی قتل ہوئے آباد اور مکانات جلاکر خاک کردیے گئے صرف پنجاہ ہزار
آدمی قاضی و شیخ الاسلام کے تابعین جان بر ہوئے دو لاکھ روپیہ نذرانہ دیا قلعہ
ڈھا دیا گیا امیرامراء خوارزم شاہی گرفتار ہوکر قتل کئے گئے —

حال تاتاری لشکر کا جو ایران وغیرہ کو مامور ہوا — بعد فتح مہم سمرقند امیر جبتہ نویان
و سوبدائے بہادر دو امیر توقچر کی ماموری ایران کو ہوئی اور حکم ہوا کہ وہ سلطان
خوارزم شاہ کو پکڑیں اور رعایا مین سے جو باطاعت پیش آوے امان پاوے
ورنہ قتل کیا جاوے پس یہہ فوج بلخ و اسحاف ہوتی ہوئی ہرات مین آئی حاکم ہرات
بمتابعت پیش آیا جبتہ نویان و سوبدائے بہادر نے نذرانہ لیکر امان دی جب وہ
چلے گئے تو توقچر آیا اور اوس نے ہرات لوٹنے کا حکم دیا ناچار لوگ مستعد جنگ
ہوئے اور لڑائی مین توقچر مارا گیا فوج اوسکی بھاگ گئی جبتہ نویان کے لشکر مین جا ملی
پھر یہہ لشکر نیشاپور گیا اور نذرانہ معقول لیکر امان دی پھر جبتہ نویان اجوین کے
راستے مازندران گیا اور سوبدائے نے طوس کا رستہ لیا طوس مین پہونچکر اوس نے
قتل و غارت سے ایک دقیقہ نہ چھوڑا پھر دامغان گیا اور سبزی ملک دیکھہ کر
امان دی پھر جبوشان مین پہونچا اور خوب لوٹا پھر اسفرائن کو تہہ و بالا کیا پھر دامغان
جاکر قتل و غارت کی اور جبتہ نویان نے مازندران پہونچکر لاکہون آدمیون کو مار ڈالا
انکے شہر کو لوٹا اور جس قلعہ مین خوارزم شاہ کی والدہ اور اہل و عیال تہا وہ فتح کیا اور پھر کہ
معہ والدہ و اہل و عیال بادشاہی تلید مین لے آیا بے انتہا تاتاریون نے خزانہ پایا

پھر رے سے میں گیا وہاں سوبدا سے کا لشکر بھی اوس کو آملا رے میں شافعیہ و حنفیہ
مذہب ہوا کیے اہل اسلام میں آپس میں بہت عداوت تھی شافعیہ حاضر آئے اور
نذرانہ دیکر درخواست کی کہ حنفی سب قتل کئے جاویں چنانچہ نصف شہر قتل ہوا
پھر شافعیہ کو بھی اس خیال سے کہ یہ متقلب پیشہ لوگ ہیں ان کو بھی قتل کر ڈالا اور
شہر کو آگ لگادی دونوں فریق ایک لاکھ سے زیادہ تھے پھر جبہ نویان
ہمدان گیا اور سوبدا سے قزوین کو آیا پہلے جبہ نویان نے شہر قم کا محاصرہ کیا اور
باطاعت امان دی اور سوبدای نے قزوین پہونچکر پچاس لاکھ آدمی مارا اور پھر
آذربائیجان میں پہونچکر شہر زنجان کے بیس لاکھ آدمی قتل کر ڈالا پھر اردبیل کے
لوگ مارے گئے اور شہر حلاوہ یا سراق والوں پر بھی یہی حادثہ پیش آیا تبریز کا
حاکم جہان پہلوان سے لڑائی میں شکست کہائی مگر نذرانہ دیکر ہلاکی سے بچا پھر یہ لشکر
گرجستان گیا حاکم شہر اور اہل شہر کو شکست دیا اور کیا پھر مظفر الدین کوکبری پدر زن
کی وہ لیکن وہاں والی نکلی اور وہاں سے ہٹ گئے تاکہ جمال الدین آیبہ نے ہمدان
والوں کو اپنے ساتھ ملاکر فساد برپا کیا ہے اسلئے جبہ نویان عراق میں آیا اور
جمال الدین کو باوجود اطاعت ظاہر کرنے کے قتل کر ڈالا اور ہمدان کو آگ لگادی
اہل شہر کو مار ڈالا مال لوٹ لیا پھر دوبارہ تبریز پہونچا اور نذرانہ مقبول ایک
اتابک جہان پہلوان کے بیٹے سے لیا پھر یہ لشکر ملک خوی و سلماس و بیلقان
و نخچوان میں گیا اور قتل و غارت سب مقام کئے پھر شہر گنجہ سے نذرانہ لیا اور
بار ثانی گرجستان کا رخ کیا اور تیس لاکہہ آدمی گرجی کے مارا پھر شروان کو لوٹا اور
شیروان شاہ کو جو ایک قلعہ میں قلعہ بند تھا کہلا بھیجا کہ ہم پر سے ملک کے مزاحم

نہین ہونے چاہتے ہین کہ دربند کے راستے مغولستان کو چلے جائین تم اپنے دو معتبر دوستی کے عہد نامہ کیلئے ہمارے پاس بھیجو معتبر اسے تو ایک کو تو قتل کردیا اور دوسرے سے کہا کہ اگر تو ہمکو دربند کا راستہ بتلاتا ہے تو جان سے امان پائیگا وہ بیچارا ہمراہ ہو لیا اور ایسے سخت راہ سے جہان سے بجز اسکندر رومی کے کبھی گذر نہین ہوتا تھا بہ آسانی گذر گئے راہ مین بھی لاکھون آدمی قتل کیئے گئے آبادی باقی نچھوڑی قبچاق کے لوگ جو مقابلہ پیش آئے تھے ان کے تاتاریون سے شکست فاحش کھائی آخر یہ فریب کیا کہ تم اور ہم ایک جنس آدمی ہین اگر تم الانیونکا ساتھ چھوڑ دو تو ہم تم کو دو لاکھ روپئے دیتے ہین قبچاقیون نے دو لاکھ روپیہ لے لیا اور الانیونکا ساتھ چھوڑ دیا جب دو قومون مین نفاق ہوگیا تو یہ بہت جمعیت دو تو پرچا پڑے اور قتل کر ڈالا پھر شہر سوداق مین جو خلیج قسطنطنیہ کے دریا کے کنارہ ہے پہونچے اور شہر کو لوٹ لیا وہان سے گذر کر یہ لشکر چنگیز خان کے لشکر کے ساتھ ہوگیا۔

حال قتل و غارت خوارزم

سمرقند کے مقام سے جوجی خان و چغتائی خان مع لشکر خوارزم کو مامور ہوا اور خود چنگیز خان خراسان کو آیا جوجی خان شہر جرجانیہ دار الخلافت خوارزم کو محاصرہ کیا خمارتگین امیر اور شہر کے لوگ مقابلہ پیش آئے اور ایک لاکھ سے زیادہ اہل اسلام قتل ہوئے جب تاتاری شہر مین داخل ہوئے تو شہر والے دوبارہ مستعد ہوئے اور تاتاریون کو شہر سے نکال دیا پانچ مہینے کے بعد یہ شہر فتح ہوا اور چھ لاکھ آدمی قتل ہوئے تو تمام مکانات اور عمارتین جلا دیئے اور کوئی دقیقہ ظلم و ستم کا باقی نچھوڑا چنانچہ شیخ نجم الدین کبری نے جو ایک نامی گرامی بزرگ تھے اسی جنگ مین شہادت پائی۔

احوال نخشب و ترمذ و بلخ

چنگیز خان پہلی نخشب سے سمرقند آیا اور شہر کو گرا یا لوگون کو قتل کرایا پھر ترمذ پہونچا وہان بھی یہی حال گذرا پھر لشکر غارت و سامان و بدخشان کو گیا اور آبادی کا نام نچھوڑا پھر بلخ مین پہونچا بلخ کی آبادی اور رونق اس سے معلوم ہوسکتی ہے کہ شہر کے اندر بارہ سو جامع مسجد اور بارہ سو حمام اور پچاس ہزار گھر سادات کے

علما و مشایخ کے تھے بلخ والون نے اطاعت مان لی مگر بطمع غارت کے وہ اطاعت نامنظور ہوئی آخر چوبیس
لاکھ آدمی مارے گئے شہر لوٹا اور جلا یا گیا اس مقام سے تولے خان خراسان کے قتل پر مامور ہوا اور خود چنگیز خان
طالقان کو گیا چونکہ وہ قلعہ کوہ نقرہ پر بڑا مضبوط قلعہ تھا پانچ مہینے تک فتح نہوا وہان خبر پہونچی کہ
سلطان جلال الدین کے جنگ مین مغلون نے شکست کھائی اور ہزارون مارے گئے ہین اسلئے چنگیز خان
غزنین کو روانہ ہوا پہلے اندراب مین پہونچا اور شہر والون سے ایک متنفس کو نچھوڑا پھر بامیان مین آیا
شہر کے لوگ مقابلہ پیش آئے تھے جسمین ایک شہزادہ چغتائی خان کے بیٹون مین سے مارا گیا اسپر چنگیز خان سخت
غضبناک ہوا اور شہر کو فتح کرکے حکم دیا کہ اس شہر مین سے کوئی ذی روح باقی نچھوڑا جاے بکری کتے بلی چوہے
وغیرہ تک سب مارے جائین جب یہ تعمیل ہوچکی شہر کو گرا کر میدان کردیا اور مسجد ابود دی وہان سے غزنین کیطرف
رجعت کی اور سلطان جلال الدین کو شکست دی وہ دریا سندھ سے اتر کر ہند کو چلا گیا چنگیز خان نے بلا
نوبان امیر کو اوسکے تعاقب مین بھیجا اوس نے دریا سے اتر کر پنجاب و لاہور وغیرہ کو خوب لوٹا اور مراجعت کی

حال قتل و غارت خراسان

تولے خان خراسان مین داخل ہوکر پہلے مرو مین آیا فخر الملک وہان کے حاکم
نے ایک لڑائی مین شکست کھا کر اطاعت منظور کی مگر منظور نہوئی اور اتنے بڑے شہر مین سے صرف چار سو آدمی
اہل ہنر و کمال منتخب کرکے باقی ایک کروڑ تین لاکھ آدمی قتل کئے گئے پھر شہر مین بذریعہ منادی ندا کیگئی کہ
اب باقیماندون کی جان بخشی ہوئی یہ ندا سنتے ہی ہزارون آدمی چھپے نکل آئے اور چالیس ہزار کے قریب دوبارا
قتل ہوے جب مغلونکا لشکر وہان سے چلا گیا ابن کرشنکین خوارزمی جو اپنی جان چھپاے ہوے تھا اپنی جمعیت
کے ساتھ اور ادہر ادہر سے شہر مین آرہا یہ خبر سنکر ہزارون آدمی اور شہرون کے بھاگے
ہوے جو چھپے تھے وہان آکر جمع ہوے اور شہر دوبارہ آباد ہوگیا یہ حال سنکر مغل پھر مرو پر چڑھ آئے اور ایک لاکھ
آدمی پکڑ کر ہراة کو لیکے گئے اہل تواریخ کا قول ہے کہ مرو کے کل رہنے والون مین سے صرف چار ہزار
آدمی جان بچا سکے باقی سب قتل ہوے۔

واقعہ قتل و غارت نیشاپور — اس شہر کی تخریب کے لئے تغاچار داماد چنگیز خاں کا مامور ہوا
تھا عین المقابلہ میں وہ مارا گیا اور تولے خاں مرو سے نیشاپور میں آیا اور آتے ہی قیامت بپا کی اگرچہ اہل
شہر مدت تک لڑتے رہے آخر تنگ آ کر اطاعت منظور کی قاضی رکن الدین علی بن ابراہیم کو بہت مال دیکر
بھیجا تولے خاں نے مال لے لیا قاضی کو شہید کر دیا پہلے تو خندق حصار کو بذریعہ گرد بادان شہر کی دیواروں
پر چڑھ آئے اور داخل شہر ہو کر کسی ذی جان انسان یا حیوان کو قتل سے نہ چھوڑا چنانچہ بہ تعمیل حکم کل
قتل کر دیئے گئے اور شہر ڈھا دیا گیا اور پانی چھوڑا گیا غلہ کاشت کرایا گیا بارہ روز تک نیشاپور کے
کشتوں کا شمار ہوتا رہا سوا عورتوں اور بچوں کے ایک کروڑ سینتالیس ہزار آدمی مرد بالغ شمار میں آئے

واقعہ قتل ہرات — شمس الدین محمد جرجانی خوارزم شاہی ایک لاکھ فوج کے ساتھ ہرات میں تھا تولے خاں
جب یہاں آیا پہلی لڑائی میں ایک ہزار سات سو مغل قتل ہوئے دوسری لڑائی میں خود شمس الدین نے شہادت
پائی اہل اسلام شہر میں محصور ہو کر لڑتے رہے آخر تولے خاں لڑائی سے تنگ آیا اور اہل شہر کو
امان دی مگر شہر پر قابض ہو کر صرف بارہ ہزار آدمی ملازمان خوارزم شاہی قتل کئے گئے اور شہزادہ
ابوبکر کو اوس نے حاکم شہر بنایا اور منگتائی تاتاری کو شحنہ مقرر کیا اور خود چلدیا چند ماہ بعد جب
تاتاریوں نے سلطان جلال الدین کے معرکہ سے شکست کھائی اہل ہرات کا خون پھر جوش میں آیا
حاکم اور کوتوال دونوں کو قتل کر ڈالا اور باغی ہو گئے چنگیز خاں نے ایلچیکدائی امیر کو پھر ہرات پر بھیجا
شہر کا محاصرہ ہوا چھ ماہ تک برابر جنگ ہوا لاکھوں مسلمان ہزاروں تاتاری کام آئے آخر فصیل شہر
پچاس گز لانبی ایک طرف سے گر گئی مگر محصوران شہر نے اوس طرف سے مغلوں کو شہر میں داخل نہ دیا پھر
جمادی الثانی ۶۱۹ھ جمعہ کے روز خاکستری صبح تاتاریوں نے اوڑا لیا اور شہر لے لیا سات روز میں
ایک کروڑ ساٹھ لاکھ مسلمان شہید ہوئے شہر کو آگ لگا دی اس کام سے فارغ ہو کر ایلچیکدائی قلعہ کالیون کو گیا اور
پیچھے شہر کے بھاگے ہوئے لوگ پھر آ موجود ہوئے اور صورت آبادی شروع ہوئی پھر شہر بسا کر

ایلچکدائی نے پھر دس ہزار فوج کا دستہ ہرات پر بھیجا اونہون نے اگر کچھ شہری اور کچھ دہقانی لوگون کو گرفتار کرکے ایک لاکھ کی تعداد بنائی اور قتل کر دیا غرض کہ ہرات کے رہنے والون مین سے صرف سولہ آدمی کہین چھپے چھپاتے بچے جنہون نے پندرہ سال تک اوسی ویرانہ شہر مین سکونت رکھی اور کل شہر کے مکانات سے صرف سلطان غیاث الدین کا مقبرہ مسماری سے بچا ہوا تھا اور اسی مین وہ رہتے تھے سولہ برس کے بعد اس شہر کو اوگتائی خان چنگیز خان کے پوتے نے پھر آباد کیا ۔

ذکر معاودت چنگیز خان تاتار — خوارزم شاہیون اور اونکی سلطنت کو جب چنگیز خان ویران کر چکا چاہا کہ اب وطن کو جاوے معاودت کے وقت چغتائی خان و اگتائی خان دونو شہزادون کو حکم دیا کہ تم غزنین و کابل و قندہار و سیستان و کیچ مکران وغیرہ شہرون کو جو سلطان جلال الدین کی جاگیر مین تھے ویران کر دو پس اوگتائی خان غزنین و کابل و ماوراء النہر و سیستان وغیرہ مین دورا کیا صدہا شہر ہزارون قصبہ گراوتنے لاکھون آدمیون کے خون بہائے اور چغتائی خان مکران کو جا کر کالنجر تک پہونچا تمام ملک اوجاڑ دیا قیدیون کے اوسکے لشکر مین یہہ کثرت ہوئی کہ ایک ایک سپاہی کی تحویل مین بیس بیس قیدی تھے آخر وہ لاکھون قیدی بحکم چنگیز خان قتل کئے گئے سنہ ۶۲۱ کے آغاز مین چنگیز خان اپنے وطن مین پہونچا اور سنا کہ شتدرقو حاکم تنگت و قاشین نے پانچ لاکھ فوج جمع کرکے مستعد جنگ ہے یہہ خبر پاتے ہی چنگیز خان ناگہان اوس پر جا پڑا اور تین لاکھ آدمی قتل کئے اوسکا ملک لوٹ لیا پھر خود اتنے تنگت شہر کو گیا اور وہان کے حاکم کو مطیع کیا اسی مہم مین جوجی خان شہزادہ مر گیا چغتائی خان و اوگتائی خان باقی رہے اونمین سے اوگتائی خان کو ولی عہد بنایا اور خود ماہ رمضان سنہ ۶۲۴ مین مر گیا تہتر برس کی عمر پائی پچیس ۲۵ سال سلطنت کی یہہ پادشاہ کسی دین یا مذہب کا پابند نہ تھا شہر قراقرم و قلوران تاتار مین اوسکی

دار الحکومت تھی خونریزی و سفاکی مین اسقدر وہ نام پایا کہ قیامت تک اسکی خونریزی کا داستان
اہل جہان کے ورد زبان رہیگا ۔

فائدہ ۔ شوکانی نے عقد الجمان مین لکھا ہو کہ سب سے پہلے جسنے قوانین کفریہ ممالک اسلامیہ مین داخل کیا ہو وہ چنگیز خان بادشاہ تاتار تھا یہ لوگ کوئی دین یا مذہب کے پابند نہ تھے اپنی جی سے ایک کتاب بنائی اور اوسکا نام یاسا رکھا اور اوسمین بہت سے تدبیرات خاصہ عامہ رسم ملوک و رعیت کے ذکر کیا اور خلق کو مار مار کر اون قوانین پر چلایا پھر بعض ذریت اوسکی مسلمان ہوگئے پھر چراکسہ وغیرہ بطور شاہ ممالک مین بیٹھے اگرچہ مسلمان ہوگئے مگر امور متعلقہ مملکت مین اسی کتاب یاسا پر عمل کرتے رہے اور باقی امور مین شریعت پر چلتے تھے پھر اہل مصر نے یاسا پر ایک سین بڑھا کر سیاسا نام رکھا پھر بعض نے الف آخر کو حرف ہا سے بدلکر سیاسہ رکھا پھر اس سیاسہ کا یہ زور ہوا کہ کوئی قطر و ملک باقی نرہا جہان اس قانون کا رواج نہ ہوا ہو ۔

یورش شیرخان ۔ بعد وفات چنگیز خان کے ایک معز شیرخان نے جو سلطان محمود بن شمس الدین التمش شاہ ہند کا امیر الامرا ملتان و سندہ کا صوبہ دار تھا یورش کرکے تھوڑے سے عرصہ کیواسطے غزنیکو مغلون کے قبضہ سے نکال کر سکہ و خطبہ بنام شاہ ہند جاری کیا الا ابھی کامل استقلال ہونے بھی نہین پایا تھا کہ ہلاکو خان نبیرہ چنگیز خان نے بزور شمشیر واپس لی مغلون کے خاندان سے وہ شخص جسنے پہلے دین اسلام قبول کیا ہلاکو خان تھا اور اسی نے خلفاء عباسیہ المستعصم باللہ خلیفہ آخری کو تخت بغداد سے خارج کرکے اوسکی سلطنت پر بھی قبضہ کرلیا ہلاکو خان کی نبیرہ ارغون کے عہد سلطنت مین تیمور خان امراء اعظم چنگیزی صوبہ افغانستان نے ملتان پر حملہ کیا محمد خان شہید فرزند رشید غیاث الدین بلبن شاہ دہلی نے جو ملتان کا حاکم تھا اوس کے لشکر کو شکست دی الآخر بھی تعاقب کرنے مین مارا گیا اوسکے عہد سلطنت افغانستان و ہند پانسو برس تک مغلونکی

قبضہ مین رہے جو قابل ذکر و لایق تحریر ہے -

تیمور شاہ گورگانی - اسکا شجرہ نسب چنگیز خان کے شجرہ کے ساتھ تومنا خان کے نام پر ملتا ہے اس طرح پر کہ تیمور بن ترغائی نویان بن توکل نویان بن ایلنگز نویان بن ایچل نویان بن قراچار نویان بن ایبرسو خان ہیچین بن قاچولی نویان بن تومنائی خان اور قراچار نویان چغتائی خان بن چنگیز خان کے دربار مین امیر الامراء تھا جب چغتائی خان کی اولاد کی حکومت بسبب عداوت باہمی کے جاتی رہی قراچار کی اولاد شہر سبز اور کش مین آباد رہے اور تھوڑے سے علاقہ مین اپنا گذارہ رکھا لیلۃ شنبہ کی رات پانچوین شعبان سنہ ٧٣٦ھ مین تیمور پیدا ہوا بچپن کی عمر مین اسکا باپ مر گیا یتیمی کی حالت مین اس نے پرورش پائی سنہ ٧٦١ھ مین تغلق تمور ماوراء النہر پر دخیل ہوا تو اوس نے شہر سبز و علاقہ کش اسکا وطن و مولد اسکو دیدیا پھر یہ امیر حسین پاس گیا اور سامان امارت کا بہم پہونچایا پھر اوسکے قتل کے بعد بارہوین رمضان سنہ ٧٧١ھ مین تخت نشین ہوا شہر سمرقند دار الحکومت تھا جب سلطنت اسکے ہاتھ لگی تو چنگیز خان سے بڑھ کر سرکشی و خون مین قدم رکھا اگر اسکے جملہ واقعات شرح لکھے جاوین تو طوالت کا خوف ہے مختصر یہ کہ اس نے اپنی اولوالعزمی اور دلاوری سے افغانستان ایران کو زیر کر کے اصفہان مین قتل عام کیا اور بغداد مین قتل کر کے غارت کیا اور روس کے ملک مین لشکر لے گیا بعد چند فتوحات کی اوس نے ہندوستان کے تسخیر پر کمر باندھی اور کابل و پشاور کے رستہ افغانستان کو تاراج کرتا ہوا ہند مین داخل ہوا ملک کو لوٹتا جلاتا ہوا سنہ ١٣٩٨ع مین دہلی تک پہونچا سلطان محمود بادشاہ دہلی نے مغلوب ہو کر قلعہ خالی کر دیا فوج تیمور نے خاطر خواہ شہر کو تاراج کیا اور [illegible] سے زیادہ [illegible] تک دیا تیمور نے تخت دہلی پر اجلاس کر کے اپنے تئین بادشاہ ہند مشہور کیا بعد پندرہ روز کے دہلی مین رہکر شمالی اضلاع کو تاراج کرتا ہوا اور میرٹھ کے قلعہ کو

خاک سیاہ کر کے مع نعیدیان اہل ہند دار السلطنت کو روانہ ہوا دسوین شعبان سنہ
ا بیمار ہوا سترہوین شعبان کو وفات پائی اس بیماری مین امیر نے شہزادہ پیر محمد کو ولیعہد کیا
چھبیس ۲۶ بیٹے اور پوتے باقی چھوڑے مگر ان مین اتفاق نہ رہا جہان کوئی تھا وہان ہی قابض ہو
بیٹھا امیر نے اکہتر برس کی عمر پائی چھتیس ۳۶ سال سلطنت کی سمرقند مین دفن ہوا اسکے انتقال کے
بعد اسکا فرزند شاہرخ جو ہرات کا مالک تھا افغانستان وخراسان وسیستان کو شامل کر کے مدار ہوا
جب وہ بھی اپنی نوبت بھگت کر عالم آخرت کو سدھارا تب افغانستان کے علیحدہ ملکو مین چند بڑے
بڑے سردار خود سر حاکم ہوگئے جیسا کہ ہرات مین مرزا بالستقرا فرزند شاہرخ اور پھر شاہ حسین مالک ہوا
اور قندہار مین امیر ذو النون حاکم تھا وہ کابل وغزنی پہلے مرزا عمر شیخ کے تحت مین تھا ازان بعد مرزا الغ بیگ
بیٹا ابو سعید مرزا کا تخت نشین کابل ہوا اسکے عہد مین قوم یوسف زئی اور دیگر اولاد خشی افغان کابل کے
علاقو سے خارج ہوکر پشاور کی طرف آئے سنہ ۹۰۶ مین مرزا الغ بیگ فوت ہوا جسکے بعد مرزا عبد الرزاق
فرزند خورد سال اوسکا تخت نشین کابل ہوا اور ایک شخص ترکی نام اوسکے ملازمون سے
صاحب اقتدار ہوگیا لیکن ترکی کے نخوت وتکبر سے امرا و تنگ آکر عبد الرزاق کے روبرو قتل کر
اوسکے تواضع کی گئی بعد اسکے بھی بباعث بے اتفاقی ارکان ریاست وکم سنی حاکم احوال کابل کا
نہایت پریشانی پر تھا ایسے وقت مین محمد مقیم چھوٹا بیٹا امیر ذی النون کا جو سلطان حسین بادشاہ
خراسان کے جانب سے حاکم ملک گرمسیر تھا بجمعیت لشکر شایستہ متوجہ کابل ہوا مرزا عبد الرزاق
طاقت لڑائی نہ سمجھ کر افغانون مین بعلاقہ لمغان بھاگ گیا اور وہ کابل پر محمد مقیم نے قبضہ کر کے
دختر مرزا الغ بیگ سے نکاح کر لیا مگر رعایا کو راضی نہ رکھ سکا یہ حال سنکر محمد بابر بادشاہ نے سنہ ۹۱۰ مین

بابر کا حال بعد وفات اپنے والد کے بارہ برس کی عمر مین فرغانہ اور اندجان کے تخت کا مالک ہوا تو شیبانی
خان اوزبک کے تسلط اور اپنے بھائیون کی بے اتفاقی سے باجمعیت [illegible]

سلطنت مین استقلال نہین رکہتا تھا آخر اوس طرف سے مایوس ہو تھا ہی حسب صلاح امیر محمد باقر
بامید حصول قبضہ افغانستان کو ہندوکش سے گذر کر کابل کیطرف روانہ ہوا محمد مقیم نایب مقابلہ
نہ لاکر اول حصاری ہوا اور آخر کو طالب امان ہوکر قلعہ خالی کر دیا ظہیر الدین محمد بابر سے تخت نشین
افغانستان ہوکر کابل مین قبل از فتح ہندوستان بائیس برس حکومت کی چند سال قندہار کے
مہم مین صرف ہوئے جہان شاہ بیگ ارغوان اور محمد مقیم پیشتر شکست کہا کر قندہار سے ہاتھ اوٹھایا
قوم ہزارہ اور مغربی افغانستان کو جہان تک ہوسکا درست کرکے مشرقی حصہ کیطرف توجہ کی
افغانان مہمند اور یوسف زئی سے لڑائیان ہوتی رہین بالآخر باجوڑ فتح کرکے قوم یوسف زئی
پر خراج مقرر کیا پہر ہندوستان کے واقعات موجودہ کو خیال مین لاکر حسب اشارہ دولتخان
لودہی بجمعیت پندرہ ہزار سپاہ دہلی کی سلطنت پر دعوی کرکے روانہ ہوا دوسری طرف سے ابراہیم شاہ
لودہی ایک لاکہ سوار اور ایکہزار ہاتہی لیکر بمقام پانی پت مقابل آیا سخت لڑائی ہوئی چونکہ ابراہیم
فن جنگ سے واقف تھا ایک ہی جگہ فوج کہڑی کر دی تھی اور بابر ایک جری سپہ سالار سے بہی بہتر
اپنے لشکر کو کمان دیتا تھا مصروفیت سے فوج غنیم کے انبوہ کثیر سے اپنی فوجکو لڑایا فتح مغلیہ کے اون دو
دستون سے جن کو تولقمہ کہتے تہے ہر دو جانب سے نکلکر سپاہ مخالف پر جا پڑے اور اونکا [illegible]
مار اسباب ذکی فوج مین تزلزل ہوا تب بائین و راست و چپ والون سے بہی ہٹ گیا اس خونخوار جنگ
مین ابراہیم شاہ مع پانچ چہہ ہزار سپاہ خاصہ ایک موقع معرکہ مین مارا گیا اور باقی فوج منتشر ہوگئی بابر
فتح کے جہنڈے اڑاتا ہوا آگرہ تک پہونچا ۱۵۲۶ء مین اوس نے دار السلطنت ہندوستان
پیشتر کی نشست تھین دہلی کا ہوا اوٹھا پانچ سال مشرقی ملکو مین سلطنت کرکے ۹۳۷ھ مطابق
۱۵۳۰ء مین بعمر پنجاہ سال کی آگرہ مین فوت ہوا اور اسکی نعش بموجب وصیت کابل مین لاکر
دفن کیگئی باپ کیطرف سے سلسلہ نسب تیمور شاہ تک اور مان کیطرف سے چنگیز خان تک

پہونچتا ہی۔ بابر کو ابتدائے جوانی مین شراب کا بہت شوق تہا چنانچہ کابل سے بابر پہونچکے سینہ تار مین ایک چہوٹا سا حوض پتہر مین کہدوایا گیا اور وہ مئی ارغوانی سے بہر دیا جاتا تہا اور بابر اوسجگہ بزم نشاط کیا کرتا تہا چنانچہ یہ بیت اوسکی طبعزاد حوض کے کنارہ پر کندہ کی ہوئی تھی ۔

نوروز و نوبہار و مئے دلبر خوش است	بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

مگر ہندوستان کی تخت نشینی کے بعد بابر نے شرابخواری سے توبہ کی اور سب سونے چاندی کی پیالیان جنمین بابر شراب پیا کرتا تہا اونکو گلواکے فقرا و مساکین کو خیرات کردین گئین۔ اور بابر ہمیشہ کے لئے تائب ہا اور اسکے انتقال کے بعد اسکے خاندان مین شاہان مغلیہ کے بادشاہ جو ہندوستان مین تخت نشین رہے اونکے اسما نقشہ ذیل مین ہدیہ ناظرین ہین ۔

نقشہ پانزدہم سلاطین مغلیہ خاندان بابر چغتائی جو ہند مین فرمانروا ہی

نشان سلسلہ	نام سلاطین مع القاب و نام پدر	تاریخ ولادت	مدت عمر و سنہ جلوس		مدت سلطنت مع تاریخ وفات		مدفن	پایہ تخت	نامہائے ہمعصر شاہان انگلشیہ
			سنہ جلوس	مدت عمر	مدت سلطنت	تاریخ وفات			
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰
۱	نصیر الدین محمد ہمایون بن ظہیر الدین بابر بادشاہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۲۵ برس [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	پہلے ہنری ہشتم دوسرے ایڈورڈ ششم تیسرے ملکہ میری کی شاہان انگلستان میں تھے
۲	جلال الدین محمد اکبر بن ہمایون	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible] ۱۰۱۴	[illegible]	[illegible]	[illegible]	پہلے ملکہ میری۔ دوسرے ملکہ الزبتھ جن میں اول معاصر شاہان انگلشیہ کے

۳	محمد سلیم نور الدین محمد جہانگیر بن جلال الدین اکبر بادشاہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	پہلے جیمس اول دوسرے چارلس اول یہ معاصر شاہان انگلستان تھے ۔
۴	ابو المظفر شہاب الدین محمد شاہجہان بن نور الدین جہانگیر بادشاہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	پہلے چارلس اول دوسرے جمہوریہ ۔
۵	ابو مظفر محی الدین اورنگ زیب عالمگیر بن شاہجہان	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	پہلے جمہوریہ دوسرے چارلس دوم تیسرے جیمس دوم چوتھے ولیم سوم پانچویں ملکہ این ۔
۶	محمد اعظم شاہ بن اورنگ زیب عالمگیر	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	ملکہ این
۷	محمد معظم شاہ عالم بہادر شاہ بن اورنگ زیب عالمگیر	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	.	[illegible]	ملکہ این
۸	معز الدین جہاندار شاہ بن بہادر شاہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	.	[illegible]	ایضاً
۹	جلال الدین محمد فرخ سیر بن عظیم الشان بن بہادر شاہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	.	ایضاً	پہلے ملکہ این دوسرے جارج اول
۱۰	رفیع الدرجات محمد ابو البرکات بن شاہزادہ رفیع الشان بن بہادر شاہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]		ایضاً	جارج اول
۱۱	شمس الدین بن رفیع الدولہ بن رفیع الشان بن بہادر شاہ بادشاہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]		ایضاً	ایضاً

۱۲	فردوس آرامگاہ ابوالفتح روشن اختر محمد شاہ [illegible] بن خجستہ اختر [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	٠	[illegible]	جارج دوم
۱۳	خلد آرامگاہ مجاہد الدین ابونصر احمد شاہ بن محمد شاہ بادشاہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	٠	[illegible]	ایضاً
۱۴	عرش منزل عالمگیر ثانی بن معز الدین جہاندار شاہ بادشاہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	٠	[illegible]	ایضاً
۱۵	محی السنہ شاہ جہان ثانی بادشاہ بن محی السنۃ بن مرزا کام بخش	٠	٠	[illegible]	[illegible]	[illegible]	٠	٠	جارج دوم و جارج سوم
۱۶	فردوس منزل عالی گوہر محمد شاہ عالم بادشاہ بن عزیز الدین عالمگیر ثانی	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	٠	[illegible]	پہلے جارج سوم و دوسرے جارج چہارم
۱۷	بیدار شاہ بن احمد شاہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	٠	[illegible]	جارج چہارم
۱۸	عرش آرامگاہ ابوالنصر معین الدین محمد اکبر شاہ عالم بادشاہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	٠	[illegible]	ولیم چہارم
۱۹	ابوالمظفر سراج الدین بہادر شاہ بن اکبر شاہ بادشاہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]		ملکہ وکٹوریا قیصر ہند تا سانحہ غدر ہندوستان
									۱۸۵۷ء [illegible] انگلستان [illegible] تھے اور پھر ۱۸۵۸ء سے [illegible] ہندوستان میں حکمران ہیں

دارالخلافت دہلی کے معاصر سلاطین اسلامیہ کا مختصر حال

اب ہم تاریخ دکن کی اوس زمانہ کو پیش نظر کرتے ہین جبکہ دارالسلطنت دہلی کے سلاطین افغانیہ کے عہد مین کئی جگہ اور اسلامیہ خودمختار سلطنتین قائم ہوگئین تھین -

چنانچہ مظفرشاہ گجراتی کے خاندانکی بنیاد سلطنت ۷۹۳ھ کو ملک گجرات مین اور سلطان حسین المخاطب بہ دلاور خان شاہان خلجیہ کے خاندانکی سلطنت ملک مالوہ اور مندو مین اور محمد بختیار خلجی کی سلطنت بنگال دستار گانون و لکھنوتی و بہار وغیرہ مین اور ملک سرور خان جہان المخاطب بسلطان الشرق کے خاندان کی سلطنت جونپور مین - اور امیر تیمور بیگ گورگان کے بیت امیر ذوالنون کی سندھ و ٹھٹہ مین اور شاہ میر المخاطب بسلطان شمس الدین کی کشمیر مین خودمختار سلطنتین قائم تھین -

سلطنت بہمنیہ [illegible]

ان سب مین دکن کی سلطنت ملقب بہ بہمنیہ بڑی مشہور تھی جسکا بانی ایک افغان سردار ظفر خان نامی گذرا ہے جو محمد تغلق کے عہد مین تھا - دارالخلافت دہلی سے جو حاکم فوج لیکر اس سے لڑنے آیا اون سبکو اس جری اور دلیر سردار نے مغلوب کیا اور گلبرگہ اپنا تختگاہ قرار دیکر اوسکا نام حسن آباد مقرر کرکے سلطنت دکن کا خودسر بادشاہ بنگیا -

یہ شخص پہلے ایک مفلس و نادار آدمی تھا کانگو نامی ایک برہمن منجم ملازم شاہزادہ محمد تغلق کے پاس دارالخلافت دہلی مین رہا کرتا تھا اور اوسی زمانہ مین ایک روز سلطان المشائخ حضرت نظام الدین محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ شریف مین عام و خاص کی دعوت تھی شاہزادہ محمد تغلق بھی اوس دعوت مین شریک تھا

جب یہ شاہزادہ رخصت ہوا تو ظفر خان بھی اوسی مفلسانہ حالت مین بیرون خانقاہ آکر
کھڑا ہو گیا حضرت محبوب الٰہی سلطان المشایخ رح نے ارشاد فرمایا کہ (سلطانی رفت وسلطانی آمد)
اور ایک روٹی جو افطار خاص کیلئے طاق مین رکھی ہوئی تھی انگشت مبارک پر رکھکر اسکو دی اور
فرمایا کہ یہ چتر شاہی ہے غرضکہ اس بشارت کا مآل البشارت کے تھوڑے ہی زمانہ بعد خان موصوف
کانگو برہمن کے ذریعہ سے جو اس پر مہربان رہا کرتا تھا شاہزادہ محمد تغلق کی سرکار مین اپنی امانت
و دیانت داری کے باعث ملازمان شاہی مین شریک ہو گیا اور جب شاہزادہ محمد تغلق مالک تاج و
تخت ہوا تو اوس نے تغلق خان حاکم دکن کیا تخت اسکو بھیجدیا تغلق خان کے قتل کے بعد
بادشاہ خود سطرف متوجہ ہونیوالا تھا مگر اسکو خبرداروں نے خبر دی کہ گجرات مین طغی نام غلام نے
بغاوت کی اور وہان فساد برپا ہو گیا ہے اسلئے بادشاہ نے پہلے گجرات کیطرف رخ کیا اور عماد الملک
نرکان کو لشکر دیکر دکن کے مہم پر مامور کیا آخر کو متمردین نے اسمعیل فتح خان کو بادشاہ بناکر
عماد الملک کا سخت مقابلہ کیا نتیجہ جنگ شاہ دہلی کے خلاف ہوا اور ملک دکن شاہی تصرف سے نکل گیا
اور اسکے بعد اسمعیل فتح خان امور سلطنت سے خود ہی علاحدہ ہو گیا اور باتفاق اعیان دکن
بادشاہت ظفر خان کو ملی ہو

اس نے بعد تخت نشینی سلطنت دکن کو زینت دی اور اپنے پرانے آقا کے یادگار مین اپنا
لقب حسن علاء الدین کانگوی بھی مقرر کر کے تخت شاہی پر قدم رکھتے ہی سب سے پہلے
یہی حکم دیا - کہ پانچ من طلا اور دس من نقرہ حضرت مولانا برہان الدین غریب
قدس سرہ کے معرفت تروح روح پر فتوح حضرت سلطان نظام الدین محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کے
یہان پہونچاوین المختصر گیارہ سال دو ماہ نیکنامی سے سلطنت کر کے ۷۵۹ ہجری مین دنیا اہل دنیا
کو چھوڑ کر عالم غیبی کا راستہ لیا ستر سال کی عمر پائی ہو

سلطان محمد شاہ بن سلطان حسن کانگوے بھمنی کا حال

اور اسکے انتقال کے بعد سلطان محمد شاہ اسکا بیٹا تخت نشین ہوا یہ شخص حنفی مذہب کا پابند تھا اس نے احکام شرع کو رونق دی اور اپنے باپ کے وقت کا تمام خزانہ خیرات کیا اسلئے اپنی والدہ کے ہمراہ مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ زادوا اللہ شرفا و تعظیما میں بھیجدیا اور راے تلنگ اور بیجانگر کے ساتھ اس نے بڑے بڑے معرکے کئے اور فتحیاب رہا اور راؤ سکو فرمان بردار و باجگذار بنایا اور کن کے بتخانوں کو توڑ دیا اور بت پرستی موقوف کیا اور عبادت حق کے واسطے مسجدیں بنوائیں حضرت شیخ زین الدین چشتی قدس سرہ کا مرید تھا سترہ برس اس نے بکمال دینداری و استقلال سلطنت کی آخر انیسویں ذیقعدہ ۷۷۶ھ میں وفات پائی —

سلطان مجاہد شاہ بن محمد شاہ بھمنی کا حال

اور اسکے وفات کے بعد انیس برس کی عمر میں سلطان مجاہد شاہ اسکا بیٹا سریر آرا ہوا اس نے مملکت کو وسعت دی اور راے بیجانگر کو مطیع کیا مگر آخر سترھویں ذیحجہ ۷۷۹ھ میں اسکو داود خان اسکے چچا نے قتل کرڈالا کل تین سال سلطنت کی —

سلطان داود شاہ بن علاء الدین حسن بھمنی کا حال

اور بعد قتل سلطان مجاہد شاہ کے داود شاہ تخت نشین ہوگیا لیکن اسکو تخت شاہی نامبارک ہوا کل ایک ہی مہینے اس نے حکمرانی کرنے پایا آخر اسکو مجاہد شاہ کے غلام نے قتل کرڈالا —

اور اس واقعہ کے بعد سلطان محمود بن حسن بھمنی تخت شاہی کا مالک ہوا —

سلطان محمود بن حسن بھمنی کا تذکرہ

یہ بادشاہ سلیم النفس حلیم الطبع کم آزار خوش طبع خوشخط خوش الحان و شاعر تھا اس نے اپنی تمامی عمر میں ایک ہی نکاح کیا علما کی صحبت میں رہا اور خواجہ حافظ شیراز کو ہزار اشرفیاں روانہ کرکے پیغام طلب بھی بھیجا

وہ یہین آئے آخر اُنیس سال نیکنامی کے ساتھ سلطنت کرکے تب مرض سے اکیسوین رجب ۷۹۹ سنہ مین یہہ نیکنام بادشاہ رحلت کرگیا اور سیف الدین غوری اسکا وزیر تھا ایک سو سات برسکی عمر پاکر یہہ بھی اوسی روز وفات پائی۔

حال سلطان شمس الدین بن محمود شاہ۔

محمود کے وفات کے بعد اول غیاث الدین اوسکا بیٹا بادشاہ بنا اوسکو چین تغلچین امیر الامرا نے اندھا کرکے سلطان شمس الدین کو تخت نشین کردیا اور خود وزیر بنا اس بات سے فیروز خان اور احمد خان شہزادگان داود شاہ ناراض ہوگئے اور بیسی سدہو ساغر کے حاکم سے مدد لیکر اس پر چڑھ آئے اور معرکہ آرا ہوئے آخر صلح ہوگئی مگر اسکے دو ہفتہ بعد ہی اونھون نے اسکو گرفتار کرکے اندھا کردیا اور یہہ پھر مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیما کو چلا گیا اور وہین رہا آخر ۸۱۶ھ مین انتقال کیا۔

سلطان فیروز شاہ بن داود شاہ کا حال

اور اسکے بعد فیروز شاہ تخت نشین ہوا یہہ بادشاہ بڑا مالدار اور صاحب حشمت وجاہ و جلال گذرا۔ اسکے عہد مین سلطنت ترقی پر آئی اور راے بیجانگر کو اس نے شکست فاش دی اور راوسکی لڑکی نکاح مین لی اور چوبیس جنگ اسنے ہندؤن کے ساتھ کئے اور اون سب مین یہہ فتحیاب رہا قرآن شریف یہہ شخص خوشخط لکھتا اور فارسی شعر موزون و پر مضمون کہتا اور ایک ہفتہ مین تین روز یہہ بذات خود مدرسے مین جایا کرتا تھا اور طلبا رو نکو پڑھاتا اسکو ہر ایک زبان کا لغت یاد تھا زبان دانی مین استاد تھا اس نے سنا کہ حضرت سید محمد گیسو دراز بندہ نواز چشتی قدس سرہ نے اسکے بھائی احمد خان کو از روے کشف بشارت سلطنت دی ہے اسلئے یہہ برہم ہوگیا اور اپنے فرزند حسن خان کو ولیعہد کیا اور بھائی احمد خان کا دشمن بن گیا اور اوسکے قتل مین کوشش کی مگر کوئی تدبیر اسکے پیش رس نگئی اور دیکھا کہ کل امرا و دولت اور رعایا احمد خان کی حکومت پر راضی ہین

آخر بیچ مجبور ہو گیا اور بروز دوشنبہ بست و پنجم ۲۵ شوال کو پچیس سال سلطنت کر کے انتقال کیا جنت آشیانا اسکی تاریخ ہے بلاد او دبیدری سے کتاب تحفۃ السلاطین اسکے نام پر لکھی ہے

سلطان احمد شاہ بن داود شاہ بھمنی کا حال

اور فیروز شاہ بھمنی کے انتقال کے بعد سلطان احمد شاہ نے بادشاہت پائی اور حضرت سید محمد گیسو دراز اپنے مرشد کیلئے اس نے لاکھوں روپیہ خرچ کر کے خانقاہ و گنبد وغیرہ بنوایا اور راجہ کرناٹک پر لشکر کشی اور اوس کو مغلوب کیا و ہوشنگ شاہ والی مالوہ کے ساتھ جنگ کر کے فتحیاب رہا اور شاہ نعمت اللہ ولی کے فرزند میر نور الدین کو اس نے اپنے پاس بلایا اور اپنی لڑکی انکے نکاح میں دی آخر تیرہ برس بالاستقلال سلطنت کر کے ۲۲ ماہ رجب ۸۳۰ھ میں وفات پائی اسکو درویشوں و علماء پرستوں کے کمال محبت تھی اسلئے سلطان احمد شاہ ولی البھمنی سے مخاطب ہوا۔

سلطان علاء الدین احمد شاہ بھمنی کا حال

اور اوسکے وفات کے بعد اسکا فرزند علاء الدین بادشاہ ہوا یہ شخص عالم اور فاضل و علما پرست گذرا و بور راستے راجہ کرناٹک نے بغاوت کا جھنڈا کھڑا کیا تھا اوسپر لشکر کشی کی اور غالب آیا تمام بت خانہ توڑ دیا اور عبادتخانہ بنوایا اور دار الشفا مین مدارس اشاعت علم کے لئے تعمیر کروایا بڑا متقی و پرہیزگار دیندار شخص تھا اتفاق کے سبب سے یہ بادشاہ مشرک سے ہم کلام نہیں ہوا تیئس سال اسنے بکمال دینداری سلطنت کی آخر ۸۶۲ھ میں وفات پائی۔

سلطان ہمایون ظالم بن علاء الدین بھمنی کا حال

اور اسکے وفات کے بعد سیف خان اور ملو خان امرا اور شاہ خلیل حبیب اللہ نعمت اللہ ولی کے پوتوں کی مدد سے حسن خان اس کا چھوٹا شہزادہ تخت نشین ہوا مگر ہمایون نے شورش کی اور حسن خان کو قید و جلال خان و سکندر خان سلطان مرحوم کے چچا تھے اور سیف خان و ملو خان امیر الامرا اور حبیب اللہ

وشاہ خلیل کو قتل کرکے خود تخت نشین ہو گیا اور حسن خان کے ملازمون کو پکڑکے زندہ آگ مین جلا دیا اور بعضون کو اوبلتے ہوئے پانی مین ڈالکر مار دیا اسکی زبان سے بجز قتل کے اور کوئی حکم جاری نہین ہوتا تھا آدمیون کے سرون سے چہ گنبد بنوایا اور جب تیر اندازی کا اسکو شوق ہوتا تھا تو دو سو بیچارے رستے کے چلنے والے لوگ پکڑوا منگاتا اور تیرون سے اون کا نشانہ بناتا تھا اہل دربار جب اسکے پاس جاتے تو پہلے اپنے گھر والون سے رخصت ہوتے اور اوسکے روبرو دم بخود رہتے گویا ہر ایک پچھے دم کو دم آخری تصور کرتے اور زنا و بدکاری کا یہ حال تھا کہ جو کوئی شادی کرتا اوسکی دولہن پہلے اسکی خوابگاہ مین بھجوائی جاتی اور خود جس عورت سے نکاح بھی کرتا تھا تو چار روز کے بعد اوسکو مار ڈالتا آخر جب ایک رات شراب کی نشہ مین مست و بیخود سو رہا تھا ایک لونڈی اسکے سرہانے آئی اور بیخبر پاکر ایک بڑی لکڑی اوٹھالائی اور ایسی زور سے ماری کہ اسکا سر پھٹ کر مغز نکل پڑا آخر تین سال ظلم کے ساتھ سلطنت کرکے سنہ ۸۶۵ھ مین مر گیا۔

نظام شاہ بن ہمایون کا حال

اور اسکے بعد سلطان نظام شاہ اسکا فرزند چودہ برس کی عمر مین تخت نشین ہوا اور ملک التجار محمد گاوان اسکا وزیر مقرر ہوا اس سنہ راجہ اوڑیسہ اور سلطان محمود خلجی بادشاہ مالوہ سے جنگ کرتا رہا اور فتحمند ہوا اور گیارھوین شوال سنہ ۸۶۶ھ مین اسکی شادی ہوئی اور رجب بسبب رقاقت دفعتاً مر گیا۔

ذکر شمس الدین محمد بن ہمایون۔

اور بعد انتقال سلطان نظام شاہ کے شمس الدین محمد نو برس کی عمر مین تخت نشین ہوا اور خواجہ جہان ترک اسکا وزیر بنا اور ملک التجار محمود گاوان نے امیر الامرائی پائی اور چند روز کے بعد خواجہ جہان بادشاہ کی والدہ کے اشارہ سے قتل ہوا پھر محمود گاوان نے وزارت پائی اور بادشاہ نے جب سن بلوغ کو پہنچا اور ہوش سنبھالا

بڑے بڑے راجاؤن کے ساتھ جنگ کرتا رہا اور محمود شاہ بادشاہ مالوہ کو شکست دی مگر باوجود اسکے اتقاقا اور دینداری کے اس نے اہل غرض کے عرض معروض پر محمود گاوان جیسے وزیر باتدبیر کو قتل کروایا اور یہی باعث زوال سلطنت بہمنیہ کا شروع ہوا اور آخر یہ بادشاہ بیس سال سلطنت کرکے غرہ صفر سنہ ۸۸۷ ہجری مین بیمار ہوکر مر گیا۔

سلطان محمود شاہ بن شمس الدین کا حال

اور سلطان محمود شاہ بارہ سال کی عمر مین تخت نشین ہوا نظام الملک بحری اور قوام الملک صغیر و کبیر دونون اور یوسف عادل شاہ و سید جلیل الفیض ملقب اسکے امراء تھے لیکن بسبب نفاق باہمی امراء دولت کے سلطنت کا کام درہم برہم ہوگیا آخر اس نفاق باہمی کے باعث تمام صوبہ دار منحرف ہوکر خود سر ہوگئے اور آخر کار یہہ بادشاہ بکمال بیخبری اور عیاشی مین ۳۷ سال سلطنت کرکے سنہ ۹۲۴ ہجری مین مر گیا۔

سلطان احمد شاہ بن محمود بن محمد شاہ بن محمد شاہ بن ہمایون شاہ کا حال۔

اور اسکے انتقال کے بعد احمد شاہ تخت نشین ہوا مگر اسکے عہد مین کل صوبجات خود مختار ہوگئے تھے اسکا نام صرف خطبہ و سکہ مین جاری تھا اسکو سلطنت سے کچھ سروکار نتھا شاہی فوج کی تعداد چار ہزار سواروں سے زیادہ نتھی اور امیر برید مختار کل ہوگیا تھا اور جب اس بادشاہ کو تنگی خرچ ہوئی تو تخت فیروزہ کا اس نے جواہر فروخت کرکے کھایا آخر اسپر امیر غضب مین آیا اور اس کو زہر دیکر سنہ ۹۲۷ مین مارڈالا

سلطان علاؤ الدین بن احمد شاہ کا حال

اور جب اسکا کام تمام ہوا تو سلطان علاؤ الدین تخت نشین ہوکر چاہا کہ امیر برید کا کام تمام کرکے خود مختاری پاوے جب یہہ راز کھل گیا اور امیر برید مطلع ہوا تو اس نے اس کو سنہ ۹۲۹ ہجری مین قتل کرڈالا۔

شاہ ولی اللہ بن سلطان محمود کا حال۔

اور اسکے قتل کے بعد شاہ ولی اللہ بن سلطان محمود برائے نام تخت سلطنت پر بیٹھا مگر اسکی ہنگو جو کے ساتھ امیر برید نے

آشنائی پیدا کرلی تھی اس لیئے امیر برید نے اس کو مار ڈالا ۔

شاہ کلیم اللہ بن محمد شاہ کا حال

اور اس کے بعد سنہ ۹۳۰ ہجری مین شاہ کلیم اللہ سریر آرا ہوا اور یہ آخری بادشاہ سلاطین بہمنیہ کا ہے اس نے محتاجی و ناداری مین ماخوذ ہوکر شاہ بابر کو عرضی لکھی جب یہ حال امیر برید کو معلوم ہوا تو اسکے قتل پر آمادہ ہوکر اوس کے در پے ہوا یہ سنکر برہان نظام شاہ کے پاس چلا گیا اوس ناخدا ترس نے اس کو زہر دیکر سنہ ۹۳۳ مین اس کا کام تمام کر ڈالا اور سلطنت بہمنیہ اس پر ختم ہوگئی ۔

اور سلطنت بہمنیہ کے خاتمہ پر دکن مین پانچ سلطنتین علحدہ علحدہ قایم ہوگئین اور جب تک ان سب کو شاہان مغلیہ نے خاطر خواہ فتح نکر لیا برابر حکمرانی کرتے رہے ۔

ان پانچون سلطنتون کی اجمالی کیفیت یہ ہے ۔

بریدیون کا حال ۔

اکبر بریدیون نے بعد ختم سلطنت بہمنیہ کے اپنا دارالحکومت محمود آباد بیدر قرار دیا اس کا بانی محمد قاسم برید نامی ایک شخص گذرا ہے جو پچھلے شاہان بہمنیہ کے غلامون سے تھا اس نے محمد شاہ بہمنی کے وقت امارت اور سلطان محمود شاہ کے عہد مین وزارت پائی اور یہانتک اختیار حاصل کرلیا کہ رفتہ رفتہ اس نے اپنے نام کا خطبہ جاری کیا اور جب یہ مر گیا تو اس کا بیٹا امیر برید جانشین ہوا یہ ایک رات کہین شراب پی رہا تھا گیدڑون کی آواز آئی اپنے ہمنشینون سے پوچھا کہ گیدڑ کیا کہتے ہین عرض کیا کہ حضور جاڑے کے صدمہ سے فریاد کرتے ہین حکم دیا کہ صبح کو تین ہزار تھیلے روئی بھروا کر صحرا مین ڈالدو کہ اونمین گیدڑ رہا کرینگے اسکے چند روز بعد یہ حالت [illegible] بہت اونکی آواز آئی پوچھا کہ اب یہ کیا کہتے ہین حاضرین نے عرض کیا اب یہ حضور کے عطیات کا شکریہ ادا کرتے ہین اور جب یہ مر گیا تو امیر علی برید اس کا جانشین ہوا اس کو جانشین ہوکر کچھ عرصہ گذرنے نہین پایا تھا کہ ابراہیم نظام شاہ بحری نے یورش کی

اور قلعہ اوسہ اور قلعہ کلیان اور قندھار اس سے چھین لیا اور اس کے بعد اس کا جانشین علی بن ولی بریدمسند حکومت پر بیٹھا اس کی حکومت آخر ۱۰۱۸ ہجری میں ہی بیتقی کے ساتھ رہے آخر عادل شاہ کا کل ملک پر تسلط ہو گیا اور حکومت بریدیوں کا خاتمہ ہوا ۔

خاندان عادل شاہیوں کا مختصر حال ۔

دوم سلطنت عادل شاہیوں کا بالاجمال تذکرہ جن کا پایۂ تخت بیجاپور تھا
خاندان عادل شاہیہ کا بانی یوسف عادل شاہ نامی ایک شخص گذرا ہے مذہب کا شیعہ تھا پہلے بہمنیہ سلطنت کا امیر تھا بیجاپور کی نظامت اسکے سپرد تھی جب سلطنت بہمنیہ میں ضعف آیا تو بیجاپور پر قبضہ ہو کر خود مختار بادشاہ بن گیا اس نے اپنا دار السلطنت بیجاپور مقرر کر کے ملک کو وسعت دی اور راجہ بیجانگر اور امرا نظام شاہیہ سے معرکہ آرا اور فتحیاب ہوا آخر ۲۰ برس حکومت کر کے ۹۱۶ ہجری میں مر گیا ۔

سلطان اسمعیل عادل شاہ کا حال ۔

اور اسکے بعد اسکا بیٹا سلطان اسمعیل شاہ کم عمری میں بادشاہ ہوا اور کمال خان دکھنی اس کا وزیر تھا اس نے چاہا کہ بادشاہ کو قتل کر کے خود تخت نشین ہو مگر یہ منصوبہ اوسکا پیش نہ گیا اور سلطان اسمعیل شاہ عادل کی ماں کو یہ حال معلوم ہو گیا تو اوس نے ایک غلام کے ہاتھ سے وزیر کا کام تمام کر دیا اور اسکے بعد صفدر خاں وزیر کا بیٹا برسر فساد ہوا آخر وہ بھی مارا گیا اور ان واقعات کے بعد سلطان اسمعیل عادل شاہ کے راجہ بیجانگر و نظام شاہ سے کئی بار جنگ آرا ہوا اور فتحمند رہا آخر ۹۴۱ ہجری میں چوبیس سال سلطنت کر کے مر گیا

ابراہیم عادل شاہ بن اسمعیل عادل شاہ کا حال

اور اوسکے انتقال کے بعد پہلے ملو عادل جو اسکا بڑا بیٹا تھا وارث سلطنت ہو کر بادشاہ بنا مگر امراء نے اوسکو نابینا کر دیا پھر ابراہیم عادل شاہ چھوٹا بیٹا تخت نشین ہوا اور اس نے تخت سلطنت پر جلوس کر کے ملک کا انتظام کیا اور راجہ بیجانگر سے معرکہ آرا ہوا اور اوسکو شکست دی ۲۴ سال سلطنت کر کے آخر ۹۶۵ ہجری میں مر گیا ۔

علی عادل شاہ بن ابراہیم عادل شاہ کا ذکر۔

اور اسکے انتقال کے بعد اس کا بیٹا علی عادل شاہ مالک تاج و تخت ہوا اس نے رام راج والی بیجانگر سے ارتباط بہم پہونچایا اوس سے دوستی قایم کی اور اوسکو اپنے کمک کیلئے بلوایا اور باتفاق اوس کے سلطنت نظام شاہیہ پر یورش کی اور فتحیاب ہوا مگر اس معرکہ جنگ مین طرفہ نتیجہ ہوا کہ ہندو لشکریون نے اپنے مذہبی جوش مین آکر اہل اسلام کے مقابر مقدسہ اور مساجد کی سخت بےحرمتی کی اور توڑ پھوڑ ڈالا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ بتاریخ بیستم جمادی الآخر سنہ ۹۷۲ ہجری بروز جمعہ علی عادل شاہ نے باتفاق اور سلاطین دکن یعنی ابراہیم قطب شاہ والی گولکنڈہ و نظام شاہ و علی برید شاہ وغیرہ ریاست بیجانگر پر یورش کی اور رام راج کے راج کو غارت کر دیا آخر راجہ مقام تلی کوٹ واقع دریاے کرشنا قتل ہوا اور اوس کا کل مال و دولت فتح نصیب غازیان ہوا المختصر اس بادشاہ نے سنہ ۹۸۸ مین ایک خوبصورت غلام لیا اور ایک روز شراب کی مستی مین اوسکو خلوت مین بلا کر اس سے وطی فی الدبر کا ارادہ کیا چونکہ وہ نیک سیرت صاحب غیرت تھا اس نے اسکو چھری سے مار ڈالا

سلطان ابراہیم عادل شاہ ثانی بن طہماسپ بن ابراہیم عادل شاہ اول کا حال۔

اور اس کے قتل کے بعد سلطان ابراہیم عادل شاہ نو برس کی عمر مین سریر آرا ہوا اور وزارت کامل خانی دکنی سے باقی اور تربیت و پرورش اسکی چاند بی بی والدہ علی عادل شاہ کے سپرد تھی اسکے چند سال کے بعد وزیر نے چاہا کہ اسکو مار کر تخت نشین ہو مگر یہ خبر اسکی پہونچ گئی اور وزیر کے اس ارادہ پر آگاہ ہوکر امیر کشور خان نے وزیر کو قتل کر ڈالا آخر اس پر سلاطین نظام شاہیہ و قطب شاہیہ چڑھ آئے اور ملک اکثر

محاصرہ رہا بالآخر ابوالحسن بن شاہ طاہر کے حسن تدبیر سے اس نے دشمنوں کے پنجہ سے رہائی
پائی اور اسکے بعد اس نے جلال الدین اکبر بادشاہ دہلی سے حمایت لی اور اوسکے متابعت میں رہا
اور آخر سنہ ۱۰۳۵ میں مر گیا اور اسکے انتقال کے بعد محمود عادل شاہ تخت نشین ہوا مگر چونکہ شاہجہان بادشاہ
ہندوستان کے زیر حمایت فرمان بردار رہا آخر سنہ ۱۰۶۹ ہجری میں انتقال کیا

محمود عادل شاہ بن ابراہیم عادل شاہ اور اوسکے جانشینوں کا حال

اور اسکے انتقال کے بعد سکندر عادل شاہ اسکا بیٹا سریر آرا ہوا اس کی
بے عنوانیاں دیکھکر عالمگیر نے اسکی طرف توجہ کی چنانچہ لشکر عالمگیری بسرکردگی شاہزادہ محمد اعظم بعنایت الٰہی
بہادر فیروز جنگ سنہ ۱۰۹۷ میں اسپر چڑھ آیا آخر چند ماہ محاصرہ میں رہکر سلطنت سے بیدخل ہوکر
قلعہ دولت آباد میں قید کر دیا گیا اور سلطنت عادل شاہیہ کا اسپر خاتمہ ہوا اور ملک بیجاپور شاہی تصرف
میں آ گیا اور بندوبست ملک کے لئے روح اللہ خان بخشی و سید عبداللہ خان مقرر ہوئے۔

سوم سلاطین نظام شاہیہ کا مختصر حال جنکا دارالسلطنت احمدنگر تھا

نظام الملک احمد شاہ بحری کا حال

بانی اسکا نظام الملک احمد شاہ بحری گذرا ہے۔ اسکا دادا بھیرو نام قوم کا برہمن
تھا سلطان احمد شاہ بہمنی جب بیجانگر پر حملہ کیا اور راجہ کو مغلوب کر کے کئی ایک ہندوؤں کو قید کر کے لایا ان
اسیروں میں اسکا باپ بھی تھا اور حسن نام پا کر غلامان شاہی میں داخل ہوا اور یہہ شاہزادہ کا
ہم عمر تھا شہزادہ کی خدمت میں رہکر اس نے لیاقت پیدا کی اور جب شاہزادہ مالک تاج و تخت ہوا تو
اسکو نظام الملک حسن بحری کا خطاب بخشا اور تلنگانہ کا انتظام اسکے سپرد کیا۔ اور محمود شاہ بہمنی
کے عہد سلطنت میں جب بے انتظامی ہوئی تو اس نے جادہ اطاعت سے قدم باہر رکھا اور منحرف
ہو گیا اور خود مختار بادشاہ بن کر بہت سے قلعہ گرد و نواح کے فتح کیا اور ایک شہر آباد کیا اوسکا
نام احمدنگر رکھا اور اسکو بنیاد دارالسلطنت قرار دیا آخر اس نے سلطنت کا خاتمہ جماکر سنہ ۹۱۴ میں
اس جہان فانی سے ملک عقبیٰ کا رستہ لیا۔

سلطان برہان نظام الملک بحری کا حال

اور اس کے بعد سلطان نظام الملک بحری تخت نشین ہوا یہ شخص پہلے مہدویہ مذہب پر تھا لیکن اسکے عہد میں ملا شاہ طاہر [illegible] ایران سے آیا اور اس نے اسکے پاس حکمت عملی سے رسائی پیدا کی اور رفتہ رفتہ اسکی مزاج میں در آیا اور اس کو شیعہ مذہب کی طرف رجوع کر لیا اور یہ شیعہ ہوکر اہل تسنن کا دشمن جانی بن گیا طرفین میں لڑائی جھگڑی رہی آخر کو سنہ ۹۶۱ ہجری میں مر گیا۔

سلطان حسین نظام شاہ بن برہان نظام شاہ کا حال

اور اسکے بعد سلطان حسین نظام شاہ اسکا بیٹا تخت سلطنت پر متمکن ہوا۔ اسکے وقت پہلے شاہزادہ عبدالقادر اور محمد خدابندہ شاہ علی اور شاہ حیدر دعویدار سلطنت ہوئے آخر معرکہ جنگ میں اسیر ہوگئے۔ اور ان کے بعد سلطان علی عادل شاہ اور رام راج والی بیجانگر نے اسپر یورش کی اور شاہی اسباب و خزانہ لٹ گیا تاہم اس نے ان سے ایک مدت تک جنگ و پیکار رکھا بالآخر صلح ہوگئی اور لڑائی کا خاتمہ ہوگیا آخر یہ بادشاہ بیماری میں ماخوذ ہوگیا اور سنہ ۹۷۲ میں مر گیا۔

مرتضی نظام شاہ بن مرتضے نظام شاہ کا ذکر

اور باتفاق امرا دولت مرتضی نظام شاہ تخت سلطنت پر متمکن ہوا اسکے عہد میں اسکے بھائی برہان الدین و جمال الدین دعویدار سلطنت ہوئے آخر قید کر دئے گئے۔ اور یہ بھی خلل مزاجی کے باعث دیوانہ مشہور ہوا بالآخر اس کو سنہ ۹۹۶ میں اسکے بیٹے میران حسین نے قتل کر ڈالا۔

میران حسین بن مرتضے نظام شاہ کا ذکر

اور باپ کو قتل کر کے میران حسین تخت نشین ہوا یہ شخص زانی و بدکار اور ظالم سفاک تھا۔ اسلئے مرزا جان امیرالامرا نے چاہا کہ شاہ قاسم اسکے چچا کے سر پر تاج شاہی رکھے یہ خبر پاکر اس نے شاہ قاسم کو مار ڈالا بالآخر بلوہ عظیم ہوا آخر کل امرا دولت نے ملکر باتفاق مرزا جان کے اس کو قتل کر دیا کل دو مہینے تین روز اس نے بادشاہت کی۔

برہان نظام شاہ بن حسین نظام شاہ کا حال

اور اسکے بیٹے اسمٰعیل شاہ کو امرا نے ملکر بارہ برس کی عمر میں تخت نشین

کردیا اور جمال خان اس کا وزیر بنا۔ اور مہدوی مذہب ہو کر مہدوی مذہب کو رواج اور شیعہ مذہب والون کو نیست و نابود کر دیا۔ مگر برہان نظام شاہ مرتضیٰ نظام شاہ کے وقت سے اکبر بادشاہ پاس چلا گیا تھا اور اس عرصے مین جب سنا اکبر بادشاہ سے مدد لیکر اسپر لشکر کشی کر کے احمد نگر مین آیا اور فتحیاب ہو کر اول جمال خان کو قتل کر دیا اور خود بادشاہ بن کر شیعہ مذہب کو سرسبز کیا اور ہزاروں مہدوی مذہب والون کو قتل کر دیا آخر اس نے چار سال سلطنت کر کے سنہ ١٠٠٣ مین مر گیا

ابراہیم نظام شاہ بن برہان نظام کا حال

اور بعد انتقال برہان نظام شاہ کے ابراہیم نظام شاہ مالک تاج و تخت ہو کر سلطنت عادل شاہی پر فوج کشی کی اور سلطنت عادل شاہیہ بھی چڑھ آیا طرفین سے مقابلہ ہوا اور لڑائی شروع ہوئی آخر اس یورش مین بھی پسپا ہو گیا اور عند المقابلہ قتل ہوا کل چار ماہ سلطنت کی۔

بہادر شاہ اور احمد نظام شاہ وعلیشاہ وغیرہ کا بالاجمال حال

اور اس واقعہ کے بعد احمد نظام شاہ جو ایک شاہزادہ نظام شاہی خاندان کا تھا میان منجھو امیر کی سعی سے قلعہ اوسہ مین تخت نشین ہوا۔ اور دوسرے چاند بی بی شاہزادی نے بہادر شاہ نام ایک شہزادہ کو قلعہ احمد نگر مین بادشاہ بنایا تیسرے امیر اخلاص خان موتی شاہ نامی ایک لڑکے کو دولت آباد مین بادشاہت دی چوتھے ابہنگ خان حبشی نے پرنڈہ کے علاقہ مین شاہ علی بن نظام شاہ اسی سالہ کے سر پر حکومت کا تاج دھرا۔ ان چار دولت مین فساد پڑا اور انھین ایام مین عبد الرحیم خان خانان اکبر بادشاہ کے حکم سے احمد نگر مین آیا اور چاند بی بی نے اسکے ساتھ مردانہ جنگ کی بالآخر صلح ہو گئی اور بہادر شاہ بادشاہ قرار پایا اسکے بعد سنہ [illegible] ہجری مین شاہزادہ دانیال بن اکبر بادشاہ نے احمد نگر پر چڑھ آیا اور یورش کی اور قلعہ کا محاصرہ کر لیا جب محصورین تنگ آئے تو چاند بی بی کا یہ منصوبہ ہوا کہ اس قلعہ کو چھوڑ کر دولت آباد جانا عین مصلحت ہے لیکن یہ تجویز

اوسکی پوری تجویز نہین پائی آخر جنید خان امیر الامرا نے اس بات کو دوسرے اغالب مین کل امیرون سے ظاہر کیا کہ چاند بی بی کی آمیزش شاہزادہ دانیال کے ساتھ ظاہر ہوتی ہی اور اس بہانہ سے یہہ قلعہ اوس کو دینا چاہتی ہے صرف اس وہم وگمان پر سب نے بلوا کرکے اوس شیردل عورت کو مارڈالا اور بہادر شاہ پکڑا گیا ۔

مرتضی نظام شاہ بن شاہ علی خلیفۂ خاندان ۔

اور ملک عنبر حبشی جو اسی سلطنت کا ایک بڑا منتظم اور بہادر سردار تھا اس نے باتفاق مرکدہ بیز المخاطب بچنگیز خان کے سر پر بعد وفات شاہ علی کے دولت آباد مین تاج حکومت کا دھرا اسکے وقت اسکی حکومت مین رونق ہوئی شہر کھڑکی اس نے دولت آباد کے پاس آباد کیا آخر چند روز کے بعد مرگیا ۔

برہان نظام شاہ بن مرتضی نظام شاہ بن علیشاہ وغیرہ کا حال

اوسکے بعد برہان نظام شاہ نے تخت سلطنت سنبھالا اور اس نے تخت نشین ہوکر امرا سے شاہان چغتائی دہلی کو بالاگھاٹ سے نکال دیا اسپر جہانگیر بادشاہ کے حکم سے شہزادہ خورم نے لشکر کشی کی آخر ملک عنبر حبشی نے خراج مان لیا اور صلح کرلی ۔ اور جب ملک عنبر مرگیا تو اوسکے بیٹے فتح خان کی برہان نظام شاہ کے ساتھ عداوت ہوگئی اور اوسکو قتل کرکے اوسکے کمسن لڑکے کو حاکم بنایا آخر سنہ ۱۰۴۳ ہجری مین مہابت خان خانخانان بحکم شاہجہان برہانپور سے دولت آباد مین آیا فتح خان محصور ہوا اور یاقوت حبشی مہابت خان سے معرکہ آرا ہوا آخر شکست کھا گیا اور فتح خان وغیرہ قید ہوگئے اور سلطنت نظام شاہیہ کا خاتمہ ہوگیا اور اسکا کل ملک بعد فتح شاہجہان نے دارالخلافت دہلی مین ملالیا ۔

خاندان عماد شاہیون کا مختصر حال

چہارم سلطنت عماد شاہیہ جو واقع ملک برار ہے جسکا دارالحکومت ایلچپور تھا اس سلطنت کا بانی فتح اللہ عماد الملک شاہی گذرا ہے یہہ شخص پہلے خواجہ جہان حاکم برار کا غلام تھا اوسکے انتقال کے بعد محمد شاہ بہمنی نے اسکو حکومت برار کی عنایت کی اور عماد الملک خطاب بخشا آخر سنہ ۸۹۵

مین اس نے شاہان بہمنیہ سے تمرد و منحرف ہوکر خود مختار حاکم بن بیٹھا۔ اور اسکے انتقال کے بعد
علاء الدین اسکا فرزند جانشین ہوا اور اوسکے بعد دریا عماد شاہ اوسکا بیٹا مسند آرا ہوا۔ پھر برہان
عماد شاہ کم عمری مین اسکا جانشین ہوا اور تفال خان غلام جو اتالیق تھا اوس نے ابراہیم قطب شاہ کے
اتفاق سے برہان عماد شاہ کو معزول کرکے خود مالک بن بیٹھا بعدہ حال سنکر نظام شاہ بحری نے اس پر
لشکرکشی کی اور ۹۹۰ھ مین قتل ہوا اور سلطنت عماد شاہیہ کا خاتمہ ہوگیا۔

پنجم سلطنت قطب شاہیہ جس کا پایہ تخت گولکنڈہ تھا۔

سلطان قلی قطب شاہ کا حال سلطان قلی اس سلطنت کا پہلا بادشاہ خاندان قطب شاہ کا بانی ہے
یہ شخص موضع سعد آباد سلطنت ہمدان مین ۸۸۶ھ مین پیدا ہوا اور بیس سال کی عمر مین اپنے ملکی دشمنون کے
ڈر سے اپنے چچا اللہ قلی بیگ کے ساتھ عراقی گھوڑون کی بارادہ سوداگری دارالسلطنت بیدر مین
آیا اور بوساطت امراے سلطان محمود بہمنی کے دربار مین باریاب ہوا اور چند روز تک اللہ قلی بیگ
خلعت انعام و اکرام پاکر دربار سلطانی سے رخصت ہوا اور یہ سلطان کے پاس بکمال عیش
و تربیت پاتا رہا اور آخر مین بصلہ حصول خدمات قلعہ گولکنڈہ پر مامور ہوا اور ملک تلنگ کا ناظم بنا اور قطب الملک کا
خطاب دربار بہمنیہ سے حاصل کیا سولہ سال تک اطاعت کا دم بھرتا رہا لیکن جب سلطان محمود بہمنی انتقال کیا
اور سلطنت بہمنیہ مین ضعف آگیا تو اس نے منحرف ہوکر خود مختار بادشاہ بن گیا اور قلعہ گولکنڈہ اپنا
تخت گاہ قرار دیا۔ اور سرحد گولکنڈہ سے دریاے شور مشرق تک اور قلعہ پانگل و کچھلی پٹن اور راجبندری
و راجکنڈہ و کنڈپلی و [illegible] و ملور و غیرہ فتح کرکے قلعے اپنے قبضہ تصرف مین لایا اور راجہ [illegible] کو قید اور بلگنڈہ کو
مفتوح کیا بت خانجات توڑ پھوڑ ڈالا مملکت کو وسعت دی اور یہ پہلا بادشاہ ہے جو ملک دکن مین مذہب شیعہ کو
شائع کیا اور خطبہ اثنا عشریہ کا جاری ہوا یا جب ضعیف ہوا تو اسکے فرزند جمشید کو [illegible] ولیعہد باپ کی زیادہ عمر
سے رنجیدہ خاطر ہوکر اس نے ۹۵۰ھ مین محمود ہمدانی ملازم کو تواضع کرکے اسکے قتل پر آمادہ کیا اور ایک دن [illegible]

بادشاہ کو بحالت نماز مین زخم ایسا مارا کہ جس سے اوسکی روح پرواز ہوگئی یہ واقعہ پیر کے دن دوم
جمادی الثانی سنہ ۹۵۰ھ مین واقع ہوا نوے سال کی عمر پائی لنگر فیض اثر مین مدفون ہوا جسکا گنبد ابتک موجود ہے

جمشید قطب شاہ بن سلطان قلی قطب شاہ کا حال ۔

اور جب میر محمود ہمدانی نے سلطان قلی کا اسطرح سے کام تمام کیا اور شہزادہ
جمشید خان کے پاس آکر اوس کو خبر دی سنایا اور بعض اہل فتنہ کے
اتفاق سے حیلے بیباک شاہزادہ قطب الدین کی جو بڑا فرزند سلطان قلی اور جانشین بایکا تھا جاکر زہر
آلود سلائی اوسکے آنکھون مین پھیر دی جس سے وہ اندھا ہوگیا اور بیچ کٹنے کے جمشید خان تخت سلطنت پر
بیٹھا اس نے تخت نشین ہوکر خطبہ سکہ اپنے نام کا جاری کیا اور بعد اسکے اس نے اپنے چھوٹے
بھائی شہزادہ ابراہیم کے نام اوسکی طلبی کے لئے دیورکنڈہ کو فرمان روانہ کیا چونکہ وہ پہلے ہی کل
حقیقت اس کی سن چکا تھا اس نے جلد اپنے لوگون کو لیکر دارالسلطنت محمد آباد بیدر چلا گیا اور
جب وہان پہونچا امیر ملک برید نے اس کو مہمان رکھا اور اپنے متفرق فوج جمع کرکے شہزادہ
ابراہیم کو ہمراہ لیکر بارادہ جنگ قلعہ گولکنڈہ کا رخ کیا اور یہان آکر قلعہ کا محاصرہ کیا جمشید قطب شاہ
نے بھی دشمن سے مقابل آراہوا ۔

قریب تھا کہ امیر ملک برید اور اوسکا بھائی خان جہان برید قلعہ کو فتح کرلے مگر اس اثنا مین شاہ طاہر
برہان نظام شاہ جو جمشید قطب شاہ کی کمک کیلئے چلا آتا تھا اوس نے مقام کوہیر مین آکر خیمہ
جنگ ڈالی اور وہان کا قلعہ قطب شاہی کے نام سے اپنے تصرف مین لیا ۔

ملک برید نے جب یہ خبر سنی قلعہ گولکنڈہ کا محاصرہ چھوڑ کر اوٹھ کھڑا ہوا سے ہوشمند ہوکے دارالسلطنت
بیدر کی طرف روانہ ہوا ۔ اوس وقت شاہزادہ ابراہیم سے اوس نے مدد چاہی کہ ... مانگتا
تو شہزادہ ملک برید سے آزردہ خاطر ہوکر بیجانگر مین چلا گیا ۔ رام راج والی بیجانگر نے اسکی خاطر
و مدارات کی ۔ اور سات برس وہین رہا ۔

اور اس واقعہ کے بعد جمشید قطب شاہ ایک لخت عیش و عشرت و شراب و کباب میں ڈوب گیا آخر کار عارضہ سرطان میں مبتلا ہو کر سنہ ۹۵ھ میں دار البقا کا رستہ لیا اور اپنے باپ کے مقبرہ کے پاس سپرد خاک ہوا یہ بادشاہ شعر بھی کہتا تھا چنانچہ ایک دو ابیات اسکے طبعزاد حوالہ قلم ہیں۔

ای تو ختم ملک زیبائی	گاہ عشق تو یافت بالائی
کاکل و چنبر زلف و خال لبت	ہر یکی در کمال رعنائی
بی لب لعل بتان بادہ حرام است مرا	لب میگون چو سر جام حرام است مرا
یا سر زلف تو سودای سیاہی دارم	این چہ سودا است کہ با زلف چو شام است مرا

سلطان ابراہیم قطب شاہ بن سلطان قلی قطب شاہ کے سلطنت کا حال

اور جب جمشید قطب شاہ مرگیا تو تخت نشینی میں جھگڑا پڑا بعض نے سبحان قلی قطب شاہ ہفت سالہ بچہ کو تخت سلطنت پر بٹھا دیا مگر اس کی کم عمری کے نظر کرنے جگدیو راو نایکواڑی معہ دیگر نایکواڑیان قلعہ محمد نگر کا باہم مشورہ ہوا کہ شہزادہ دولت خان کو قلعہ بہونگیر سے لاکر تخت نشین کر دیویں یہ مشورہ سنکر والدہ سبحان قلی نے سیف خان عین الملک کو مدار المہامی سلطنت کے لئے تجویز کیا اور اوسکو احمدنگر بلوا بھیجا۔ اور جگدیو راو نایک واڑی مصطفیٰ خان اور جگپت راو کی مخالفت کیوجہ سے مع اپنی فوج کے دار السلطنت گولکنڈہ سے بہونگیر چلا گیا اور وہاں پہونچکر عہدہ داروں سے ملکر شہزادہ دولت قلی کو قلعہ سے نکال کر تخت نشین کر دیا اور بہت سے تعلقات اپنے تصرف میں لایا۔

اتنے میں سیف خان عین الملک گولکنڈہ میں پہونچکر عنان مدار المہامی اپنے ہاتھ میں لی اور بندوبست ملک میں مشغول ہوا۔ اور جگدیو راو کی گرفتاری کی فکر کی یہ خبر سنکر جگدیو راو بارسال تحایف و ہدایا بنقال خان والی برار سے امداد چاہی وہ برسر کمک کے گیا اور تعلقہ سیٹرم میں سیف خان عین الملک کے لشکر سے مقابل آرا ہو گیا اور لڑائی شروع ہوئی آخرش لشکر دشمن کو شکست ہوئی اور عین الملک

غالب آیا اس نے قلعہ بھونگیر تک تعاقب کرکے اوسکا محاصرہ کیا آخر شہزادہ و جگدیو راؤ سے
صلح ہوئی اور ان ہر دو کو قید کر کے قلعہ گولکنڈہ میں چلا آیا اس معرکہ کے بعد عین الملک کا
غرور و تکبر حد سے زیادہ گذر گیا اور جتنے امرا کو اس نے بے قصور قتل کردیا - اسکا ارکان دولت نے
یہہ حال دیکھکر باہم مشورہ کیا کہ شہزادہ ابراہیم کو بیجانگر سے طلب کرکے اوسکے سر پر تاج
شاہی و چتر رکھیں اور اوسکے طلب میں عرضیاں بھیجیں یہہ حال سنکر شہزادہ ابراہیم سید حاجی و نعمان اعظم
کو لیکر روانہ ہوا اور جب پانگل پہونچا تو اسکے پاس تین ہزار سوار و پانچ ہزار پیدل کی جمعیت فراہم
ہوگئی اور آگے بڑھا تو بہت سے لعیان و ارکان دولت قطب شاہی گولکنڈہ سے اسکے پاس چلے آئے
عین الملک نے جب یہہ کیفیت سنی متفکر ہوکر سبحان و جگپت راو اور حاجی خان کو قلعہ گولکنڈہ
میں چھوڑا اور خود غضنفر خان حبشی اور عالم خان و اخلاص خان حبشی و قبول خان و تاج خان
کو ساتھ لیکر ابراہیم قطب شاہ کے مقابلہ کے لئے روانہ ہو کر قلعہ کوہن پورہ تک جا پہونچا -
اتنے میں ابراہیم قطب شاہ کا فرمان نایک واڑیوں کے نام آ پہونچا اور نایک واڑیان جگدیو راؤ
کی اشارہ پر ابراہیم قطب شاہ کے مطیع ہوکر بسبب قلعہ گولکنڈہ کے بندوبست میں شرکت ظاہر کرکے
جگپت راو کو قید اور جگدیو راؤ کو رہا کر دیا اور سبحان خان و اخلاص خان و حاجی خان خیرخواہان
عین الملک کو قتل اور اون کے سروں کو نیزے پر چڑھا کر تشہیر کردیا اور شہزادہ سبحان قلی کو جس
تمام تر نامزد وارث باضبط کرکے ایک عرضی ہمراہ امین خان حبشی مع سرہائے خیرخواہان عین الملک کے
ابراہیم قطب شاہ کے پاس روانہ کئے - یہہ خبر سنکر عین الملک کے ہوش اڑ گئے اور پریشان
ہوا آخر بہت سا نقد و جنس لیکر مع پانچ ہزار سوار اون کے ہمراہ کولاس ممالک محروسہ کی سرحد کے
باہر بھاگ نکلا اور ابراہیم قطب شاہ داخل قلعہ ہو کر تخت نشین ہو گیا - بروز دوشنبہ
بارہویں رجب ۹۵۷ھ میں بڑی شان و شوکت سے قلعہ گولکنڈہ میں جلوس فرما ہو کر ایک

خلعت اور انعام و اکرام سے سرفراز کیا اور ملک کا بندوبست کیا اور اس بادشاہ کا یادگار تالاب
ابراہیم پٹن و تالاب کنکور و کنتوہ بڈویل و کالا چبوترہ گلکنڈہ و تالاب حسین ساگر بصرف دو لاکھ ہون
باہتمام حضرت حسین شاہ ولی رح اور پل قدیم ہے پل قدیم کے تعمیر کی وجہ سو مورخین نے یون لکھی
ہے کہ اسکا بیٹا محمد قلی مسماۃ بھاگمتی نام ایک طوایف پر عاشق تھا اور وہ موضع چچلم جہان اب آبادی شہر
حیدرآباد واقع ہے رہا کرتی تھی اس ایک روز حسب عادت قلعہ گولکنڈہ سے نکل کر ندی پر آیا اور
اوس وقت ندی طغیانی پر تھی اسکو غلبۂ عشق نے بیچین و بیخود کر دیا ندی مین گھوڑا ڈال دیا اور پار
ہوگیا خفیہ نگار نے اس سانحہ کی اطلاع بادشاہ کو دی حکم ہوا کہ بہت جلد پل تیار ہو جائے پس تعمیر اوسکی
تعمیر مین متوجہ ہوا اور دو برس کے موسم بارش تک قریب دو لاکھ ہون کے صرف ہوئے اور مین چار ہزار
روپیہ باقی رہ گئے تھے حکم دیا کہ اسکا کھانا پکوا کر غریبون کو کھلوا دیا جائے۔ ایک شخص نے بنا پل کی تاریخ
صراط المستقیم (۹۸۱) لکھکر بادشاہ کے نذر گذرانی تو دیکھکر خوش ہوا اور سو اشرفیان اوسکے صلہ مین مرحمت
کیین اور اسی بادشاہ کے عہد مین ایک پہاڑ کوہ مولا کے نام سے مشہور ہوا ۔ اسکا قصہ مورخین نے
یون لکھا ہے کہ اس پہاڑ پر ایک بت خانہ تھا۔ ایک روز بادشاہ اتفاقاً چاندنی رات مین قلعہ کا
بالا حصار پر سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا شمال کے جانب ایک روشنی سی نظر آئی پوچھا کہ یہ روشنی
کیسی ہے اور ابراہیم نامی ایک برہمن اسکے ہمنشین نے عرض کی کہ حضور اس پہاڑ پر جناب مولا علی کا
علم ہے۔ لہذا انہیون نے روشنی کی ہے - بادشاہ نے کہا ہم بھی جمعرات کو چلین گے صبح ہوتے ہی برہمن نے
جا کر بت کو نکلوا کے ایک علم استاد کروا دیا اور اطراف مین اوسکے سبز کپڑا بندھوا دیا اور بادشاہ جب وہان
گیا چونکہ حضرت علی علیہ السلام کی تیرہوین رجب مین ولادت ہوئی ہے اسلیے اس نے اس روز
بہ تکلف جشن حیدری ترتیب دیا اور غریبون کو کھانا پکوا کر کھلوا دیا اوس روز سے پہاڑ پر ایک بڑی
دھوم دھام سے میلہ ہوا کرتا ہے ۔

اور اسی بادشاہ کے عہد مین بیجاپور سے نیر کی نعل صاحب کا آیا۔ اور لنگر بارا امام تعمیر ہوا اور تیس سال
نو مہینے اس بادشاہ نے سلطنت کی آخر اکاون برس کی عمر پاکر سنہ ۹۸۹ھ کو رحلت پائی مرد شجیع
دلیر اور معاملہ فہم و قدردان علم و ہنر تھا لنگر فیض اثر مین مدفون ہوا۔

محمد قلی بن ابراہیم قلی قطب شاہ کا حال

اور اسکے انتقال کے بعد اسکا بیٹا محمد قلی قطب شاہ تخت نشین ہوا۔ اور میرزا محمد امین
اسکا وزیر تھا۔ اسی بادشاہ کا یادگار شہر حیدرآباد ہے۔ اور اسکی آباد ہونیکی وجہ مورخین نے یون لکھی ہے
کہ بھاگمتی طوایف جو اس کی دوشتہ تھی اوسکا خیال تو تھا ہی حکم دیا کہ قلعہ گولکنڈہ جاہ و حشمت کے شایان
نہین ہے و نہ امرا و دولت وارکان سلطنت کو جیسا کہ چاہئے آرام ہے مین چاہتا ہون کہ ندی
کے اوس طرف ایوانہائی شاہی کی بنیاد ڈالی جائے اور آبادی شہر چار راستون و چار بازارون پر
قرار پائی جسمین چار طاق و چودہ ہزار دوکانین اور بارہ ہزار محلے ہون چنانچہ ان عمارت کے
بحال رکھنے کے لئے ایک بڑی رقم جمع ہوئی میر ابوطالب خزانہ دار نے لکھا ہے کہ ان عمارت کی تیاری مین
دو کروڑ روپیون سے زیادہ صرف ہوئے۔

وسط شہر مین چار کمان رفیع الشان اور ہر کمان کے محاذی راستہ کشادہ ترتیب پا گیا۔ راستہ شمال کے
طرف ایک بڑا دار الشفا اور اوسکے پہلو مین حمام۔ و شمال و غرب کے جانب خاص محل شاہی نہایت تکلف
اور چار کمان کے اندر میدان چھوڑ کر ایک حوض بنایا گیا۔ و کمان شرقی پر نقارخانہ اور کمان غربی
دروازہ خاص محل شاہی کا تھا جسمین لکڑی صندلی اور میخین سونیکی نصب تھین نزاکت و خوبی
اسکی اسی سے ان پر قیاس کرنا چاہئے اور خاص بلدہ مین جامع مسجد اور اوسکے پہلو مین ایک حمام
متصل کمان جنوبی۔ اور ندی کے کنارے پر ندی محل اور دبنی باغ آخر چارشنبہ کے جلسہ کے لئے
اور ایک وقت وبا کا زور ہوا تو اوسکے دفع کرنے کے لئے دولت خانہ کے قریب سنہ ۱۰۰۳ھ مین خرچ ساٹھ
ہزار روپیہ امام باڑہ بنوایا جسکو اب بادشاہی عاشورخانہ کہتے ہین اور اوسکے متصل ایک مسجد

ایک مسجد بنوائی جو اب عرقی مسجد کے نام سے مشہور ہے۔ اسکے سوا چند محل اور رنگین محل و عمارات
سکے لئے داد محل و عمارات کوہ طور و محمدی محل و حیدری محل و چشتی و حسینی و جعفری محل غرضکہ اس بادشاہ کو
منظور تھا کہ آبادی شہر مثل مشہد مقدس صورت پکڑے چنانچہ اسی لئے اس نے بجائے روضہ حضرت
امام رضا ابن علی موسیٰ رضا کے چار مینار تعمیر کروایا جسکی بنا سے ہین قریب دو لاکھ ہون کے صرف ہوا ہے چار مینار
سنہ ایک ہجری مین تیار ہوا چونکہ یہہ بادشاہ عمدہ تعمیرات و مستحسن عمارتون سوا اسکو
زیب و زینت کی کوشش کرتا رہا اور اسکی سعی اور امرا و عمائد بھی اسکی پیروی کرنے لگے اور ہر ایک امیر اپنی حویلیان
و باغون کو آراستہ کرنیکے لئے کام مین ایک دوسرے پر سبقت لیگیا غرض تھوڑے عرصہ مین ابراہیم پٹن و [illegible]
و پٹن چیرو اور شہر کے اطراف چار سمت دس دس کوس تک باغات و عمارات کی تعمیر ہوئی۔ اور بھاگ نگر
کے نام سے مشہور ہوگیا۔ جسکا چار لاکھ ہون محاصل وصول ہوتا تھا وہ کل نقد غریب لوگون پر تقسیم و
علما و سادات کو تسلیم کردیتا اور ساٹھ ہزار روپیہ لنگر ایام مین اور بارہ ہزار ہون تعداد ارباب و مجاورین
کو دیا جاتا تھا اسکے عہد مین عاشور خانجات عشرہ محرم تمام ملک حیدرآباد اور لوگ تعزیہ
پرست ہوگئے اگرچہ پیشتر شیعہ مذہب تھا مگر اس نے یہہ حکم دیا تھا کہ جو شخص حضرات ثلاثہ کی
نسبت تبرا کہیگا اوسکی زبان کاٹی جائیگی۔ ایک سال اسکی سواری کے نزدیک [illegible] بانی معہ [illegible]
جسپر بادشاہ سوار رہتے تھے بارہ امام کے نام سے مجکو دیدے اس نے فی الفور دیدیا۔
الحاصل اس نے تیس سال و چند ماہ کمال نیک نامی اور عیش و عشرت کے ساتھ سلطنت کرکے آخر شراب
سنہ ۱۰۲۰ خواری مین مبتلا ہوگیا جسکے سبب سے روز بروز انواع اقسام کے بیماریون مین مبتلا ہوکر آخر ماہ ذیقعدہ
اوسی سال [illegible] عمر پاکر مر گیا اور گنبد [illegible] مین سپرد خاک ہوا۔

سلطان محمد قطب شاہ بن محمد ابن ابراہیم قطب شاہ کا حال

اور اسکے انتقال کے بعد اسکا بھتیجا سلطان محمد قطب شاہ تخت نشین ہوا
یہہ بادشاہ تخت پر متمکن ہوکر مثل اپنے چچا سلطان محمد قلی قطب شاہ کے

ایک نیا شہر بسانا چاہا۔ چنانچہ شہر کے مشرق طرف قلعہ کی بنیاد ڈالی اور نو لاکھ ہُن کی منظوری دی
اور اوسمیں عمدہ عمدہ عمارتیں و عالیشان محل تیار کئے جسکا نام سلطان نگر رکھا۔
اور خاص شہر میں بھی اوسکا ارادہ ہوا کہ ایک عمدہ مسجد بنائی جاوے۔ چنانچہ ۱۰۲۳ھ میں جمیع
علما و فضلا کو یاد کر فرمایا کہ جس شخص کی نماز تہجد قضا نہوی ہو وہ اس مسجد کی بنیاد کا پہلا پتھر رکھے
چنانچہ کچھ لکھکر پہلے اپنے ہاتھ سے پتھر رکھکر بنیاد مسجد کی قایم کی۔ تو قریب تیس ہزار ہن اوس کی تیاری
میں خرچ ہوئے اور وہ مسجد اسکے بعد سلطان عبد اللہ و سلطان ابو الحسن تانا شاہ کے عہد تک
تیار ہوتی رہی آخر بعہد دولت عہد عالمگیر میں بانی تعمیر اس مسجد کی سنہ ۱۱۰۰ھ میں عمل میں آئی۔ اب
وہ مسجد مکہ مسجد کے نام سے مشہور ہے۔ اور قلعہ گلکنڈہ کے باہر متصل گنبدوں کے اور ایک دوسری
عمارت سلطان پور کے نام سے بنوائی مگر شہر سلطان نگر آباد ہونے نہیں پایا تھا کہ اس عرصہ میں یہہ
بیمار ہوگیا اور حال رحلت سلطان محمد قطب شاہ کا مورخین نے یوں لکھا ہے کہ جسوقت اسکو شہزادہ
عبد اللہ پیدا ہوا تو نجومیوں نے باتفاق یہہ بیان کیا کہ اس شہزادہ کا دیکھنا بادشاہ کو منحوس ہے
بارہ برس تک نہ دیکھنا چاہیے ورنہ بادشاہ کیواسطے جان کا اندیشہ ہے چنانچہ شہزادے کی بارہ
برس تک علیحدہ پرورش ہوتی رہی اور جب بارہ برس گذرے تو شہزادے کو آرزو قدمبوسی
شاہ ممدوح کی ہوئی اور بادشاہ کی شفقت پدری نے بھی جوش کیا چنانچہ ایک روز تاریخ نیک
تجویز کرکے دیدار فرزند سے مسرت حاصل کی اور جشن شاہانہ ترتیب دیا گیا اوسی سال یہہ عارضہ
تپ محرقہ میں بیمار ہوا ہرچند علاج کیا گیا مگر کچھ فایدہ مترتب نہوا آخر چودہ سال چھپن روز سلطنت
کرکے بروز چہارشنبہ ۳ جمادی الاول ۱۰۳۵ھ میں ۳۴ سال ایک مہینہ بیس روز کی عمر میں یہہ
نیک نام بادشاہ انتقال کر گیا۔ اور گنبد واقع لنگر فیض اثر میں مدفون ہوا۔

سلطان عبد اللہ قطب شاہ کا حال۔ اور اسکے انتقال کے بعد اسکا بیٹا سلطان عبد اللہ قطب شاہ سریر آرا ہے

غرضکہ سنہ ۱۰۳۵ ہجریہ میں عبداللہ قطب شاہ ہو کر امور دولت کا عزل و نصب شروع کیا۔ چنانچہ منصور خان کو منصب میر جملگی پر سر بلندی بخشی اور خواجہ افضل ترک کو جاگیر چار لاکھ ہن پر برقرار رکھا اور تاسیم بیگ کو کوتوال شہر اور اوسکی نیابت میں حسن بیگ کو مقرر کیا۔ اور ایلچی بیگ کو سپہ سالار کرکے زنبیدار کلبرگہ پر مامور کیا۔ اور حیات بخشی کو خدمت مصاحبت سے سرفراز کیا۔ مگر اس بادشاہ کی مدت عمر سے وفات تک عیش و عشرت و تعمیر عمارات میں گذری چنانچہ اسی لئے سیر و تماشے کیلئے باغ لنگم پلی بنوایا اور گوشہ محل تیار کروایا جسمیں ہزار رنجیر کی بنیاد ڈالی اور اوسکے پاس ایک بڑا حوض سیر و تماشے کے لئے بنوایا۔ اور اسی بادشاہ کے عہد میں مصوران چین سے آکر بادشاہی عاشور خانہ کی رنگ آمیزی کی اور اسی بادشاہ نے ایک حکم جاری کیا کہ عشرہ محرم میں تمام قلمرو کے اندر نقارہ نہ بجے اور تنبولی پان و قصاب گوشت نہ بیچیں اور تمامی لذات سے امیر و غریب باز رہیں چنانچہ یہ طریقہ ہندو اور مسلمان دونوں میں جاری ہوگیا۔

اور اسی بادشاہ کیوقت سے رسم لنگر شاہی کا عشرہ محرم میں رواج پایا جسکا قصہ مورخین نے یوں لکھا ہے کہ سلطان عبداللہ قطب شاہ ایک روز بسواری ہاتھی بندر رہویں ذیحجہ کو قلعہ کیطرف جا رہا تھا اتفاقاً ہاتی بسبب مستی جنگل کیطرف چلا اور جو لوگ اسکے ہمراہ تھے وہ درہم برہم ہوگئے یہ حال سنکر حیات بخشی بیگم اسکی والدہ روئی اور صبح اسکے درختوں میں ایک ایک صحرائی دیکھا کیا تو شہر بند ہوا دیا اور ایک روز بہت گریہ کر کے بواسطہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے منت مانی کہ آٹھ اگر میرا فرزند صحیح و سالم مجھسے آملا تو میں سونیکی زنجیر فیل تیار کروا کر اپنے فرزند کے گلمیں باندھ کر لنگر نکالونگی اور وہ فقرا کو تقسیم کر دونگی اتفاقاً ہاتی گرفتار ہو آیا اور سلخ ذیحجہ میں سلطان خیر و خوبی سے داخل محل ہوا۔ الغرض بیگم مذکور نے راتوں رات زنجیر تیار کرواکے اور بار پختہ کر کے اوسکے دوسرے روز جلوس شاہانہ سے لنگر جیسے علم کو روانہ کی چنانچہ اتنکا یہ

دکن مین جاری ہے ۔۔ اور سنہ ۱۰۴۵ھ مین اسی بادشاہ کے نام شاہجہان نے فرمان صادر کیا کہ ملک
دکن مین تغیر ہوا کرتا ہے اور اسکے علاوہ خطبہ مین شاہ ایران کا نام پڑھا جاتا ہے یہہ دونون
طریقہ مذموم ہین اگر موقوف نکرینگے تو تمہارا ملک ضبط و شاہی تصرف مین شامل کرلیا جائیگا ۔
غرض جب یہہ فرمان بصحبت عبداللطیف گجراتی کے صدور پایا تو ہر دو طریقون کی سخت ممانعت کردی
اور ایک عہدنامہ پیشکش شاہجہان پاس بھیجی ۔

عالمگیر کا سلطان عبداللہ پر لشکر کشی کا باعث ۔

ایک روز میر محمد امین فرزند میر محمد سعید عرف میر جملہ المخاطب بہ معظم خان نشۂ
بادۂ جوانی و دولت مین مست ہوکر مسند شاہی پر حالت نشۂ شراب مین سوگیا اور نیز سلطان عبداللہ
قطب شاہ کو اوسکی یہہ حرکت ناگوار گذری تو دربار سے نکالدیا اسلئے میر جملہ بدرجۂ ناخوش خاطر ہوکر اورنگ آباد
چلا گیا اور شہزادہ اورنگ زیب عالمگیر سے جاملا اور اوسکے وساطت سے دربار شاہجہانی مین اپنا
امر کی عرضداشت لکھی اور درستی جاہیہ کی فرمان شاہی میر جملہ کے طلب مین بنام سلطان عبداللہ قطب شاہ
صادر ہوا اور اوسمین یہہ بھی ذکر ہے کہ میر جملہ اوسکے متعلقین سے سلطان عبداللہ قطب شاہ تعرض نکرین
غرضکہ فرمان شاہی ہمراہ قاضی محمد عارف کشمیری صدور پایا ۔ سلطان عبداللہ قطب شاہ نے اس کا
کچھ خیال نکیا بلکہ میر جملہ کا گھربار ضبط اور اوسکے فرزند محمد امین کو قید کردیا ۔ یہہ خبر سنکر شاہجہان نے
عالمگیر کو سختی سے حکم دیا اور عالمگیر جیسا چاہتا تھا ویسا ہی اوس نے ایک حکم اس مضمون کا سلطان عبداللہ
کے نام روانہ کیا کہ میرا فرزند سلطان محمد چاہتا ہے کہ اوڑیسہ کی راہ سے اپنے چچا شہزادہ شجاع پاس
بنگالہ جاوے مگر اوسکا گذر حیدرآباد پر سے ہوگا پس ایسا بندوبست اور انتظام رہے کہ وہ تمہاری
سرحد سے بحفاظت و آرام سے عبور کرسکے ۔

سلطان عبداللہ نے صاف دلی سے اس پیام کو یقین سمجھکر تیاری سامان ضیافت مین
مشغول ہوا القصہ عالمگیر نے آٹھوین ربیع الاول سنہ ۱۰۶۶ھ مین پہلے اپنے فرزند سلطان محمد کو

حیدر آباد کے طرف روانہ کیا اور خود بھی سوم ربیع الثانی کو اوس کے پیچھے کوچ کیا۔
سلطان عبد اللہ قطب شاہ نے جب یہ سُنا تو جلد محمد امین اور اوسکی والدہ کو رہا کر کے روانہ کیا اور محمد امین
مع اپنے والدہ کے بارہ کوس کے فاصلہ پر شہزادہ سلطان محمد سے ملاقی ہوا اور اپنی سرگذشت
عرض کی شہزادہ نے یہ سُنتے ہی حیدر آباد کا رخ کیا اور سلطان عبد اللہ قطب شاہ نے گھبرا کر
سُنتے اس خبر کے پنجم ربیع الثانی کو نقد و جنس لیکر قلعہ گلکنڈہ میں داخل ہو گیا۔ اور شہزادہ سلطان
تالاب حسین ساگر کے کنارہ خیامہ پذیر ہوا۔ المختصر فوج قطب شاہیہ نے مستعدی سے مقابلہ
کیا اور لڑائی شروع ہوئی اور شہزادہ نے بھی دلیرانہ سب لڑا آخر فوج قطب شاہیہ نے
پیٹھ دکھائی اور میدان جنگ شہزادہ کے ہاتھ رہا حیدر آباد کو فتح کر کے کارخانجات پر
قبضہ کر لیا۔ اس واقعہ کے بعد سلطان عبد اللہ قطب شاہ نے قلعہ گلکنڈہ سے جواہر قیمتی
و زنجیر فیل شہزادہ سلطان محمد کو پیشکش کیا مگر باطن میں تیاری جنگ و استحکام قلعہ میں مشغول
ہوا محمد عادل شاہ نے خواہ مخواہ کمک کی اور اتنے میں عالمگیر بھی آپہنچا اور شاہزادہ سلطان محمد سے ملحق ہو کر تمام گرد گلکنڈہ کے مورچے
قایم کر کے طرح جنگ ڈالی قلعہ سے بھی گولہ پر گولہ برس رہا تھا اور سپاہی بھی نکلکر جواب مستعدی کا دیا کرتے تھے مگر دکن کے
بہادران دلاور نے داد جوانمردی دئے اور بڑا کشت و خون ہوا المختصر مصلحت وقت سلطان عبد اللہ
قطب شاہ نے ناگذیر اپنے داماد میر احمد کو عالمگیر کے حضور میں روانہ کیا اور بزر و لقا یا
پیشکش ناصیہ معمولی و جمال و مال و اسباب مفصلہ میر احمد امین پیش کیا اور خود بھی عالمگیر کے پاس
چلا آیا اور خواہان صلح ہوا۔ آخر صلح اس شرط پر واقع ہوئی کہ سلطان عبد اللہ قطب شاہ اپنی
لڑکی شہزادہ سلطان محمد کے قید نکاح میں دیوے اور اسکے سوا ایک کروڑ روپیہ نقد داخل
کرے چنانچہ ان شرطوں کو سلطان عبد اللہ نے قبول و منظور کر لیا اور عالمگیر نے بعد اس
صلح کے مراجعت فرمائی الحاصل سلطان عبد اللہ قطب شاہ نے ساٹھ سال کی عمر اور چالیس

سلطنت کرکے بروز یکشنبہ تیسری محرم سنہ ۱۰۸۳ ہجری مین کاروبار سلطنت کو چھوڑ کر عالم عقبی کا رستہ
لیا اور لنگر فیض اثر مین مدفون ہوا۔

سلطان ابو الحسن تانا شاہ کا حال۔

اور اسکے انتقال کے بعد سلطان ابو الحسن تانا شاہ اسکا داماد
میر مظفر کی سعی سے پنجم محرم سنہ ۱۰۸۳ مین تخت نشین ہوا اور میر مظفر نے خدمت وزارت پائی
یہ بادشاہ خاندان قطب شاہیہ کا ڈوبتا ہوا آفتاب اور سلطنت شمع کا گل ہوتا ہوا چراغ تھا
اس نے تخت پر بیٹھتے ہی حکم دیا کہ نقود کو شوار خزانہ عامرہ مرتب ہوکر جلد پیش ہو۔ میر مظفر
وزیر نے پیش کی اور بعد ملاحظہ حکم دیا کہ اس کو چار حصون پر منقسم کرین ایک حصہ ہمارے عیش و
عشرت کیلئے اور دوسرا حصہ خیرات کر دیا جائے اور تیسرا حصہ تنخواہ سپاہ مین پہنچکے تقسیم
ہونا چاہئے اور حصہ چہارم ضرورت کیلئے خزانہ مین جمع رہے۔
وزیر آداب بجا لایا اور عرض کی کہ مملکت دکن مین ہمیشہ معرکہ جنگ ہاے اور لڑائیان در پیش
رہے ہین اگر شاہی خزانہ اسلح خالی رہیگا تو ان مہمات عظیم کا کیونکر بندوبست ممکن ہوسکیگا
سلطان ابو الحسن نے یہ سنکر کہا کہ شاہان سلف نے جمع کرکے بحفاظت رکھا آخر چھوڑ گئے
مگر ہم اپنے ساتھ لے جائینگے۔
الغرض اسکے تھوڑی ہی زمانہ بعد سلطان ابو الحسن سید مظفر وزیر نیک تدبیر سے ناراض ہوگیا
اور اس کو معزول کرکے مادنا پنتلو کو وزارت سے سرفراز کیا اور اسنے اپنے بھائی اکنا کو
اپنا پیشکار بنایا۔ یہ دونون رفتہ رفتہ سلطنت کے مختار کل ہو گئے اور شاہی اہلکاران قدیم کو
موقوف اور اپنے ہمقومون کو بڑے بڑے کامون پر مامور کئے اور اہل اسلام کو نظر حقارت
دیکھنے لگے بیرون شہر سنت گیر مین ایک دیول تھا اسکے اکثر اوقات سوار ہوکے وہان
جاتے تھے اور جسوقت ہنود کا تہوار آتا حشمت و جلوس سے سوار ہو کر سادات و شرفا کو

اپنی سواری کے ہمراہ لیجاتے تھے غرضکہ ابوالحسن رات دن شہرابخواری و عیش و عشرت میں
غرق رہا کرتا تھا اور چونکہ دونوں کل امور سلطنت پر مقتدر تھے عدل و انصاف کا نام نہ تھا
سادات و مشائخ و فضلاء و شرفا کو انہوں نے تنگ کر رکھا تھا اور عالمگیر کو بھی اسکی خبر لگ
رہی تھی آخر سلطان ابوالحسن کو تین چار مرتبہ نصیحتنامہ لکھا کہ اپنی بُری عادتوں سے باز آؤ اور
رعایا کی استمالت کرو اور خوش و خرم رکھو لیکن اسپر اس نے کچھ بھی خیال نکیا۔

القصہ عالمگیر نے پہلے تسخیر بیجاپور کا ارادہ کیا چنانچہ شہزادہ محمد اعظم اور غازی الدین خان بہادر
فیروز جنگ مع لشکر جرار بیجاپور کے طرف روانہ ہوئے۔ مہم میں طوالت ہوئی خود عالمگیر نے
اورنگ آباد سے بلشکر احمد نگر ہوتے ہوئے شولاپور کا رخ کیا اس اثنا میں سلطان ابوالحسن تاناشاہ
کا ایک خط عالمگیر کے نظر سے گذرا جسمیں لکھا ہوا تھا کہ میں مراسم بندگی آپکے بجالایا مگر تم نے
سکندر عادل شاہ کو یتیم جانکر بیجاپور کا محاصرہ کرکے اوسکو تنگ کیا ہے اب مجھپر بھی واجب
ہوگیا ہے کہ جیسے لشکر راجہ سنبھاجی مرہٹہ کا سکندر عادل شاہ کی مدد کر رہا ہے میں بھی اوسکی
کمک کروں اسلئے اپنے سپہ سالار خلیل اللہ خان اور ایک جماعت کو مع چالیس ہزار سواروں کے مامور
کیا ہوں دیکھوں کہ تم کس کس سے مقابل آرا ہوسکتے ہو پھر وملاحظہ اس خط کے عالمگیر پہلے بذات خود
سلطان ابوالحسن کے طرف متوجہ ہوا پہلے شہزادہ عالم شاہ بہادر شاہ اور خان جہان بہادر
کو روانہ کیا۔ انہوں نے جاکر سرحد کے قلعوں سے چھیڑ چھاڑ شروع کر دئے۔ ادہر سلطان ابوالحسن کے
طرف سے خلیل اللہ خان نے باتفاق شیخ منہاج و رستم راو بیجاپور اور مادنا کے قصبہ سیڑم و ملکھیڑ
پر مقابل آرا ہوگیا۔ دونوں جانب کے سپاہ نے داد مردمی و شجاعت دی مگر میدان جنگ لشکر
سلطانی کے ہاتھ رہا اسپر بھی شہزادہ نے لکھا بھیجا کہ سیڑم و ملکھیڑ و پرگنہ اٹکی وغیرہ جسپر
فوج شاہی نے قبضہ کر لیا ہے سلطان ابوالحسن اگر اس سے دستبردار ہوجائے تو میں

ہمین سے تمہاری سفارش حضور سلطانی مین عرضداشت روانہ کر کے صلح کروا تا ہون ۔
اس بات کو خلیل اللہ خان نے قبول کر لیا مگر شیخ منہاج اور رستم راو نے نامنظور کی آخر پھر
لڑائی شروع ہوئی اور راوسی رو تا ابوالحسن کے طرف سے ان کی کمک کے لئے اور بھی لشکر آ
پہونچا طرفین سے رزمگاہ گرم ہوئی یہانتک کہ شکست کہا شیخ منہاج و رستم راو مجروح ہو گئے اور دکھنیو
ن کا پاؤن میدان کارزار سے اکھڑے اور راہ فرار لی اور لشکر سلطانی نے برابر انکا تعاقب کیا
ہوا چلا آیا اس لڑائی مین صورت یہہ ہوئی کہ اکثر سردارون مین نفاق پڑ گیا اور دکھنی فوج منتشر
ہو گئی ۔ چنانچہ دکھنیون کا لشکر پسپا ہو کر سلطان ابوالحسن پاس پہونچا تو خلیل اللہ خان کی شکایت
کی کہ اسکے سبب سے ہمکو شکست ہوئی اور مادنا نے بھی سلطان ابوالحسن کے ذہن نشین کیا کہ خانخوش
عالمگیر سے ملگیا ہے ۔ اس پر ابوالحسن بدظن ہو گیا اور اوس کے قتل کے درپے ہوا خلیل اللہ خان نے
یہہ سنکر بخوف جان خود سنہ ۱۰۹۷ ہجری مین شہزادہ سے جا ملا او رشش ہزاری منصب چہ ہزاری سوار
و خطاب مہابت خانی سے سرفرازی حاصل کی ۔ یہہ حال سنکر ابوالحسن پوشیدہ سر شام محل شاہی سے
نکلکر تمام صنادیق جواہرات و مہر و اشرفیون کے ساتھ لیکے قلعہ گلکنڈہ مین داخل ہو لیا
اور جب ابوالحسن کا اسطرح قلعہ مین چپکے سے چلے جانیکی خبر مشہور ہوئی تو تمام رات شہر مین حشر
برپا ہو گیا کئی ہزار شرفا پریشان حال اپنا اپنا مال و اسباب گہرو مین چہوڑ کے صرف عیال و اطفال
لیکر قلعہ مین چلے گئے ۔ اوباشان شہر نے قابو پاکر شہر کی غارتگری مین دست درازی شروع
کی ۔ اور بیشمار مال و دولت محلات شاہی کا غارتگرون نے لوٹ لیا یہہ خبر سنکر شہزادہ نے
بے کھٹکے محل شاہی ابوالحسن مین داخل ہوا اور احکم الحاکمین کا شکریہ بجا لایا اور تاراجی شہر کا حال سنکر
چہ بدادن کو مامور کیا جب غارتگرون نے دستار کو توال لشکر کو باتفاق اپنے دیوان کے
پانسو سوار و بکرگرز اوری و بندوبست شہر کیلئے مقرر فرمایا اور خلایق کو اوباشون کی دست

دراز ہی سے امن ملی ۔ القصہ شہزادہ نے قریب اسی ہزار ہون نقد جنس پر ابو الحسن تانا شا
کے قبضہ کر لیا تو سلطان ابو الحسن تانا شاہ نے ایک معذرت نامہ عفو قصور کے لیے شہزادہ پاس
روانہ کیا اور جب عذر نامہ شہزادہ کے نظر سے گذرا تو صورت صلح اسامر پر قرار پائی کہ ابو الحسن ایک کرور
بیس لاکھ روپیہ ادا کرین اور اسکے سوا جو سالانہ مقرر ہو وہ دیا کرین اور مادنا و اکنا جو باعث تھا
بسبب خرابی سلطنت حیدر آباد ہین اون کو بیدخل کر کے قبضہ کر دین اور سگرکھیڑی سیڑم ملکھیر
وغیرہ دوسرے محلات مفتوحہ جو فوج شاہی کے تصرف مین آ چکے ہین اون سے ہمیشہ کے لیے
دست بردار ہو جائین صلح کی یہ شرطین قرار پائین مگر تانا شاہ کو مادنا و اکنا کا جدا ہونا گوارا
نہ تھا اس کے نسبت ابھی پوری طور پر گفتگو صاف ہونے نہین پائی تھی کہ شہزادہ بصدور
فرمان شاہی بیجاپور کے طرف رخ کیا ۔ اور اس اثنا مین اتفاقاً ایک مرتبہ مادنا و اکنا جبکہ
سر سے آگہی تھی بتخانہ کے نزدیک جو متصل دیوار خانہ کے تھا کچھ مشورت کر رہے تھے
دشمنون نے قابو پا کر تن سے جدا کر کے شہزادہ کے شاہ عالم پاس روانہ کر دیا ۔
الحاصل اورنگ زیب عالمگیر بعد فتح بیجاپور گلبرگہ شریف مین آ کر زیارت حضرت خواجہ بندہ نواز
سید محمد گیسو دراز قدس اللہ سرہ سے مشرف ہوا ۔ اور وہان سے پہلے ایک حکمنامہ بنام
سعادت خان صادر کیا کہ بہت جلد ابو الحسن تانا شاہ سے زر نذرانہ وصول کرے تانا شاہ نے
جب یہ سنا مجبور ہو گیا اور زر نذرانہ کے عوض نایاب جواہرات جو تھا اس سے دو صندوق
عالمگیر کے پاس بھیجا ۔ لیکن جب تانا شاہ کو معلوم ہو گیا کہ اورنگ زیب عالمگیر خود ہی
اس طرف آ رہے ہین تو سعادت خان سے استرداد جواہرات کے لیے کہا ۔ خان مذکور
نے وہ نذر بحضور پیش کی کہ یہ سنکر چپکا ہو رہا ۔ المختصر تانا شاہ نے ایک عرضی لکھی ۔
خلاصہ اسکا یہ تھا کہ اختیار یا بے اختیاری سے جو کچھ خطا ہوئی فدوی اس کی سزا کو پہونچا

اب امیدوار معافی کا ہون ۔ عالمگیر نے بعد ملاحظہ عرضی فرمان صادر فرمایا کہ تمہارے تقصیرات پی گنتے صادر ہوتے رہے ہین منجملہ اون کے پہلے یہہ کہ کافر کو اقتدار دیا . اور فضلا کو اپنے اختیار علانیہ بادہ خواری کی نہ اصلاح سے کام رکھا نہ عدل اور ظلم مین فرق سمجھا نہ فسق وعبادت سے واقف ہوئے کافر حربی کی اعانت کی سمجھانے پر بھی ایک لاکھ ہُن سمجھا جی کے حوالے کیے گئے اب ان تقصیرات پر امید لطف وکرم دنیا مین تو کیا عقبی مین بھی ناممکن ہے ۔ پس جب تاناشاہ نے یہہ جواب سنا پریشان ہو کر شیخ منہاج اور شرزہ خان و مصطفے خان عرف عبدالرزاق خان معہ دیگر نامور سرداروں کو مقابلہ کیلئے روانہ کیا ۔

اور حیدرآباد سے دو منزل کے اوپر دونون لشکروں کا آمنا سامنا ہوگیا اور لڑائی شروع ہوگئی ۔ اسی اثنا مین غازی الدینخان فیروز جنگ کا عریضہ عالمگیر کے نظر سے گذرا کہ بعد تسخیر بیجاپور قلعہ ابراہیم گڑہ پر بھی خاطر خواہ قبضہ ہوگیا ہے اور رجان نثار بھی حسب الحکم سلطانی ایلغار پہونچتا ہے ۔ چنانچہ یہہ خبر لشکریان تاناشاہی مین مشہور ہوئی تو رہی سہی ہمت پسپا ہوگئی الغرض لڑتے بڑھتے شاہ فتح نصیب نے اگر قلعہ گلکنڈہ کے روبرو دمدمے اور مورچے قائم کر کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا ۔

مگر تاناشاہی فوج نے بھی لشکر شاہی سے دلیرانہ مقابلہ کیا اور قلعہ سے بھی برابر آتش برستی رہی اور لشکر شاہی سے بھی پے در پے دلاورانہ حملے ہوتے رہتے اس زور وشور سے فوج شاہی کے حملون کو دفع کیا کہ سب کے منہ پھر گئے بیکڑون ہی کا کھیت پڑا اور خواجہ عابد قلیچ خان بہادر نے داد شجاعت دی اور ساس پر امنڈ دیتے دلاورانہ حملہ کیا لیکن بتقدیر آلہی ایک گولہ آلگا تو بازو جدا ہوگیا آخر جام شہادت نوش فرمایا ۔ اگرچہ شاہی لشکر اور سلطنت کے سامان کے سامنے ایک صوبہ کی کیا بساط تھی

تاہم نو مہینے کے قریب طول کہنچا - بالآخر تدبیرون کے جال پہلائے گئے اور خفیہ سازشون کر
سرنگلین لگائین گئین اور اکثر سرداران تانا شاہی مثل شیخ منہاج اور شیخ نظام وغیرہ بہت سے
اودہر کے بے وفا ادہر آن ملے اور شاہ مصلحت پناہ نے بہی ان دل شکنون کے دل بڑہانے
کے لئے کسیکو پنجہزاری اور کسیکو ہفت ہزاری منصبدارون مین شریک فرمایا چنانچہ شیخ نظام
شش ہزاری منصب اور پنجہزار سوارون سے بخطاب مقرب خانی سے سربلند ہوا المختصر ۲۴ ذیقعدہ
۱۰۹۸ھ کو رات کے وقت شہزادہ محمد اعظم اور کئی سپہ سالار مع لشکر شاہی قلعہ کے ایک دروازہ
پر گئے جہان عبداللہ خان پنی سردار کے ماتحت فوج کا مورچہ تھا ہم تہا وہ ملگیا اور چپکے سے
دروازہ کہولدیا - فصیلون مین بہی معرکہ جنگ کیوجہ سے سوراخین پڑگئین تہین ادہر سے
بہی روح اللہ خان و ممتاز خان و رستم خان و جان نثار خان و صف شکن خان وغیرہ سرداران لشکر
شاہی مع فوج کے سیلاب کیطرح قلعہ مین گہس گئے اور دفعتہ قلعہ مین ایک غل اٹہا اور ہلچل
پڑگئی - جو جانباز تمام دن توپ و تفنگ سے سینہ بسینہ رہے تہے پہر برسر مقابلہ ہوئے
اور باقی رات تلوارین مار مار کر کاٹی کہ وفاداری کے چہرے گلزار اور جان نثاری کے
پہول شاداب ہوگئے مگر مصطفی خان عرف عبدالرزاق کی نمک حلالی و رفاقت ابوالحسن کی شہرہ کے
داد جو انمردی دی زخم کاری کہاکے بیہوش گرپڑا - غرض جب صبح نے اپنا گریبان چاک کیا
اور تارون نے آنکہون مین آنسو ڈبڈبا کر دامن سحر مین منہ چہپایا تو فتح یابون نے اور
بہی زور دیا - اور تانا شاہ کو موت سامنے دکہائی دی - ساتہہ ہی حرم سرا سے واویلا و زاری
کا غل اٹہا اسیوقت دیوان خاص سے اٹہکر محل مین گیا - اور دیوارون پر عیش و عشرت
کے آراستہ ہوکر گزاری برس رہی تہی ہر طرف حسرت بہری نگاہون سے آہ سرد بہر کے
دیکہا اور ہر ایک کو سامنے بلاکر تشفی و دلاسا دیا اور ایک ایک سے حرف بخشوا کر رخصت ہو

اور باہر آکر پھر مسند شاہی پر بیٹھ گیا۔ اتنے میں اس کو خبرداروں نے خبر دی کہ حضور چند سرداران شاہی شہزادہ کے دربار سے رخصت ہو کر اوہر آرہے ہیں۔ چونکہ اسکے کھانیکا بھی وقت تہا بکاول کے نام حکم بھیجا۔ اس عرصہ میں سرداران شاہی تیاریوں میں اونچی سبنے اور تلواریں علم کئے ہوئے آہی پہونچے اس نے سلام وعلیک میں سبقت کی اور اتنے میں بکاول نے آکر عرض کی کہ خاصہ تیار ہے تاناشاہ نے اجازت لی اور سرداران شاہی بھی شامل ہو گئے ایک سردار نے طعن سے کہا کہ یہہ کیا وقت کھانیکا تاناشاہ نے کہا کہ ہاں میں اسیوقت کہانا کھایا کرتا ہوں اس نے کہا کہ یہہ تو میں جانتا ہوں۔ مگر اس حال میں آپ کا جی کھانیکو کیونکر چاہتا ہے کہا البتہ علی العموم تو لوگوں کا یہی حال وخیال ہے۔ مگر انسان کو خدا پر نظر رکھنی چاہیئے جو شاہ وگدا دونوں کا خالق ہے باپ دادا نے نہایت فارغ البالی سے عمر گذاری میں نے چند روز نہایت فقیری و تنگدستی اٹھائی۔ پھر خدا کی عنایت ہوئی تو اس بیمقدار کو درجہ شاہی پر پہنچا دیا کہ جسکا وہم گمان بھی نہ تہا۔ الحمد للہ کہ اب کوئی آرزو باقی نہ رہی۔ لاکھوں ہی حاصل کئے اور کروڑوں ہی دے ڈالے۔ عالم سلطنت میں جو ناشایستہ عمل ہوئے اس کی تنبیہ وتادیب کے لئے خداوند عالم نے بادشاہت لے لی۔ اور اب میں بار گران سلطنت سے سبکدوش ہوا اور امر سلطنت خلیفہ عادل کے سپرد ہوئی۔

پھر کہانیکے بعد فراغ طعام آن بان سے سوار ہو کر چلا۔ قلعہ کے دروازہ پر شاہزادہ محمد اعظم ایک خیمہ میں کرسی نشین تہا اور دہوم دہام کی خبریں اسکو پہونچ رہی تہیں اس کے پاس لے آئے شاہزادے نے اس کی خاطر جمعی کی اس نے اپنے گلے سے نایاب موتیوں کی ایک مالا اتار کر شاہزادہ کو نذر کی۔ القصہ شاہزادہ نے تاناشاہ کو دربار شاہی میں

لے آیا۔ عالمگیر نے تعظیم و توقیر کی اور شاہی خیام میں نظر بند رکھا اور تھوڑے ہی روز بعد اس کو مع اہل و عیال ہمراہ جان سپار خان بہادر قلعہ دولت آباد میں روانہ کر دیا اور حکم دیا کہ جو کچھ مبلغ ابو الحسن کے کھانے اور پہنے و لباس وغیرہ میں مطلوب ہو بفراغت تمام دیا جائے اور اس کو کسی بات کی تکلیف ہونے نہ پائے۔ سلطنت قطب شاہیہ کا نقش مٹ گیا اور ملک شاہی تصرف میں آگیا۔

مورخین نے ابو الحسن تانا شاہ کی مدت عمر یوں تقسیم کی ہے کہ چودہ سال طفلی میں اور چودہ سال تحصیل علم میں اور چودہ سال سید راجو حسینی رح کے حلقہ مریدین میں اور چودہ سال حکومت میں اور چودہ ہی سال قید میں گذار کر کے آخر اسہال کبدیہ شب پنجشنبہ بارھویں ربیع الثانی سنہ ۱۲ ہجری میں انتقال ہوا اور حسب وصیت متصل روضہ مقدس حضرت سید راجو قتال حسینی والد ماجد حضرت سید محمد گیسو دراز قدس سرہما اورنگ آباد میں مدفون ہوا

رستم دل خان صوبہ دار کا حال

الغرض اورنگ زیب عالمگیر نے فتح دار السلطنت قطب شاہیہ اپنا سکہ بٹھا کر رستم دل خان کو صوبہ داری حیدر آباد پر سرفراز کر کے خود بدولت بڑے دبدبہ و جاہ و حشمت سے فتحیابی کے نقارہ بجاتا ہوا بیدر سے ہوتے ہوئے روانہ ہو گیا اور رستم دل خان تیئیس سال تک حیدر آباد کا مستقل صوبہ دار رہا۔ اس نے ملک کا عمدہ انتظام کیا اور بے چراغ گاؤں از سر نو بسایا اور مالگذاری کا بندوبست کیا۔ اس عرصہ میں شاہ فتح نصیب عالمگیر اورنگ زیب مرہٹوں کی گوشمالی میں مصروف ہوا۔ چنانچہ ۱۱۱۱ بالکشدہ والا مقرب خان دکنی کی کوشش سے سنبھاجی مرہٹہ بانی فساد گرفتار ہو کر قتل ہوا اور قلعہ ستارہ جو مسکن و ملجا و مرہٹوں کا تھا مفتوح ہو گیا مگر پھر بھی مرہٹے ہر طرف لوٹ مار میں مصروف تھے جن سے لشکر شاہی بھی تنگ تھا۔

المختصر شاہ نیک نصیب اورنگ زیب عالمگیر بعد تسخیر بیجاپور و حیدرآباد دکن سے مراجعت
فرمائے احمدنگر ہوکر قیام کیا اور دکن کے ملکوں کا انتظام درپیش تھا کہ بڑھاپے کے
سبب سے بیمار ہوا اور جب وقت قریب آپہونچا تو ملک کو تین حصوں پر منقسم کرکے
شاہزادوں کو تقسیم کیا۔ چنانچہ شاہزادہ بہادر شاہ کو ہند اور شاہزادہ اعظم شاہ کو دکن
اور شاہزادہ کام بخش کو بیجاپور دیا اور ان تینوں کو
وصیت نامہ لکھ دیا۔ اور آپ ۲۸ ذیقعدہ بروز جمعہ

عالمگیر کی وفات کے بعد شاہزادوں کا باہم لڑ جھگڑ کے مر مٹ جانا۔

سنہ ۱۱۱۹ ہجری میں اس ملک فنا سے پچاس سال ۲۷ روز پیرایسے دیندار میں سلطنت
کرکے رخصت ہوا۔ بڑا شجاع متقی دیندار و دانائے روزگار اور معاملات مالی و ملکی وا ہین
کار آزمودہ شخص تھا۔ روضہ شریف خطہ حضرت شیخ زین الدین چشتی قدس سرہ اورنگ آباد
میں سپرد خاک ہوا۔ عالمگیر از جہان رفت۔ اس کی تاریخ رحلت ہے اور اسکے وفات کے
بعد زیب النسا شاہزادی نے بہ سرعت تمام شاہزادہ محمد اعظم شاہ کو بذریعہ قاصد اس حادثے
کی اطلاع دی اور لکھا کہ بتقید جلد ممکن ہو یہاں پہونچو۔
یہ خبر سنتے ہی فوراً اعظم شاہ لشکر شاہی سے ملحق ہوا اور بعد ادائے مراسم ماتم داری
دہم ذیحجہ بروز عید تخت پر جلوس فرما ہوکر لشکر شاہی اور رعیت کی استمالت و خاطرداری
شروع کی اور خزانہ پر قبضہ کر لیا امراء دولت و ارکان سلطنت کو حکم دیا کہ دربار عام میں
حاضر ہوں۔ ہر ایک کو رتبے کے موافق سرفراز کیا آصف الدولہ اسد خان کو بدستور عہدہ
وزارت پر بحال اور اسکے فرزند ذوالفقار خان کو حسب سابق سپہ سالاری پر برقرار رکھا۔
اور بہادر شاہ بڑا فرزند عالمگیر جو صوبہ دار بنگالے پہ تھا اس لئے جب خبر انتقال شاہ
مغفور کی سنی تو یکم ماہ محرم بروز شنبہ سنہ ۱۱۱۹ ہجری کو اکبرآباد میں جلوس فرما ہوا۔ اجیر

اور اعظم شاہ کو لکھ بھیجا کہ ملک دکن وسیع ہے لہذا تمکو مناسب ہے کہ بموجب وصیت مغفرت پناہ کے اسپر اکتفا کرو اور ملک ہندکی سلطنت ہمارے سپرد رہے صلح بہتر ہے جنگ سے۔ اتحاد باہمی میں فوائد بیشمار ہیں۔ اعظم شاہ نے اسکے جواب لکھا کہ دو بادشاہ ایک ولایت میں نہیں رہ سکتے ہیں۔ یہ سنکر بہادر شاہ نے اسباب جنگ فراہم کرکے آمادہ جنگ ہوا۔ ادہر اعظم شاہ نے مع سامان جنگ کوچ کیا اور گوالیار پہونچا۔ اور اسد خان کو مع دیگر امرا ساتھ لیا اور دھولپور کا تمام ندیسے ہوا۔ بہادر شاہ یہ سنکر بذات خود اوسطرف چلا اور حاجو کے قریب مقام کرنیکا قصد تھا ہنوز اسکے خیام آمادہ ہوتے نہیں پایا کہ بیدار بخت شہزادہ اعظم شاہ مع چند امرا نامور مثل ذوالفقار خان وغیرہ کے آپڑا اور دکہنیوں نے جو اسکے ہمراہ تھے لوٹ مار شروع کی اور خیموں میں آگ لگادی یہ سنکر بہادر شاہ نے طرح جنگ کی ڈالی طرفین سے معرکہ جنگ گرم رہا قریب تھا کہ میدان جنگ سے بہادر شاہ کے قدم اکہڑے اتنے میں اسکا بڑا فرزند جہاندار شاہ عین موقع جنگ پر بیرک کیک آپہونچا اعظم شاہ کے دونون فرزند اس معرکہ جنگ میں کام آئے اور اعظم شاہ نے بھی داد شجاعت دی مگر فوج مخالف کسی ایک کی گولی اسکے ماتھے پر لگی فوراً ہاتی سے گرکے جان بحق تسلیم کی اور بہادر شاہ اس فتح کے بعد خود تخت سلطنت پر جلوس فرما ہو گیا۔:۔

ادہر بیجاپور میں شاہزادہ کام بخش کو جب خبر رحلت فرمائی عالمگیر شاہ مغفور کی پہونچی تو اس نے دو ہی مہینے کے اندر بیجاپور کے بندوبست سے فراغ حاصل کرکے امرا کو منصب وخطابات سے سرفراز وممتاز کیا اور بیجاپور میں شاہانہ جلوس کرکے اپنے نام کا خطبہ وسکہ جاری کیا۔

در دکن زد سکہ خورشید وماہ		بادشاہ کام بخش دین پناہ

اور اسکے بعد کام بخش نے سات آٹھ ہزار سوار فراہم کرکے قلعہ حسن آباد گلبرگہ بیلفشر پر آکر قبضہ کیا

حیدر آباد پر کام بخش کی یورش اور اسکا فتح

اور قلعہ آگن گیر کو مفتوح کرکے حیدر آباد کا رخ لیا اور یہاں آکر

حیدرآباد پر دفعتہ یورش کی اور رستم دلخان صوبہ دار کو پکڑ کے قید اور حیدرآباد پر اپنا قبض و
دخل کر لیا یہہ سنکر بہادر شاہ ——— نے سنہ ۱۱۲۰ مین کام بخش کے نام پہلے ایک خط اس مضمون
کا لکہا کہ اے عزیز مین تم اپنے حد سے قدم بڑہایا حیدرآباد پر یلغار یورش کر کے رستم دل خان
خیر خواہ سلطنت کو ناحق قید کر لیا یہہ بات اچہی نہ کی خیر جو کچہہ ہونا تہا سو ہوا مگر اب بہی بہتر اور
مناسب تر یہہ ہے کہ سکہ اور خطبہ دکن مین ہمارے نام کا جاری رہے اسکے سوا پیشکش معمولی ہر سال کا
ارسال کرتے رہین تو بہی اختیار دو اور ان صوبون کا مین نے تم کو بخشا اچہی طرح سے ملک کا انتظام اور
بندوبست کر کے رعایا کی استمالت کرو اور خوش و خرم آسودہ حال رکہو۔ کام بخش نے اسکا کچہہ جواب
نہ دیا بلکہ رستم دلخان کو سختی سے مار ڈالکر اعلی محل مین دفن کروا دیا اور حسن خان ایلچی بہادر شاہ
کو خفت کے ساتہہ قید کر کے جواب خط خصومت آمیز لکہکر روانہ کیا الغرض جب یہہ خط بہادر شاہ
کی نظر سے گذرا۔ اس نے باوجود موسم برشکال دکن کے طرف لشکر کشی کی اور منزل بمنزل کوچ
کرتا ہوا قصبہ نندیڑ جو شمال رویہ گوداوری ندی پر واقع ہے وہان پر اواخر شوال سنہ ۱۱۲۱
مین آپہونچا۔ اس مقام پر گوبند سنگ نامی سکہون کے گرو کو جو مع جمعیت سکہون کے سات
ہمرکاب بہادر شاہ آیا ہوا تہا اوسکو کسی پٹہان نے مار ڈالا چنانچہ اسکی سمادہ اب تک نندیڑ مین
واقع ہے۔ غرضکہ بہادر شاہ نندیڑ سے کوچ کر کے انیسوین ذیقعدہ سنہ ۱۱۲۱ مین حیدرآباد سے
تین کوس کے فاصلہ پر خیمہ زن ہوا اوسوقت کام بخش کی فوج متفرق اور پراگندہ تہی صرف
اسکی رفاقت مین پانچ چہہ سو سوارون کی تعداد تہی وہ بہی برگشتہ خاطر۔ اور بہادر شاہ کے
ہمرکاب اسی ہزار جمعیت کی تعداد تہی۔ بہادر شاہ نے پہلے شاہزادہ رفیع الشان جہاندار شاہ کو
زنگٹ بنگٹ پکڑ لانیکے لئے روانہ کیا۔ اور اسکے پیچہے خان خانان اور ذوالفقار خان کو دس ہزار
سواران جرار دیکر بہیجا۔ کام بخش باوجود تہوڑے سے فوج ہونیکے خود ہی مقابل آراہو گیا۔

اور طرح جنگ کی ڈالی۔ اور بان اندازوں کو حکم دیا کہ ایک بارگی لشکر مخالف پر بان چھوڑیں اور تیر
بھی ذوالفقار خان نے مقابلہ کا حکم دیا اور خانخانان بھی رستا شتابی سے حال ہو گیا اور توپخانہ شاہی
سے بھی آتش برسانا شروع ہو گئی۔ کام بخش نے پینتیس ہزار سے دلاورانہ مقابلہ کیا مگر اس لڑائی
کا نتیجہ اسکے خلاف اور میدان شاہی جنگ آوروں کے ہاتھ رہا آخرش شاہزادہ کام بخش مع
اپنے دونوں فرزند محی السنہ اور فیروزمند کے زخموں میں چور ہو کر گرفتار ہو گیا اور تینوں
بہادر شاہ پاس لائے گئے لیکن تین چار پہر کے عرصہ میں کام بخش اور فیروزمند کا انہیں زخموں
سے کام تمام ہو گیا ان دونوں کی نعشیں دہلی بھیجی گئیں اور مقبرہ ہمایوں میں سپرد خاک
کر دیئے گئے۔ اس واقعہ کے بعد ذوالفقار خان المخاطب نصرت جنگ کی سفارش سے داؤد خان
نے صوبہ داری دکن پر سرفرازی پائی اور بہادر شاہ نے دار الخلافت دہلی کیطرف
مراجعت فرمائی۔ ماثر الامراء میں لکھا ہے کہ داؤد خان کے بعد دار السلطنت حیدرآباد کی صوبہداری پر ابو المنصور خان
مامور ہوا۔ اس کے بعد فرخ سیر کے عہد میں نواب آصف جاہ نظام الملک بہادر نور اللہ مرقدہ نے کل دکھن کی صوبہداری
مستقلانہ طور پر حاصل کی۔ الحاصل مطلب ان واقعات کے تحریر سے یہ ہے کہ بعد محمد شاہ بادشاہ ہندوستان کے
عہد سلطنت خاندان تیموریہ کے زوال سے مرہٹوں کی ریاست تو خود سر ہو ہی گئی تھی۔ اسکے علاوہ اور کئی
صوبے بھی دار الخلافت دہلی سے الگ ہو کر اون کی ریاستیں علیحدہ علیحدہ قائم ہو گئیں اور سلطنت دہلی میں ضعف

دار الخلافت دہلی سے صوبوں کا علیحدہ اور خود سر ہو جانا۔

آ گیا بادشاہ کی حکومت صرف نام ہی نام کی رہ گئی چنانچہ چونانہ اور صوبہ اودھ
و صوبہ بنگالہ وغیرہ خودمختار بن بیٹھے ان سب سلطنت حیدرآباد دکن کو [illegible]
سب سے پہلے رئیس نواب نظام الملک آصف جاہ فتح جنگ بہادر غفران مآب نور اللہ مرقدہ گذشتہ صدی کی شروع میں انگریزوں
کے کاروبار ملکی میں اتفاقات کرنے کے زمانہ سے پہلے خود مختار ہو گئے گر مقابلہ آخر کو خاندان کی سیہ قدر بعد عروج
کو پہنچایا۔ اب ان حالیوں بھی ایک سلطنت ہے اسلامیہ ہند ہی ہے جس میں ہمارا اعلیٰ حضرت کا حال ہم ناظرین کے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حال سربراہان دولت آصفیہ دار السلطنت حیدرآباد دکن ... احسن الله

ذکر خیر نواب نظام الملک آصف جاہ فتح جنگ بہادر مغفرت مآب نور اللہ مرقدہ

آپکا اسم گرامی میر قمر الدین خان ہے اور آپکے نانا نواب عمدۃ الملک سعد اللہ خان بہ عہد صاحبقران ثانی شاہجہان
بادشاہ ہند کے وزیر اعظم تھے اور جد امجد خواجہ عابد خان بہادر اور ان کے پدر بزرگوار عالم شیخ اور شیخ قند
کے مشائخین اور بزرگ نیک نام آور تھے اونتیس سال جلوس شاہجہانی میں سنہ ١٠٦٥ھ کو خواجہ عابد خان
بہادر نے ہندوستان میں آکر شاہی ملازمت اختیار کرلی اور اوسکے بعد زیارت حرمین شریفین
کے لئے تشریف لیگئے اور بعد مراجعت سفر حرمین شریفین شاہزادہ محمد اورنگزیب کے ملازمان شاہی میں
شریک ہوکر بڑی بڑی کارہائے نمایان کے مرتکب ہوئے اور جب اورنگزیب تخت سلطنت پر بیٹھا تو آپکو حکم
صدارت کی عہدہ رفیعہ سے سرفراز فرمایا اور اوسکے تھوڑے ہی زمانہ بعد (قلیچ خان بہادر) کے خطاب
اور پنجہزاری منصب سے ممتاز فرمایا جس زمانہ میں عالمگیر گولکنڈہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھے سلطان ابو الحسن تانا شاہ خاندان
قطب شاہیہ کے بادشاہ سے برسر پیکار تھا ایک گولہ توپ کا جبکہ جنگ میں اس قدر وہاں قلیچ خان بہادر
کے سینہ پر لگا جس سے اس فرزند دلیر کی بہادری اور ثابت قدمی کے شانہ اوڑا اوسکے صدمہ سے آپ کبھی
ربیع الاول سنہ ١٠٩٨ ہجری کی چوتھی تاریخ دولت آصفیہ کا جد اعلے اس خرابہ
ہستی سے عالم قدس کیطرف رحلت کر گیا ۔ آپ کا مقبرہ قلیچ خان کے
نام سے قلعہ گولکنڈہ میں موجود ہے اور قلیچ خان کی درگاہ سے بلند آواز
اس کے جانشین کے خلف الرشید شہاب الدین خان اوسی زمانہ میں ملازم شاہی تھے

سنہ ۲۳ جلوس عالمگیری میں باضافہ منصب خطاب خانی و بہادری سے قبیل ذکرکش میں لاماثل ممتاز ہوئے اور سنہ ۲۲ جلوسی میں جب شاہزادہ محمد اکبر عالمگیر جیسے اولو العزم اور بلند اقبال بادشاہ سے قسمت آزما ہوا تو بعد فیصلہ مہم جنگ اس بہادر کے والا حسبی اور عالی نسبی کے صلہ میں ہفت ہزاری ہزار سوار کے منصب سے ممتاز فرما کر نواب غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ خطاب گرانمایہ عنایت فرمایا اور بعد فتح مہم بیجاپور فرزند ارجمند جیسے زیور خطاب سے سرمایہ اور زیادہ کیا گیا ۔

جب بہادر شاہ بہادر بخت مالک دیہیم و تخت ہوا تو پہلے ہی سال جلوسی میں ملک مالوہ کی صوبہ داری نواب محتشم کے نام نہاد ہوئے مگر چار سال حکمرانی کی بعد بضرورت قضا و قدر سنہ ۴ جلوس میں بیت رکھا ایسے عالم جاودانی ہوئے آپ کے متعلقین آپکا جنازہ دار الخلافہ دہلی میں لائے اور متصل اجمیری دروازہ اور نہیں کے بنائے ہوئے خانقاہ میں سپرد خاک کیا چنانچہ آپ کا مقبرہ اب تک مشہور عام و خاص ہے ۔

آپ کے خلف ارشد میر قمر الدین خان بہادر آصفجاہ مغفرت مآب ہیں سنہ [illegible] میں ملک عدم سے کشور وجود میں تشریف لائے چہرۂ انور سے آثار امارت اور ریاست ہویدا تھے تھوڑے ہی زمانہ بعد دربار سلطانی سے چین قلیچ خان بہادر کے خطاب اور چار ہزاری منصب سے سربلند ہوئے اور بعد وفات عالمگیر بادشاہ غازی انار اللہ برہانہ جب بہادر شاہ تخت نشین ہوئے تو آپ کو خان دوران خان بہادر کا خطاب عنایت کیا اور صوبہ داری اودھ اور فوجداری لکھنو پر سرفرازی ہوئی مگر آپ نے دار السلطنت کو چھوڑا اور جب فرخ سیر بسعادت بخت تاج و تخت کا مالک ہوا تو سنہ ۱۱۲۳ھ لیکے اول سال جلوس میں نظام الملک فتح نواز جنگ اور منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار اور صوبہ داری دکن سے

ممتاز ہوئے صوبہ داری دکن پر بہت ہی سال گذرے تھے کہ صوبہ داری دکن سید حسین علیخان امیر الامراء کے سپرد ہوئی اور نواب آصفجاہ بہادر کو بہ سبب برہمی اعیان سلطنت و ارکان دولت کے فوجداری ضلع مراد آباد پر بادل ناخواستہ ہو جانا پڑا اور بحکم شاہی زمینداران کوہ شوالک کی تادیب قرار واقعی کی گئی چند روز بھی نہ گذرے تھے کہ سید حسین علیخان حاکم بہار اور اسکا بھائی سید عبد اللہ خان حاکم الہ آباد جو اثنا عشری مشرب اور متعصب المذہب تھے فرخ سیر کو شطرنج کا بادشاہ بنا رکھا تھا اور تمام ارکین کا عزل و نصب بلکہ تمام امرائے ہند کے قسمت انھیں دونوں بزرگوں کے ہاتھ میں تھے چھ برس تک تو فرخ سیر انھیں دونوں کے اشارے پر چلتا رہا آخر بادشاہی غیرت حرکت میں آئے اور آہستہ آہستہ ان دونوں انجنوں کے زور و قوت کو گھٹانا شروع کیا جب ان بزرگوں نے اسمیں ہراس کے نام بادشاہ کے بیچ درونی رفتار دیکھی حق نمک اور پاس ملازمت کو بالائے طاق رکھکر جابرانہ حکومت اور غاصبانہ قوت سے کام لیا اور تاج سلطنت فرخ سیر سے چھین کر رفیع الدرجات کے سپرد کر دیا مگر یہ تاج مبارک نہ ہوا تین مہینے اس پر بھی ہی معاملہ گذرا بہادر شاہ کا دوسرا بیٹا رفیع الدولہ تخت سلطنت پر بٹھایا گیا دو مہینے کے بعد اوسکے قسمت نے بھی پلٹا کھایا اور مثل یوسف بسر چاہ زندان ہوا۔

تیسرا بادشاہ جسکو سیدوں نے تخت نشین کیا بہادر شاہ کا پوتا روشن اختر تھا جو محمد شاہ کے لقب سے ملقب ہوا سادات بارہہ جو سلطنت کے کلید اور بادشاہ کے نفس ناطقہ تھے نواب آصفجاہ کی دانش اور ہمت اور دلیری اور جرأت کو ہمیشہ رشک کی نظر سے دیکھتے تھے یہی معنا رہنا نواب کا مصلحت نہ سمجھا ملک ملوہ کے صوبہ داری پر روانہ کیا ۱۱۳۲ھ میں بسبب ارکان سلطنت و اعیان و بعض عارضہ رشک و حسد و نفاق [illegible] قابل علاج داخل کیا

اور بہادر است یار سے کاربرداران دولت کے استقبال کی فکر کرنے لگے نواب آصف جاہ جہانا
جو منتخب ستارگان سماء عقل و دانش میں فرد تھے ایسی حالت میں کہ آتش فتنہ و فساد ہر طرف بھڑک
رہی تھی اور مملکت ہند ایسی آتش بے زنہار میں گرفتار تھا دہلی میں اپنا قیام نباہ اور سامان عزت و آبرو کا کھونا
تھا اور ہند کے بزرگوں کے پیدا کی ہوئی عزت کا خاک میں ملانا تھا بادل ناخواستہ مہینہ موسم برشکال میں
مالوہ ملک شاہ [illegible] کے [illegible] سپہ قابض ہوئے اور ناصر جنگ اور [illegible] جنگ پسر دونوں فرزندوں کو مع
متعلقین قلعہ میں چھوڑ کر بذات خاص مع فوج جانب دارالسرور برہانپور کا ارادہ کیا اور لال باغ
میں خیمہ زن [illegible] خان بہادر قطب الدولہ ناظم برہانپور نے ملازمت حاصل کی اور آپکے
سایہ عاطفت و ظل دولت میں رہنا قبول کیا۔ اسی اثنا میں خبر آمد آمد سید دلاور خان بخشی فوج کو
باشارہ امیر الامرا سید حسین علیخان نواب آصف جاہ بہادر کے گوش زد ہوئی نواب حشمت اسیوقت
عروسان کارزار جنگ آزما کو ہمراہ لیکر دریا نربدا کے اس طرف خیمہ زن ہوئے اور آتش جنگ
جدال طرفین سے بھڑک گیا و نیز سید دلاور خان جیسی معرکہ جنگ میں مردانہ مارا گیا اور نواب حشمت
مظفر و منصور برہانپور پر قابض ہوئے امیر الامرا نے جب دار السلطنت میں یہ خبر وحشت
سنی اسیوقت اپنے ہمشیرزادہ سید عالم علیخان مبارز نامور و سید عالی گہر کو تاکیدی فرمان
بھیجا کہ بہادران جرار و نامی ران آزمودہ کار کو ہمراہ لیکر اورنگ آباد سے بعزم جہاد لہ آصف جاہ
مقابل صف آرا ہو چونکہ نواب قمر کا منشا تھا کہ سیدزادوں کی گہر کے خون میں شمشیر خونی
اشام کو رنگین نکرے گو بہادر کب مانتا تھا زبان تیغ سے جواب دینا چاہا کہ دونوں طرف
فوجیں حسب منتظم صف جدال لگیں اور تیغ و سنان سے اپنے جوہر دکھانے شروع کیے چونکہ نصرت
ذو الظفر [illegible] زوال سے نواب پر جبیں [illegible] تھی اور دولت و اقبال [illegible] ستارہ
فوج حریف نے شکست کھائی اور سید عالم علیخان مردانہ شہید ہوا نواب قمر کا سپہ مظفر و منصور

داخل اورنگ آباد ہوے اور ملکی انتظام کیطرف مصروف ہوگئے مگر جب امیر الامرا نے یہ حادثہ جانگزا سنا
بادشاہ کو ساتھ لیکر بارادہ مقابلہ دکن کیطرف روانہ ہوا اگرچہ بادشاہ سیدون کے ساتھ مین تھا
مگر اون سے بالکل غافل بھی نہ تھا اور اونکی قید حکومت سے آزادی کا خواستگار تھا ادہر سیدون کے
دشمن بھی تاک مین لگے تھے جب عظیم الشان فتح پور سیکری پہونچا اور سید حسین علیخان امیر الامرا
سوار ہوگیا تھا اور ہنوز بادشاہ سوار ہونے نہ پایا تھا کہ باشارہ محمد امین خان بخشی میر حیدر کا
کاشغری نے سید حسین علیخان کو پالکی مین تیغ سے قتل کرڈالا یہ واقعہ سنہ ۱۱۳۲ھ ذیحجہ مین ہوا اور عزت خان
امیر الامرا سید حسین علیخان کے بھانجے نے بادشاہ کے قتل مین کوشش کی مگر ناکام مارا گیا پھر بادشاہ
دار الخلافت دہلی کیطرف متوجہ ہوا۔

قطب الملک سید عبد اللہ خان نے جب چھوٹے بھائی سید حسین علیخان کے مارے جانیکی خبر سنی تو
اوس نے ایک تیموری شاہزادے کو بادشاہ بنا کر دہلی اور آگرہ کے درمیان شاہ پور کی
لڑائی مین شکست کھائی جب سے ان سیدونکا بقیہ زور و بل بھی ٹوٹ گیا مورخین ان
دو نو سیدون کو جو شیعہ مذہب تھے ہندوستان کا بادشاہ گر کہتے ہین۔

الغرض بادشاہ نے اعتماد الدولہ کو اپنا وزیر کیا یہ اعتماد الدولہ وہی امین خان بخشی تھا
جسکے اشارہ سے میر حیدر کاشغری نے سید حسین علیخان کو قتل کیا تھا سیدون کے خون ناحق
نے اوسکو بھی وزارت سے متمتع ہونے دیا اجل نے اوس کا کام بھی تمام کیا بادشاہ نے
بعد مرگ اعتماد الدولہ نواب آصف جاہ کو دکن سے طلب کیا پانچوین جمادی الاول سنہ ۱۱۳۴ھ
خلعت وزارت و صدارت کل سے ممتاز بین الاقران و الاماثل ہوے۔

سال پنجم جلوسی مین معز الدولہ حیدر علیخان خراسانی ناظم گجرات کی باغیانہ سرکشی بارگاہ
شاہی مین مسموع ہوئی تو نواب آصف جاہ بہادر معہ دس لاکھ روپیہ نقد ہمیرہ دامتی لوہ

اور ہر امت پر یقین وزارت و صوبہ داری ملک دکن حیدر علیخان کی سرکوبی کے لیے روانہ ہوئے حیدر علیخان راستے اور دھپور کی عملداری میں بھاگ گیا نواب آصف جاہ بہادر نے عابد خان اپنے چچا کو پیشگاہ حضور سلطانی سے معزز الدولہ صلابت جنگ کے خطاب سے سرفرازی دلا کر نیابت صوبہ داری گجرات پر مقرر فرمایا اور نیابت صوبہ داری مالوہ پر عظیم اللہ خان بہادر اپنے چچا زاد بھائی کو مقرر کر کے دہلی کیطرف روانہ ہوئے اور ایک بار بارہا پیشگاہ سلطانی سے خلعت انعام شاہی سے ممتاز ہوئے ۔

اگرچہ اور جلوہ تمکین اب بھی ویسا ہی باقی تھا مگر جب دربار شاہی نواب آصف جاہ بہادر کے حسن انتظام سے صاف ہوا تو بادشاہ کی رنگین طبیعت نے اپنا اصلی رنگ دکھانا شروع کیا خنیاگران زہرہ طلعت کیطرف مائل ہوا نغمہ و سرود کی محفلوں کا دربار عام تھا رعیت بھی پیشوں سے عیش و عشرت کی خوگر اور شاہی انعامات سے مالا مال تھی گھر گھر لولیان حور پیکر سے دن عید رات شب برات ہو گئی ایسی کہ میری کیحالت میں ارباب فضل و کمال کو کون پوچھتا تھا ہزاروں آدمی جمع تھے مگر بادشاہ کی طبیعت کو جسطرف مائل دیکھکر سب اوسی رنگ میں رنگ گئے عالم رقص و سرود میں کبھی کبھی خود بدولت بھی شعر گوئی کیطرف راغب ہوجاتے فارسی اردو دونوں زبان میں طبع آزمائی کرتے چنانچہ دو شعر ہدیہ ناظرین کیے جاتے ہیں ۔

یار در بر صبح بر سر فکر بر جانش کشید	ولہ	عاشقان شب سیر و تر بجیر بر پایش کنید
پیری میں نہ کسطرح کرے دل سیر جہان کی		دن ڈھلتے ہی ہوتا ہے تماشا گذری کا

نواب میر خان ایک قدیم الخدمت اور خاندانی امیر زادہ تھا جو دیرینہ صحبت و راہ امیرانہ و باغ رکھتا تھا ساتھ اسکے لطیفہ گوئی اور بذلہ سنجی کا یہ عالم تھا کہ ہنگام بذلہ سنجی پھلجھری کیطرح منہ سے پھول جھڑتے تھے خلوت اور دربار ہر جگہ وقت بیان کرتا کہ اہل دربار لوٹ لوٹ

جاتے تھے لطیفہ ایکدن بادشاہ نے پوچھا کہ امیر خان یہ جو پوت - سپوت - کپوت
زبان زد خلایق ہے اس کی اصل کیا ہے؟ عرض کی کہ حضور اسی دربار میں تینوں قسم
کے لوگ موجود ہیں - بادشاہ نے پوچھا کیونکر؟ کہا پوت تو یہی جیسے حضور بیٹے سلطان
ابن سلطان - اور سپوت محمد امین نام ایک شخص تھا جو ایران سے آیا یہاں حضور کے
تصدق سے وہ مرتبہ پایا کہ باپ دادا کا فخر ہو گیا اور کپوت یہ خانہ زاد کہ باپ دادا
حضور کے بزرگوں کی جان نثاری میں اعلی اعلی عہدوں پر ممتاز رہے اور یہ فدوی اسی حالت میں
گرفتار ہے - لطیفہ ایک دن امیر خان حضور میں اپنے بزرگوں کی جان نثاریاں
اور شاہجہان اور عالمگیر کی قدردانیاں بیان کر رہا تھا میرا باپ کابل میں ناظم تھا اور
اپنی عقل و تدبیر سے اسقدر مورد عنایت تھا کہ کئی مہمیں دکن میں فتح ہوئیں اور عالمگیر نے
یہ فتوحات اوس بہادر کے نام پر لکھے یہ خانہ زاد اوسی شیر بہادر کا ناخلف یادگار اور
بازی شکستہ گرفتار حضور شاہی میں حاضر ہے -

غرض کہ بادشاہ امیروں اور صوفیوں کی صحبت تھی اور عیش و عشرت کے جلسے تھے مہتاب
باغ اور حیات بخش کے باغوں کو سجا کر ارم کا جوبن اس زمین ہند میں بنایا تھا ہر وقت میں نوآثر
چڑھے رہتے بادشاہ روز میں بیٹھتے ناچ رنگ کے جلسے ہوتے اور شراب کے دور چلتے جب
برسات آتی تو ان کے ہاں بہار آتی قطب صاحب کے جنگل ہری سے ہرے بھرے
ہو جاتے ہیں یہ شہر چھوڑ کر وہاں جا رہتے حکم تھا کہ ابر سیاہ بہار نقیب ہے جب گرجے
کی آواز آیا کرے اسیوقت کمر بندی ہو جایا کرے:-

تمام اطراف ایک ایک ملک و علاقہ پر قبضہ تھے مگر ہمارے دربار کے لطف اوٹھانے کو نائب اپنے
وہاں چھوڑ دیتے اور خود دربار میں چلے آتے - ظاہر ہے کہ جب ان اہل دربار ایسے بیٹھے

خیالات مین رہتے وہان ملکی انتظام کیا تھا ناتمام تھا۔ تاثرہ نکل یہہ کھلا کہ وزیر اور سپہ سالار کے توڑنیکے
لیے یہہ تجویز کی چونکہ نواب آصفجاہ بہادر وزیر سپہ سالار اور عالمگیر کے آنکھین دیکھے ہوئے
تھے بادشاہ کو صلاحیت پر لانا چاہا۔ اور آئین شاہی جاری کرنے شروع کئے خلوت اور جلوت
مین بادشاہ کے وقتون کی تقسیم کی اور سرکار و دربار کی بندش کرنے لگے رنگین مزاج مصاحبین
کو ایسے ۔ نواب تحتشم کے فکر مین مصروف ہوئے رنگیلے بادشاہ کو کچھ تو خود ہی یہہ کام
وبال معلوم ہوتے تھے کچھ ایسے ودن کے بہکانے سے نواب آصفجاہ کے معروضات پر توجہ نفرمائے
جب نواب معز نے دربار کا یہہ رنگ دیکھا حیدرآباد کی صوبہ داری کو ایسی عمارت پر ترجیح
اور بعذر ناسازی آب و ہوا مراد آباد جانیکی اجازت لیکر خیام پذیر ہوئے اسی اثنا مین اتفاقاً
سنہ ۱۱۳۶ھ مین عماد الملک مبارز خان ناظم حیدرآباد مقرر ہو کر روانہ ہو گیا یہہ خبر سنکر نواب
آصفجاہ بہادر منظفر تعاقب پاشنے کوب مع خدم و حشم اورنگ آباد پہنچے عماد الملک مبارز خان
جنگ آرا ہوا اور بست و سوم محرم سنہ ۱۱۳۷ھ اپنے دونون فرزندون اسعد خان اور مسعود خان
کے ہمراہ جنگ مین کام آیا اور خواجہ محمود خان و حامد اللہ خان فرزندان مبارز الدولہ عماد الملک
اسیر ہوئے نواب فلک جناب فتح و فیروزی وارد حیدرآباد ہوئے ۔
جلال الدین محمود خان صوبہ داری حیدرآباد سے معزول ہوا اور عماد الملک کے بڑے بیٹے
خواجہ احمد خان کے اشک شوئی کی اور منصب شش ہزاری اور سہ ہزار سوار سے بخطاب
شہامت خان بہادر ممتاز فرمایا اور خواجہ محمود خان فرزند اصغر کو منصب پنجہزاری کا اور سہ ہزار
سوار و خطاب مبارز خان سے سرفراز کیا اور حامد اللہ خان کو منصب دو ہزاری ایک ہزار سوار
مشرف فرما کر امرا دولت آصفیہ مین داخل کیا اسی اثنا مین فرمان شاہی سنہ ۱۱۳۸ھ مین بخطاب
آصفجاہ اور منصب ہفت ہزاری ہشت ہزار سوار براہ دلجوئی آیا سنہ ۱۱۵۰ھ مین حسب خواہش سلطانی

نواب آصفجاہ بہادر نے اپنے فرزند نواب ناصر جنگ بہادر کو اپنا قایم مقام اور انور اللہ خان کو
اون کا مدار المہام کر کے روانہ دار الخلافت ہوے ۔

انھین دنون مین راجہ جی سنگہ صوبہ دار اکبر آباد اور باجی راو صوبہ دار مالوہ خود سر ہو گئے تھے ان
دونون سرکشون کی تادیب کے لئے حضور سلطانی سے نواب آصفجاہ مغفرت مآب مامور ہوے
اکبر آباد پہونچکر محی الدین صاحب اپنی عزیز کو نیابت صوبہ داری اکبر آباد پر چھوڑ کر خود ملک مالوہ
کیطرف نہضت کی الغرض دریا چمبل سے اوتر کر اٹاوہ اور رامپور ہوتے ہوے بندیلکہنڈ
مین جا پہونچے وہان کا راجہ چونکہ باطاعت پیش آیا پھر وہان سے کوچ کر کے نواح بہوپال
مین جا پہونچے باجی راو وہان پر جو بے شمار لشکر لئے ہوے پڑا تھا مقابل آ رہا ہوا ۔

چونکہ اکیطرف کی دست برد سے سلطنت کے اعضا متزلزل تھے اودہر سے نادر شاہ جیسا
جلاد ہند کیطرف متوجہ تھا اور اسکے کارنمایان اور عجیب فتوحات کی شہرت سے عالم تمام واقف
تھے اسلئے بادشاہ دہلی کے طلب پر آصفجاہ بہادر کو عجلت مراجعت کرنی پڑی ۔ نادر شاہ اصلی
نام اوس کا نادر قلی امام قلی کا بیٹا تھا ایک کم مایہ شخص تھا جو بحیرۂ خزر کے کنارے پر رہتا تھا مگر
اپنی دلیری اور مردانگی سے ایک نامور شخص ہو گیا اور جب مغربی افغانون کے سردار محمود اور
اوسکے بیٹے سردار اشرف نے ایران پر حملہ کر کے وہان پر اپنا تسلط کر لیا تھا اسوقت نادر شاہ
نے شاہ ایران کیطرف سے افغانون کو شکست پر شکست دی اور ملک ایران کو اونکے
پنجے سے چھڑایا مگر پیچھے آپ ہی سلطنت فارس کو دبا بیٹھا اور افغانون کے حملہ کا انتقام
لینے مین ہرات اور قندہار کو بھی فتح کر لیا پھر اس حیلے سے کہ ہمارے بعض دشمن سلطنت
مغلیہ مین پناہ گزین ہین کابل پر چڑھ آیا یہان لشکری سے لیکر اہل قلم تک سپاہی سے لیکر امیر
تک ایسے خواب خرگوش مین مبتلا تھے کہ ان منحوس خبرون سے بھی کان پر جون تک نہ رینگی

لوگ نادر شاہ کے آنیکی خبرین دیتے تو امرائے دربار ہنسکر خفا ہوتے اور کہتے کہ لوگون کے گہر
بہت بلند ہین دور سے نادری لشکر دکہائی دیتا ہے اور جب نادر شاہ نے کابل کو آن گہیرا
تو وہان کے حاکم نے نہایت اضطراب سے عرضی لکہی جس وقت خریطہ پہنچا بادشاہ مہتاب
باغ مین عالم آب کا تماشا دیکہہ رہا تھا۔ اور سامنے پری پیکر حورون کی قطار کہڑی تہی
طبلہ پہ تہاپ پڑ رہی تہی اور جام مئے ارغوانی گردش مین تہا اوسی عالم مستی مین ہزیان
کابل کی عرضداشت پیش ہوئی بادشاہ کو اوسوقت بدمست تہا عرضی کو لیکر گوشہ اُسکا
شراب مین ڈبو دیا اور یہہ مصرع پڑہا کہ ع این دفتر بیمعنی غرق مئے ناب اولی۔ چونکہ نواب
معتمد تہا ب آصفجاہ بہادر کی دانائی و تجربہ کاری کو حریف بہی مانے ہوئے تھے جب
اہل دربار سے کچہہ بن نہ پڑا تو ناگزیر آپ کو بسبیل استعجال طلب کیا۔
نواب آصفجاہ بہادر نے بمصلحت وقت باجی راو سے صلح کرکے دار الخلافت مین داخل
ہوئے۔ اودہر نادر شاہ نے کابل کو فتح کرکے بادشاہ کو نامہ لکہا اور اپنا ایلچی دربار شاہی
مین بہیجا یہان دربار شاہی مین بحث ہو رہی تہی کہ جواب کیا لکہا جاے اور القاب کیا لکہا جائے
کیونکہ وہ اصل مین نادر قلی ہے کوئی خاندانی بادشاہ نہین ہے اتنے مین خبر آئی کہ اُسکا
لشکر اٹک اُتر آیا۔ یہان بہی کچہہ کچہہ تیاریان ہونے لگی اور چلتے چلتے کرنال پہنچے سب
نہر کے کنارے برات کیطرح پڑے تہے برہان الملک کا انتظار ہو رہا تہا کیونکہ اُسکی فوج لونجان
کی بہ نسبت گرجی سے بہت نامور تہی اتفاقا جس دن وہ لشکر مین شامل ہوا اُسدن نادر شاہ بہی
قریب پہنچ گیا تہا اور یہان کسیکو خبر بہی نہ تہی چنانچہ اُسی دن گہسیارے خستہ و فگار بدحواس
دوڑے آئے کہ ہم جنگل مین گہاس کہودنے گئے تہے نادری قزاولون نے کئی آدمیون کو گرفتار
کرلیا۔ ابتدا سے پہر گفتگو شروع کی اتنے مین خبر آئی کہ بہیڑ قزلباش نادری برہان الملک کے ڈیرون

پرتانمہ صاف کر گئے برہان الملک تلوار ٹیک کر اٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ صاحب آپ کونسی بات باقی ہے جسکا انتظار کیا جائے یہ کہکر اسی وقت روانہ ہو گیا۔

اور خان دوران نے بھی برہان الملک کا ساتھ دیا اور آدہ کوس کے فاصلے برہان الملک کے پہلو مین اپنی فوج جما دی۔

نادر شاہ بھی سنتے ہی اٹھ کھڑا ہوا اور فوج کے تین حصے کر کے ایک کو اپنے پاس رکھا اور دو کو دونون کے مقابلہ مین مقرر کیا قزلباشون نے برابر حملہ پر حملہ کرنا شروع کیا تہوڑی ہی دیر مین جنبش پر دو دو فوجین پریشان ہو گئین بہت سے سوار مارے گئے اور خان دوران زخمی ہو کر میدان سے پلٹا شکست کی خبر اڑتے ہی خان دوران کے خیمے ڈیرے لٹ گئے۔

ادہر برہان الملک اور اسکے چند رفیق میدان مین رہ گئے تھے وہ جوانمرد ہاتھی پر بیٹھا تیر مار رہا تھا کہ قزلباشون نے چارون طرف سے گہیر لیا ایک جوان نیشاپوری اس کا ہموطن گہوڑا اڑا کر پہنچا۔ اور آواز دی کہ۔ اے محمد امین دیوانہ شدہ بکہ جنگ میکنی وبچہ اعتماد جنگ میکنی۔ یہ سنتے ہی برہان الملک نے ہاتھ روک لیا۔ قزلباش نے نیزہ زمین پر گاڑ کر گہوڑی کی باگ ڈور اس سے باندہی اور جہٹ کر رسا پکڑا اور ہودج کے اندر جا بیٹھا۔ برہان الملک ایرانی دستورون سے واقف تہا۔ کمان ہاتھ سے رکہدی اور اپنے تئین بے تقدیر کے حوالہ کیا قزلباش ہاتھی کو معہ فیل نشین اپنے لشکر مین لیگئے۔ نادر شاہ نے برہان الملک کی خطا معاف کی اور چونکہ شام ہو گئی تھی مع فوج اپنے خیمہ گاہ کیطرف پہرا اور برہان الملک سے دستر خوان پر مصلحت آمیز گفتگو کا سلسلہ چہیڑا۔ یہ خرابی لشکر دیکہکر نواب آصف جاہ بہادر دلبارۂ نادر شاہ کے پاس چلے گئے اور اپنی حسن تدبیر و فلسفۂ تقریر سے دو کروڑ روپیہ

لعل بہا لینے پر نادرشاہ کو مجبور کیا اور بعد عہد و پیمان رخصت ہو کر محمد شاہ سے سارا واقعہ
عرض کیا اور اس حسن خدمت کے صلہ میں حضور سلطانی سے خان دوران اور امیر الامرائی کا
خطاب بیش بہا عنایت ہوا دوسرے دن چونکہ ملاقات کے لئے ٹھیرا تھا اسلئے بادشاہ ہندوستان
ادھر سے بڑے تزک و حشمت سے روانہ ہوئے ادھر سے نادر نے اپنے بیٹے کو استقبال
کے لئے بھیجا وہ رستہ میں آکر ملا بادشاہ نے تخت رواں کو زمین پر رکھوا کر ملاقات کی
اُس نے فرزندانہ طور سے معانقہ کیا۔ اور ہمرکاب ہو کر نادر شاہ کے پاس لیگیا۔ نادر شاہ
تالب فرش استقبال کو آیا اور اپنی مسند پر نہایت تعظیم سے بٹھایا بعد اسکے برادرانہ اور
دوستانہ باتیں شروع کیں بجاے ساغر می جام چاے خطائی گردش میں آیا۔ نادر شاہ
اسوقت ترک کی قبا۔ اسپر قزلقی پٹے سیاہ پوست برہ کا خفتان۔ اسپر ایک برکی چھ
پیچے بیٹھا تھا سر پہ کلاہ با پاخ تھی۔ ادھر محمد شاہ شبنمی کرتہ ڈھاکہ کی ململ کا جامہ پہنے تھے اور
سر پہ جیغہ دستار تھی وہ بھی فرق نازک کو گران تھی گویا دلکش مصرع موزونی تھا مگر محمد شاہ
جامہ پسینے سے تر تھا استعجاب آیا۔ نادر شاہ سے کہا کہ (رخت شما بسیار گرم است۔ بر تن
گرانی نمیکند۔ و نادر شاہ نے جواب دیا کہ برادر جان من و ہمیں رخت گرم ست کہ ما را از
ایران تا بانیجا رسانید۔ لطافت لباس شماست کہ نگذاشت از دہلی تا بانیجا حرکت کنید
القصہ بادشاہ نے بطیب خاطر یہاں سے مراجعت کی۔ برہان الملک نے جب نواب
آصف جاہ کے خلعت و خطاب کا حال سنا تو نہایت کشیدہ خاطر ہوا اور یہ بات
اوسکو بہت ناگوار گذرا۔ نادر شاہ سے عرض کیا کہ حضور نے یہ کیا غضب کیا جو ہندوستان
قارونی خزانہ چھوڑ کر دو کروڑ روپیہ پر رضامند ہو گئے جبکہ رقم تو فقط غلام ادا کر سکتا ہے
اور شاہی خزانے اور امرا و مہاجنوں کے گھر اونکے کیا ٹھکانے ہیں۔ شہر یہاں سے

چالیس کوس ہے حضور وہان تک تکلیف فرماوین - نادر شاہ اس فتوح غیبی کا امیدوار ہو کر عہد نامہ کے خلاف دغابازی سے داخل ہو گیا -

پانچ چار دن کے بعد عید قربان آئی مسجد مین خطبہ نادر شاہ کے نام سے پڑہا گیا چونکہ وہ ہادریا تہا اسلیے بڑی دہوم کا تزک و احتشام ہوا مگر قربانی اس عید کی عجیب غریب ہوئی یعنی نماز عصر تک تمامی شہر مین امن و امان سے عیش و عشرت کے جلسے تہے بازاری سے لشکری تک سرگرم نشاط تہے کہ دفعتہ بہنگ خانے مین بیٹہے بیٹہے ایک بہنگیل بول اٹہا کہ واہ محمد شاہ رنگیلے - آخر بادشاہی پیچ کہل ہی گیا - دوسرا بول اٹہا - اس نے کہا ہم سنتے ہین موقع تاک کر ایک قلماقنی سے نادر کو مروا ڈالا یہ ہوا دفعتہ اڑی اور ہوا کیطرح تمام شہر مین گہوم گئی اتفاقاً نادری سپاہی جو ایک ایک دو دو گلی کوچون مین بے تکلف پہر رہے تہے ان کو قتل کرنا شروع کر دیا نادر کو خبر ہوئی تو حکم دیا کہ اپنی اپنی جگہ پر قایم رہو اگر تم پر چڑہ آئین تو جواب دو نہین تو خاموش بیٹہے رہو الغرض رات بہر برابر تلوار چلتی رہی - صبح تک سات سو اونٹ ولایتی شمار ہوا جو جان تیرین نذر اجل کر چکے تہے نادر حیران ہوا کہ کرنال کے معرکہ مین کل تین لاکہی مرین اور بیس آدمی زخمی ہون اور شہر مین ایسے صد ہا سپاہی سلح ضایع ہو جاوین دنیا اسکے آنکہون مین تاریک ہو گئی فوراً گہوڑی پر سوار ہوا اور شہر کو دیکہتا بہالتا چلا کہ شاید مجہے زندہ وسلامت دیکہکر یہ طوفان بے تمیزی تہم جاے اس پر بہی پتہر اور بندوقون کی بارش ہوئی ایک مصاحب زخمی ہوا جدہر نظر اوٹہاتے ہی قزلباشون کے لاشین سڑک پر نظر آتی ہین یہ حال دیکہکر آنکہون مین خون اوتر آیا اور قتل عام کا حکم دیکر ترپولے تک آیا اور روشن الدولہ کی مسجد مین پہونچکر قتل عام کی علامت ظاہر کی یعنی تلوار کہینچکر مسجد مین بیٹہ گیا - گلیون مین خون کے نالے بہ گئے - آگ کے شعلے ہر گہر سے اوٹہتے تہے اور آہ کے ساتہ بیٹہتے تہے

نادرشاہ کا غصہ تھا یا خدا کا قہر دلی والوں پر نازل ہوا تھا ایک بڈھا خواجہ سرا محمد شاہ کے
پاس روتا ہوا آیا اور عرض کیا کہ حضور کے باپ دادا کی تمام رعیت قتل ہو گئی یہ سنکر بادشاہ
آبدیدہ ہوا یہ شعر پڑھنے لگا ؎

دیدۂ عبرت کشا قدرت حق را ببین
شامت اعمال ما صورت نادر گرفت

دوپہر کے قریب جب شہر میں کہرام مچ گیا تب نواب آصفجاہ بہادر کو مجبور کیا کہ ابھی جا کر تمہیں
ہم لوگوں کا یاور کوئی نہیں ہے نواب معہ تلوار حمائل کئے ہوئے دیوان نادر شاہ کے سامنے
پہونچے اور عرض کیا کہ ؎

کسے نماند کہ دیگر بہ تیغ ناز کشی
مگر کہ زندہ کنی خلق را و باز کشی

نادر نے شعر پاکر سر جھکا لیا اور تلوار نیام میں کرلی اور کہا کہ بریش سفیدت بخشیدم اسوقت
شہر میں امانی بتقریب چاوش امان امان کہتے ہوئے دوڑے ایک ساعت میں وہ ہنگامہ محشر
فرو ہوا سلطنت کے کاروبار کے ساتھ دونوں بادشاہوں کی صحبتیں بدستور جاری ہوگئیں

لطیفہ ۵۸ ایکدن نادرشاہ کے پیٹ میں گرانی معلوم ہوئی محمد شاہ سے حال بیان کیا اسوقت
علوی خان حکیم آیا اور نبض دیکھکر دواخانہ کے داروغہ کو اشارہ کیا ایک مرصع کشتی پر زرنگار خوان
پوش پڑا ہوا آیا خوان پوش اٹھایا تو ایک مرصع مرتبان میں گلقند۔ الماس کچھ پڑا ہوا اور ہر انگا جمنی کا
کانٹا رتی ماشے سمیت وزن کے انداز سے کے لئے ساتھ موجود تھا۔ حکیم سوچتا تھا کہ گلقند
گلقند اسمیں سے نکالے اور وزن کر کے کھانے کو دے نادر شاہ نے خود ہی مرتبان
اٹھا لیا اور کھولکر دیکھا اور بعد اسکے دو انگلیاں اندر ڈالکر چاٹ لیا تو اسمیں مرتبان خالی کردیا
چونکہ اسمیں خوشبودار دوائیں ملی ہوئی تھیں اچھا معلوم ہوا اور کہا کہ حلوا ہے خوب بنا ہے

لطیفہ ۵۹ ایکدن نادرشاہ ہوا کھانے کو سوار ہوا محمد شاہ سے کہا کہ ایسا نہیں باقی نہیں رہا

آج انہیں ہاتی پر سوار کر جب ہم موج میں جا کر بیٹھا تو آگے فیلبان کو دیکھا۔ پوچھا۔ این کیست لوگوں نے کہا کہ فیلبانست این را پیلبان ند۔ فیلبان سے کہا کہ۔ عنانش بمن بدہ۔ اُس نے عرض کیا کہ فیل عنان ندارد و باشارہ سر یا بیم راہ میرود۔ ناک چڑہا کر بولا۔ بنشانید کہ و آیم مرکبی کہ عنانش بدست غیر باشد سواری را نشاید۔

لطیفہ محمد شاہ کے ارباب نشاط میں ایک کنچنی تھی نور بائی اسکا نام تھا اور ناچ گانے کے علاوہ حاضر جوابی اور لطیفہ گوئی کا یہ عالم تھا کہ گویا منہ سے پھول جھڑتے تھے ایکدن نادر شاہ نے بھی اسکا تماشا دیکھا چنانچہ بہت محظوظ ہوا اور بہت انعام دیکر کہا کہ نور بائی روی ہندرا سیاہ کن بیا کہ با ایرانت برم۔ یہ سنتے ہی بائی جی کا دم بند ہوگیا۔ اور ساری لطیفہ گوئیاں بھول گئیں۔ دلمیں ڈرین کہ خوش ہو کر ساتھ نہ لیچلے۔ غرضکہ اسوقت یہ غزل گائی

من شمع جانگدازم تو صبح دلکشائی
سوزم گرت نبینم میرم چو رخ نمائی

نزدیک این چنینم دور از شما نکہ گفتم
نے تاب وصل دارم نے طاقت جدائی

نادر اُس کا مطلب سمجھکر اپنے ارادے سے باز آیا۔

الغرض دو مہینے دلی کا مہمان رہکر اور خاطر خواہ نقد و جنس مع تخت طاؤسی تیس ۳۰ کروڑ کی دولت لیکر روانہ ہوا اور ڈیرہ جات کابل اور پنجاب کے ان علاقوں کو جن کا روپیہ کابل کی فوج میں لگا تھا ہندوستان سے نکال کر ایران کی سلطنت میں داخل کیا۔

محمد شاہ دولہا۔ پھر بزم نشاط میں آبیٹھا اور پھر روز و شب طبلہ پر تھاپ پڑنے لگے نواب آصف جاہ بہادر سے نہ دیکھا گیا سوچتے تھے کہ اس مجمع سے کسیطرح نکل چلوں کہ اسی عرصہ میں نواب ناصر جنگ بہادر اپنے فرزند ارجمند کی بغاوت کی خبر گوش گذار کی اسیوقت رخصت حاصل کر کے حیدر آباد دکار استہ لیا۔ بیسویں جمادی الاول سنہ ۱۱۵۴ھ کو نواح اورنگ آباد

مین آپہونچے ادہر سے نواب ناصر جنگ بہادر عبد العزیز خان کے بہکانے سے منتخب خان
قلعدار کو ہمراہ لیکر مع چار ہزار سواران ہنود متصل عیدگاہ صف آرا ہوئے چونکہ فوج ناصر جنگی
نا تجربہ کار تہی آصفجاہی لشکر سے تاب مقاومت نہ لاسکی آخر میدان جنگ سے قدم اوکہڑ
گئے لیکن نواب ناصر جنگ نے میدان نبرد سے قدم نہ ہٹایا اور نواب لشکر کیطرف متوجہ ہوئے
ادہر سے سرمست خان نبی جمعدار ایلچپوری چار سو پیادون سے مقابل آرا ہوا نواب
ناصر جنگ بہادر شیر غران کیطرح اس جماعت مین دہاوے کئے تو رجان جمعدار نے عابد خان کو
کہ بجائے فیلبان بیٹہا تہا ضرب بندوق سے مار ڈالا القصہ نواب ناصر جنگ بہادر تیرون
کی بارش برساتے ہوئے زندہ و سلامت حضور پدر مین چلے آئے اور فتنہ برخاستہ ہوگیا
اس واقعہ کے بعد سنہ ۱۱۵۶ھ مین نواب آصفجاہ بہادر نے ملک کرناٹک کے تسخیر کا ارادہ کیا اور
قلعہ ترچناپلی راجہ رگہوجی بہونسلہ سے خالی کرا لیا اور قوم نوائت سے ملک ارکاٹ نکال لیا۔
اور سنہ ۱۱۵۸ھ مین منور خان دکہنی کے بہائی نبی منور خان سے قلعہ بالکنڈہ لے لیا۔
غرضکہ نواب مغفرت مآب کے اقبال اثر آور سے حیدر آباد نے رونق پائی اور طول و عرض اسکا
بڑے بڑے سلطنتون سے ٹکر کہانے لگا چنانچہ ممالک کنار نربدا سے انتہای صوبہ بیجاپور اور
حیدر آباد سے لیکر دریاے شور سیت بندر رامیشور تک آصفجاہی عملداری پہیلگئی
اور سنہ ۱۱۶۱ھ مین جب احمد خان ابدالی والی کابل نے شاہجہان آباد پر حملہ کیا اور اوسکی
آمد کی خبر مشہور ہوئی تو نواب آصفجاہ بہادر مغفرت مآب اورنگ آباد سے کوچ کر کے
برہان پور تک آئے وہان معلوم ہوا کہ شاہ دہلی کو فتح ہوئی اور احمد خان ابدالی نے
شکست کہا کر کابل کا رستہ لیا۔ اسی اثنا مین ناسازی مزاج کے سبب سے اورنگ آباد
جانیکا ارادہ کیا مگر بیماری روز بروز بڑہتی گئی اور ضعف و اضمحلال کو روز بروز ترقی

ہوتی گئی ناچار برہانپور میں توقف کیا آخر اوسی عارضہ میں ۷۹ سال کی عمر ۲۹ برس ریاست
کرکے چوتھی جمادی الاخرہ سنہ ۱۱۶۱ھ عصر کے وقت انتقال کیا آپ کا جنازہ خلد آباد میں لائے
شیخ الشیوخ مولانا برہان الدین غریب کے پائین مزار دفن کیا -

اور اسی سال محمد شاہ فرمانروائے ہندوستان اور اعتماد الدولہ قمر الدین خان وزیر نے
بھی انتقال فرمایا - مولوی میر غلام علی آزاد حسینی چشتی بلگرامی نے ان کی رحلت کی تاریخ جو
لکھی ہے ہدیہ ناظرین ہے -

سہ رکن مملکت ہند از جہان رفتند		فتاد حیف سہ در یگانہ از کف دہر
برای رحلت این ہر سہ یافتم تاریخ		تمام شاہ زمان با وزیر و آصف دہر
گشت تاریخ چون کشیدہ ام	دل	موسنت شاہ و وزیر و آصف جاہ

نواب مغفرت مآب بڑے تجربہ کار تھے جو باتیں تجربوں سے اون کو ثابت ہوئیں اونکا
تذکرہ حصہ اول میں کردیا گیا ہے - آپ کی اولاد میں سب سے بڑے فرزند امیر الامرا
نواب غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ ہیں اور دوسرے نواب نظام الدولہ میر احمد خان
ناصر جنگ بہادر اور تیسرے امیر الممالک آصف الدولہ نواب سید محمد خان بہادر صلابت جنگ
اور چوتھے نواب آصفجاہ ثانی میر نظام علیخان بہادر - پانچویں امیر الامرا میر محمد شریف خان
شجاع الملک بسالت جنگ اور چھٹے معتقد الدولہ میر محمد علیخان بہادر ناصر الملک مہور
میر مغل علیخان بہادر ہمایوں جاہ مگر ان سب میں ناصر جنگ اور نیز تہور جنگ حقیقی بھائی تھے
مغفرت مآب کی یادگار عمارتوں میں شہر پناہ برہانپور جو سنہ ۱۱۳۲ھ میں تعمیر ہوئی اسکے علاوہ
آبادی و مسجد اور کاروان سرائے اور دولت خانہ عالی اور پل نظام آباد جسکو پنچ محلہ
کہتے ہیں (جو اس زمانہ میں ویران پڑا ہے) اور شہر پناہ دار السلطنت حیدر آباد

اگرچہ عماد الملک مبارز خان نے اس کی تعمیر شروع کی تھی جو ناتمام رہ گئی اوس کے
پہلے کی صرف دروازہ چادرگھاٹ اور دبیرپورہ کے جانب جو بلا کنگرہ ہے باقی تمام
فصیل بلدہ نواب مغفرت مآب کے عہد میں کنگرہ دار تعمیر ہوی اور اورنگ آباد میں عمارت
نوکھنڈہ بھی انہیں کے یادگار رہتی ہے ـ

ذکر سریر آرائی عالیجناب نواب نظام الدولہ میر احمد خان بہادر ناصر جنگ شہید

نواب مغفرت مآب کے بعد سریر آرائی دکن ہوئے آپ کی ہیبت و جلالی سے چنگیزی صولت
و صولت کو دبا دبا دربار میں امرا الہند رنگ تصویر کھڑے رہتے تھے تخت نشین ہوتے
ہی انتظام مالی اور ملکی اور تقسیم خدمات کی طرف توجہ کی چنانچہ پورن چند دیوان کو معزول
کرکے نواب صمصام الدولہ شاہنواز خان صوبہ دار برار کو اپنا وزیر اور مختار کل مقرر فرمایا
اور سورو پنڈت کو پیشکاری کی خدمت سے سرفرازی بخشی ـ

تمام عہدہ داران قدیم خانہ نشین ہوئے اور نشاطیں بچھ گئے آپ کو بادشاہ ہندوستان
نے دارالخلافہ میں طلب فرمایا تو صمصام الدولہ کو نیابتاً صوبہ داری دکن پر مامور فرما کر خود
ستر ہزار سوار اور ایک لاکھ پیدل ہمرکاب لیکر دہلی کی طرف روانہ ہوئے اور
دریائے نربدا پر پہونچے تھے کہ دربار شاہی سے مراجعت کا فرمان آ پہونچا ـ

اسی عرصہ میں مخبروں نے خبر دی کہ ہدایت محی الدین خان مظفر جنگ ہمشیرزادہ نواب
ناصر جنگ بہادر صوبہ دار بیجاپور نے بغاوت پر کمر باندھی ہے ـ اور مظفر جنگ بہادر
کی بغاوت کا سبب معتبر مورخین نے اس طرح لکھا ہے کہ نواب مظفر جنگ بہادر صوبہ دار
بیجاپور سے آپ زمینداران چیلدرگ کی بغاوت سنکر اوس طرف روانہ ہوئے اور

یہہ پہنچتے ہی ماہی کنڈہ کا محاصرہ کر لیا اور چونکہ حسین دوست خان رگھوجی بہوسلا کی قید سے
نجات پا چکا تہا یہہ بھی او حصین محصورین مین موجود تھا چونکہ یہہ شخص ملک کرناٹک کے حالات سے
بخوبی واقف تہا اس سے موقع پاکر ہدایت محی الدین خان مظفر جنگ بہادر کے پاس اپنا
اعتبار پیدا کر لیا اور اونکی مزاج مین کسیقدر دخیل ہوکر اون کو ترغیب کر کے کرناٹک
پر حملہ کرنیکی اشتعالک دی اور اوس کے بہکانے پر مظفر جنگ بہادر بھی مستعد ہوگئے۔

یہہ وہ زمانہ ہے جو ہند کے فرانسیسی سردارون مین ڈوپلے نامی مدبر اور منتظم گذرا ہے جس نے
دس سال چندر نگر کی گورنری کی اور پہر ۱۱۵۴ھ مین پانڈیچری کا گورنر اور ہند کے
کل فرانسیسی بستیون کے علاقہ کا گورنر جنرل ہوگیا اور یہہ عہدہ پاتے ہی ہند سے
انگریزون کو نکالنے اور فرانسیسی سلطنت کی بنیاد قایم کرنیکی تدبیر کرنے لگا چند ہی
روز مین ایک ایسا موقع اسکے ہاتھ آگیا کہ اس سے اس خیال کے پورا کرنے کی کوشش
کی ۱۱۵۷ھ مین انگریزون اور فرانسیسیون مین لڑائی شروع ہوگئی اور آٹھ برس تک
یہہ جنگ قایم رہی۔ مگر انگریزون اور فرانسیسیون مین جو لڑائی ۱۱۶۰ھ مین شروع ہوئی
وہ اکثر ملک کرناٹک ہی مین ہوتی رہی اور جب تک انگریزون نے ۱۱۷۴ھ مین پانڈی
چری پر اپنا قطعی اختیار نہین کر لیا ختم نہوئی۔

اول اول فرانسیسیون کا بادشاہ خوب زبردست رہا کیونکہ ان کے مشہور سردار ڈوپلے اور نامی
گرامی جنرل لابورڈونے نے ملکر ۱۱۶۰ھ مین مدراس پر جو اس علاقہ مین انگریزون کا صدر
مقام تھا قبضہ کر لیا۔

الغرض نواب مظفر جنگ بہادر اور حسین دوست خان نوابیت سے ملنے کرناٹک کی طرف
بڑھے اور فرانسیسیون کو بھی ہمراہ لے لیا اوسوقت صاحب کرناٹک کی صوبہداری انورالدین خان پر تھی

پر نواب شہامت جنگ انورالدینخان نواب ناصر جنگ بہادر کیطرف سے فرمانروا تھا
یہہ سنتے ہی پانچہزار سواروں سے مقابل آرا ہوا اور مقام امبور پر لڑائی ہوئی
انورالدینخان اس جنگ مین کام آیا یہہ واقعہ ١٦ شعبان سنہ ١١٦٢ ہجری مین ہوا اور مظفر جنگ
ارکاٹ کو چلا گیا اس مشہور معرکہ مین فرانسیسی فوج کا جنرل بوسی تھا جو ایک بڑا مشہور افسر گذرا ہے
اب کچھ عرصے تک مظفر جنگ بہادر صوبیدار اور چندا صاحب نواب کرناٹک رہے —
یہہ چندا صاحب پہلے ستارا مین مرہٹون کا قیدی تھا مگر اس استحقاق سے کہ دوست علی کا
داماد تھا کرناٹک کی نوابی کے دعوی پر بدستور اڑا رہا آخر اسکا عروج بہت عرصے تک نرہا
تھوڑے ہی دن بعد محمد علیخان والاجاہ فرزند انورالدینخان شہامت جنگ نے انگریزون
سے اعانت چاہی اور نواب ناصر جنگ بہادر بھی شیرغران کیطرح انکی سرکوبی کے لئے آپہونچے
ایکطرف تو محمد علیخان والاجاہ اور ان کے حامی انگریز اور نواب ناصر جنگ بہادر تھے
اور دوسری طرف چندا صاحب اور مظفر جنگ تھے جن کے معاون فرانسیس ہوئے
ان دونون مین نائرہ جدال مشتعل ہوگیا اور لڑائی طول پکڑتے گئی جس کا انجام نواب
ناصر جنگ بہادر کے حق مین مفید ہوا مظفر جنگ کو قید کر کے محمد علیخان والاجاہ فرزند
شہامت جنگ کو فرمان فرمانروائی عنایت کیا اور خود بندوبست پھلچری کیطرف
عازم ہوئے اور فوجکو بسرکردگی محمد علیخان والاجاہ و بخشیان فوج مثل صف شکن خان
ناہر جنگ سیف آتش دکن اور تیر کی طرح اسپ تازان مظفر یار جنگ کو آگے بڑھنے کا حکم دیا
شتاب تیر کی روانہ ہوئے اور پھلچری کے میدان مین طرفین صف آرا اور تیار
ہوئے آٹھ مہینے تک یہہ لڑائیان ہوتی رہین اور ہر فرانسیسی توپخانہ سے آگ برستی
تھی اور ناصر جنگ کی فوج بھی ثابت قدمی سے مقابلہ کرتی تھی لیکن فرانسیسی نے

۱۷ محرم سنہ ۱۱۶۴ھ عین حالت بارش وطوفان غضب خیرہ مین ناصر جنگ کی لشکر پر شبخون مارا
نواب ناصر جنگ بہادر نے باتفاق افاغنہ کرناٹک چاہا کہ ان سرکشون کی تادیب کرین
بدین غرض قریب صبح صادق فیل خاصہ کو بڑھایا مگر مشیت ایزدی ناصر جنگ کے خلاف
حرکتمین تھی جب فیل خاصہ ہمت بہادر خان نمک حرام کے ہاتھی کے پاس پہونچا اور یہہ
نمک حرام فریق مخالف سے ملا ہوا تھا موقع پاکر ضرب بندوق سے نواب فلک کاب کا
کام تمام کیا اس فتح نمایان سے جو خوشی فرانسیسون کے گورنر جنرل ڈوپلے اور اوسکے
سپہ سالار بوسی کو ہوئی اس کا اندازہ اوس بیان سے ہو سکتا ہے جبکو فرانسیسون نے
تعمیر کی اور ایک شہر (ڈوپلی فتح آباد) کے نام سے آباد کیا۔ اس لڑائی نے تبلادیا کہ
آج کل انگریزوں کا ستارہ ہبوط مین ہے۔
بہرحال نواب ناصر جنگ شہید کے نعش مبارک اورنگ آباد مین لاسکے اور نواب
مغفرتمآب کے پہلو مین سپرد خاک کیا اس رستم جگر نواب کی مرگ ناگہانی سے خاندان آصفیہ
خصوصاً دارالسلطنت دہلی پر سخت صدمہ پہونچا چنانچہ میر غلام علی آزاد بلگرامی اوستاد
شہید نے (آفتاب رفت) مین تاریخ شہادت نکالی ہے
آپ کی شہادت کے بعد افغانان کرناٹک نے نواب مظفر جنگ بہادر کے سر پر تاج
حکومت رکھا مگر مبارک نہوا انھون نے رام داس پنڈت کو دیانت خطاب دیکر مستقل
دیوان کیا اور ایک ہزار سپاہ قوم فرانسیس اور بیس ہزار دیسی پلٹین ہمراہ لیکر حیدرآباد کیطرف
کوچ کیا اثنائے راہ مین متصل ملک کڑپہ قریب مقام راسے چوٹی کے ادہین پٹھانون
سے چل گئی آخر ۱۷ ربیع الاول سنہ ۱۱۶۴ ہجری روز یکشنبہ کو طرفین مین لڑائی ہوئی ۔
مظفر جنگ نمک حرام ہمت بہادر خان کے تیر سے جانبر نہوا اگر یا انکا خون بہایا

نگیا ہمت بہادر خان بھی مارا گیا اوسی ساعتین جیتم وصل ہوا - اور میر نظام علیخان بہادر نے
ہمت بہادر خان کے خواصی نشین رستم خان کو قتل کیا اور ہمت بہادر خان کا سر نیزے پر
چڑہا کر لشکر مین گہوما گیا غرض اس تدبیر سے وہ فتنہ فرو ہوا - مظفر جنگ بہادر کی
حکومت دو مہینے رہی - بعد اس واقعہ کے ارکان دولت کی رائے ہوئی کہ نواب
میر نظام علیخان بہادر جن کی شجاعت ذاتی اور رشیدانہ جرأت اس معرکہ مین ظاہر ہو چکی
ہے سر آرائے دولت آصفیہ ہون مگر شیر جنگ نواب نصیر الملک کے جدا جدا
کے رائے نہونے سے آخر فرانسیسون نے سید محمد خان صلابت جنگ فرزند سوم
نواب مغفرت مآب کو سنہ ۱۱۶۴ھ مین شہر اورنگ آباد مین تخت نشین کیا اور اون کا
سپہ سالار فرانسیسی بوسی ہوا -

جب نواب ناصر جنگ بہادر کے شہادت کی خبر دار الخلافہ دہلی مین پہونچی امیر الامرا
میر محمد پناہ نواب غازی الدین خان فیروز جنگ بہادر جو سب سے بڑے فرزند نواب
مغفرت مآب آصفجاہ کے تہے - اور دار الخلافہ مین رہا کرتے تہے دعویدار سلطنت
ہوئے چنانچہ سند صوبہ داری دکن حضور سلطانی سے لیکر حیدر آباد کے طرف
متوجہ ہوئے اور اثناے راہ مین ہلکر مرہٹہ کو بہی ہمراہ لے لیا ۳ ذیقعدہ سنہ ۱۱۶۵ھ کو
اورنگ آباد کے متصل پہونچکر خیام پذیر ہوے تہے دفعتہ عارضہ ہیضہ مین مبتلا ہوے
اور انتقال کیا آپ کا جنازہ دوش بدوش دہلی مین لاے اور وہین دفن کیا انہین
فرزند میر شہاب الدین تہے جو نواب عماد الدولہ غازی الدین خان وزیر دار السلطنت
دہلی کے ہوئے تہے اور کم عمری کے سبب سے نواب صفدر جنگ وزیر دار الخلافہ
کی سپردگی مین تہے جو لڑکا بڑا ہی زیرک اور فہمیدہ فراست مین یگانہ روزگار تہا

ایک روز نواب صفدر جنگ بہادر کے ہمراہ دربار سلطانی میں چلا گیا بادشاہ اس کی گفتگو سے بہت محظوظ ہوا آخر محل سلطانی میں بادشاہ نے تربیت فرمائے رفتہ رفتہ وزیر الممالک عماد الملک نواب غازی الدین خان بہادر کے خطاب سے ممتاز ہوا جب احمد شاہ ابدالی نے دارالخلافہ دہلی پر سنہ ۱۱۷۰ھ میں حملہ کرکے دہلی میں لوٹ مار کرنیکے بعد نجیب الدولہ روہیلے افغانوں کو وزیر سلطنت مقرر کرکے قندہار کو واپس چلا گیا تو اسکے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد نجیب الدولہ کو غازی الدین خان نے مرہٹوں کی مدد سے نکال دیا انکی فوری ترقی پر صفدر جنگ کو بھی استعجاب ہوا صفدر جنگ کا یہ شعر اسیطرف اشارہ کرتا ہے ۔

رفتہ رفتہ اشک چشمم در گلو زنجیر شد	طفل دامنگیر ما آخر گریبان گیر شد

ذکر سیر آرائی امیر الممالک نواب سید محمد خان بہادر آصف الدولہ صلابت جنگ

آپ فرزند سومی نواب مغفرتمآب آصفجاہ بہادر کے ہیں جری اور دلاور تھے شہر خجستہ بنیاد بلدہ اورنگ آباد میں تخت نشین ہوئے رگناتھ داس کو دیوانی سرفراز فرمایا اور فرنگیوں سے صلح کرکے چند روز کے بعد بلدہ فرخندہ بنیاد حیدر آباد کا ارادہ کیا بعدہ پھر اورنگ آباد کیطرف رجعت قہقری کی ۔ چونکہ موسم برشکال تہا برسات کے دن یہیں ختم کئے مرہٹوں سے ہمیشہ جنگ
۱۱۶۴ جدال کا سامنا درپیش تھا اس کے بعد اختتام موسم بارش گیارہویں ذیحجہ
احمدنگر کیطرف رخ کیا اور احمدنگر میں پہونچکر بالاجی باجی راؤ پیشوا کی تنبیہ کیلئے پونے کے جانب روانہ ہوئے یہ خبر سنکر بالاجی باجی راؤ پچاس ہزار

سواروں سے سخت جنگ ہوا۔ اس لڑائی کا یہ باعث تھا کہ پیشوا سنے احمدنگر
قبضہ کرلیا تھا آخر ۱۳ محرم سنہ ۱۱۶۵ ہجری مین بمقام راجاپور لڑائی شروع ہوئی اس معرکہ
مین سپہ سالار لشکر مشہور افسر بوسی تھا بالآخر لشکر پیشوا کے میدان جنگ سے
قدم اوکھڑ گئے اور صلابت جنگی فوج نے اوس کو شکست دی اور بالاجی راو
سواری اسپ بے زین بھاگ گیا اوس کا تپخانہ مسمار کردیا اور میدان کارزار
نواب صلابت جنگ بہادر کے ہاتھ رہا اور مظفر و منصور دارالسلطنت
بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد کیطرف روانہ ہوگئے۔

رگناتھداس دیوان بھالکی کے نواح مین چند مفسدون کے ہاتھ سے مارا گیا
نواب صلابت جنگ بہادر نے اوسکے بعد رکن الدولہ سید لشکر خان کو خدمت
مدار المہامی سے سرفراز فرمایا۔

جب نواب غازی الدینخان بہادر امیر الامرا فیروز جنگ دارالخلافہ دہلی سے
بحصول سند صوبہ داری دکن آرہی تھی تو ہلکر مرہٹہ بھی شامل ہوگیا تھا اوس کو
انھون نے ملک خاندیس کی حکومت کیلئے سند لکھدی تھی نواب صلابت جنگ بہادر
نے بھی بحال رکھا۔

اور سنہ ۱۱۶۶ ہجری کے چودھوین صفر کو صمصام الدولہ شاہ نواز خان نے خدمت
دیوانی سے سرفرازی حاصل کی اسہیت و توہین نواب میر نظام علیخان بہادر
بھی صوبہ داری برار پر جانا پڑا اور میر محمد شریف خان بہادر شجاع الملک
صلابت جنگ امیر الامرا کو ملک بیجاپور پر مگر شجاع الملک نے ذی قعدہ کے مہینہ
مین سند صوبہ کو بیجاپور سے طلب ہو کر خدمت دیوانی پر مقرر کیے گئے

اور صمصام الدولہ قلعہ دولت آباد مین جا رہے تھے ان کو بھی نواب میر نظام علیخان بہادر نے پڑا رسے واپس آکر قلعہ دولت آباد سے طلب کر کے حضور مین پیش کر دیا اسی عرصہ مین پیشواش راو فرزند بالاجی راو نے حوالی شہر مین آکر فتنہ اور فساد مچا دیا یہہ خبر سنکر نواب صلابت جنگ بہادر بذات خود اس کی سرکوبی اور رفع شر و فساد کے لئے متوجہ ہوئے چنانچہ سیند کھیڑ تک روانہ ہوئے اور وہان راجہ رگھنا تھہ داس سے ملگیا اور پیشواش راو صلح کا خواہان ہوا لہذا صلح ہوگئی اسکے بعد موسی بسی ذانسیس اور حیدر جنگ مرہٹون سے علیحدہ ہوکر لشکر نواب صلابت جنگ بہادر مین شامل ہوگئے اور نواب ممدوح الشان مع الخیر بلدہ خجستہ بنیاد اورنگ آباد کے طرف روانہ ہوئے۔

اسکے بعد حیدر جنگ جو بسی فرانسیس کا ایک لاڈلا سردار تھا فرانسیسون کا ستارہ عروج دیکھا تو اس نے اپنے ڈھنگ جمانا چاہا۔ جسکا اصلی منشا یہہ تھا کہ آصفیہ خاندان کی خرابی ہو اور اپنا اصلی مقصود ہاتھ لگے مگر اوسکی بداندیشی اوسیکے سامنے آئی چنانچہ حیدر جنگ نے اسی ارادہ سے ابراہیم خان کاردی اور دوسرے افسران فوج و سردارون کو ہمراز کیا اور آٹھ لاکھ روپیہ کا خزانہ لیکر اپنا شریک کر لیا سب اول صمصام الدولہ شاہ نواز کو قید کر لیا۔ چونکہ نواب میر نظام علیخان بہادر کا اسکو کھٹکا لگا ہوا تھا اس لئے ان کو حیدر آباد بھیجنا چاہا تاکہ سمند خیالات اور توسن فکر کے دوڑانے کے لئے اون کو وسیع میدان ہاتھ آئے مگر اوس کی آرزو پوری نہونے پائی۔ آخر یہہ راز طشت بام ہوگیا اور اسی خیمہ مین قتل کیا گیا حیدر جنگ کے قتل کی خبر دنیا کی بطرح پھیل گئی مخالفین ہر طرف سے بارادہ فساد اوٹھ کھڑے ہوئے

نظام علیخان بہادر خود بدولت اوس مجمع کیطرف تشریف لائے کہ شاید فتنہ فرو ہوجائے مگر موسی بیسی فرانسیس نے جو حیدر جنگ کا یار غار تھا پانسو جوانون کو ساتھ دیکر فتنہ بندوقون کی فیر کی چونکہ اقبال یاور تھا اور فتح و ظفر ہمرکاب تھے مظفر و منصور برہانپور مین داخل ہوے اس واقعہ کے بعد نواب میر نظام علیخان بہادر نے قصبہ باسم کے طرف متوجہ ہوسے اور جانوجی فرزند رگھوجی بھوسلا کو اوسپانہ گوشمالی دی اور بعد ختم برشگال صلابت جنگ بہادر امیر الممالک کے جانب نہضت کی ۔

چونکہ بوجہ پستی ہمت و کم حوصلگی نواب صلابت جنگ بہادر امیر الممالک سلطنت رانی کی قابلیت نہ رکہتے تھے بادل ناخواستہ عنان حکم مدار المہام اپنے ہاتھ مین لی اور امیر الامرا شجاع الملک بسالت جنگ کو صوبہ بیجاپور کیطرف روانہ کیا ۔

اسی اثنا مین مخبرون نے خبر دی کہ بالاجی راو والی پونہ کے برادر عم زاد سداشیو راو بہادر نے فوجی جنگ فرزند ترکتاز خان قلعدار احمد نگر سے بعوض چند مواضعات جاگیر کے اپنا قبضہ کر لیا ہے ۔

اور دوم جمادی الاول ۱۱۷۳ھ باتفاق ابراہیم خان گاردی برطرف شدہ سرکار نظام فوجین لیکر پونہ سے نواح اودگیر مین آگیا ہے ۔

لہذا پیش خیمہ ہی فوج برجستہ بسرکردگی محمد اسمعیل خان پنی کے روانہ کیگئی جسنے جمعیت مرہٹہ کو تہ تیغ کیا اور مخالف کے گیارہ نشان چھین لئے اس واقعہ کے بعد نواب نظام علیخان بہادر اوسہ کے قلعہ کے جانب سے دہارور کے طرف متوجہ ہوے اور ۲۱ جمادی الاول ۱۱۷۳ھ مین دشمن نے لشکر نظام کے ہراول پر موقع پاکر چہاپا مارا چونکہ غنیم کے مقابل مین ان کی تعداد بالکل تہوڑی تھی شکست کھائی اور سعین الدوسنا

سردار کثیر مع بعض لیڈران فوج مجروح ہوئے کہ لب تشنہ حوض کوثر پر دم لیا۔
اس واقعہ کے بعد نواب صلابت جنگ بہادر امیر الممالک نے بمصلحت ملک و تقاضائے
وقت ساٹھ لاکھ سالانہ کا ملک دیکر مرہٹوں سے صلح کرلیا اور یہ آتش تیز جو تمام قلمرو میں
بھڑک ہوئی تھی اسطرح فرو ہوئی۔
چند روز کے بعد نواب صلابت جنگ بہادر معہ نواب نظام علیخان بہادر اورنگ آباد
کیطرف روانہ ہوئے اثناء راہ میں شاہ گڈھ کے قریب مرہٹوں سے پھر لڑائی شروع
ہوئی مگر لڑتے بھڑتے اورنگ آباد میں داخل ہوگئے۔
دو سال کے بعد ۲۲ ربیع الثانی ۱۱۷۵ھ میں پونہ کے تاخت و تاراج کرنے کا ارادہ ہوا
معہ لشکر جرار اوسطرف رخ فرمایا راہ میں قصبہ ٹوکہ کے بتکدہ غارت کیا اور پونے پر
چڑھائی کی اون دنوں میں راجہ رامچندر فرزند چندرسین اور مغل علیخان ہوا خواہان کار
دولت آصفیہ سے روگردان ہوکر فوج غنیم سے مل گئے تاہم لشکر نظام نے دشمنان دین و
ملت کو بقدر مجبور کیا کہ جمادی الثانی ۱۱۷۵ھ میں ستائیس لاکھ روپیہ کا ملک مقبوضہ صوبہ
اورنگ آباد و اور کچھ صوبہ بیدر دست بردار ہونا پڑا۔
بعد اس واقعہ کے پونے کے متصل تعلقہ کے محلات متعلقہ خاص راجہ چندر میں جو چھپے ہوئے
اور پچھلے گھوڑوں کے تاپون سے غارت کردیا گیا چونکہ موسم برشکال قریب آپہونچا تھا
لہذا بیدر کے جانب متوجہ ہوئے اور اوس صوبہ دلکش میں چھاونی ڈالی گئی چونکہ زمانہ
پر آشوب تھا اور مرہٹوں کی بغاوت فرو نہوئی تھی اور ادہر نواب صلابت جنگ
امیر الممالک کی کم ہمتی اور پست حوصلگی نواب میر نظام علیخان بہادر کو ثابت ہو چکی تھی
لہذا امیر الممالک نواب صلابت جنگ بہادر کو زرا دینہ ناکامی میں بیٹھنا پڑا زمانہ سے

نواب میر نظام علیخان بہادر کو قلعہ بیدر میں مسند نشین کیا۔
جنکی بدولت ایک مستقل سلطنت کی بنیاد ملک دکن میں قایم ہوگئی نواب صلابت جنگ بہادر نے
گیارہ سال حکمرانی کئے اور قلعۂ بیدر میں ایک برس تین مہینے نظر بند رہے آخر ۲۰ ر
بیع الاول سنہ ۱۱۷۷ھ میں انتقال فرمایا۔ آپ کا مزار محمد آباد بیدر میں واقع ہے۔
ع۔ امیر الممالک بجنت شدہ   آپکے رحلت کی تاریخ ہے۔
۱۱۷۷

ذکر سلطنت نواب نظام علیخان بہادر فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک آصفجاہ غفرانمآب

آپ فرزند چہارمی نواب آصفجاہ مغفرت مآب کے ہیں غرہ شوال سنہ ۱۱۴۳ھ سنہ ولادت ہے
اور تاریخی نام حفیظ الدین سنہ ۱۱۷۵ ہجری میں سریر آرائے دولت آصفیہ ہوئے انکی تاریخ
سلطنت رانی اور وقایع عہد حکومت دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک اولوالعزم فرمانروا
میں جو جو خوبیاں ہونی چاہیئے وہ سب اونکی ذات میں مجتمع تہیں عزم استقلال حلم اصابت رائے
متانت فکر اتقا التزام صوم وصلوٰۃ انکی فطرت میں تہا۔
اور جب آپ تخت نشین ہوئے تو راجہ پرتاب ونت کو اپنا دیوان مقرر فرمایا اور شولاپور کے
زمینداروں سے پیشکش لیکر حیدرآباد روانہ ہوئے نواب میر نظام علیخان بہادر کا زمانہ
مرہٹوں اور حیدرعلی اور ٹیپو سلطان سے جنگ وجدال میں گذرا ہے جس زمانے میں
یورپ کے دو نہایت زبردست قومیں یعنے انگریز اور فرانسیس دکن کی حکومت کیلئے
کرناٹک میں باہم خونخوار لڑائیاں لڑ رہے تہے جسکا ذکر آئندہ اپنے موقع پر کیا جائیگا

[illegible]

شکست فاش ہوئی سنہ مذکور سے دو سال بعد ۱۱۷۷ ہجری میں دریا پیرا سکے اوس طرف عبور
عبور فرمایا تو اودہر سے رگناتھ راو مرہٹہ صف آرا ہوکر شکست خوردہ
اور لٹا پٹا گیا لشکریان نظام چلے گئے اوسکا تعاقب کرتے ہوئے بڑار
اور قصبہ پٹن تک جا پہونچے ـ

اودہر دشمن نے فوج نظام سے میدان خالی پاکر قلعہ حیدرآباد کا رخ کیا اور یہاں آکر محاصرہ
کرلیا چونکہ اوسوقت حیدرآباد کا نایب ناظم شجاع الدولہ بہادر دلیر خان تھا اس نے
فورا قلعہ کے برجوں پر توپیں چڑہا دیں اور شہر پناہ کی مرمت کرکے مستعد جنگ ہو بیٹھا
اودہر نواب میر نظام علیخان بہادر سید ہوتہ پہونچکر اوسکو ایسا لوٹا کہ خانۂ مفلس کیطرح
بیچراغ ہوگیا الغرض مع متاع قلعہ اوس میں پہونچکر اورنگ آباد کا ارادہ کیا پہر آغاز سنہ ۱۱۷۷
میں ۲۰ محرم کو معاونت لشکر اور چند امراے دولت آصفیہ گنگا پار ہوکر اسطرف خیمہ پذیر ہوئے
ادہر سے راجہ پرتاب ونت و محمد سعد اسد یوان سرکار نظام بھی مع انبوہ لشکر اور سرداران
آصفیہ ندی کے کنارے آپہونچا چونکہ گنگا طغیانی پر تھی اور اوترنے کی فکر درپیش تھی
رگناتھ راو موقع پاکر سیل بلا کیطرح آپہونچا اور سخت حملہ کیا اور راجہ پرتاب ونت میدان جنگ
اس لڑائی میں کام آیا طرفین کے لوگ اس معرکہ میں مارے گئے آخر نواب میر نظام علیخان
بہادر غرہ صفر میں اورنگ آباد تشریف لائے اور رگناتھ راو بھی تعاقب کرتا چلا آیا
اور شہر کا محاصرہ کرلیا آخر کار طرفین میں صلح ہوگئی اور رگھوناتھ راو سیر کرتا پٹن
کیطرف چلا گیا ـ

اس واقعہ کے بعد رکن الدولہ سید موسی خان بہادر احتشام جنگ خدمت دیوانی سے
سرفراز ہوا ـ خوشگوار ہے کہ رکن الدولہ جانب مشرق مائل بجنوب بلدۂ حیدرآباد فتح

انہیں کا یادگار ہے ۔

الغرض نواب میر نظام علیخان بہادر غرہ ربیع الاول سنہ ۱۱۷۷ھ میں مراجعت فرما کے بلدہ حیدرآباد
ہو کر بہت جلد پیشکش لینے کی غرض سے ارکاٹ کا ارادہ فرمایا اور راستہ میں چند
روز امیر الامرا شجاع الملک کے علاقہ میں خیمہ زن رہے شجاع الملک بصلاح رستم خان
قلعہ دار قمر نگر کرنول وہ صفر سنہ ۱۱۷۷ھ میں آکر شرف اندوز ملازمت ہوا پھر وہاں سے
میر لشکر بہادر تیز تر تھی کے جانب باگین [illegible] آپ خبر آمد سنکر سراج الدولہ والاجاہ
ارکاٹ سے چینا پٹن کی طرف ہو آگے لیا تھا لہذا شیر الملک شیر جنگ بہادر کو اوسکے
پاس روانہ کیا چند روز بعد بارسال زر نقد معہ تحائف والا جاہ خواہان [illegible] انقضی ہوا اسکے
بعد بہت بجوائزہ لشکر ظفر پیکر نے رخ کیا چونکہ قطب الدولہ حسین علیخان فوجدار سیکاکول
وراجبندری خود ہی چلا آرہا تھا راستہ میں شرف اندوز ملازمت ہو کر سعادت حاصل کی لہذا
یہیں سے نواب میر نظام علیخان بہادر مراجعت فرما کے بلدہ حیدرآباد ہوئے اور
بعد انقضاء ایام برشگال نواب میر نظام علیخان بہادر برار کیجانب روانہ ہوکے اور صوبہ برار میں
پہونچکر مکاسہ داری جانوجی سے پیشکش وصول کرکے اورنگ آباد کی طرف مراجعت فرمائے
اور سواد جالنہ پور میں رایات لشکر ظفر منصور کو بہ بہجت سنہ ۱۱۷۸ھ میں حیدرآباد پہونچکر انتظام
وبندوبست منظمات امور ریاست میں مصروف رہے اسکے بعد سنہ ۱۱۸۰ھ میں نواب
میر نظام علیخان بہادر نے سرنگ پٹن ملک میسور کیطرف عزیمت فرمائی ۔

یہ وہ زمانہ ہے جبکہ انگریزوں کو روپیہ کی سخت ضرورت تھی چنانچہ وارن ہیسٹنگز ہند کا
اول گورنر جنرل لندن سے جو حیثیت سے گہ اجے نیارس اور بیگمات اودہ پر جو
سختیاں کیگئیں تحقیقات اوسکی وجہ یہی لکھی جاتی ہے کہ اسوقت انگریزوں کو کسی بڑی لڑائیونکے

سبب روپیہ کی سخت ضرورت تھی یعنی مرہٹوں اور سلطان میسور اور فرانسیسوں اور ولندیزوں
ایک ساتھ لڑائی کا سامنا تھا سبب اُسکے وارن ہسٹنگز گورنر جنرل نے سخت تدبیریں فراہمی
خزانہ کے لئے عمل میں لایا اور خاصکر چیت سنگہ راجہ بنارس و بیگمات اودہ کے
ساتھ بڑی سختی کی اور اس کا مختصر حال یہہ ہے کہ بنارس پہلے نواب وزیر والی اودہ کے
علاقہ میں تھا مگر سنہ ۱۷۷۵ء سے کونسل کلکتہ کے اکثر ممبروں نے جو گورنر جنرل کے
مخالف تھے اس کی مرضی کے خلاف بنارس کا علاقہ نواب اودہ سے چھین کر سرکار
انگریزی کی عملداری میں شامل کر لیا تھا اس کے بعد یہہ علاقہ ساڑھے بائیس لاکھ روپیہ
سالانہ خراج پر وہاں کے ہندو زمیندار کے سپرد کر کے اسکو سرکار انگریزی کے سایہ حمایت
میں لے لیا اور ایک رئیس باجگزار قرار دیا تھا اب سنہ ۱۷۷۸ء میں جو سرکار کو سلطان میسور اور
مرہٹوں سے لڑائیاں درپیش آئیں اور مصارف جنگ کیلئے روپیہ کی نہایت ضرورت
ہوئی تو گورنر جنرل نے راجہ چیت سنگہ کو لکھا کہ تم کو ساڑھے بائیس لاکھ سے زیادہ خراج
دینا ہوگا اور سرکار کے ملک کے لئے کچھہ سپاہی بھیجنے پڑینگے راجہ نے اسکے بجا آوری
میں پہلو تہی کرنی چاہی اسلئے گورنر جنرل اس سے زبردستی اپنے حکم کی تعمیل کرانے کو بنارس
چلا آیا اور آخر اس کو چیت سنگہ کی نافرمانی سے ایسا غصہ آیا کہ اس کو گرفتاری
کرنیکا حکم دیا مگر بنارس کے لوگ راجہ چیت سنگہ کی نہایت عزت و عظمت کرتے تھے
گورنر جنرل کا حکم سنتے ہی [illegible] ایک گروہ مجتمع ہو گئے اور جو سپاہی
راجہ کو گرفتار کرنے آئے تھے ان کو مار ڈالا اور پھر گورنر جنرل کے مکان کو آ گھیر لیا
راجہ تو شہر سے نکل بھاگا اور گورنر جنرل [illegible] چنار کو اس کے [illegible]
اگرچہ اس وقت لڑنے کے قابل سپاہی تھے مگر پھر بھی [illegible] اس [illegible]

وہان سے نکل کر چیت سنگھ بجے گڑہ جا پہونچا پہر چارون طرف سے فوج سمیٹ کر
راجہ کی حمایت سے چالیس ہزار آدمی کی بہیڑ بہاڑ تہی خوب جنگ کی اوس کو شکست
ہوئی قلعہ بجے گڑہ جہین راجہ کا چپا اتفاق کر دیا راجہ یہان سے بہاگ کر گوالیار چلا گیا اور
قلعہ مین راجہ کا جتنا خزانہ تہا وہ سب گورنر جنرل کی فوج نے منگوا لیا غرض گورنر جنرل
کے ہاتھ نہ راجہ آیا اور نہ خزانہ - اسکے بعد گورنر جنرل چیت سنگھ کے بہتیجے کو راجہ
بنارس مقرر کرکے کلکتہ کو واپس چلا گیا اوس کے ایک برس بعد بیگمات اودہ سے گورنر
جنرل کو زر کثیر وصول ہوا اسکی کیفیت یہہ ہے کہ جب نواب وزیر اودہ نے ۱۷۷۵ء
مین انتقال کیا تو بیگمات نے یعنے اسکی بی بی اور والدہ نے یہہ کہا کہ نواب متوفی وصیت
کر گیا ہے کہ اودہ کا سارا خزانہ ہمکو دیا جاوے اسپر وارن ہیسٹنگز کو تو اس امر کا
یقین نہ آیا مگر کونسل کے ممبران نے اس دعوی کو تسلیم کرکے سارا خزانہ بیگمات کو دلوا
دیا اور نواب جانشین کو مزاحمت کرنے سے روکا اور نواب کے پاس فوج کی تنخواہ
بانٹنے اور کمپنی کا روپیہ ادا کرنے کو کوڑی نہ رہی اس کے بعد نواب نے گورنر جنرل
سے کہا کہ کمپنی کا جو روپیہ مجکو دینا ہے اس کے ادا کرنے کی مجہہ مین استطاعت
نہین ہے مگر ہان بیگمات کے پاس جو خزانہ ہے وہ میرے ہاتھ لگ جاوے تو مین ادا کر سکون
بیگمات پر اس وقت یہی الزام لگایا گیا تہا کہ انہون نے مال و سپاہ دونون سے
چیت سنگھ کو مدد دی - الحاصل گورنر جنرل نے نواب اودہ کو اجازت دیدی
کہ بیگمات سے (۷۶) لاکہ روپیہ چہین کر سرکار کا روپیہ ادا کرے - اگرچہ یہہ تحقیق نہین
کہ بیگمات نے جو سارا خزانہ اپنے تحت مین کر لیا تہا اس کا ان کو کسقدر حق تہا مگر
وارن ہیسٹنگز کا یہہ فعل انصاف پر مبنی نہین خیال کیا جا سکتا - المختصر ملک

میسور کی لڑائیان

میسور مین جو جنوبی ہند کے اندر واقع ہے وہان پر اوسوقت حیدر علی نام ایک بڑا نامور بہادر سردار تھا جس کی لیاقت کے باعث اوس ریاست کو بڑی قدرت و وقعت حاصل ہو گئی تھی حیدر علی ابتدا مین راجہ میسور کے ہان فوج کا ایک کپتان تہا سنہ ١٧٦١ع مین راجہ اور اوسکے وزیر کو اوسکی ریاست سے خارج کر کے آپ میسور کا سلطان بن بیٹھا اس کو دولت آصفیہ سے خطاب بہی ملا تہا اس نے ایک فوج کثیر اور خزانہ خطیر فراہم کر کے قلعہ بیدنور پر جسمین بیشمار خزانہ جمع تہا قبضہ کر لیا یہ خزانہ آیندہ لڑائیون مین اس کے بڑے کام آیا کچہ عرصہ بعد مادہو راو پیشوا ئے چہارم نے حیدر علی کے علاقہ پر یورش کی اور اس کو شکست فاش دی اسوجہ سے حیدر علی نے وہ سارا ملک جو شمالی سرحد پر فتح کیا تہا مرہٹون کو واپس دیدیا اور بتیس ٣٢ لاکہ روپیہ ادا کیا مگر اگلے سال حیدر علی نے اس نقصان کی کچہ کسر نکال لی کیونکہ وہ ملیبار کے زرخیز ملک پر جو اوس کی ریاست کی مغرب مین تہا فوج لیکر چڑہ گیا اور اوس کا اکثر حصہ فتح کر لیا اس موقع پر حیدر علی سے ایک ایسی حرکت سرزد ہوئی جو اوس کے شان کے لایق نہ تہی وہ یہہ ہے کہ اس نے زمورن یعنے راجہ کلی کوٹ پر یورش کی تو اس نے قلعہ سے نکلکر اس کی اطاعت منظور کر لی تہی مگر پہر بہی حیدر علی نے اس کے شہر پر یکایک قبضہ کر کے اس کو لوٹ لیا اس پر راجہ نے اس اندیشہ سے کہ مبادا حیدر علی اس سے بڑہکر کوئی اور بدسلوکی کرے اپنے محل مین آگ لگا کر مع اپنے تئین ہلاک کر ڈالا ۔ اور گورنمنٹ مدراس و حیدر علی کے باہم سنہ ١٧٦٦ع مین پہلے لڑائی شروع ہوئی اس جنگ مین اول تو مادہو راو پیشوا اور سرکار نواب نظام علیخان بہادر انگریزون کے حامی اور مددگار رہے مگر پیچہے حیدر علی نے ان دونون سے صلح کر لی اور حیدر علی کا منشا یہہ ہوا کہ سب ملکر انگریزون سے لڑین آخر

معرکہ جنگ طرفین سے گرم ہوا اوسوقت انگریزی فوج کا سپہ سالار کرنیل سمت تھا
اسکے پاس فقط سات ہزار آدمی تھے اور حیدر علی و سرکار نظام کی فوجی تعداد ستر ہزار تھی
المختصر محمد علی والاجاہ نے رکن الدولہ مدار المہام سرکار نظام کو اپنے پاس بلوا لیا اور بعد
گفت و شنود سرکار انگریزی و سرکار نظام کے مابین صلح کروادی -

تاہم حیدر علی اور انگریزوں سے جنوبی ارکاٹ میں دو سال تک برابر لڑائی قایم رہی
جسمین نتیجہ جنگ دونوں کے حق میں مساوی رہا -

حیدر علی ایک ایسی چال کھیلا جو اوس کے حق میں مفید ثابت ہوئی یعنے سواروں کا ایک گروہ
منتخب کرکے بالا بالا مدراس کے نیچے بھیجا جس سے کونسل مدراس پر اسقدر ہیبت چھا گئی کہ کونسل انگریزیکو
اوس سے صلح کرتے ہی بنی مگر اس میں یہ شرط قرار پائی کہ لڑائی سے پہلے جو صورت تھی وہی
باقی رہی جس سے پچھلی لڑائی کا یون خاتمہ ہوگیا -

اسکے بعد مادھو راؤ پیشوا نے حیدر علی پر پھر چڑھائی کی اور متواتر شکستوں سے قریب تھا
کہ حیدر علی کا کام تمام ہوجائے مگر اس نے اوسوقت مرہٹوں کو اپنا سارا شمالی ملک اور بہت
روپیہ دینا منظور کرکے اُن سے اپنا پنڈ چھڑایا مگر مادھو راو کا مرنا تھا کہ مرہٹوں مین پھوٹ پڑگئی
اس وجہ سے حیدر علی نے جسقدر ملک دیا تھا اوس سے المضاعف آیندہ چھ سال کے
عرصہ مین حاصل کرلیا -

[illegible]

۱۷۸۰ع مین پھر بار ثانی صرف حیدر علی و انگریزوں کے مابین لڑائی شروع ہوگئی
اس کی مختصر کیفیت یہ ہے کہ اوسوقت انگریز مرہٹوں کی اول لڑائی کے مخمصوں مین
پھنسے ہوئے تھے حیدر علی ایسے موقع کا منتظر تھا سرکار نظام اور مرہٹوں کو گانٹھ کر انگریزوں
پر چڑھ آیا اور اول معرکوں مین مظفر و منصور رہا چنانچہ انگریزوں کے بہت سے قلعے فتح کرلیا اور کرنا

ہیلی کو مسعود و سو خوا الوان کے قید کر دیا پہر حسب تحریر سپہ سالار مترو سکے وارن ہیسٹنگز نے بنگالہ کی
فوجی لشکر سمندر کی راہ بھیجا اور وہ مدراس مین سپہ سالار کے پاس اوتر آیا اور لڑائی کا رنگ بدل گیا
چنانچہ سر آئیر کوٹ نے جو ایک بڑا بہادر کاروان جرنیل تہا پورٹو نوو - پالی لور - اور سولن گڑہ
پر تین مرتبہ میدان داری کی اور حیدر علی کو شکست دی مگر اوسی سال یہہ شخص بیمار ہوکر چلا گیا اور
لڑائی بدستور قایم رہی اس عرصہ مین کبھی انگریز فتحمند ہو جاتے تھے اور کبھی سلطان ٹیپو غالب
ہوجاتا تہا آخر ۱۷۸۲ع مین حیدر علی کا یکایک انتقال ہوگیا اور اسکا فرزند ٹیپو اوسکی جگہ سلطان
ٹیپو مقرر ہوا اس کو انگریزون سے سخت عداوت تھی اور تیزی طبیعت سے برق کی خاصیت
رکہتا تہا معرکہ آرائی اور شمشیر زنی مین حیدر علی کا ہمسر تہا مگر علمیت اور فطرتی شجاعت مین
اوس سے کہین بڑہ کر تہا غرضکہ یہہ تخت نشین ہوکر انگریزون سے ڈیڑہ سال تک برابر لڑتا رہا
جب فوج انگریزی کرنل فلرٹن کے ہمراہ اسکے پایتخت سرینگ پٹن کی طرف بڑہنے
لگی تو ٹیپو سلطان نے گورنر مدراس سے صلح کر لی اس طرح دوسری لڑائی کا خاتمہ ہوا -
القصہ نواب میر نظام علیخان بہادر بعد صلح انگریزون کے ہمیشہ حامی اور معین رہے جنکا
ذکر آیندہ ہوگا اور جس سے ثابت ہوجائیگا کہ سرکار نظام سے کسقدر انگریزون کو نفع پہونچا
جسکو آج زمانہ کی آنکہین کس حالت مین دیکہہ رہی ہین - الحاصل ابراہیم بیگ ظفر الدولہ کو جسکی سفارش
والاجاہ نے کی تہی پانسو سوار اور دو ہزار پیدل باضافہ منصب سرفراز فرماکر بحالات ولکنڈہ پانچ
بعد اصلح پر مامور فرماکر خود بدولت واقبال ۲۰ ذیحجہ ۱۱۹۸ھ کو حیدرآباد تشریف لائے چونکہ اوسی عرصہ مین انکا
دوسری شعبان ۱۱۹۹ھ مین تادیب سرکشان ... کے تادیب اور ...
دریائے کشنا سے اوتر کر قلعہ گرم کنڈ کو مفتوح کیا اور راجہ راجہ چندر بجرم بغاوت اسیر کیا گیا اور قلعہ
ضبط کر لیا گیا بعدہ قلعہ نرمل کو تسخیر کر کے ظفر الدولہ ضابطہ جنگ کے تفویض فرمایا اور خود بدولت

برخصت فرمائے حیدرآباد ہوئے انہیں دنوں میں اسمعیل خان اپنی نائب ناظم بیدار مقرر کیے گئے اور سنہ ۱۱۸۶ھ میں شہزادہ عالیجاہ بہادر کی شادی دختر امیر الامرا شجاع الملک بہادر قرار پائی اور اوسکا رسم بڑی دھوم دھام سے ہوا اور انہیں دنوں میں بہت سے امرا و منصبداروں کا عزل و نصب و تبدیل و تقرر عمل میں آیا ۔

اسی اثنا میں مادہو راو کے مرنے پر نرائن راو اوسکا فرزند جانشین ہوا مگر اوس کا رگھوناتھ راو خودسر و مستقل ہو گیا تھا گویا خود راجہ بن بیٹھا اور تمام سیاہ و سفید کا مالک ہو گیا مگر ایسا شخص خالی کب بیٹھ سکتا تھا سرکار نظام کے ملک پر فوج کشی کی یہ سنتے ہی نواب میر نظام علیخان بہادر ۲۳ شعبان سنہ ۱۱۸۸ھ کو مع لشکر اوس کے سرکوبی کے لیے متوجہ ہوئے اور راستہ میں رکن الدولہ اوسکے دوسرے ہی دن جو تصفیہ معاملات طے کرنے گئے ہوئے تھے قریب موکل لشکر میں آکر شامل ہو گئے وہاں سے نواب میر نظام علیخان بہادر قلعہ بیدر میں فروکش ہوئے اور رگھوناتھ راو بھی برسر مقابلہ آپہونچا تھا ایک مہینے تک لڑائی کا بازار گرم رہا آخر طرفین میں صلح ہو گئی دوسرے روز رگھوناتھ راو کو نواب میر نظام علیخان بہادر نے باریابی کی عزت بخشی اور وہ اکثر فائز ملازمت ہوا اس لڑائیکا یوں خاتمہ ہو گیا اس کے بعد نواب میر نظام علیخان بہادر نے حیدرآباد کا ارادہ فرمایا ۔

اسی عرصہ میں فرمان شاہی و خلعت فاخرہ بادشاہ ہندوستان کے پیشگاہ سے آیا چونکہ شاہی زمانہ انحطاط کے عالم میں تھا وہ اکبری شوکت اور عالمگیری سطوت رخصت ہو چکی تھی صرف برائے نام سلطنت کا نام باقی تھا تاہم نواب میر نظام علیخان بہادر نے فرمان شاہی کی قدر فرمائی اور اوس کا استقبال کیا ۔

اسکے بعد حسن آباد سے نکلکر حسن آباد گلبرگہ کا ارادہ کیا اور حسن آباد گلبرگہ شریف پہونچکر
قلعہ کی سیر فرمائی اور حضرت خواجہ سید محمد گیسو دراز بندہ نواز خلیفہ حضرت مخدوم خواجہ
نصیر الدین محمود چراغ دہلوی کی زیارت سے مشرف ہوکر بارادہ کانا چبوترہ دریاے
بہیمرا کے متصل قلعہ اودگیر پہ نزول اجلال فرمایا اور اوسکے دوسرے ہی روز رائچور کے
متصل بہیمرا کے اوس جانب خیام چپر ہوے اور ناصر الملک جو انغیاز گڈہ ادہونی
مین نظر بند تہا پار بہاب ہوکر رائچور کو گیا پہر نواب میر نظام علیخان بہادر بغرض وصول
پیشکش موضع کوڑورہ مین رونق افروز ہوے -

اسی جگہہ حیدر آباد سے صاحبزادہ بلند اقبال کی پیدا ہونیکی خبر پہونچی نواب میر نظام علیخان
بہادر نے میر اکبر علیخان سکندر جاہ کے نام سے موسوم فرمایا -

اسی عرصہ مین مخبرون نے خبر دی کہ رگناتہہ راو نے نقض عہد کیا اور قلعہ محمد آباد بیدر سے
بہت سا روپیہ لوٹ لیا مرہٹون کے معاون و مددگار بہی پریشان حال حاضر ہوے
اور استعانت چاہے -

نواب میر نظام علیخان بہادر نے بعد استماع واقعہ ۲ ر ذیحجہ ۱۱۷۸ھ آئین بعد زیارت مخدوم
شیخ علاء الدین انصاری رح دریاے بہیمرا سے عبور کرکے رگہناتہہ راو کیطرف متوجہ ہوے
اور قلعہ مرج کے قریب جا پہونچے رگناتہہ راو نواب مستطاب کی آمد سنکر بہاگ کہڑا ہوا
پہر آغاز ۱۱۷۹ھ آئین نواب ممدوح الشان معہ لشکر قلعہ پہنڈا ہوتے ہوے اطراف
احمدنگر مین جا پہونچے مگر پہر رگناتہہ راو بدہان پور کیطرف بہاگ گیا آخر نواب
میر نظام علیخان بہادر احمدنگر ہوتے ہوے کہلنا پور جا پہونچے اور یہان سے مظفر الدولہ
اور سیاباجی کو نظام آباد کے گہاٹ سے اوتر کر پیشگی جانیکا حکم دیا اور سدا [illegible]

اوس بعد خود بدولت تاپتی ندی کے طرف سے آہو باغ برہان پور جا اوترے اور
رگھناتھ راو دریاے نربدا کے اوس کنارہ پہ بھاگ گیا ۔

انہیں دنوں مین نراین راو کی بی بی کو لڑکا پیدا ہوا اور اوسکا نام سوائی نراین راو
رکھا گیا چونکہ ایام بارش آ گئے تھے لہذا اورنگ آباد پہونچکر قیام پذیر رہے اور بعد
ختم برشکال ضابطہ جنگ بہادر کو رگھناتھ راو کی تعاقب مین روانہ فرمایا اوس وقت رگھناتھ راو
علاقہ ملک ندریں مین رعایا کو لوٹتا پہر رہا تھا ۔ اسکے بعد پہر نواب میر نظام علیخان بہادر
سلطان پور و تہالنیر ہوتے ہوئے برہان پور جا پہونچے اور ضابطہ جنگ شریک لشکر ہو گیا
اسی عرصہ مین خبر ملی کہ فرزندان رگھوجی بہونسلا مین جھگڑا واقع ہوا اور مدہوجی نے سابا جی کو
مار ڈالا لہذا نواب میر نظام علیخان بہادر آخر ماہ محرم سنہ ۱۱۸۹ ہجری مین ناگپور تشریف لائے مدہوجی
عاجزانہ پیش آیا اسلئے اوسکے معاملات کا تصفیہ فرمایا اسکے واپسی کے وقت لشکر بسبب
ایلچپور کوچ کر رہا تھا مختار الدولہ مدار المہام سرکار کو فیضو نامی سپاہی نے قتل کر ڈالا اور اسمعیل خان
بخشی کو بھی مخالفت کی وجہ سے فوج نے زندہ نہ چھوڑا ان واقعات کے بعد نواب میر نظام علیخان بہادر
وہین خیمہ زن ہوئے اور صمصام الملک فرزند صمصام الدولہ شاہ نواز خان کو خدمت دیوانی
سپاہ و ظفر الدولہ کو باضافہ منصب بخطاب مبارز الملک بہادر اور سید عاقل خان بہرام جنگ داروغہ
ہرکارگان کو منصب پنجہزاری ذات و تین ہزار سوار و خطاب برہان الدولہ و خدمت نظامت
صوبہ بیدار پر سرفرازی بخشی اور خود بدولت وسط جمادی الاول مین اورنگ آباد داخل ہوئے
بعد چندے رگھناتھ کے تنبیہ کے لئے مبارز الملک کو معہ جمعیت مرہٹہ کے مالوہ کے جانب
روانہ فرمایا اور خود بدولت بغرض وصول پیشکش شولاپور کے جانب متوجہ ہوئے چنانچہ دستہ
مالوہ پہ خیمہ زن ہو کر بعد ختم ایام عشرہ محرم سنہ ۱۱۹۰ ہجری قلعہ کلیان مین فروکش ہوئے وہین مبارز الملک

دولت ملازمت حاصل کی بہرہ ہان سے شولاپور کیطرف باگین اوٹھائین راجہ ونکٹپا نایک بحری
بہادر قوم بیڈر حاضر حضور اقدس ہوکر شرف اندوز ملازمت ہوا اور ہان سے حیدر آباد واپس
ہوے اور مرشدزادہ عالیجاہ بہادر کی اتالیقی مین صمصام الملک مدار المہام کو مامور کرکے اون کو
حسن آباد گلبرگہ کی جانب رخصت دی ۔

سنہ ۱۱۹۲ھ ماہ ذیحجہ مین حیدر آباد سے کوچ کرکے گنگن پہاڑ ہوتے ہوے کولکنڈہ تک سیر و شکار کر
پہر داخل دار الامارت ہوے اور مرشدزادہ عالیجاہ بہادر معہ نواب صمصام الملک بہادر کرشنا
کے کنارے چبوترہ تک دورہ فرماکر ماہ رجب مین داخل حیدر آباد ہوے ۔

اسکے بعد نواب میر نظام علیخان بہادر دو سال تک تفریح طبع یعنی سیر و شکار مین مصروف رہے
نواب شمس الدولہ تیغ جنگ بہادر کا اہتمام تہا ۔ شیر و چیتے و ہرن وغیرہ کا شکار فرمایا ۔ چونکہ
موسم گرما تہا لہذا نواب تیغ جنگ بہادر نے جابجا آبدار خانہ تیار فرماے تہے لشکریون کو
گلاب بیدا ہوا امرود شیرین پانی ملتا تہا اسی زمانہ مین معین الدولہ سہراب جنگ نے عرض کیا کہ
نواب مبارز الملک ظفر الدولہ بہادر سخت علیل ہوگئے ہین چنانچہ حضور نے حکیم الممالک مسیح الدولہ
حکیم خواجہ محمد باقر خان اور سادنا نامی جراح کو اون کے معالجہ کیلیے برنل کو روانہ فرمایا ان کو تیسری منزل
پر خبر ملی کہ مبارز الملک کا انتقال ہوگیا لہذا واپس چلے آگئے ۔

چونکہ قلعہ برنل کو احتشام جنگ فرزند ظفر الدولہ نے خوب مستحکم اور مضبوط کرلیا تہا لہذا نواب
میر نظام علیخان بہادر نے سنہ ۱۱۹۶ھ مین اوسطرف کا عزم فرمایا اور کولاس تک رونق
افروز ہوے اس اثنا مین صمصام الملک نے انتقال کیا اور بلحاظ موسم برسات نہونے
سامان پیشکش لیکر مراجعت فرماے بلدہ ہوے ۔ انہین ایام مین شجاع الملک نے بہی انتقال کیا
اونکی جگہہ اون کے فرزند مہابت جنگ داماد بہادر کو تعلقہ دار ہوئی ماہ ذیحجہ سنہ فیروز شی

۱۱۹۶ میں خود بدولت قلعہ نرمل کیطرف عازم ہوئے اور وہاں پہونچکر محاصرہ
کرلیا احتشام جنگ عفوہ تقصیر کا خواہان ہوا بجائے قلعہ نرمل نظامت صوبہ براڑ
پر مامور کیا گیا۔ اور حفاظت قلعہ نرمل جگتپال برہان الدولہ کے ذمہ قرار پائی اور
مبارز الملک کا مال نقد و جنس داخل سرکار کرلیا گیا بعد اس تصفیہ کے مراجعت فرمائے
بلدہ ہوئے اور صمصام الملک کے خدمت دیوانی پر غلام سید خان بہادر سہراب جنگ
معین الدولہ شبیر الملک کو سرفراز فرمایا۔

اسکے بعد چھ برس تک بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد میں بدولت اقبال قیام پذیر رہے
اور تمام ہمت اصلاح ملک و فلاح رعایا میں صرف فرماتے رہے انہیں دنوں میں میر ابوالقاسم
میر عالم بہادر کی روانگی بجانب کلکتہ عمل میں آئی چنانچہ معہ عاقل الدولہ و میر عباس علیخان
نظام یار جنگ و میر عبدالعزیز خان بہادر اور غلام نبی خان بہادر و مرزا ابوتراب خان بہادر
معہ سات زنجیر فیل سواری و ستر و چہار شتر و ساٹھ سواران سلحداری براہ چکناٹہ کلکتہ تشریف
لے گئے اسوقت لارڈ کارنوالس گورنر جنرل تھا اوس سے پانچ ملاقاتیں بڑی گرم
جوشی سے ہوئیں اسی طرح گورنر جنرل بہادر ان کے تقریب ملاقات کے لئے آئے
اسکے بعد میر عالم بہادر کے سوا ہر ایک منصبداران سرکار نظام کو تحائف و زر و جواہر سے
گورنر جنرل بہادر نے ممنون فرماکر روانہ فرمایا الغرض میر عالم بہادر وہاں سے رخصت ہو
بعد طے منازل حیدرآباد پہونچکے تحائف مرسلہ گورنر جنرل بہادر حضور میں پیش کئے
جسکے صلہ میں خلعت فاخرہ و خطاب میر عالم بہادر حاصل کیا اوسوقت سے سرکار نظام و
سرکار کمپنی میں مستحکم سلسلہ محبت و اتحاد قایم ہو گیا۔

اس عرصہ میں ٹیپو سلطان کی حکومت اور دولت بہت بڑھ گئی تھی اس

اندرا وس نے ایک بار قلعہ اوتپولی پر حملہ کیا مگر مہابت جنگ دارا جاہ بہادر
فرزند شجاع الملک کے حسن تدبیر سے محفوظ رہا اودہر مہابت جنگ بہادر نے اس
واقعہ کے حالت سرکار نظام کو بذریعہ عرضداشت مفصل تحریر کیا اودہر ریزیڈنٹ پونا نے
ٹیپو سلطان کے ظالمانہ کارروائیون کے شکایت کے ایکطرف صاحبان انگریز اوسکے
دشمن ہوگئے اسوجہ سے کہ اوس نے کانڑا کورگ اور ملیبار کے ضلع فتح کرلئے
تھے اور آخر مین اوس نے تراونکور پر جو ہند کے انتہائے جنوب مین واقع ہے حملہ کیا
اور جب وہ تراونکور کی سرحدی دیوار پر جو راجہ نے اپنی ملک کی حفاظت کیلئے
کہینچ لی تہی حملہ آور ہوا تو راجہ کے فوج نے اسکو ہٹا دیا ٹیپو سلطان اوسکو متعلق
کرنیکی فکر مین تہا مگر راجہ تراونکور انگریزونکا دوست تہا اس لئے لارڈ کانوالس
گورنر جنرل نے اسکو ٹیپو سلطان کے ہاتہہ سے بچانیکا مصمم عزم کرلیا اور نواب
میر نظام علیخان بہادر بہی اودہر سے اوسکے حامی ہوگئے۔ القصہ حضور نواب
میر نظام علیخان بہادر نے اول تو ٹیپو سلطان کو بخیال حیدر علی نایک کے اوسکو
دوستانہ نصیحت فرمائی مگر جب کچہہ نتیجہ نہ نکلا تو آخر سنہ ۱۲۰۴ ہجری مین معہ لشکر
جرار قلعہ پانگل کے طرف ارادہ فرمایا اور وہان سے مرشدزادہ بلند اقبال نواب سکندر
جاہ بہادر کو اور اونکی ہمراہی مین نواب مشیر الملک اور چند سرداران لشکر کو معہ فوج
جرار سرینگپٹن پر حملہ کرنیکا حکم دیا اور خود بدولت اوسی قلعہ مین تین سال تک قیام فرما
رہے غرضکہ لشکر نظام بسالاری نواب سکندر جاہ بہادر سرینگپٹن کے طرف متوجہ
اور راونپنٹنت پردہان وہری پنڈت پٹرکیہ بہی دیر مین آکر شریک لشکر سرکار
ہوگیا۔ اور لارڈ کارنوالس فوج کی سپہ سالاری کیلئے خود بہی کلکتہ سے مدراس

آپہنچا المختصر بنگلور جو ٹیپو سلطان کی عملداری مین دوسرے درجہ کا مضبوط اور
بڑا شہر ۱۷۹۱ء مین مفتوح ہوا پہر دو مہینے بعد ٹیپو سلطان اور اسکی ساری فوج
کو مقام ارسی کیرا پر کامل شکست ہوی اور اس واقعہ کے بعد میسور کے پائے تخت سری
رنگ پٹن کا فتح ہونا کچہ دشوار نہ تہا۔ کیونکہ اسکی بیرونی فصیل تک قبضہ کر لیا گیا تہا
لیکن ٹیپو سلطان اور گورنر جنرل کے مابین صلح ہو گئی انگریزون کو تین کروڑ روپیہ
نقد اور اسکے مقبوضہ ملک سے و تہائی۔ بڑا محال اور ملیبار کے اضلاع انگریزون
کے ہاتہہ آئے اور سرکار نظام کو صرف ایک کروڑ روپیہ نقد اور ایک کروڑ کا ملک
کڑپہ و سدہوٹ و گنجی کوٹہ ہات لگا اور کورگ کا علاقہ گورنر جنرل بہادر نے
اوسکے راجہ کو دیدیا اسطرح میسور کی اس تیسری لڑائی کا ۱۷۹۲ء مین خاتمہ ہو گیا
اور نواب سکندر جاہ بہادر مع نواب مشیر الملک و فوج ہمراہی نصرت و فیروزی
کے ساتہہ دار السلطنت حیدرآباد کی طرف مراجعت فرما ہوئے —
اور اوس طرف سے نواب میر نظام علیخان بہادر بعجلت تمام دار السلطنت
حیدرآباد مین آپہونچے۔ چونکہ مزاج نواب میر نظام علیخان بہادر کا ناساز
ہو گیا تہا لہذا ایک سال تک اصلاح طبیعت مین مصروف رہے اور سفر
مغرب کے طرف توجہ نہ فرمائی ۔

قحط سالی کا حال

اور سنہ ۱۲۰۶ھ کو ملک دکن مین خشک سالی نمودار ہوئی اور قحط پڑا
یہانتک کہ سنہ ۱۲۰۷ھ مین ایک سیر جوار ایک روپیہ کو ملنے کی نوبت پہونچی بلکہ تین روز
تک بازار بند رہا ایک ایک دانہ کو ہر شخص ترسگیا تہا لاکہون آدمی مر گئے
ہزارون بچی بیائین ضایع ہوئین۔ ہزارون محتاج د ایس خدائی گروہ کا کہانا تک

بندوبست کیا جاتا، حضوری دیوڑھی پر فراہم ہوگئے بجبر اگر دروازہ بند کر دیا گیا
لیکن بلوائیون نے دروازہ کو آگ لگا دی اور اندر گھس پڑے بہزار وقت بلوہ
منتشر کیا گیا اور اوسی روز نظامت شہر بہت یار خان بہادر سے نکالکر بدیع الزمان
بہادر ناظم جنگ کے سپرد ہوی اور مہاجنون کو حکم دیا گیا کہ غلہ کا ایسا بندوبست
کرین کہ بندگان خدا کو تکلیف نہو اور بنی نوع انسان اسطرح ضایع نہونے پائین -
انہین ایام مین سیف الملک مالی میان فرزند بشیر الملک نے عارضہ اسہال
سے انتقال کیا چونکہ اونکے گہر کا یہی ایک چراغ باقی رہ گیا تہا اس صدمہ نے
اونکو بہی بٹہا دیا -
اسعرصہ مین نواب میر نظام علیخان بہادر کو خبر واروں نے خبر دی کہ مہاجی
سندہیا حسب قرارداد صلحنامہ ہر معرکہ جنگ مین شریک لشکر نظام رہنے
کے لئے مع فوج آرہا ہے لہذا خود بدولت واقبال احمد آباد بیدر کیطرف متوجہ
ہوے اور وہان پہونچکر انتظار آمد سندہیا سیر و شکار مین مصروف رہے
ایک ہفتہ نہ گذرا تہا کہ مخبرون سے مسموع ہوا کہ مہاجی سندہیا مرگیا
اور دولت راو اوسکا بیٹا اوسکے لشکر پر قابض ہوا - اور نانا پہڑنویس اوسکا
وزیر اعظم اور نفس ناطقہ ہوگیا ہے چونکہ اسکے رگ وپے مین فتنہ وفساد کا مادہ
سرایت کر گیا تہا دولت راو کو صلحنامہ کی تعمیل کیطرف کب متوجہ ہونے دیتا
چنانچہ دولت راو سندہیا کو اس نے برانگیختہ کر کے آخر سرکار نظام جنگ پہ
مستعد اور آمادہ کر دیا -
اور اوس زمانہ مین سرجان شور گورنر جنرل ہند موافق ہدایت کمپنی بیکہ ...

لڑائیون مین قدم نہ ڈالتا تھا مگر ان لڑائیون مین اپنا مطلب نکال لیتا تھا لیکن اِس
عدم مداخلت کے طریق سے مرہٹون کو اپنے دلکی ہوس نکالنے کی جرأت پیدا
ہوئی وہ موقع یہہ ہوا کہ مرہٹون کو سرکار نظام سے جنگ کرنیکی دلیری پیدا ہوگئی

کہرلہ کی لڑائی کا حال

چنانچہ قلعہ کہرلہ کے متصل ایک میدان مین نواب میر نظام علیخان
بہادر ستیرہوین شعبان ۱۲۰۹ ہجری کو تشریف لائے ہوئے تھے مرہٹون نے
لڑائی شروع کردی اور میدان کارزار پارسیونکا آتشکدہ بن گیا اسوقت
سرکار نظام کی فوجی تعداد ایک لاکہہ تھی - پہلے ہی مقابلہ مین میدان جنگ
سرکار نظام کے ہاتہہ رہا مگر دوسرے حملہ مین مشیر الملک کی سوء تدبیرون سے
نتیجہ جنگ سرکار نظام کے حق مین غیر مفید ہوا لشکریون کے قدم اوکہڑ گئے اور
اور سرکار نظام کو بادل ناخواستہ قلعہ مین پناہ گزین ہونا پڑا - اور ایک طرف سے پنڈارے
جو ایک لٹیری قوم اور اونکی بڑی بڑی جمعین مدت سے مرہٹون کی فوج کے
پیچہے پیچہے مثل گیدڑون کی طرح رہا کرتے تھے آنکو موقع ملا دل کہولکر لشکر
کو لوٹا اور امید سے زیادہ مال ودولت سے بے نیاز ہوگئے -

المختصر بائیس دن تک اہل قلعہ اور مرہٹون سے جنگ ہوتی رہی آخرکار پنڈت
پردہان کے ذریعہ سے طرفین مین بدین شرط صلح ہوئی کہ مشیر الملک بانی فساد اونکا
قیدی رہے -

الغرض نواب میر نظام علیخان بہادر بعد اس واقعہ کے بارہوین رمضان کو دار السلطنت
حیدرآباد کے جانب کوچ فرمایا اور راستہ ہی مین میر عالم بہادر جو بعض امور ضروری
کے لیئے پونہ گئے تھے مہاراجہ شیام راج اور راجہ رگہوتم راو شرف اندوز ملازمت

اور مشیر الملک کے غایب مین نیا نیا راجہ شیامراج مقدمات مالی و ملکی فیصل کرتے تھے
انہون نے رگہوتم راو کے کہنے سُننے سے فوج مین تخفیف کی اور انگریزی فوج
جو دار السلطنت مین رہا کرتی تھی وہ بہی بمشورہ میرعالم بہادر روانہ کردی گئی تھی
تخفیف شدہ فوج نے میدان خالی پاکر مرشدزادہ عالیجاہ بہادر کو بغاوت پر برانگیختہ
کرکے اونکی ملازمت اختیار کرلی۔

مرشدزادہ عالیجاہ بہادر کی باغیانہ حرکت۔

چنانچہ ۹ ذیحجہ سنہ ۱۲۰۹ کو مع غالب جنگ و سیف جنگ وغیرہ قلعہ محمدآباد
بیدر پر جاکر قابض ہوگئے۔ اور راو ہرست سدتی عبداللہ خان
حبشی مع اپنی فوج کے مرشدزادہ بہادر کے تادیب کے لئے پیچھے روانہ ہوا
لیکن اسپر ایک روز بحالت غفلت سداشیو ریڈی وفقتاً ایسا ٹوٹ کر گرا جس سے یہ
سخت مجروح ہوا اور اسکی جمعیت منتشر ہوگئی اور اسکی اہل و عیال سداشیو ریڈی کے
ہاتہہ پڑ گئے۔
یہہ خبر سنتے ہی نواب میر نظام علیخان بہادر نے پہلے تو شفقت پدری کے لحاظ سے
ایک عنایت نامہ عالیجاہ بہادر کے پاس بہیجا لیکن مفتریون نے اوسکی تعمیل کیطرف
اونکو رجوع ہونے نہین دیا۔ پہر تا کز پر فوج انگریزی بسرکردگی میرعالم بہادر اور جمعیت مسیو
ریمو فرانسیس و افسران پایگاہ مثل سردار الملک کہالسی میان وغیرہ مرشدزادہ عالیجاہ
بہادر کو لے آنیکے لئے مامور کئے گئے۔ اور سید محمد باقرخان تیغ بہادر محمد اعظم خان لسین
وغیرہ جمعداران پایگاہ بہی اونکے شریک ہوگئے اور جب یہہ فوج متفقہ قلعہ محمدآباد بیدر کے
قریب جا پہونچے تو باغیون نے انکا دلیرانہ مقابلہ کیا۔
بالآخر چارون طرف سے لشکر نظام نے باغیونکو ایسا گہیرا کہ سب منتشر و متفرق ہوگئے

ہوگئے اور مرشدزادہ عالیجاہ بہادر نے قلعۂ بیدر مین پناہ لی اور سدا شیوردی جو اصل بانی اس ہنگامہ کا تہا قلعہ محمد نگر مین قید کردیا گیا اور سکو رعد جنگ فرزند سید عبداللہ خان حبشی نے قتل کرڈالا اور سیف جنگ و غالب جنگ عفو قصور کے طالب ہوے جو ایک معقول وظیفہ پرخانہ نشین کردیئے گئے مگر بدیع اللہ خان کا پتہ نہ ملا کہ وہ کدہر بہاگ گیا مرشدزادہ عالیجاہ بہادر اورنگ آباد کے طرف چلے گئے تھے وہان سے اونکو لیکر آرہے تہے کہ کہیٹر کی منزل مین دریائے گنگا پر باتفاق تقدیر سخت بخار آگیا آخر اوسی عارضہ سے قضا کرگئے بعض کا قول ہے کہ مارے شرم کے زہر کہا گئے اوسی زہر سے انکا کام تمام ہوا بالآخر انکی نعش میر عالم بہادر و موسئی ریمو بکمال حسرت و افسوس دارالسلطنت حیدرآباد مین لے آئے اور درگاہ سید حسن برہنہ صاحب رح مین مدفون ہوئے ۔

نواب میر نظام علیخان بہادر کو سخت رنج و غم ہوا اور اسکے دوسرے ہی سال خود بدولت بالائے بام آتش بازی کا تماشہ ماہ شعبان مین ملاحظہ کررہے تہے باتفاق تقدیر دفعتاً لقوہ اور فالج عاید حال ہوگیا حکیم حمایت اللہ خان و حکیم عبدالجلیل خان معالج رہے اور مشیرالملک بہادر بہی پونہ سے آگئے معالجہ مین کوشش کی آخرکار سنہ ۱۲۱۲ ہجری مین مزاج اصلاح پذیر ہوگیا ۔

اور اسکے تہوڑے ہی زمانہ بعد ٹیپو سلطان سے جنگ کا سامنا ہو ۔

میسور کی چوتہی لڑائی کا حال ۔

اوسکا مختصر واقعہ یہہ ہے کہ زمان شاہ درانی جو کابل اور پنجاب کا بادشاہ اور ہندوستان کے دشمن احمد شاہ ابدالی کا پوتا تہا اس نے ٹیپو سلطان کی حمایت کیلئے شمالی ہند پر یورش کرنیکا قصد کیا

اور فرانس کا بڑا نامی گرامی سپہ سالار نپولین بوناپارٹ اس وقت مصر پر جنگ آرا تھا اور ٹیپو سلطان نے انگریزون کو سرزمین ہند سے نکال دینے کے لئے برملا اس سے مدد مانگی تھی بلکہ یہہ کہا تھا کہ مین فرانس کی جمہوری سلطنت کا جان و دل سے شریک اور متفق ہون -

الغرض یہہ خبر سنکر لارڈ ولزلی گورنر جنرل بہادر نے سب سے پہلے سرکار نواب میر نظام علیخان بہادر سے استعانت چاہی اور نواب محتشم کو معین و حامی بناکر سب سیڈی ایری قاعدہ پر عہدنامہ مرتب کر لیا -

یعنے سرکار انگریزی اور ہندوستانی ریاستون کے باہم ایک رابطہ قایم ہے جو سب سیڈی ایری سسٹم (امدادی انتظام) کے نام سے مشہور ہے اس موقع پر اس کی کچھہ صراحت کرنا مناسب معلوم ہوا -

اوّل تو یہ ڈھنگ وارن ہسٹنگز گورنر جنرل نے نواب آودہ کے ساتھہ برتا تھا پہر لارڈ ولزلی نے کل ہندوستانی ریاستون کے ساتھہ اسی قاعدہ پر رابطہ قایم کیا اس قاعدہ کو جب کوئی ریاست عہدنامے کی رُو سے منظور کرتی تھی وہ سرکار انگریزی کی حکومت کو ہند مین سارے حکومتون پر غالب مانتے تھی -

اور سرکار انگریزی اسکی حفاظت اور سلامتی کی ذمہ دار ہو جاتی تھی پہر اس ریاست کی طرف سے یہہ بہی اقرار ہوا کرتا تھا کہ ہم سرکار انگریزی کی منظوری بغیر نہ کسی سے جنگ کرینگے اور نہ صلح اور اپنے ہان کنٹجنٹ فوج رکھینگے اور اُس سے ضرورت کیوقت سرکار انگریزی کی مدد کرینگے - اس انتظام کی یہ بڑی شرطین تہین مگر جیسا موقع و محل ہوتا تھا - اسکے موافق تغیر و تبدل بہی ہو جاتا تھا -

لارڈ کاروالس اور سرجان شور کے عہد مین سرکار انگریزی کا ہندوستانی
ریاستون کے ساتہہ جسطرح کا رابطہ تہا اسکی علت غائی یہہ تہی کہ ہندوستانی
ریاستون کی قوت آپسمین تُلی رہے کہ ایک دوسرے سے بہت کم یا زیادہ
نہو جائے - مگر یہ نیا قاعدہ اس سے عمدہ تہا اور اب جا بجا اسی کے مطابق
عملدرآمد ہے -

الحاصل نواب میر نظام علیخان بہادر نے ۱۲۱۳ ہجری مین ایک جنگی مرجستہ فوج
بسرکردگی نواب میر عالم بہادر ٹیپو سلطان کی استیصال کے غرض سے سری
نگپٹن دارالسلطنت میسور کے طرف روانہ فرمائی جسکا حاکم کرنل ولزلی برادر گورنر جنرل
مقرر ہوا اور اسکے بعد گورنر جنرل بہادر بہی اسکے اہتمام کیلئے بذات خود مدراس
چلا آیا - الغرض ایک فوج بنام زد کرناٹک کمپو جسکا سپہ سالار جنرل ہیرس تہا
اور دوسرا کمپو بنام زد احاطہ بمبئی جسکا سپہ سالار جنرل سٹوارٹ تہا پہلی فوج
مدراس کے طرف سے اوتری اور دوسری ساحل ملیبار کی جانب سے
اوتائی ان لشکریون نے ٹیپو سلطان کی خوب ہی خبر لی اور پے درپے
شکست دی اور سدا سیر و ملاولی پران دونون میدانون مین ٹیپو سلطان
نے شکست کہائی اور یہہ دونون کمپو بڑہتے بڑہتے میسور کے تخت گاہ سرینگپٹن
پر جا پہونچے اور اوس کا محاصرہ کرلیا -

جسوقت لشکر متفقہ نے قلعہ سرینگپٹن پر حملہ کیا اوسوقت ملازمان ٹیپو سلطان
نے انگریزون سے سازش کرکے قلعہ مین داخل کرلیا اوسوقت ٹیپو سلطان
علی الصباح حسب عادت قلعہ کی شمالی فصیل کیطرف کہ جہان سے لشکر انگریزی

اور لشکر سلطانی کی جنگ و جدل بخوبی نظر آتی تھی چلے گئے اور اس مقام پر دوپہر
تک ٹھہر کر کھانا کھایا اسوقت تک یہہ گمان ہی نتہا کہ لشکر انگریزی اسقدر جلد حملہ آور
ہوگا۔ جب ہرکارے نے خبر دی کہ تمام دمدمے اور کونچوں مین انگریزی فوج آگئی ہے
اسوقت بھی اسکے چہرے سے کوئی ہراس ظاہر نہوا مگر اخباری کو یہہ حکم دیا کہ سید غفار اور فوج
متعینہ سرنگ کو ہوشیار اور خبردار کر دے تہوڑے ہی عرصہ کے بعد ٹیپو سلطان کو
اطلاع پہونچی کہ توپ کے گولے کی ضرب سے سید غفار نے جان بحق تسلیم کی یہہ خبر
وحشت اثر گوش زد ہوتے ہی ٹیپو سلطان اپنے استقلال کو قایم نرکہہ سکا پریشان
ہوا اور خاص حضوری فوج کو حکم دیا کہ فوراً مسلح بجنگ ہوجاے اور اپنے خاص نوکرون
کو یہہ ہدایت کی کہ وہ قرابین جو سلطان کے استعمال کیلئے نزدیک رکھی گئی تہی بارکرین
الحاصل ٹیپو سلطان ایک جماعت منتخب اور مخصوص سردارون کو لیکر بعجلت تمام
فصیل کے طرف جہان نقب لگائی گئی تہی آپہونچا اور وہان اپنی فوج کے ایک حصہ
کو لشکر انگریزی کے ہراول کے سامنے مفرور پایا اور دیکھا کہ ہراول مذکور فصیلون
پر چڑھ کر قابض و متصرف ہوگئے۔
اسوقت ٹیپو سلطان نے مفرور حصہ کو فراہم کیا اور اپنی خاص جماعت مین شریک
کرکے اونکے دلونکو اسطرح بڑھایا کہ اسے بہادر سپاہیو وقت حملہ آوری کا ہے
اور میدان کارزار گرم اور دشمن برسر مقابلہ ہے۔
اور یہہ کہکر ٹیپو سلطان بہادرانہ بذات خاص معرکہ آرا ہوگیا اور کئی ایک لوگون
جو بیرون نقب بڑھے انکو گولی سے مارکر گرادیا جب فوج انگریزی ٹیپو سلطان
کی قیامگاہ تک پہونچ گئی اسوقت سلطان کے پاس کے اکثر جلیس و فالوگ

بھاگ نکلے اور ٹیپو سلطان فصیل شمالی کیطرف متوجہ ہوا اور چند شجیع و جوانمرد بہادران والا و سرداران کو ساتھ لیکر ایک فصیل پر سے جوانمردانہ مقابلہ کیا اور کچھ یا لشکر انگریزی کے ہراول کو جو آگے بڑھ رہا تھا روک ہی دیا۔ مگر اون [illegible] تھوڑی انگریزی فوج خندق عبور کرکے آگے نہین آئی ہوتی تو سلطانی جوانمردون نے بہت ہی بڑا کشت و خون کیا ہوتا۔

القصہ چارون طرف سے انگریزی لشکر کی آمد شروع ہوگئی۔ اور گولیونکا مینہ برسنے لگا اور سلطان بہت سے زخم کہاکر گر پڑے اور اونکے قریب کئی باوفا سپاہی بھی حق نمک سے سبکدوش مقتول ہوگئے۔ اسکے بعد اون کے نوکرون نے سلطان کو سواری سے اوٹھا لیجانیکا قصد کیا اتنے مین ایک سوالجر نے اونکی تلوار کی حمایل کو جو بڑی قیمتی تھی چھین لینا چاہا تو سلطان نے اوسکو زخمی کیا۔ سوالجر نے ضرب بندوق سے اوسیوقت ٹیپو سلطان کو شہید کیا۔ انگریزون نے اون کو لال باغ مین لے گئے اور ایک عمدہ مقبرے مین فوجی رسوم و شاہی تعظیم کے ساتھ دفن کرادیا۔ یہہ واقعہ سنہ ۱۲۱۳ ہجری مین ہوا۔

ایک شاعر نے ٹیپو سلطان کی تاریخ شہادت یہہ لکھی ہے۔

شاہ ما چون بملک برتر شد	داخل مجلس پیمبر شد
روح قدسی بعرش گفت کہ آہ	نسل حیدر شہید اکبر شد

سنہ ۱۲۱۳ ھ

القصہ جب اس جنگ چہارم کا یون خاتمہ ہوگیا تو ملک مفتوحہ مین وہ ضلع جو دارالسلطنت حیدرآباد کے قریب تھے وہ سرکار نظام کے حصے [illegible] اضلاع [illegible] کوامبٹور اور [illegible] انگریزی عملداری

مین شامل کر لیئے گئے۔ اور ریاست میسور کی حکومت کیلیئے یہہ تجویز قرار پائی کہ خاندان
کے قدیم۔ راجہ کی اولاد مین سے ایک لڑکے کو جو گدی کا وارث تھا مسند نشین
کر دیا جائے جسکا راج اب تک اوس خاندان مین چلا آتا ہے۔ اور ملک میسور
کا انتظام جنرل ولزلی برادر گورنر جنرل کے سپرد کیا گیا۔
حقیقت یہہ ہے کہ سرکار نظام کی حمایت و وفاداری اور سلطنت میسور کی
فتحیابی سے انگریزون کی حکومت صرف دکن ہی مین نہین بلکہ تمام قلمرو ہند
مین غالب مان لی گئی جسکو زمانہ کی آنکھین آج اس سرسبزی و شادابی
پر دیکھہ رہی ہین۔
اور نواب میر عالم بہادر بعد اس کارروائی کے معہ فوج انگریزی ملازم
سرکار نظام کنٹنجنٹ داخل دار السلطنت حیدرآباد ہوے اور حضور اقدس
و اعلیٰ نواب میر نظام علیخان بہادر مین عزت باریابی کی حاصل کی اور جمعیت
انگریزی مامورہ سرکار نظام کیلیئے حسین ساگر کے اوس طرف چہاونی ڈالی
گئی جو اسوقت الوال کے نام سے شہرت پذیر ہے اور اوسکی تنخواہ مین ملک
مفتوحہ ٹیپو سلطان سے جو حصہ ملا تھا مقرر کیا گیا۔

نواب سکندر جاہ بہادر کے شادی کا حال۔

اور اسی ١٢١٤ ہجری مین نواب سکندر جاہ بہادر کے ساتھ
جہان پرور بیگم دختر مالی میان سیف الملک فرزند نبیرہ
ارسطو جاہ بہادر کا عقد ہوا جسمین لاکہون ہی روپیہ صرف کیا گیا۔

میر عالم بہادر کے قید کا ذکر۔

اور بعد ختم ان جشنون کے میر عالم بہادر ملک مفتوحہ کڑپہ
و کنجی کوٹہ و قلعہ سدہوٹ کے انتظام کیلیئے گئے اسی اثنا

مین بوجہ انقلاب زمانہ ارسطو جاہ بہادر نے ایک چال ایسی کہیل گئے کہ میر عالم بہادر کو وکالت سرکار انگریزی کی خدمت سے موقوف کروا کر قلعہ درور مین قید ہی کروا دیا اور خدمت وکالت مدار المہامی کا ضمیمہ ہوگی ۔

میر عالم بہادر نظاہر اس سزا کا مستحق نہ تہا شاید ٹیپو سلطان کے اسلامی حکومت برباد کرنے کے جرم مخفی مین یہہ سزا لتعیب ہوی ہو تو عجب نہین ۔

وفات حسرت آیات نواب میر نظام علیخان بہادر

اسکے چوتہے برس مرشدزادہ کیوان جاہ بہادر کا جشن کتخدائی منعقد ہوا تہا کہ عین جشن مین نواب میر نظام علیخان بہادر کا مزاج ناساز ہوگیا ہرچند علاج کیا گیا مگر کوئی سودمند نہوا آخر ۱۲۱۸ھ ہجری ہفدہم ربیع الثانی کو ستر سال کی عمر پاکے چالیس سال حکمرانی کرکے انتقال فرمایا بعد نماز جنازہ اپنی والدہ عمدہ بیگم کے پہلو مین دفن کئے گئے ۔

تاریخ رحلت

بر روح پاک میر نظام علی مدام خوانند یاد منمودہ شخاص فاتحہ	زین سنج عجیب دو تاریخ رانجوان مستوجب بہشت و با خلاص فاتحہ

نواب غفران مآب کے بیٹوں کا حال ۔

چونکہ نواب غفران مآب کے بیٹوں مین ایک امیر الامرا شجاع الملک بسالت جنگ بہادر تہے اور دوسرے معتقد الدولہ میر فلاح خان ناصر الملک ہمایون جاہ مغل علیخان بہادر تہے جنکی مختصر کیفیت یہہ ہے کہ شجاع الملک بہادر فرزند چہتی نواب مغفرت مآب آصفجاہ بہادر بعہد امیر الممالک نواب صلابت جنگ بہادر بیجاپور کی صوبہ داری پر دو تکڑہ ادہونی وراچور آپ کی جاگیر تہا ۱۱۹۷ھ ہجری مین انتقال کرگئے انکے بعد انکے فرزند مہابت جنگ ...

بہادر ولیعہد نواب غفرانمآب اوسی جگہ پر ممتاز رہے چنانچہ اونہون نے سنہ ۱۲۰۵ھ مین ٹیپو سلطان سے میدان کارزار گرم کیا ان کے انتقال کے بعد انکی اولاد مین قابلیت حکمرانی نہ رہی لہذا تمام جاگیر خالصہ مین شامل کرلی گئی —

اور نواب ناصر الملک بہادر نصیر جاہ معز علیخان بہادر فرزند ششم نواب مغفرت مآب آصف جاہ ثانی قلعہ محمدآباد بیدر مین نظربند تھے جس وقت عالیجاہ بہادر باغی ہوکر بیدر گئے تھے اون کو قوت دی مگر آخر مین سمجھایا مگر جب اون کے پند و نصیحت نے کچھ اثر نہ کیا تو نواب غفرانمآب نے انکو بعزت تمام دارالسلطنت مین طلب فرمایا چنانچہ ابتک اونکی اولاد عزت کے ساتھ بسر کرتے ہین —

غفرانمآب کی اولاد مین سب سے بڑے عالیجاہ بہادر تھے جنکی بغاوت کا پہلے تذکرہ ہوچکا ہے دوسرے نواب میر اکبر علیخان بہادر سکندر جاہ بہادر جنکا ذکر خیر آیندہ ہونے والا ہے اور فرزند سوئم نواب فریدون جاہ میر سبحان علیخان بہادر انکا انتقال سنہ ۱۲۲۲ھ مین ہوگیا —

اور فرزند چہارم نواب جہاندار جاہ میرزا ذوالفقار علیخان بہادر جو نیک مزاج اور حلیم الطبع تھے اونہون نے سنہ ۱۲۲۲ھ مین ملک بقا کا راستہ لیا —

اور نواب میر جمشید علیخان جمشید جاہ بہادر فرزند پنجم غفرانمآب کا پندرہ برس کی عمر مین انتقال ہوگیا تھا —

اور ششم فرزند نواب میر تیمور علیخان اکبر جاہ بہادر و ہفتم نواب میر جہانگیر علیخان سلیمان جاہ بہادر اور ہشتم فرزند غفرانمآب کے نواب کیوان جاہ بہادر تھے جو بذل و سخاوت مین شہرۂ آفاق تھے انکا سنہ ۱۲۴۳ھ مین انتقال ہوا —

الغرض بعد وفات نواب غفرانمآب کے فرزندون سے نواب فلک رکاب میر اکبر علیخان بہادر

سکندر جاہ آصف جاہ ثالث نے مسند حکومت کو رونق دی جنکا حال سلطنت ہدیۂ ناظرین ہے

ذکر خیر سلطنت نواب میر اکبر علیخان بہادر سکندر جاہ آصف جاہ ثالث

آپ ۱۲۱۸ ہجری میں تخت نشین ہوئے شجاعت سخاوت آپ کے فطرت میں تھی سپاہ اور رعایا سے بہت محبت رکھتے تھے ہر معرکہ جنگ میں اپنے بھائیوں سے نمایاں طور پر جرنیلی قابلیت اور شاہی لیاقت کا ثبوت پیش کیا۔ چنانچہ نواب غفرانمآب کے روبرو قابل قدر فتح حاصل کی الغرض بعد وفات نواب غفرانمآب اعیان دولت وارکین سلطنت نے بصلاح نواب مشیر الملک ارسطو جاہ مدار المہام سرکار عالی در دولت پر حاضر ہوئے اور تخت نشینی کے لیے عرض کیا آپ نے اپنا بار گران سے بمصلحت انکار کرنا چاہا مگر کارپردازان سلطنت نے سمجھا بجھا کر بٹھا ہی دیا آپکی جلوسی سواری شاہی خدم وحشم کے ساتھ شاہی محل میں داخل ہوئی اوس وقت آپکی خواہش میں رگھوتم راؤ پیشکار رہتا۔

جب ۲۳ ویں ربیع الآخر سنہ ۱۲۱۸ھ میں تخت نشین ہوچکے اور ان معاہدوں کا جو دنیا میں سرکار نظام و سرکار انگلشیہ کے قرارداد ہوئے تھے اونکو بلاکم وکاست بحال رکھا۔

فریدونجاہ بہادر کو تین ہزار روپیہ ماہانہ کے عوض چار ہزار روپیہ ماہانہ اور دوسرے بھائیوں کو جو تین تین ہزار روپیہ ماہانہ پاتے تھے چھ چھ ہزار روپیہ کی ماہوار مقرر فرمائی۔

چند روز کے بعد مشیر الملک ارسطو جاہ بہادر نے سرورنگر میں ایک نیا بازار قائم کیا جس میں بتقریب ضیافت نواب سکندر جاہ بہادر بھی رونق افروز ہوئے چنانچہ بازار مذکور میں لکھو روپیہ تجارتی مال سوداگروں سے خرید کیا گیا اور اسی زمانہ میں جشن تسمیہ خوانی نیکو اختر جاہ بہادر کا جو بوجہ رحلت فرمائی نواب غفرانمآب کے ناتمام رہگیا تھا ترتیب دیا گیا اور منجانب حضور پرنور دس ہزار روپیہ کی نقد مسندی بھیجی گئی تھی اسی پر اور سامان جشن کا تکلف خیال کرنا چاہیے

۲۰ محرم ۱۲۱۹ھ میں نواب مشیر الملک ارسطو جاہ بہادر بخار میں مبتلا ہو کر آٹھ ہی روز کے عرصہ میں
انتقال کیا رحلت کے بعد راجہ رگھوتم راؤ پیشکار مدار المہامی کا کام دو مہینے تک انجام دیتے رہے
انہیں دنوں میں سفیر انگریزی نے بھی امور سلطنت میں دخل دینا شروع کر دیا۔

میر عالم کی وزارت کا حال

آخر پنجم ربیع الاول ۱۲۱۹ھ میں میر عالم بہادر جو قید کئے گئے تھے نواب
سکندر جاہ بہادر نے انکو طلب فرما کر خلعت مدار المہامی سے سرفراز کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ سفیر نے
پھر کبھی معاملات سلطنت میں دخل نہ دیا۔

سنہ ۱۲۲۰ھ میں میر عالم بہادر نے جشن سالگرہ مبارک نواب سکندر جاہ بہادر ترتیب دیا جسمیں بہت
بڑا تکلف کیا تھا چنانچہ اسی جشن سالگرہ میں میر جعفر علیخان بہادر و میر حسن علیخان بہادر کو جعفر یار جنگ
و اسد نواز جنگ اور تین تین ہزاری منصب و رسالہ سواران صرف خاص اور نظام یار جنگ بہادر
کو حسام الملک و محمد قمر الدینخان خوشنویس استاد حضور کو اکبر یار جنگ اور منصب سہ ہزاری و
رسالہ صرف خاص اور منیر الدینخان قاضی دار السلطنت کو سکندر جنگ و منصب سہ ہزاری و رسالہ
سواران و خطابات معزز سے سرفراز فرمایا۔

انہیں دنوں میں راجہ مہیت رام جو بہرہ گی چالیس ہزار فوج بعہد نواب غفرانمآب انسداد
شورش پنڈاروں کے لیے روانہ ہوا تھا حسب الطلب نواب سکندر جاہ بہادر دار السلطنت میں
واپس آیا چونکہ ان دنوں میں خود غرضوں کے خلاف واقعہ مخبری سے حضور کا مزاج مقدس
میر عالم بہادر کیطرف سے مکدر تھا اس نے موقع پاکر بطمع خدمت مدار المہامی اور بھی برانگیختہ کر دیا
بالآخر سرجان صاحب وکیل انگریزی نے عزت باریابی حاصل کرکے میر عالم بہادر کی سفارش کی جسکا
نتیجہ یہ ہوا کہ وہ راز سربستہ کھل گیا اور راجہ مہیت رام شہر بدر ہو کر شاہ پور کے جانب روانہ
کیا گیا اس نے وہاں پر فوج جمع کرکے سرکار سے مقابلہ کیا ادہر سے فوج انگریزی ملازم سرکار نظام

بہی اوسکی سرتابی کے لیے فوراً روانہ کیگئی آخر بعد جنگ کے دیکھا کر قتل مسائن کاروٗن بہاگ نکلا
اور ملہار راؤ ہلکر کے لشکر مین جا گہسا اور راجہ مہیپت رام کی جگہ گوبند بخش برادر راجہ چندو لعل
سرداری لشکر پر سرفرازی پائی۔ اسی زمانہ مین سندھیا اور والی برار سے انگریزون کی لڑائی
کے بعد ہلکر اور راجہ مہیپت رام سے لڑائی درپیش تہی جس سے مرہٹون کا زور بل ٹوٹ گیا۔
انہین دنون مین میر عالم بہادر نے راجہ چندو لعل کے لیے خدمت پیشکاری کے لیے تجویز
کی مگر راجہ سوبرج پرتاب معروف راجہ شیر مل جو مختار دفتر مال و پیشدست میر عالم بہادر تہا
اوس نے اس تجویز سے باز رکہا آخر میر عالم بہادر نے اپنے اور حضور کے درمیان مین
چندو لال کو سفیر مقرر کیا۔ اور جب راجہ سوبرج پرتاب مر گیا تو ۲۴ صفر ۱۲۲۱ھ بروز چہارشنبہ
خدمت پیشکاری سے سرفرازی پائی۔

اور ۲۱ شوال ۱۲۲۳ھ مین میر عالم بہادر نے انتقال کیا یہ شخص نہایت نیک نیت تہا خلق خدا
کو بڑا صدمہ ہوا آخر اونکی نعش میر مومن کے دائرہ مین دفن کی گئی۔

میر عالم بہادر نے اپنی وزارت مین مسافرون کے آرام کے لیے شہر چینا پٹن مدراس سے
لیکر اورنگ آباد و پونہ و بمبئی تک کے راستون مین سرائین بنوائین اور دار السلطنت حیدرآباد مین
تالاب میر عالم جسمین تین لاکہ روپیہ صرف ہوا تہا اب تک موجود ہے اور باغ بارہ دری کنار
رود موسی اور منڈی میر عالم کی اب تک یادگار ہے اور بعد وفات میر عالم بہادر کے خدمت

سرفرازی خدمت دیوانی منیر الملک بہادر

دیوانی پر اون کے داماد منیر الملک بہادر نے سرفرازی پائی
اور ۱۴ رمضان ۱۲۲۲ھ مین ایک دمدار ستارہ گوشہ شمال و مغرب مین شام سے پہر رات تک ایسا ایک
چہینے تک طلوع ہوتا رہا اور اسی سال مین جسونت ہلکر بہی مر گیا اور پڑہنے مین
تا فتنہ شروع ہوا

پنڈاروں کا قلع قمع

اور ۱۲۲۹ء میں پنڈاروں نے تمام ممالک محروسہ سرکار عالی میں
فتنہ و فساد اور لوٹ مار کا ہاتھ دراز کیا راستہ بند اور ہزاروں گاؤں بے چراغ ہو گئے
پنڈارے ایک لٹیری قوم تھی اور انکی بڑی جمعیتیں مدت سے سیندھیا اور ہلکر وغیرہ مرہٹوں
کی فوج کے پیچھے پیچھے مثل گیدڑوں کے رہا کرتی تھیں اور ان غارتگروں نے دریا سے
نربدا کے متصل کچھ زمین بھی پیدا کر لی تھی۔ یہ لوگ کئی سال سے وسط ہند کے لیے اور
خاص کر ملک سرکار نظام کے لیے بوجہ انکی طرفداری انگریزوں کے گویا ایک وبائے
عالمگیر بن رہے تھے چنانچہ باجی راؤ پیشوا جو پونے میں رہتا تھا مرہٹوں کی اس سازش کا
کا سرغنہ اور اپا صاحب راجہ ناگپور بھی اسمیں شریک ہو گیا تھا۔

آخر لشکر نظام اور مسٹر مالکم صاحب مع فوج انگریزی انسداد پنڈاروں کے لیے متوجہ ہوئے
انجام یہ ہوا کہ سیندھیا نے سرکار انگریزی کی اطاعت قبول کر لی جسکی وجہ سے اسکی اولاد
آجتک گوالیار میں راج کرتی ہے۔ اور امیر خان جو پنڈاروں کا سردار تھا اوس نے بھی ہتھیار
ڈال دیا اسی سبب سے اونکی اولاد ابتک ٹونک میں مسند نوابی پر حکمران ہے مگر باجی راؤ
برسر مقابلہ ہوا اور پونے میں رزیڈنسی کوٹھی پر حملہ کر کے اسکو لوٹ لیا لیکن کچھ بہت دم
خم نہ رکھتا تھا اس لیے تھوڑے ہی عرصہ میں میدان جنگ سے بھاگ نکلا اور ہر چند کئی
مقاموں پر مقابلہ کیا مگر اس سے کچھ نہ ہو سکا آخر گدی سے اوتارا گیا اور اوسکی ریاست سرکار
انگریزی کی عملداری میں شامل ہو گئی صرف ستارہ کے آس پاس کا تھوڑا سا ملک راجہ ستارا کو
جو سیوا جی کی نسل میں تھا دیدیا گیا۔

باجی راؤ کے مغلوب ہونیکے تھوڑے ہی روز بعد اپا صاحب نے ناگپور میں جو انگریز تھے ان پر
حملہ کیا مگر فوراً شکست کھا کر قید ہو گیا پھر چند روز بعد قید سے نکل پنجاب کیطرف بھاگ گیا اور

سکیں نہیں کچھ مدت تک بحالت گمنامی رہ کر مر گیا۔

جب امیر خان نے انگریزون کی اطاعت قبول کر لی تو پھر اور پنڈارے سردار بھی ایک ایک کر کے مغلوب مطیع ہو گئے ان سردارون مین چیتو سب سے آخر مغلوب ہوا تھا اس نے ایکبار ہلکر کی فوج مین پناہ لی اور اس فوج نے راجہ نابالغ کی سرپرست رانی تلسی بائی کو اس شک پر کہ وہ انگریزون کی طرفدار ہے قتل کر کے انگریزون سے جنگ مقابلہ کا ارادہ کیا چنانچہ اسوجہ سے سنہ ۱۸۱۷ع مین مہدپور کے میدان پر ایک بڑی بھاری لڑائی ہوئی اسمین فوج انگریزی فتحمند رہی اور ہلکر کی فوج کے مرہٹون و پنڈارون نے کامل شکست کھائی اسکے بعد ملہار راؤ ہلکر نے تو انگریزون سے سب سیدھی سادی قاعدے پر عہدنامہ کر لیا۔ اور چیتو بھاگ کر آوارہ پھرتا رہا اور اسکا جتھا ٹوٹتا گیا انجام یہ ہوا کہ ملک خاندیس مین اسیرگڑھ کے پاس جنگل مین اسکو ایک شیر نے ہلاک کر ڈالا اس لڑائی کے بعد مرہٹون کے سارے ملک بلکہ سارے وسط ہند مین سرکار انگریزی کا تسلط ہو گیا اور لٹیرون سے امن و چین ہو گیا۔

مبارز الدولہ و سپاہیان انگریز سے لڑائی

اور سنہ ۱۲۳۳ سترھوین رمضان کو فیما بین مردان ہمراہی نواب مبارز الدولہ بہادر اور سپاہیان فوج انگریزی کے ایک خیاط پر مناقشہ ہو کر یہ نوبت پہونچی کہ جمعیت انگریزی نے مبارز الدولہ کی حویلی پر چڑھائی کی اور لڑائی شروع ہو گئی چونکہ نواب مبارز الدولہ بہادر ایک مرد دلاور وجری تھے انہون نے بھی انکا جواب دیا اور برابر ثابت قدمی سے لڑتے رہے اس اثنا مین ایک حبشی افسر پلٹن پر حملہ کیا اور اسکا کام تمام کر کے توپ کو الٹ دیا یہ خبر سنتے ہی نواب سکندر جاہ بہادر نے معرفت راجہ چندو لال لشکر انگریزی کے افسر کو کہلا بھیجا کہ جلد یہان سے فوج چلی جائے اور نواب سکندر جاہ بہادر نے مبارز الدولہ بہادر کو اپنے پاس طلب فرما لیا اور انکو مصلحت وقت کے لحاظ سے قلعہ گولکنڈہ

مین نظر بند کیا تھوڑی مدت کے بعد پہر قلعہ سے بلوا لیا اور حویلی عالیجاہ کی اون کے سپلے مرحمت ہوئی —

انہین دنون مین راجہ چندو لال بخطاب مہا راجگی و علم و نقارہ او منصب ششش ہزاری چہ ہزار سوار سے اسی کارگذاری کے صلہ مین سرفراز ہوے —

ملاحظہ فوج جعفر یار جنگ بہادر

اور ۱۲۳۲ھ مین پانزدہم ذیحجہ کو نواب سکندر جاہ بہادر باغ قدسیہ مین رونق افروز ہوئے تو نواب جعفر یار جنگ بہادر نے اپنی جمعیت دو تو پخانہ کو ملاحظہ اقدس و اعلیٰ سے گذرانا چنانچہ بعد ملاحظہ جمعیت کے حضور نے خوشی ظاہر فرمائی —

بد ہوائی مین جھگڑے کا حال

۱۲۳۳ھ مین امساک باران سے گرمی کی زیادہ شدت ہوئی اور وبا کا زور ہوا اس ہیضہ کے زور و شور مین ایک روز ہندو سوانگ بنائے ہوئے پوجا کرنیکے لیے دیول کو جارہے تھے اور اون کے ساتھ سامان پوجا پاٹ بکری مرغ وغیرہ تہا یہ لیکر بڑی دھوم دہام و بھیڑ بہاڑ سے گاتے بجاتے مکہ مسجد کے سامنے سے گذرے مکہ مسجد کے شہدون نے انکا سب سامان پوجا لوٹ لیا اور ایک جھنڈا مکہ مسجد مین کہڑا کر دیا ہندو اور مسلمانون مین یہ فساد شروع ہوا اور تین دیولین توڑ ڈالی گیئن قریب تہا کہ تیغ و خنجر سے کام لیا جائے مگر راجہ چندو لال کی فہمایش سے وہ فتنہ فرو ہو گیا —

مہدیون کی لڑائی کا حال۔

سب سے پہلے خنجل گوڑہ پر مہدیون سے وصول تر قرضہ پر لڑائی ہوئی حضرات مہدوی بعہد نواب غفرانمآب خنجل گوڑہ مین آباد ہوئے نواب شمس الامرا تیغ جنگ بہادر کے علاقہ پائیگاہ مین بیس ہزار سوار بحکم اعلحضرت غفرانمآب مامور کئے گئے اور ان مین دلدار خان مہدوی جمعدار معہ دو سو سواران مہدویہ کے مامور ہو کر خنجل گوڑہ مین قیام پذیر ہوا دلدار خان حضور رس بہی تہا اور رسالہ نواب مشیر الملک بہادر مین بہی رفتہ رفتہ چار ہزار مہدی

افغان نوکر ہوگئے اور چنچل گوڑہ ان کے تاجرون اور نوکر پیشہ سے خوب آباد ہوگیا اور
داد و ستد کا سلسلہ بہی جاری ہوا انہین لوگون مین سے ایک پیرزادہ سلطان میان نامی
ارسطو جاہ کی سفارش سے دو ہزار سوار پیادون کا سردار بنا اور محلات کٹک گری و گنگاوتی
اوسکو سرکار سے عنایت ہوئی اور بعہد مدار المہامی ارسطو جاہ بہادر میر عالم بہادر انکا سلسلہ
چلتا رہا بعد انتقال دلدار خان افغانان مہدویہ نے اپنا قرضہ سختی سے وصول کرنا شروع
کیا چنانچہ سلطان میان پیرزادے سے بہی قرضدار تھے ان سے اسطرح معاملہ کیا گیا اور بُری
طرح سے پیش آئے آخر ۲۲ رمضان سنہ ۱۲۳۰ بوقت شب سات شخص قوم سلیمان زی کے سلطان میان
پیرزادہ کے مکان پر آئے اور اون سے لڑنا شروع کردیا پیرزادہ صاحب نے بہی اونپر حملہ کیا
اور طرفین سے چند جانین ضائع ہوئین۔ اس واقعہ کے بعد ۱۲۳۹ھ مین یسین خان فرزند دلاور خان
جمعدار نے ایک روز مشیر آباد مین ایک معلم سے کہا کہ ہمارا دین کیون نہین قبول کرلیتے ہو

مولوی عبد الکریم صاحب کی شہادت کا حال

اسپر یہ دونون مذہبی تکرار کرتے مولوی عبد الکریم صاحب
پاس مسجد جلوخانہ میر عالم بہادر مین جسکو اب منڈی میر عالم کہتے ہین آئے اور یسین خان جمعدار
مہدویہ نے مولوی صاحب سے سوال کیا کہ فضائل مہدی بیان فرمایئے مولوی صاحب نے فرمایا
کہ کس مہدی کے کیونکہ بقول تمہارے ایک مہدی ہین جنکی مہدویت ہمارے نزدیک
ثبوت کو نہین پہونچی ہے اور دوسرے مہدی وہ ہین جنکا ظہور ہونے والا ہے یہ بات
سنکر یسین خان کو مذہبی حرارت سے غصہ چڑہ آیا اور بحالت غضب کہنے لگا کہ ہمارے
مہدی سچے ہین جو انکا قائل نہین وہ گمگشتۂ مطلق ہے جب مولوی صاحب نے یسین خان کو آمادہ
فساد دیکہا تو مسجد سے باہر چلے جانے کے لیے کہا اور لوگون نے اوسکو باہر کردیا مگر اپنا
کشاکشی مین اوسکے کہین پیشانی پر کہرونچا آگیا اور ایک دو قطرے خون کے بہی ٹپک پڑے

وہ حوض جلو خانہ پر بیٹھ گیا اتنے مین ایک مہدوی زادے کی نظر اوسپر پڑی اور اوسے
دیکھکر اپنے ہم قوم مین خبر دی قریب شام بلا تعداد مہدوی لوگ جلو خانہ مین بھر گئے
اور ہنگامہ مچا دیا چونکہ سلخ ذیحجہ سنہ ۱۲۳۱ تھی اور سیر الملک بہادر چشتیہ مین علم استادہ
کرنے چلے آتے تھے جب یہ سنا تو مہدویون کو منع کیا چنانچہ حکیم خواجہ احمد خان صاحب نے
ان لوگون کو سمجھایا مگر کب باز آتے تھے اتنے مین دائم خان بہادر اور حسن خان
بہادر جمعداران مندوزی اہل نشان بھی آگئے اور مولوی صاحب سے عرض کیا کہ
اس موقع پر یہان سے اوٹھ چلئے مولوی صاحب نے کہا کہ جب مین مدینہ طیبہ مین مقیم تھا
جناب سلطان الانبیا صلعم نے خواب مین ارشاد فرمایا کہ اے عبد الکریم تو حیدرآباد
جا وہان تیری آرزوے شہادت بر آئیگی لہذا مین یہان سے اب اور کہین نہین
جا سکتا اور نہ اس مسجد کو چھوڑ سکتا۔ القصہ عنایت خان پر وزری تاقی پر سوار تھا مسجد
مین گھسنے کا ارادہ کیا دائم خان اور حسن خان بہادرون نے روک دیا اور کہا کہ بھائی
عنایت خان تمکو یہ مناسب نہین ہے کہ مسجد مین فساد برپا کرو اگر فساد کروگے تو یاد
رکھو کہ قیامت تک فریقین مین تلوار چلتی رہے گی مولوی صاحب پر اس قدر ظلم کرنا
قرین مصلحت نہین اور نہ یہ فعل خدا کے نزدیک داخل ہے لیکن عنایت خان نے
نہ مانا آخر نیامون سے تلوارین نکل پڑین عنایت خان مارا گیا اور دائم خان نے بھی
جام شہادت نوش کیا حسن خان نے بھی سخت حملہ کیا اور خود بھی زخمی ہوا چھ مہدوی
زادے قتل کئے گئے آخر بہت سے مہدوی لوگ اندر گھس آئے اور مسجد و قرآن کو
خیر کیا تاج محمد خان اور ایک عرب نے عین نماز سنت مغرب مین شہادت پائی اور
یسین خان اور مہدوی زادے مولوی صاحب کی تلاش مین تھے اتنے مین مولوی صاحب

نہایت استقلال سے اذان دی کہ ادہر اذان مہربان مین یہان منتظر وقت ہون یہ سنتے ہی
ایمن خان مولوی صاحب کے سینہ بے کینہ پر چڑہ بیٹھا اور خنجر سے انکو شہید کر ڈالا
اور اپنے چودہ مقتولونکی لاشے اوٹھا لیگئے۔ اور سید نصرت مہدوی زادہ
دامروتہ ہرکارگان نے بہت جلد حضور مین جاکر اس واقعہ کو ظاہر کرکے عرض کیا
کہ مولوی صاحب خود ہی اپنی جہالت سے مار گئے۔
دوسری محرم بروز چہارشنبہ سید نور اللہ دلیا صاحب نے علما ء دار السلطنت کو اطلاع دی
کہ ایک رکن رکین مذہب سنت وجماعت کا ناحق خون ہوگیا جسکا انسداد فی الوقت
نہو سکا اس لیئے بجا ہے ہوسکتا ہے کہ اس واقعہ کا بالاتفاق تدارک کیا جاوے چونکہ
ایک ایسا عالم جید اسطرح شہادت پا چکا ہے تو ایسا ہی دوسرے کی بہی نوبت
آنے والی ہے یہ سنتے ہی ذو الفقار خان بہادر شریعت پناہ بلدہ وقاضی شیخ
حیات اللہ ومولوی حافظ میر شجاع الدین صاحب اور مولوی غلامی صاحب مکہ مسجد
مین جمع ہوگئے اور بروز جمعہ جہاد کا وعظ پکار دیا یہ سنتے ہی راجہ چندولال نے
غوث خان جمعدار کی زبانی کہلا بہیجا کہ گو آپ صاحبون کا جمع ہونا درست ہے
مگر مکہ مسجد شاہی محلات کے قریب ہے اس سے بہتر ہوگا کہ جامع مسجد مین فراہمی کی
صورت ہو اور ہم بہی آپ کے ہمراہ ہین المختصر ایک لاکھہ آدمیون کا ہجوم ہوگیا
اور ایک نشان محمدی بہی استادہ کیا گیا اب ہجوم عام وبلوۂ عظیم مین کون کسکی
سنتا تہا اودہر مہدوی زادے بہی تیغ وبندوق وساز وسامان جنگ سے آمادۂ مستعد
ہوگئے اور ادہر سے نیاز مند خان بہادر اور منصور خان بہادر وصالح محمد خان
وعبد الرحیم خان وبیرا محمد خان ومحمد خان گگیانی وغیرہ جمعدار بہی اوٹھہ کہڑے ہوے

اور دروازہ یاقوت پورہ سے نکل چنچل گوڑہ جا پہونچے اوسوقت فریقین سے گفتگو
یہ ہوئی کہ مہدوی نژاد بسیلن خان کے دینے پر رضامند ہوگئے مگر اوسپر سے قصاص
مین روشن میان طلب کئے گئے چونکہ نواب میر نظام علیخان بہادر غفرانمآب کے عہد مین
یہ لوگ ہمیشہ جنگ مین رہتے تھے اب انکو ہاتھ پر ہاتھ رکھے ہوئے بیٹھا رہنا کب
گوارا تھا قصہ کوتاہ لڑائی چھڑ گئی پہلے نیاز بہادر خان اور شمشیر خان مہدوی سے
لڑائی ہوئی نیاز بہادر خان نے شمشیر خان کا کام تمام کردیا اور خود بھی زخم اوٹھاکر
شہید ہوا پھر سبزہ میان بھانجہ منصور خان نے مہدویون پر سخت حملہ کیا اور بعد قتل کئی
ایک مہدویون کے خود بھی شہید ہوگیا منصور خان نے بھی بہت سے مہدوی زادون
کو قتل کرکے شربت شہادت نوش کیا اور مرزا نصیر بیگ ولایتی نے بھی مہدوی زادون
کو تہ تیغ کرکے خود بھی شریک شہدا ہوا محمد خان گنگیانی اور غلام جیلانی خان فرزند
کلو میان جمعدار و شیخ حیات اللہ اصل بانی فساد نے سیکڑون لاشین میدان جنگ مین
گرادین اور خود زندہ رہا اس عرصہ مین جمعیت عرب بھی آپہونچی اور انہون نے بھی
مہدویون کو نشانہ بندوق بنا لیا بیچارے اکثر مہدوی نژاد سے میدان لڑائی سے
نکل اپنے اپنے گھرون مین جاکر پناہ لی اور رات بھی ہوگئی تھی لیکن اتنے مین اس واقعہ
کی خبر نواب سکندر جاہ بہادر کے گوش زد ہوئی دفعتاً غضب سلطانی جوش زن ہوا آدھی رات
گذری تھی کہ بنام راجہ چندولال حکم صادر ہوا کہ مع جمعیت انگریزی معتمدالدولہ کو حکم
دیا جائے کہ وہ فی الفور اکر چنچل گوڑہ کو صبح تک خاک مین ملادین چونکہ راجہ چندولال
بھی مہدوی نژادون سے داغ کھائے ہوا تھا فوراً حکم کی تعمیل کیگئی چار ہزار فوج مع توپخانہ
انگریزی وارنٹ صاحب و ماڈشن صاحب کیل سرکاری وسدرلین صاحب بتعجیل تمام اکر چنچل گوڑہ

کو گھیر لیا اور حکم سے منتظر رہے کہ صبح کو باغیوں نے ہتیار ڈالدیے بالآخر راجہ چندو لال
کی سفارش پر اونکی جان بخشی ہوئی مگر حکم دیا گیا کہ آج سے تیسرے دن تک کل قوم مہدوی
شہر سے چلے جائیں چنانچہ کچھ تو بجانب کرنول اور کچھ ہندوستان کیطرف اور بعض بعض
دیہاتوں میں جا بسے اور جب چنچل گوڑہ مہدوی زادوں سے بالکل خالی ہو گیا اور اونکا
خاطر خواہ اخراج ہو چکا تو شاہ یار الملک بہادر کو معہ پلٹن کے چنچل گوڑہ میں رہنے کے
لیے حکم دیا گیا صرف سلطان میاں کے فرزند محمد صاحب میاں اور سرفراز نواز خان بہادر
جو تعلقات گنگا دتی و ملدرگ میں تھے یہ دونوں سردار قوم شریک بغاوت نہ تھے باقی رہ گئے

شہادت عزت یار خان عمدۃ الصدور کا حال

اور ۱۲۴۳ھ میں عزت یار خان بہادر صدر الصدور راجہ
صاحب دستخط سرکار و طبیب تھے اثنائے راہ چارکمان میں چار مہدیوں نے نبض دکھانے
کے بہانے سے قریب جا کر اونکو جمدھڑ سے شہید کیا ایک اونمیں سے نکل گیا اور باقی
تین راستے میں بھاگ رہے تھے اور جب مبارز الدولہ صاحبزادے کے دروازہ پہ پہنچے
گذرے ان تینوں کا کام تمام کر دیا گیا۔ یہ خبر سنکر نواب سکندرجاہ بہادر نے طالب الدولہ
حسن علیخان بہادر کوتوال شہر کو حکم دیا کہ گھر گھر تلاشی ہو جہاں کہیں مہدوی پائے جائیں
گرفتار کئے جائیں اور آیندہ کے لیے بندوبست کر دیا جائے کہ آنے نہیں پائیں۔

لطیفہ

راجہ چندو لعل کو اکثر شعر و سخن کا زیادہ شوق تھا ایک روز چندا نامی کنچنی جو بہت بڑی
مالدار اور صاحب طبل و علم تھی ماہ لقا بائی خطاب تھا حاضر جوابی میں لاجواب تھی اور
موزوں و سنجیدہ طبیعت بھی تھی شاعری میں شہرۂ خاص و عام تھی اس کے روبرو راجہ چندو لال نے یہ مطلع پڑھا

بچھڑے جو پیار کہاں نہ بخت میری انگلڑی ہے	ملنے کی سنجوگی تو بتا کون گھڑی ہے

چند اسنے فی البدیہہ جواب دیا ـ

پہلے ہی سے چلا کے بٹیر و دلکو سہتا ہے	اسے مرغ سحر جب ہوا ہی رات بڑی ہے

وفات حسرت آیات نواب سکندر جاہ بہادر [redacted] بعد نواب سکندر جاہ بہادر کی ایک صاحبزادی کا انتقال ہو[redacted]سے آپکو محبت زیادہ تھی اور اوسی اشتداد غم مین آپکا مزاج جادہ اعتدال سے [redacted] ہو گیا آخر ایسے رعایا پرور رحمدل رئیس کو بیماری نے آگھیرا ہر چند علاج کیا گیا مگر کچھ سود مند نہ ہوا ۶۲ سال کی عمر ۲۶ سال حکمران رہکر ۲۳ ذی قعدہ ۱۲۴۴ھ بروز جمعہ انتقال ہوا خلق خدا مین ایک شور عظیم گریہ و بکا کا تھا آخر صحن مکہ مسجد مین دفن کئے گئے آپکا مزار پرانوار آپ کے جدہ ماجدہ کے پہلو مین ہے ـ

تاریخ رحلت

چون سکندر جاہ از آفاق رفت	ہر مکان شد از غمش بیت الحزن
بر کشیدم آہ گفتم سال او	راہی فردوس شد شاہ دکن
کرد شاہ دکن ز جہان کنار	در ہزار و دو صد و چہل و چہار

آپ کے صاحبزادگان بلند اقبال سے سب مین بڑے نواب میر فرخندہ علیخان بہادر ناصر الدولہ آصف جاہ رابع اور دوسرے نواب بشیر الدین علیخان بہادر صمصام الدولہ اور تیسرے نواب میر گوہر علیخان بہادر مبارز الدولہ اور چوتھے میر تفضل علیخان بہادر میر بادشاہ الدولہ پانچوین نواب میر منور علیخان بہادر منور الدولہ اور چھٹے نواب میر ذوالفقار بہادر اور ساتوین نواب میر محمود علیخان بہادر اور آٹھوین نواب میر داور علیخان بہادر قمر الدولہ نوین نواب میر فتح علیخان بہادر مظفر الدولہ تھے اور آٹھ ہی صاحبزادیان تھین

ان سب میں سے بعد انتقال نواب سکندر جاہ بہادر مغفرت منزل کے نواب فرخندہ علیخان بہادر ناصر الدولہ جو سب سے بڑے دستیار عالم مستقی تھے سریر آرائی دولت آصفیہ ہوئے جنکا ذکر خیر جداگانہ ثبت ہوتا ہے

ذکر خیر سریر آرائی سلطنت آصفیہ نواب میر فرخندہ علیخان بہادر ناصر الدولہ آصفجاہ رابع خلد اللہ ملکہ و دولتہ

آپ سنہ ۱۲[illegible]ھ میں پیدا ہوئے اور بعد انتقال نواب مغفرت منزل کے اسی وقت راجہ چندو لال نے آپ کے نام سے منادی کروا دی اور بعد زیارت خود بدولت سریر آرائے دولت آصفیہ ہوئے اور اپنے جلوس میمنت مانوس سے رونق تازہ دی ارکان دولت و اعیان سلطنت و سفیر سرکار انگلشیہ حاضر دربار شاہی ہوئے نواب منیر الملک بہادر اور نواب شمس الامرا بہادر و راجہ چندو لال اور مارٹن صاحب بہادر رزیڈنٹ سرکار انگریزیہ نے نذریں پیش کیں اور ایک جدید عہد نامہ حسب عہد نامہ سابقہ مابین سرکار عظمت مدار و کمپنی دولت مدار مرتب ہوا۔

انہیں دنوں مملکت دکن میں خشک سالی نے اپنا زور دکھلایا دو سال تک قحط رہا منجانب حضور سلطانی حکم صادر ہوا کہ بنی نوع انسان کی حفاظت کیجائے اور غلہ کے بہم پہونچانے اور مہیا رکھنے کے لیئے بند و بست کامل کیا جائے۔

اور خود بدولت بغرض سیر و شکار سرور نگر و نظام نگر و قلعہ محمد نگر کیطرف معہ محلات شاہی و خدم و حشم متوجہ ہوئے۔

سنہ ۱۲۴۴ھ میں بروز عید الفطر دربار آراستہ ہوا اور ارکان دولت و اعیان سلطنت نے نذریں پیش کیں و خلعت و جاگیر سے سرفراز ہوئے۔

اور بعد برخاست دربار شاہی چند سپاہی ہمراہیان محمد صاحب میاں خلف نواب سلطان جنگ صف شکن جنگ دیوان عام میں آکر اپنی تنخواہ کے لیے محمد صاحب میاں کو روکا اور بقیہ تنخواہ کے خواستگار ہوئے بعد گفتگو طویل نوبت جنگ کی پہونچی اور خود معہ دو سپاہیوں کے حق نمک شاہی سے سبکدوش ہوئے۔

اور ۱۲۴۶ھ میں پل چادر گھاٹ بحکم نواب ناصر الدولہ بہادر تیار ہوا۔ تخمیناً پچاس ہزار کا صرفہ ہوا

تاریخ بنائے پل

ناصر الدولہ شاہ آصف جاہ	کہ عدیلش سپہر نہ دید نگاہ
شد چو حکمش براجہ چندو لعل	زود سازند پل بہ شام و پگاہ
با سر عقل میر اسٹورٹ	پل بنا کرد شکل مہر و ماہ ۱۲۴۶ھ

مبارز الدولہ کی شورش

انہیں دنوں میں نواب مبارز الدولہ بہادر نے چند روز قبل عشیرہ روہیلوں کی جمعیت نوکر رکھی تھی باتفاق زمانہ کئی مہینے کی تنخواہ دستیاب نہ ہوئی مرشد زادہ بہادر نے چاہا کہ کارپردازان سرکار کو توجہ دلا کر متنبہ کریں چنانچہ اسی بنا پر کچھ شورش مچائی اہلکاران سلطنت نے انکو جمعیت انگریزی کے ساتھ قلعہ گولکنڈہ میں روانہ کردیا پھر دو سال کے بعد اپنے مسکن و مقام پر بحصول اجازت سلطانی واپس آگئے۔

۱۲۴۶ھ میں موسی ندی کو طغیانی ہوئی اور فصیل بلدہ سے پل قدیم شکستہ ہوگیا بازار گھانسی و حوض چار محل و بازار سدی عنبر وغیرہ بہہ گیا۔ اسی سال جشن سالگرہ مبارک قرار پایا اور بتقریب جشن سالگرہ راجہ چندو لال کو راجایان راجہ خطاب ہوا اور شش ہزاری پنجہزار سوار و جاگیر منصب سے سرفرازی ہوئی۔ علی ہذا اور امراء دولت بھی آصفیہ خطابات و مناصب سے مفتخر ہوئے۔

سکہہ اور عربون کی لڑائی کا حال	۱۲۴۳ھ میں مابین سپاہیان جمعیت عرب اور سکہون

کے خونریز لڑائی ہوئی اسکا قصہ یون ہے کہ عبداللہ بن علی مدبر جنگ اور شیخ احمد عبادی بہریار جنگ بہادر جمعداران عرب کے علاقہ میں اور دو ہزار جوانان عرب تازہ وارد کی بہرتی ہوئی یہ امر جمعیت سکہون کو ناگوار گذرا چونکہ اونکو اپنی سپہ گری پر گہمنڈ تہا ہر ایک کی قوت کو اپنے سامنے ہیچ جانتے تہے عربون سے چہیڑ چہاڑ شروع کی ایک روز اپنے غرور میں آکر جلوخانہ راجہ چندولال میں عربون سے باتیغ و خنجر مقابلہ کیا عرب تو ایک بلا کے پتلے اور دانشمند ہین ایکبار کچہہ تہوڑے سے ہی سے سکہون کے قتل پر اکتفا کرکے خاموش ہو رہے مگر سکہون نے جب پہر شرارت شروع کی تو بار ثانی شجاعان عرب نے سکہون کی خوب ہی خبر لی کم و بیش دو سو جوانان سکہہ کا سر کاٹا اور بال پکڑ کے شہر میں تشہیر کرکے انکا ساز و سامان لوٹ لیا تہا راجہ چندولعل نے انکی بزدلی دیکہہ کر موقوفی کا حکم دیا حضور سلطانی سے بہی سکہون پر عتاب نازل ہوا اور حکم دیا گیا کہ یہ لوگ شہر بدر کردئیے جائیں چنانچہ سکہون نے اپنی بود و باش انتت گری میں اختیار کر لی اور اتبک بہی چند سکہون کے مکان انتت گری میں موجود ہین -

اس واقعہ کے بعد عربون کا زور و شور شروع ہوگیا ان لوگون نے سلسلہ ملازمت کے علاوہ داد و ستد کا طریقہ جاری کردیا اور زر قرض کے وصول کرنے مین سختیان شروع کین جنکی سختی کا کوئی متحمل نہین ہوسکتا تہا سیکڑون روپیہ کے مالک اور لاکہون روپیہ کی جاگیر و مقطعہ جات پر قابض ہوگئے اور بیحد سود سے نفع اوٹہایا اور ایک ایک جوان عرب دو دو تین تین جگہہ پر مامور ہوکر تنخواہ پانے لگا -

سنہ ۱۲۵۱ھ مین راجہ چندولال بہادر نے اپنے نواسہ راجہ نریندر بہادر فرزند راجہ مہراج کی

شادی کا جشن ترتیب دیا اور اِس تقریب مین حضرت نواب ناصر الدولہ بہادر بھی ضیا گستر و رونق افروز ہو کر بانیان جلسہ کو سرفراز و ممتاز فرمایا —

جوانانِ لین و روہیلون و عربون کا مناقشہ انہین دنون مین جوانانِ لین و روہیلون کے درمیان ہنگامہ برپا ہوا اصل اسکی یہ ہوئی کہ ایک روہیلہ کاروان مین ایک دوکان پر غلہ لے رہا تھا اتنے مین کہین ایک جوان لین کا بھی غلہ خریدنے آ نکلا اِن دونون سپاہیون مین تکرار ہو گئی اور دونون زخمی ہوئے یہ حال دیکھ کر دونون طرف کے لوگ جمع ہو گئے اور لڑائی چھڑ گئی ادہر غلام حسین کمندان لین زخم کھا کر گھر آیا اور پچاس جوانان لین اوس کے مارے گئے اوس نے بیس ہزار جوانان پلٹن فراہم کر کے مع توپخانہ دروازہ پُل قدیم کے باہر مستعد پورہ اور کاروان تک فوج کو جما دیا۔ ادہر روہیلہ بھی کم سے کم چار ہزار جمعیت روہیلون سے جمع ہو کر شاہ شبلی صاحبؒ کی درگاہ اور پہاڑیون مین مورچے قائم کر کے مستعد جنگ ہو گئے قریب تھا کہ معرکہ جنگ گرم ہو یہ سنتے ہی راجہ چندولال نے سرداران عرب مثل عبد اللہ بن علی تدبر جنگ اور شیخ احمد علی عبادی بیرپا جنگ کو مقام معرکہ پر روانہ کر دیا اور اِن دونون سرداران عرب نے فریقین مین صلح کرادی اس قضیہ کا یون خاتمہ ہو گیا اس کے ایک سال بعد ۱۲۵۲ھ مین روہیلون اور عربون کے درمیان صورت قضیہ واقع ہو کر ہر دو فریق باہم لڑ مرے تفصیل اس واقعہ کی یہ ہے کہ ایک روز حسین یار جنگ کے مکان پر ایک عرب اور ایک روہیلہ اپنا قرض مانگنے آئے اِن دونون مین تکرار سے تلوار کی نوبت پہونچی اور طرفین کے چار جوان باہم لڑ کر قتل ہوئے اس کے ساتھ ہی شہر مین ہنگامہ مچ گیا اور بہت سے عرب روہیلون کے ہاتھ سے ہلاک ہوئے بالآخر سرداران عرب نے راجہ چندولال کو ایک معقول رقم نذرانہ

دیگر روہیلوں کو شہر بدر کرادیا چنانچہ یہ لوگ دیہاتوں میں جاکر زمینداروں کی نوکری اختیار
کرلی اور بعض اپنے وطن چلے گئے۔ اب تو کوئی روہیلہ آنے ہی نہیں پاتا ہے اگر کوئی
بھولا بھٹکا آ بھی گیا تو فوراً بذریعہ پیٹر روانہ کردیا جاتا ہے —

اہل حدیث دکن میں آنیکا حال ۱۲۵۵ھ میں مملکت دکن میں اہل حدیث آگئے
تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ مولوی سید احمد صاحب جو طریقہ محمدیہ کے زندہ کرنیوالے
تھے جب شیر سنگھ والی پنجاب سے لڑکر شہید ہوگئے تو انہیں کے خلفا تمام ہندوستان میں
منتشر ہوکر اپنے سچے دین اسلام کو جو رخنہ اندازوں کی وجہ سے افراط و تفریط ہوگئی تھی
اوسکو بتاتے اور تاریکیوں سے نکالتے پھرتے تھے جنکا اصلی منشا یہ تھا کہ حکومت اسلام
اور اس پاک مقدس دین میں جو دنیا پرستوں کی بدولت نفاق و [illegible] واقع ہوگئی ہیں
دفع کیا جاسکے اور اسلامی قوت اور اسلامی عزت کو ترقی ہو اور وہی صاف چشمہ جو کہ حضور سلطان دو جہاں
صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک سے نکلی تھی مومنین کے دل وجگر میں جوش مارے —
چنانچہ انہیں کے خلفاؤں میں سے دو شخص ایک مولوی ولایت علی صاحب اور دوسرے
مولوی سلیم صاحب دارالسلطنت حیدرآباد میں آئے اور احادیث کے ترجمے و رسالہ کے ذریعہ
سے اپنا اصلی مطلب نکالنا شروع کردیا اسپر کسی نے شرک کا الزام قائم کیا کسی نے کافر کا
خطاب دیا۔ آخر مولوی ولایت علی صاحب تو اور کہیں چلے گئے مگر مولوی سلیم صاحب نے مرشدزادہ
نواب مبارز الدولہ بہادر تک اپنی رسائی پیدا کرلی اور انکی طبیعت کو تکرمات اور دنیوی
خیالوں سے پھیر دیا مگر شہزادہ بہادر بھی علم دوست تھے اس لیے انکے پورے مطیع ہوگئے
ادہر مولوی سلیم صاحب نے یہ موقع غنیمت جانکر خفیہ بذریعہ خطوط اپنے ہم خیالوں کو جو دہلی
پٹنہ [illegible] لاہور مدراس بمبئی سورت میں اس طریقہ کے پیرو لوگ کم سے کم دو لاکھ آدمیوں کی

تعداد کا اندازہ تھا اونکو خط لکھ بھیجا کہ ایک خاص تاریخ میں تمامی قلمرو ہندوستان میں اکبارگی
آتش فتنہ مشتعل کردیں اور ہر جگہ تیغ و خنجر سے کام لیں چنانچہ نواب غلام رسول خان والی قمرنگر
کرنول نے بھی گیارہ سو ضرب توپ تیار کر لی اور ایک لاکھ روپیہ کا گولہ بارود فراہم کر لیا
مگر یہ تدبیر پیش رفت نہوئی راز کھل گیا اور مولوی سلیم صاحب کی دستاویز مُہری دستیاب ہوگئی
اور صاحبان انگریز بھی سے حیرت ساگر میں آ گئے فوراً میجر اسٹوارٹ صاحب بہادر رزیڈنٹ
سرکار انگریزی نے دربار شاہی میں حاضر ہو کر اسکا مفصل حال عرض کیا یہ سنکر نواب ناصر الدولہ
بہادر کو سخت حیرت اور استعجاب ہوا نواب ممدوح الشان کے حکم سے بجمعیت سرکار عالی سے
مبارز الدولہ بہادر کو قلعہ گولکنڈہ میں نظر بند کیا اور مولوی سلیم صاحب معہ پنچ گروہ کے
قید کئے گئے۔

قلع قمع قلعہ قمرنگر کرنول

اس انتظام کے بعد دفعتاً کڑپہ سے انگریزی پلٹن کرنول پر جا پہنچی
اور نواب غلام رسول خان سے قلعہ کے ملاحظہ کا حیلہ کیا نواب نے قلعہ خالی کر کے قریباً پانسو
جوانان عرب و روہیلہ کی جمعیت لئے زہرہ پیٹھ میں جا بیٹھے فوج انگریزی نے ادھر توپوں کے
گولے اتار سے سخت لڑائی ہوئی اور طرفین کے لوگ قتل ہوئے بالآخر نواب کرنول کو
گرفتار کر لیا اور سواری میانہ چناپٹن لیجا رہے تھے کہ راستہ میں مذہبی گفتگو پر نواب نے گالی
دی اسپر اونکو وہیں خنجر سے قتل کر ڈالا اور انکا تمام مال و اسباب سرکار انگریز نے ضبط اور
اٹھارہ لاکھ روپیہ حاصلات کا ملک داخل دولت انگلشیہ کر لیا اور اون کے پسماندگان کے
لئے کسیقدر روزینہ مقرر کر دیا۔

اس فراسی ناقابلیت اندیشی سے ایسا ملک جو چھوٹی سی سلطنت اسلامیہ کا نمونہ تھا اہل سرچیر
صاحبان انگریز کے تسلط میں چلا گیا اور نواب کے فرزند باُمید سرفرازی ریاست وظیفہ لینے پر

رضامند نہ ہوئے۔ نواب کے خاندان کے تین صاحبزادوں کی شادی سنہ ۱۲۳۵ھ میں بڑی دھوم دھام سے ہوئیں۔

انتقال نواب منیر الملک بہادر

اور اسی سال میں نواب منیر الملک بہادر مدار المہام سرکار نے اپنی پچیس لاکھ روپیہ کا قرضہ چھوڑ کر انتقال کیا جتنا قرضہ سرکار عالی سے ادا فرمایا مگر اونکی جائداد تا لاب میر عالم اور کل جائداد بعنوان کفالت داخل سرکار کر لیگئی اور کسیقدر جاگیر پرورش خاندان کے لیے چھوڑ دی گئی چونکہ اوس زمانہ میں اون کے خاندان کے سردار سراج الملک فرزند نواب منیر الملک بہادر صغر السن تھے اس لیے سنہ ۱۲۴۳ھ میں نواب ناصر الدولہ بہادر نے کل جائداد نواب سراج الملک بہادر کے تفویض فرمایا۔

سرفرازی وزارت براجہ چندو لال

بعد وفات منیر الملک بہادر کے راجہ چندو لال بہادر خدمت مدار المہامی سے سرفراز ہوئے اور باستقلال تمام اقتدارات مدار المہامی عمل میں لائے راجہ چندو لال کی خیرات اتبک زبان زد خلائق ہے ہر روز دو ہزار روپیہ اور ہر منگل کے دن ہندو شاہی دس ہزار روپیہ سے کم خیرات نہیں دیا جاتا تھا اور گوکل اشٹمی کے تہوار میں ایک لاکھ روپیہ صرف کیا جاتا تھا علاوہ بریں جو کوئی کم سے کم بارہ سو روپیہ نذرانہ گذرانتا اوسکی سو روپیہ سے کم ماہوار نہیں ہوتی تھی چنانچہ انہیں کارروائیوں سے بہت لوگوں نے سلسلۂ ملازمت پیدا کر لیا مگر ساتھ ہی اسکے یہ بھی ہوتا تھا کہ اونکی تنخواہیں ماہ بماہ نہیں ملتی تھیں اور ملک کا انتظام گتہ داری پر محول تھا۔ الغرض ان کے عہد وزارت میں داد و دہش کا بازار گرم تھا اور انتظام مملکت و صرفہ خزانہ شاہی انہیں کے اختیار سے ہوا کرتا تھا چنانچہ انہیں آب بابت چندو لال کا حیدرآباد مشہور ہو گیا اور جب محلات شاہی اور منصبداران دولت کی ماہوار یاں نہ ملیں تو نواب ناصر الدولہ بہادر نے راجہ چندو لال کو معزول کر دیا۔ اور راجہ چندو لال نے

سنہ ۱۲۶۱ھ مین اس جہان فانی سے کوچ کیا کسی نے مادہ تاریخ یہ کہا ہے

سخی داتا گیا دنیا سے اب ہاے
۱۲۶۱ھ

اور سراج الملک کو مدار المہام کیا پھر نواب امیر کبیر شمس الامرا بہادر ۱۲۶۳ھ اور اون کے بعد راجہ رام بخش پھر دوبارہ سراج الملک کو دیوانی سے سرفرازی بخشی۔

سنہ ۱۲۶۸ھ بائیسوین ذی قعدہ کو ایک اشتہار اس مضمون کا جاری کیا گیا کہ دسہرہ ایام عشرۂ محرم مین واقع ہوا ہے اگر اہل ہنود رسوم دسہرہ اور استادگی جھنڈہ وغیرہ عاشورہ مین کرینگے تو احتمال فتنہ و فساد کا درمیان اہل اسلام اور ہنود کے ضرور ہے اس سبب سے تمامی ہنود کو بذریعہ اشتہار ہذا حکم دیا جاتا ہے کہ وہ لوگ ایام عشرہ مین جھنڈے وغیرہ کھڑا کرنا موقوف رکھین اور بعد گذرنے ایام عشرہ ۱۵ محرم سنہ ۱۲۶۹ھ کو رسوم دسہرہ عمل مین لائین۔ اگر کوئی اقوام ہنود سے باوجود جاری ہونے اشتہار ہذا کے خلاف کریگا تو وہ لائق سزا ہے پس اس باب مین تاکید مزید جانکر موجب اس حکم کے عمل کرین۔

شیعہ و سُنی کی لڑائی کا حال و معزولی کوتوال اور طالب الدولہ حسن علیخان کے عہد کوتوالی

اور نواب سراج الملک بہادر کی وزارت مین شیعہ سُنی مین مذہبی امورات پر تکرار واقع ہوئی تو فریقین مین سخت لڑائی ہوئی یہانتک کہ مرزا عباس شالی بنڈ سے برادر کالے نواب میر صلابت علی کے مکان مین جو چادر گھاٹ کے پل کے قریب تھے مارے گئے اور اون کے مکانون کو آگ لگا دی گئی اور بہت سا مال و اسباب لوٹا گیا اس کے سوا اور بہت سے شیعہ مارے گئے بالآخر نواب ناصر الدولہ بہادر نے حسن علیخان کو کوتوال شہر کو معزول کر کر محمد وزیر کو کوتوال شہر مامور کر کے حکم دیا کہ جلد تر اس ہنگامے کا بند و بست کر دیا جاے تا امنیت خلق اللہ مین خلل واقع نہو۔ اور نواب سراج الملک کی عہد وزارت مین بسبب باقی

ملک برار دیئے جانے کا حال رہجانے تنخواہ افواج کنٹنجنٹ کی حسب مطالبہ لارڈ ولزلی گورنر جنرل بہادر باوجود عدم رضامندی مجبوراً اسالانہ پچاس لاکھ روپیہ محاصل کا ملک برار زرخیز بطور یا مالی اس شرط پر سرکار انگریزی کے تفویض کیا گیا بعد وضع اخراجات کے باقی تر سرکار نظام کے خزانۂ عامرہ مین داخل ہوا کرے۔

اس کے تھوڑے ہی زمانہ بعد آخر سنہ ۱۲۲۹ھ مین نواب سراج الملک بہادر بہی اس جہان فانی کو چھوڑ کر ملک عقبیٰ کا راستہ لیا۔

سرفرازی وزارت بہ نواب مختار الملک اور ان کے انتقال کے بعد نواب ناصرالدولہ بہادر نے اون کے بھتیجے میر تراب علیخان بہادر سالار جنگ مختار الملک کو خلعت وزارت سے سرفراز فرمایا اس وزیر ارسطو تدبیر نے آغاز سال وزارت مین سب سے پہلے عربون کا زور توڑنا شروع کیا اور جنکے قبضہ مین ملک کی بڑی آمدنی تھی اوس کے نکالنے کی تدبیر کی چنانچہ تیرہ لاکھ روپیہ کا علاقہ عمر بن عوض سے سترد کر لیا گیا اور عربون کا قرضہ ادا کر کے پندرہ لاکھ روپیہ کا ملک واپس کر لیا پہلے ہی سال وزارت مین چالیس لاکھ روپیہ کی مالگذاری کا ملک مرہونہ چھڑا لیا گیا اور دو ہزار نفر جمعیت عرب و روہیلون مین سے تخفیف کر دیئے گئے۔

اسی سال فوج کنٹنجنٹ سرکار نظام و روہیلون کی سرکشی کے دفع کرنے کو اور ایکہزار فوج معہ توپ خانہ کوٹہ والون کی سرکوبی کے لیے مامور ہوی۔

سنہ ۱۲۳۱ھ مین قحط پڑا اور بنی نوع انسان کی حفاظت کے لیے بندوبست کیا گیا اور اسی سال طریقہ گتہ داری کا عمل موقوف کیا گیا اور تشخیص مالگذاری کے لیے امانت و دیانت دار اہلکار مقرر کیے گئے۔

سنہ ۱۲۳۲ھ مین ملک کی رونق شادابی پر نظر آنے لگی اور سلطنت کا اعتبار بہی زیادہ بڑھ گیا

اسی سال مین بردہ فروشی کا طریقہ بند کر دیا گیا ۔

المختصر نواب ناصرالدولہ بہادر ایک روز بطور سیر ماہ شعبان مین تشریف فرمائے سرورنگر ہوئے دفعتاً ۲۱ ماہ مذکور کو بعارضہ اسہال علیل ہو گئے اور روز بروز بیماری زیادہ ہوتی گئی آخر ۲۸ ماہ مذکور کو سرورنگر سے بلدہ کا ارادہ فرمایا چونکہ مزاج مین بدرجہ کمال ضعف تھا اثنا رراہ مین میانہ سواری لمحہ لمحہ اتارتے ہوئے داخل محلسرائے شاہی ہوئے بیماری کا وہی حال رہا ۱۹ روز تک بیمار رہے آخر ۲۲ رمضان ۱۲۷۳ھ چار گھڑی رات گذری تھی کہ اس جہان فانی سے رحلت فرمائی ۴۶ سال چند ماہ کی عمر پائی ۲۰ سال دس ماہ پانچ روز حکمران ریاست رہے یہ رئیس بڑے دیندار خدا پرست پرہیزگار متقی عالم و عادل تھے آپ نے اپنی ساری عمر مین انگریزی کپڑا کسی قسم کا نہین پہنا ۔ اور جب بزرگان دین کی زیارت کے لیے سواری جایا کرتی تھی بعد نذر نیاز کے مراجعت کے وقت کسی کو روپیہ کسی کو اشرفی خیرات کرتے ہوئے آتے تھے جنکی وفات کا صدمہ عظیم رعایا و اہل ملک کو پہونچا شہر مین کہرام مچگیا آخر بعد ادائے نماز جنازہ صحن مکہ مسجد دارالسلطنت حیدرآباد مین دفن کیا گیا ۔ چنانچہ مولوی حافظ محمد شمس الدین فیض عارف کامل و شاعر حق گفتار نے جو تاریخ وفات نواب ناصرالدولہ غفران منزل کہی ہے وہ ہدیہ ناظرین ہے ۔

قطعہ تاریخ وفات

درین دیر خراب آباد بے بنیاد عالم کش — قضا گردید روزے باریاب ناصرالدولہ

جہانی گشت محزون از انتقال آنجہان پیدر — اجل شد طوق گو در رکاب ناصرالدولہ

چو بر باب آنجناب آمد سنش ای فیض جو ہاتف گفت — بجلد علم نزل آمد جناب ناصرالدولہ

اور آنجناب کی اولاد مین سے اول نواب میر تہنیت علیخان بہادر افضل الدولہ بہادر ہین جنکا ذکر

ہیں آیندہ ہونے والا ہے — اور دوم نواب میر جہانگیر علیخان بہادر روشن الدولہ تھے

ذکر جلوس سریر آرائے نواب میر تہنیت علیخان بہادر افضل الدولہ آصف جاہ خامس خلد اللہ ملکہ و دولتہ

نواب افضل الدولہ بہادر سلخ ربیع الاول سنہ ۱۲۴۳ھ بروز دوشنبہ پیدا ہوئے اور ۱۴ رمضان سنہ ۱۲۷۳ھ بروز سہ شنبہ سریر آرائے دولت آصفیہ ہوئے اور دربار منعقد ہوا ارکان دولت و اعیان سلطنت و امرائے عظام و راجہ مہاراجہ و ڈیوڈسن صاحب رزیڈنٹ دولت انگلشیہ مع چند نامور انگریزی عہدہ دار حاضر دربار شاہی ہوئے —

نواب سر سالار جنگ مدار المہام سرکار عالی و راجہ راجایان مہاراجہ نریندر پرشاد بنیرۂ راجہ چندو لال اور امرائے دولت و ارکان سلطنت و رزیڈنٹ صاحب بہادر کی نذرین گذرین اور ہر ایک مورد الطاف خسروانہ ہوکر دربار برخاست ہوا —

نواب افضل الدولہ بہادر نے تخت نشینی کے بعد تین سو حافظ قرآن شریف اور پچیس اشخاص بخاری شریف اور مشکوۃ شریف و حصن حصین کے پڑھنے والے اور گیارہ جماعتین مولود خوانون کی اور پانچ ہزار جوانان عربی غول کے جدید مامور فرمائے —

اور ہمیشہ بعد نماز صبح کے وہ لوگ جو حافظ قرآن مقرر کئے گئے تھے ختم کرتے تھے اور بعد ختم شیرینی تقسیم ہوتی تھی اور خود بدولت بھی کبھی کبھی ختم قرآن میں تشریف لاکر شریک رہا کرتے تھے اور کسیکو تعظیم کے لیے اوٹھنے کا حکم نہ تھا۔ غرضکہ نواب افضل الدولہ بہادر بڑے جید عالم اور خدا پرست و بیدار سچے موحد خدا ترس درویش دوست اور علماء و فضلاء اور حفاظ کی بڑی توقیر و قدر کرتے تھے درویشون اور حاجتمندون کے ساتھ ایسا سلوک فرمایا کہ ہر ایک کو امیر و غنی بنا دیا جاگیرین عنایت کین اور جہاز تیار کروا کے حاجیون کے

لیے وقف فرمایا سخی رحیم اور فیاض تھی کا یہ حال تھا کہ جو سائل سامنے آیا اوسکا دامن زر و جواہر سے بھر دیا جاتا تھا۔

اور لہو و لعب سے بالکل پرہیز تہا چنانچہ حکم دیا کہ تمامی کلال خانہ شہر بدر کر دیے جائیں اور کوئی خرید و فروخت سیندہی و شراب شہر میں کرنے نپائے جسکا رواج آجتک چلا آرہا ہے اور ترمیم چار کمان کیلیے حکم ہوا اور مکہ مسجد کا صحن جو چونے کا تہا سنگ بست کر دیا گیا اور محل مبارک میں عمدہ عمدہ مکانات خوشنما وضع بنائے گئے اور ایک چومحلہ جسکے چاروں طرف چار مکان مسمی بہ آفتاب محل و مہتاب محل و تہنیت محل و افضل محل بہت ہی خوشنما طیار ہوئے جنمیں لاکھوں روپیہ کے شیشہ آلات و جہاڑ کانچ وغیرہ سے آراستہ ہوئے اور ہر عشرہ شریف میں تین لاکھ روپیہ خیرات میں صرف کیا جاتا تھا اور ہر دوازدہم شریف و یازدہم شریف و ماہ صیام میں بریانی کی دیگین باورچی خانہ شاہی سے مسجدوں و درگاہوں میں روانہ کیجاتی ہیں چنانچہ آجتک یہی معمول جاری ہے۔ نواب افضل الدولہ بہادر کے جود و سخا اور عدل و کرم و خصائل پسندیدہ کا تذکرہ حصہ اول کتاب ہذا میں پہلے ہی ہدیہ ناظرین کر دیا گیا ہے۔

معتمدی کے اسباب اور اسکا خلاصہ اور سرکار نظام کی وفاداری دولت انگلشیہ کیساتھ

نواب افضل الدولہ بہادر کی اوائل تخت نشینی کا وہ زمانہ تہا جسمیں بوجہہ غدر ہندوستان انگریزوں کے اوپر چاروں طرف سے آفت برپا تھی اقلیم ہندوستان کی فوجین بدل گئیں تھیں چنانچہ امن و امان کا نشان تک نہ تھا تار توٹ گیا ڈاک و ریل لٹ گئی جسکی لاٹھی اوسکی بھینس کا مضمون تہا قتل و غارت ہو رہا تھا گویا عالم تاریکی میں پھنسی ہوئی تھی ملک صد مقام دولت انگلشیہ لیکر دہلی تک بغاوت شدت تمام پھیلی ہوئی تھی لکھنو اور دہلی باغیوں کے بھاری مرکز تھے۔

خلاصہ اس بغاوت کا یہ ہے کہ سب سے پہلے ایک خبر بے بنیاد وحشت انگیز عام ہو کر پھیل گئی
کہ دولت انگلشیہ نے مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ سارے راجاؤں اور نوابوں کو بے دخل کر کے
ہندوستان کو اپنی عملداری میں شامل کر لے —

اور دوسرے یہ خبر ہے کہ کیا ہندو اور کیا مسلمان سب کے مذہب کو بگاڑ دے —

باتفاق زمانہ ۱۸۵۷ء مطابق ۱۲۷۳ھ کے شروع میں ہندوستانی فوج کے لیے نئی قسم کی رفل
بندوقیں بھی ملیں جن ان کے کارتوسوں کو بندوقوں میں بھرنے سے پیشتر چربی وغیرہ سے
چکنا ضرور ہوتا تھا مفسدہ پردازوں نے اس امر کو ایک بڑی حجت گردان کر یہ ظاہر کیا کہ ان
کارتوسوں میں سور اور گائے کی چربی لگی ہے جس سے ہندو اور مسلمان دونوں کا ایمان
جاتا رہے گا —

غرضکہ اول اول میرٹھ کی چھاؤنی میں ایک نہایت خوفناک مفسدہ برپا ہوا اور پھر آناً فاناً
سارے ہندوستان اور اس پاس کے صوبوں میں پھیل گیا اس فساد کے بڑے واقعات
یہ تھے —

پہلے میرٹھ دہلی کانپور اور اور مقامات میں ماہ مئی و جون جولائی ۱۸۵۷ء مطابق ۱۲۷۳ھ
میں غدر مچنا اور ہندوستانی سپاہیوں کے ہاتھ سے فرنگیوں کے زن و بچے تک کا قتل ہونا

دوم ماہ جون سے دہلی کا محاصرہ شروع ہونا اور آخر کار ستمبر ۱۸۵۷ء مطابق ۱۲۷۳ھ میں فوج
انگریزی کا شہر دہلی کے حصن حصین پر یلا کر کے اسکو فتح کرنا —

سوم لکھنؤ میں جو انگریز تھے انکا اپنی پناہ گاہ کو بچائے رکھنا —

اور پھر جنرل ہیولاک اور اوٹرم کے تحت ستمبر ۱۸۵۷ء میں فوج انگریزی کا ان کی
مدد کو پہونچنا —

چہارم سرکالن کمبل جسکو پیچھے لارڈ کلائیڈ خطاب ملا اُس کے ماتحت فوج انگریزی کا دوسری مرتبہ لکھنو کے انگریزوں کی مدد کے لیے جانا اور آخر ۱۸۵۸ء مطابق ۱۲۷۵ھ میں اودھ اور اوس کے آس پاس کے اضلاع میں بغاوت کا بالکل مٹ جانا -

پنجم ۱۸۵۸ء کے شروع میں سرہیوروز کے معرکہ آرا یون سے وسط ہند کا باغیون سے پاک ہو جانا مفسدی کے وقت جو انگریز اس ملک میں متفرق موجود تھے وہ باغیوں کی تعداد کے مقابلہ میں بہت ہی تھوڑے تھے لیکن اون کے تذکرے مفسدی کی تاریخ کو بڑی زینت حاصل ہے اور انہین ایام میں گورنر بمبئی نے رزیڈنٹ حیدرآباد کو لکھا کہ دہلی باغیون نے فتح کر لی اور سیکڑوں انگریز قتل و برباد ہو گئے اور اس وقت مصیبت میں اگر سرکار نظام کیطرف سے امید وفاداری ہو ئی تو ہم لوگوں کا کچھ ٹھکانا ہی نہیں ہے -

گورنمنٹ ہند اور رزیڈنٹ حیدرآباد کرنل ڈیوڈسن نے اس امر کو پورے طور سے تسلیم کر لیا تھا کہ اگر حضور نظام نے ذرا بھی حرکت کی یعنی ایسے وقت میں انگریزون سے مخالفت کی تو پھر انگریزی قبضہ بالکل جاتا رہیگا چنانچہ اوس وقت مراسلات جو درمیان رزیڈنٹ اور گورنمنٹ ہند کے ہوئے ہے شاہد حال ہین -

الغرض یہ سنتے ہی نواب افضل الدولہ بہادر نے انگریزوں کی طرفداری مین قدم بڑھایا اور انکی جان و مال و آبرو کی حفاظت و حمایت دولت انگریزیہ کے لیے لشکر سرکار نظام مامور ہوا چنانچہ فوج کنٹنجنٹ نظام سرزمین ہندوستان گوالیار اور قلعہ کالپی وغیرہ ملک مالوہ پر پہونچی اور چند منحرف راجگان ہند کی سرتابی کر کے اپنی فتحمندی کا نقارہ بجایا اور بڑی خیرخواہی و ثابت قدمی سے جنگ و پیکار کر کے شعلۂ فتنہ و فساد کو سرد کر دیا -

اور اسی زمانہ غدر و خوف خطر کے موقع پر اپنے ملک اور ہم وطنوں کی خیرخواہی و سرکار انگریزی

کی وفاداری وثابت قدمی مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہین رکھا گیا اگرچہ دارالسلطنت حیدرآباد مین بھی چند مفسد بد اندیش کوٹھی رزیڈینسی پر حملہ کئے تھے مگر تاب آتشکاری نہ لاکر بھاگ کھڑے ہوئے چنانچہ طرہ باز خان اور علاء الدین گرفتار کر لیگئے طرہ باز خان نے تو اوسکی [illegible] قید حیات سے نجات پائی اور علاء الدین نے دریاے شور کی سزا پائی —

زمانہ بغاوت ہندوستان کے حال مین جہان ایسے ایسے عمدہ دلچسپ تذکرون کے سننے سے دلکو تسکین ہو سکتی ہے اسیطرح باغیونکی کمال غداری کے واقعات سننے سے بڑا رنج ہوتا ہے باغیون نے اکثر موقعون پر نہ صرف انگریزہی کے قتل پر اکتفا کیا بلکہ اون کے بہت سی بیکس عورتون اور بچون کو بھی وحشیانہ حرکت سے ہلاک کیا۔

مگر حق تو یہ ہے کہ ان قاتلون کو اسکی پاداش مین جو سزا ملی ہے اوسمین انگریزون کیطرف سے بھی سخت ترین انتقام اور محض فضول بیرحمی عمل مین آئی —

سراج الدین محمد بہادر شاہ ابو ظفر اس اتہام پر کہ وہ باغیون کے سردار بنے پکڑے گئے اور اونکا ایک پوتا اور دو بیٹے بعد فتح دہلی گولی سے ناحق مار دیگئے اور اکثر سردار وناکردہ گناہ پھانسی پر لٹکا دیے گئے اور بادشاہ دہلی اخیر بتجویز مقدمہ کے بعد رنگون بھیجدیے گئے انہون نے ۱۹ سال تعلق سلطنت اور ۶ سال قید جملہ ۲۵ سال ۱۰ ماہ ۲۰ روز سال جلوس سے بروز سہ شنبہ ۱۴ جمادی الاول ۱۲۷۹ھ مین قید حیات سے نجات پائی۔

لیکن سپاہیونکی بغاوت سے جو خرابیان اور دقتین پیش آئین اون سے یہ بھی نتیجہ پیدا ہوا کہ انگلستانی پارلیمنٹ نے مصمم ارادہ کر لیا کہ آئیندہ حکومت ہند کمپنی سے متعلق نہ رہے بلکہ خاص ملکہ معظمہ وکٹوریہ قیصر ہند کے قبضہ اختیار مین آجاے اور ملکہ ممدوحہ کیطرف سے ایک مدبر یعنی نائب السلطنت ہند مین اور ایک وزیر انگلستان مین مملکت ہند کا انتظام کر

چنانچہ اسی تجویز کے بموجب لارڈ کیننگ بہادر ہند کے سلطنت انگریزیہ کا اول وائسرائے مقرر ہوا اور
اوس وقت سے اب تک ہر گورنر جنرل اس خطاب سے ممتاز ہوتا ہے۔

الحاصل [illegible] میں بغاوت کا فتنہ آہستہ آہستہ سب جگہ سے رفع ہو گیا اور باغیوں کے دو چار
گروہ جو باقی رہ گئے تھے اونکو بھی تعاقب کرتے کرتے تباہ و برباد کر دیا۔

اوس وقت گورنر جنرل بہادر نے نواب افضل الدولہ بہادر سرکار نظام میں لکھا کہ ایسے نازک وقت
میں حقِ وفاداری و ثابت قدمی جو آپ کی طرف سے عمل میں آئی گورنمنٹ آف انڈیا اس سے نہایت
شکر گذار ہے اور وعدہ کرتی ہے کہ آئندہ ان وفاداری کے نسبت اور طریقہ سے بھی خوشنودی ظاہر
کی جائے گی۔

اور لارڈ کیننگ بہادر ولایت جانے کے قبل اور جو بڑے بڑے سرکاری کام اخیر زمانے میں انجام دئے
اونمیں سے ایک یہ بھی تھا کہ سرکار انگریزی کے باجگذار رفرمان روایان ہند جو زمانہ بغاوت میں
سرکار کی وفاداری و خیر خواہی میں سرگرم رہے تھے اونکو سندیں بھی عطا کیں جن سے وہ دولتِ انگلشیہ
کے رؤسائے ماتحت قرار پائے اور اونکی یہ خاطر جمع کی گئی کہ جو قول و قرار انہون نے سرکار انگریزی کے
ساتھ کئے ہیں۔ اگر وہ ان سب کو وفاداری سے پورا کرینگے اور ملکہ معظمہ کشور ہند قیصر ہند کی اطاعت میں
ثابت قدم رہیں گے تو اونکی امن و آسایش و ریاست و حکومت و عزت و عظمت میں کچھ خلل نہ آئے گا اور
فرزند نرینہ کے نہ موجود ہونے کی حالت میں اونکو کسیکو متبنیٰ کرکے وارث ریاست مقرر کرنے کا بھی
اختیار ہوگا۔

نواب مختار الملک بہادر وزیر سرکار نظام
اور رزیڈنٹ صاحب بہادر پر چلانا حملہ

سنہ [illegible] میں نواب مختار الملک بہادر وزیر دولت آصفیہ سرکار نظام
اور کرنل ڈیوڈسن صاحب بہادر رزیڈنٹ دربار سلطانی سے
واپسی کے وقت ملاقاتی کمرے کے نزدیک پہونچتے ہی جہانگیر خان نامی ایک شخص نے ان دونوں پر

قرابین کا فیر کیا یہ دونون سردار تو بچ گئے اور جہانگیر خان تلوارون کے سایہ مین کر لیا گیا اور وہ ایک مہینے تک زندہ رہکر قید حیات سے نجات پائی۔ مگر یہ راز نہ کھلا کہ اوسنے ایسی حرکت کیون کی۔ نواب افضل الدولہ بہادر کو اس واقعہ سے سخت حیرت ہوئی چنانچہ نواب ممدوح الشان سے رزیڈنٹ کو فوجی حلقہ مین بحفاظت تمام تا بکوٹھی رزیڈنسی پہونچا دیا۔

اسی سال بادشاہ دہلی کا قدیم سکہ جو یہان مروج تھا حسب ایما گورنر جنرل لارڈ کیننگ صاحب بہادر تبدل ہو کر ایک طرف نظام الملک آصف جاہ دوسری جانب ضرب حیدرآباد قرار پایا اور سالار جنگ کو انہین دنون مین دربار دولت آصفیہ مین مختار الملک وزیر اعظم کا خطاب ملا اور اسی برس مدرسہ صدر دارالعلوم (؟) مین دمدار ستارہ نمایان ہوا۔ انہین ایام مین عہد و مرور خلق اللہ کے لیے بنا پل دروازہ افضل گنج کی رکھی گئی اور سنہ ۱۲۷۲ھ مین پل تیار ہوا۔

تاریخ تیاری پل

بعہد افضل الدولہ بہادر — نظام الملک آصف جاہ دوران
الٰہی تا بود تابان مہ و خور — بود خورشید اقبالش درخشان
سکو دیوان او مختار الملک است — کہ نیکی را بود ہرحال خواہان
بود کرنیل ڈیوڈسن بہادر — سفیر نیک دل ذی شوکت و شان
ز حسن رائے سر این پل — بنا شد ہمچو طاق ہفت ایوان
صراط مستقیم شد و موسے — ز مغنی مصرع تاریخ برخوان

۱۲۷۲ھ

اور آبادی افضل گنج نہایت عجلت کے ساتھ شروع ہوئی اور ایک بہت بڑی مسجد تعمیر ہوئی اور اسکے پہلو مین ایک بہت بڑا دارالشفا سنہ ۱۲۷۴ھ مین کھولا گیا۔ علاج کے لیے پہلے حکیم میر وزیر علیخان بہادر سلطان الحکما اور اوسکے بعد مرزا علیخان بہادر حکیم الملک مقرر کیے گئے اسکے بعد ڈاکٹر لومنٹ زنانی

سرجن وہان کا جو مستہتم ہوا۔ اور اوسکی ماتحتی مین حکیم تراب خان صاحب اور دو عیسائی عورتین متعین ہوئین
اور اسی شفاخانہ مین بیماران مرضعہ کے لیے سرکار سے دوا وغذا اور اونکے آرام و آسایش کا کل سامان
مہیا کیا گیا ممالک محروسہ مین جابجا تعلقات و صدر مقام پر دواخانجات کہولے گئے۔ علاوہ ان مرضا
کے لیے عدالتین قائم ہوئین۔ اور تعلیم کے لیے مدارس قائم کئے گئے خاص دارالسلطنت مین جو
دارالعلوم و مدرسہ اعزہ و مدرسہ عالیہ و مدرسہ طبابت۔ علی ہذا تمامی ممالک محروسہ سرکار نظام مین
مدارس کہولے گئے۔

اور ۳۱ دسمبر ۱۸۶۰ء مطابق سنہ ۱۲۷۷ ہجری مین سرکار انگریزی سے ایک جدید عہدنامہ کے رو سے
ملک شوراپور جو وہان کے راجہ کی بغاوت و سرکشی سے ضبط ہوا تہا سرکار نظام کو دیا گیا۔ اور اوسکے
سوا رائچور و دوابہ اور دہاراسیون و نلدرگ بہی مسترد کیا گیا اور پچاس لاکھ روپیہ قرضہ سرکار کے
مطالبے سے سرکار برٹش انڈیا دست بردار ہوئی اور ۲۲ صفر سنہ ۱۲۷۷ مین نواب افضل الدولہ بہادر کو
(نایٹ کمانڈر آف دی اسٹار آف انڈیا) خطاب اور ملکہ معظمہ کیطرف سے جواہرات و طرہ و
ہفت ہار سرپیچ۔ جیغہ کلغی اور مرصع تلوارین و ایک پیش قبض اور ایک سپر جواہر نگار و دوشالہ کمخواب
تحایف ۲۳ ماہ مذکور کو پیش ہوئے۔

اور نواب مختار الملک بہادر و نواب شمس الامرا امیر کبیر بہادر کے لیے بہی گورنمنٹ انگریزی کی
طرف سے بتیس ہزار کے قیمتی تحائف آئے۔ اسی سال ہم نو ذیحجہ کو بارشاہی ایک اور دمدار ستارہ
طلوع ہوا۔

سنہ ۱۲۷۹ھ مین بارش نہونے کی وجہ سے قحط واقع ہوا ایک روپیہ کو ایک سیر چانول بکتے تہے
نواب افضل الدولہ بہادر نے حفاظت بنی نوع انسان کے لیے پانچ لاکھ روپیہ کا غلہ خرید
کروا کے غریبون کی جانین بچائین۔

سنہ ۱۲۸۲ھ مین ایک مجلس مالگذاری دار السلطنت مین قائم کی گئی مگر چند ہی سال بعد اسکا شکست ہوا اور صدر المہام مالگذاری و صدر المہام عدالت و صدر المہام کوتوالی و صدر المہام متفرقات مامور ہوئے بار ثانی سنہ ۱۲۸۳ھ مین قحط سالی نے زور دکھلایا آپکی انتظام و حفاظت مخلوق الہی کے لئے بہت سا روپیہ صرف کیا گیا اور جمعیت و لشکریونکی تنخواہین بھی بڑھادی گئین -

تقسیم ملک اور اسکا انتظام سنہ ۱۲۸۴ھ مین ممالک محروسہ سرکار نظام پانچ صوبہ اور سترہ ضلع پر تقسیم کیا گیا ہر صوبہ پر ایک صدر تعلقدار یعنی کمشنر اور ہر ضلع پر ایک اول تعلقدار یعنی کلکٹر اور دو دو تین تین ماتحت تعلقدار اون کے مقرر ہوئے اور ہر ایک تعلقہ پر ایک تحصیلدار مامور کیا گیا - اور اسی زمانہ مین صیغہ جوڈیشل اور صیغہ تعمیرات و صیغہ طبابت و محکمہ صفائی اور محکمہ تعلیمات قائم کئے گئے پنجم ربیع الثانی سنہ ۱۲۸۳ھ ہجری اعلیحضرت قدر قدرت ظل سبحانی حضرت بندگانعالی متعالی حضور پرنور نواب میر محبوب علیخان بہادر مدظلہ العالی نے ولادت پائی اور اسی سال چھٹی جمادی الاول بعد از مغرب پورا چاند گہن ہوا -

سنہ ۱۲۸۵ھ ۲۸ ربیع الثانی بروز سہ شنبہ پہر دن سورج گہن شروع ہوا - اور اسکا عمل دو پہر تک تھا چونکہ تمام قرص کا گہن تھا اندھیرا ہوگیا تھا تارے صاف نظر آنے لگے تھے یہ حالت کوئی دس پل رہی ہوگی کہا جاتا ہے کہ ایسا گہن دو سو برس پہلے ہوا تھا اور اسی سال ابتدا ذی قعدہ مین نواب افضل الدولہ بہادر کا مزاج ناسازگار ہو گیا حکیم شفائی خان اور حکیم ناور علی معالج تھے - اخیر مین حکیم محمد اشرف اور فیض احمد خان بھی شریک معالجہ ہوگئے تھے - لیکن کچھہ فائدہ نہ ہوا آخر ایسا حاتم دل رئیس ۱۴ ذی قعدہ بروز جمعہ ۱۲۸۵ھ مین محو نیا واہل دنیا کو اپنی ماتمداری مین مبتلا کر کے رحلت فرمائی دروازے قلعہ اور شہر پناہ کے بند ہوگئے اور طیاری تجہیز و تکفین کی شروع ہوئی اور بعد ادائے نماز جنازہ مکہ مسجد مین دفن کئے گئے

کل بارہ سال ایک ماہ بیس روز حکمران ریاست رہے اور ۴۲ سال کی عمر پائی - اس مدت سلطنت میں ایسے ایسے کار خیر و برکت ہوئے جنکا ظہور آجتک رعایا و اہل ملک کو ہر روز نظر آتا ہے مگر ابھی اون کے عہد کے خیر و ثواب رعایا و اہل ملک کے نزدیک باقی ہے -

حق تو یہ ہے کہ یہ اپنے خاندان کا چشم و چراغ تہا - بہت سے اہل ہنر اونکی کمال پروری سے دارالسلطنت حیدرآباد میں کھنچ آئے - اور شہر حیدرآباد علم و ہنر کا معدن ہوگیا رعایا انکے عہد سلطنت کو عیش اور امن کا گہوارا سمجھتی تہی -

تاریخ رحلت نواب افضل الدولہ مغفرت مکان

رحل المالک ماح الجنۃ — ولید وحی فاح الجنۃ
قلت تاریخ وفات لہ — افضل الدولۃ لراح الجنۃ

بعد رحلت فرمائی نواب افضل الدولہ مغفرت مکان کے بعد از مغرب نام نامی گرامی اعلیحضرت قدر قدرت خداوند نعمت حضور پرنور بندگان عالی متعالی حضرت ظل سبحانی نواب میر محبوب علیخان بہادر خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ سے منادی ہوئی اور آپ دو سال سات مہینے سات دن کے عمر میں جلوہ افروز تخت سلطنت آصفیہ ہوئے -

ذکر خیر سریرارای خاقان زمان اعلیحضرت قدر قدرت ظل سبحانی گردون قباب حضور پرنور بندگان عالی حضرت نواب میر محبوب علیخان بہادر فتح جنگ نظام الملک آصف جاہ خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

نواب افضل الدولہ مغفرت مکان کی زیارت کے روز ارکان دولت و اعیان سلطنت باتفاق بموجب مشورہ نواب مختار الملک بہادر وزیر اعظم دولت سرکار نظام ۱۵ ذیقعدہ ۱۲۸۵ھ دوپہر کے وقت اعلیحضرت قدر قدرت خداوند نعمت حضور پرنور بندگان عالی متعالی نواب

میر محبوب علیخان بہادر خلد اللہ ملکہ و دولتہ کو سریر آرا سے دولت آصفیہ ہوئے سا نذر
رزیڈنٹ مسدود امنرون کے حاضر ہو کر رسم ماتم پرسی ادا کی وارکان دولت نے تعزیت کی
نذرین گذرانین - اور جلوس میمنت مانوس اعلحضرت کا ۱۶ تاریخ بروز دوشنبہ
ارکان دولت و اعیان سلطنت اور رزیڈنٹ صاحب مع مسٹر فریزر صاحب اور ڈاکٹر
اور ڈاکٹر وندڈ صاحب کے علاوہ ۳۰ جلیل القدر سردار بھی حاضر دربار ہوے اور نذرین
مبارکباد کی گذرین -
نواب مختار الملک امور سلطنت کے لیے کفیل اور نواب امیر کبیر شمس الامرا تا سن شعور
حضور قرار پائے -
۱۲۹۰ ہجری میں جشن رسم تسمیہ خوانی اعلحضرت اقدس و اعلی پر تکلف سے ترتیب دیا گیا
اس تقریب میں شب کو جلسہ میں علما و فضلا دوران وارکان دولت و اعیان سلطنت
دولت خانہ شاہی تھے ہر ایک نے بحسب مراتب جوڑے و خلعت والعام اکرام سے سرفرازی
پائی اور اسی شب میں کثرت روشنی سے شب ماہ کا مقابلہ کیا خصوصا محلات شاہی
عموما تمامی شہر میں بلکہ روشنی چار مینار کرہ آتشین بنی علی ہذا افضل گنج سے تا کوٹھی
رزیڈنٹ صاحب بہادر شادیانہ خوشی بجتے تھے گویا دن عید اور رات شب برات تھی
اور کل دفاتر سرکار عالیہ میں دو روز تعطیل رہی -
اور مولانا افضل العلما مولوی محمد زمان خان صاحب ایکہزار روپیہ ماہانہ پر اور اونکی تحت میں
حاجی محمد انوار اللہ صاحب اور مولوی محمد مسیح الدین خان صاحب اور نواب آغا مرزا
و حافظ انوار الدین خان بہادر محبوب نواز جنگ و محمد مظفر الدین خان بہادر خوشنویس
بہادر بدولت یار جنگ اتالیق - اور تحصیل علم انگریزی کے لئے مسٹر کلارک صاحب بہادر

کرون صاحب بہادر و ناؤسن صاحب اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ کے تعلیم کے لئے مامور ہوئے۔

اعلیحضرت کے مصاحبین کا حال۔

اور سب سے پہلے مصاحبت میں امرا و عظام سے نواب محتشم الدولہ بہادر۔ اور نواب عمدۃ الملک اعظم الامرا امیر اکبر محمد مظہر الدینخان بہادر بشیر الدولہ اور نواب امیر کبیر شمس الامرا سر خورشید جاہ بہادر اور نواب سکندر جنگ اقبال الدولہ اقتدار الملک وقار الامرا بہادر اور نواب ظفر جنگ بہادر وغیرہ۔

اور مقربان بارگاہی و اتالیقی کے لئے نواب معزز یار جنگ و نواب فیروز یار جنگ ورنواب فرخندہ یار جنگ بہادر۔ اور نواب اقبال یار جنگ اور نواب شہسوار جنگ اور نواب صدر الدینخان شرف یاب جنگ بہادر ورنواب مستحکم جنگ محبوب یار الدولہ اور نواب اکرام جنگ بہادر۔ ورنواب مرزا محمد علی بیگ خان بہادر افسر جنگ افسر الدولہ۔ اور نواب محبوب یار جنگ ناظم الدولہ وغیرہ مامور

مختار الملک کا پہلا دورہ

اور نواب مختار الملک کا پہلا دورہ سنہ ۱۲۸۶ھ میں مع رزیڈنٹ صاحب بہادر اورنگ آباد کیطرف ہوا اور بعد معائنہ ملک بندر بمبئی تک گئے اور وہاں پر گورنر بمبئی کے یہاں رہے اور پھر اورنگ آباد آکر کانگانو کی طرف گئے اور وہاں پر لارڈ میو صاحب بہادر گورنر جنرل سے ملاقات کی اور پھر کچھ روز بعد کلکتہ جاکر ویسرا سے بہادر کے مہمان رہے اسی سال حسن آباد گلبرگہ شریف سے حیدرآباد تک ریل کی بنیاد شروع ہوئی اور اسی سال میں نواب مختار الملک وزیر اعظم سرکار دولت آصفیہ مدار المہام اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ و دولتہ حضور معظمہ قیصر ہند سے (نائٹ گرانٹ کمانڈر آف دی اسٹار آف انڈیا) کا تمغہ ملا۔

پھر سنہ ۱۲۹۵ھ میں نواب مختار الملک بجانب اعلیحضرت بادشاہی لارڈ نارتھ بروک صاحب بہادر گورنر جنرل ہند کے دربار میں شریک ہونے کیلیے بمبئی گئے اور اسی سال شہزادہ عالی [illegible] ہندوستان ہوئے۔

جلوسی سواری اعلیحضرت اقدس اعلیٰ کا حال

اور سنہ ۱۲۹۶ ہجری میں اعلیحضرت کی سواری جلوسی بڑی شان و تجمل شاہانہ سے خاص محل مبارک سے آصف نگر کے باغ میں رونق افروز ہوئی۔ چنانچہ سب سے پہلے ایک نشان ہاتی پر علم اڑتا ہوا۔ پیچھے اسکے ہاتیوں پر ہندوستانی ماہی مراتب اپنی ولایت کے طوغ و علم۔ برچھی اور فولادی نقارے اور دمامے بجتے ہوئے اور بعد ان کے اور ہاتی ہودج سے سجے ہوئے سونڈوں میں فولادی زنجیریں لیے گلوں میں ہیکلیں پیشانیاں شام و شفق کی طرح رنگین۔ اور سپر شہری رپہلی ڈھالیں۔ زربفت کی جھولیں پاؤں تک لٹکتی کسی پر ہودج کسی پر عماری۔ ریشمی اور کلابتونی رسیوں سے کسی گردنوں پر مہاوت لباس زربفتی سے ملبوس کمر میں کٹار ایک ہاتھ میں گجباگ دوسرے میں انکس جھومتے جھامتے چلے جاتے تھے آگے پیچھے چوکیدار سانڈنی سوار جھالے پر چھت باندار شیلے لگائے بھاگے جاتے تھے۔

پھر سواروں کے پرے سر سے پاؤں تک لوہے میں ڈوبے بہادر نوجوان ترک بچے۔ افغان۔ حبشی۔ راجپوت۔ دو دو ہاتھ ارینہ حائل کئے ہوئے۔ بعضوں کے فولادی خود سروں پر دہرے۔ کمر میں قرولی اور کٹار۔ پشت پر گینڈے کی ڈھال۔ چار آئینہ کہنیوں تک دستانے چڑھے ہاتھوں میں برچھا لگا ہوا سے قرابین اٹکتے موچھوں کو تاؤ دیتے گھوڑے اڑاتے چلے جاتے تھے۔

پھر سانڈنیاں خوش رفتار۔ اور شتر سوار زرد وردیاں پہنے ہوئے ہتیار لگائے ہوا

اوڑھاۓ ہوۓ اون کے بعد ارکان دولت کی ہمراہی پیادون کے غول اور سوارون
کے رسالے رنگا رنگ کے نشان جدا جدا پھریرے اڑاتے چلے جاتے تھے۔
پھر شجاعان عرب کی جمعیت کا جگھٹا اور اون کے غول ضابطی کہتے ہوۓ
آگ چھلتے کودتے نیفلے بندوقون کے سنگے ہوۓ کمرین سکبن و جنبیہ لگاۓ ہوۓ گذر گئے
تو سواری کے خاص خاصے نظر آۓ۔ عربی۔ ترکی۔ عراقی۔ یمنی۔ کاٹھیاواڑ کے
دکنی چاندی سونے کے بھاری بھاری ساز۔ کسی پہ جڑاؤ زین و ہرا۔ کسی پر چار جامہ کیسا
جھریان۔ اور یاکھرین پٹھون پر پڑین۔ جھنجن قاقم و سمور کی جھالرے کلابتون کے پھندے
گلے مین سر اگاۓ کی چوریان لٹکتی۔ سر پر کلگیان طلائی اور نقرئی۔ ریشمی باگ ڈورین
سائیسون کے ہاتھ مین کلیل کرتے ہوۓ معہ محمد ٹیپو خان بہادر سوار کئے جاتے تھے۔ ان کے
بعد عربی۔ رومی۔ تاتاری۔ فرنگی۔ ہندی۔ باجے نفیریون اور چوبدارون کے آوازے
ہماۓ کے جوش کے ساتھ وہ سما بندھا ہوا تھا کہ تبز دلون کے دلون مین لہو جوش مارتا تھا
اون کے بعد خاص بردارون کا غول سرون پر کشمیری شالین بندھی گوٹ کے انگرکھے
زربفتی نیا آستین پہنے اصفہانی تلوارین مرصع قبضے ہاتھ مین سنہری زرپچی میان کمرین
اور قدرتی باران نزول رحمت کی وجہ چھڑکاؤ سے سرزمین تر و تازہ تھی۔ پھر خدامان اور
خواجہ سرا انگیٹھیان اور عود سوز لیے خوشبویون سے دماغ معطر کرتے چلے گۓ۔
پھر ارکان دربار شاہی کے جگھٹ بیچون بیچ میں تھی سواری اعلیحضرت کی روپیہ اشرفیان غربا کو
خیرات دیتے ہوۓ زرنگاری مین بڑی تزک و طمطراق شاہی کے ساتھ رونق افروز
ہوۓ جس وقت سواری مبارک گوشہ محل کے قریب آئی تمامی فوجین باقاعدہ سلامی
کے لیے صف بستہ استادہ تھین میر عسکر سلطانی نے آئین فوجی کے ساتھ سلامی ادا کی اکیس ۲۱ ضرب

توپخانۂ شاہی سے سلامی کے سر ہوئیں اوس روز جو لوگ بہ تمنائے لقائے مبارک بیٹھے تھے اونکی کثرت اور اونکی تعداد بیان سے باہر ہے۔ مگر سب کے دلوں سے اندیاد عمر و دولت و اقبال کی دعائیں نکلتیں۔ پھر بعد زیارت درگاہ حضرت شاہ شرف الدین و شاہ یوسف الدین قدس اللہ سرہم کے مراجعت فرمائے بلدہ ہوئے۔

اور ۱۳۰۷ھ میں بجانب اعلیحضرت نواب مختار الملک مدار المہام سرکار عالی استقبال شاہزادۂ پرنس آف ویلز بہادر کے لیے بمبئی گئے شاہزادۂ ممدوح الصدر نے بہت سے تحفۂ ولایتی اعلیحضرت کے لیے بھیجے اور بجانب اعلیحضرت کئی لاکھ روپیہ کے تحائف شاہزادۂ بہادر کو دیئے گئے۔ اسی سال ۲۰ ذیقعدہ میں بتقریب دربار شاہزادہ کلکتہ تک مدار المہام سرکار عالی کو جانا پڑا۔

شہادت فضل العلما مولوی محمد زمانخان مرحوم کا حال۔

اور اسی سال کے اخیر خاص دار السلطنت حیدرآباد میں ایک بہت بڑا واقعۂ شہادت افضل العلما مولوی محمد زمانخان صاحب کا ظہور میں آیا۔

خلاصہ اس واقعہ کا یہ ہے کہ مولوی صاحب نے حسب خواہش و درخواست عالم میان مہدوی پیرزادے کے کتاب ہدیۂ مہدویہ لاجواب مذہب مہدویہ میں تصنیف فرمائی تھی اسپر مہدوی زادے سب کے سب مولوی صاحب کے دشمن جانی ہو گئے اور تاک میں تھے۔

اور مولوی صاحب نے بھی تین مرتبہ خواب میں بشارت شہادت پائی۔ **اول** شب عید الفطر کو عالم خواب میں ایک مکان عالیشان کے در پر آپ پہونچے اور معلوم ہوا کہ یہ مکان اہل بیت رضی اللہ عنہم کا ہے اور اہل بیت رض پر پارچہ و ملبوس کی تکلیف ہے مولوی صاحب نے فوراً بازار جاکر دس روپیہ کا پارچہ لاکر مکان کے اندر روانہ کیا پارچہ مذکور پسند جناب

اہل بیت رضہ ہُوا مولوی صاحب کو خیال ہُوا کہ شاید انگریزی کپڑے ہونیکی وجہ سے ناپسند ہُوا اوس کے ایک پارچہ سُرخ رنگ جناب اہل بیت رضہ سے مولوی صاحب کو عطا ہُوا مولوی صاحب نے بسر و چشم بوسہ دیکر سر پر رکھ لیا اور بیدار ہوئے اوسی روز سے آپ نے خواب و خور کم کرکے تنہائی اختیار کی اور اکثر اشخاص سے فرمایا کرتے تھے کہ یہ موجب شہادت ہے نہیں معلوم کون مجھکو جام شہادت پلائیگا ۔

اس کے چند روز بعد دوسرا خواب دیکھا کہ جناب سید الشہدا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے مولوی صاحب کو یاد فرمایا مولوی صاحب بسر و چشم دراطہر پر حاضر ہوئے دربانوں نے اندر جانے سے منع کیا کہ یہ جائے شہدا کی ہے اندر سے آواز آئی کہ آنے دو یہ بھی شہید ہے آپ نے اندر جاکر دیکھا کہ جناب شہید کربلا کے دست پاک میں تھوڑا سا شربت ہے فرماتے ہیں کہ یہ شربت کسکو دیں پھر مولوی صاحب کو پلا دیا اور مولوی صاحب بیدار ہوگئے ۔

اور بعد اس کے تیسرا خواب یہ نظر آیا کہ مجلس ہے اور جناب ختم المرسلین شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین میں آپ حاضر ہوئے ارشاد ہُوا کہ سب لوگ کنارے ہوجاؤ محمد زمان آتا ہے لوگ سب کنارے ہوگئے جب مولوی صاحب روبرو سلطان الانبیا آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ واصحابہ وسلم کے بیٹھے جناب سردار عالم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بستہ پارچہ کا کھولکر رنگین کپڑے سے ہر قسم کے جُدا کئے اور ایک پارچہ سُرخ رنگ مولوی صاحب کو سرفراز فرمایا آپ نے بصد تعظیم و تکریم اوسکو لیکر تمام جسم پر ملا اور سر پر رکھ لیا کہ بیدار ہوگئے ۔

الغرض چھٹی ذیحجہ ۱۲۹۳ھ روز سہ شنبہ شام کو جناب مولوی صاحب حسب معمول مع دو خدمتگاروں کے مسجد میں تشریف لائے اور بعد نماز مغرب دو زانو بیٹھکر تلاوت قرآن میں مصروف ہوئے اور خدمتگار بھی بغرض حاجت کیلئے باہر گیا بیرحم سید محمد عبد نبی اوسنے

موقع پا کر مسجد میں آیا اور ستون کی آڑ میں جا کر پس پشت مولوی صاحب کے ایک ضرب گولی
ایسا مارا کہ سینہ سے کے پار ہو گیا اور بار ثانی اور ایک گولا سر پر اور دو تفنگ پر ماری
مولانا ممدوح نے کلام اللہ پر سر رکھکر شربت شہادت نوش فرمایا خون شہید سے آیہ (انظر)
کَیْفَ کَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِیْنَ رنگین ہو گئی اور روح پاک مولوی صاحب کی
اسیوقت راہی خلد بریں ہوئی اور قاتل اسیوقت بدست اہلکاران کوتوالی گرفتار ہو گیا
اور اہل اسلام اس حادثہ سے آگاہ ہو کر لاش مبارک مکان پر لائے اور بروز چہار شنبہ
نماز جنازہ مکہ مسجد میں ہوئی بیس ہزار نمازیوں کا ہجوم ہوا اور پیشتر بھی ہزاروں کو نماز ملی
تب تا دفن چودہ جماعتیں نماز کی ہو کر اپنے مدرسہ محبوبیہ کے صحن میں دفن ہوئے ۔
اعلیٰحضرت ناصر دکن کو اس حادثہ جانگزا سے سخت صدمہ ہوا اور تمامی اہل اسلام نے
فرقہ مہدویہ کا قلع قمع کرنا چاہا چونکہ یہ قوم اکثر مقام چنچل گوڑہ اور بیگم بازار میں بیرون
شہر کے رہتی ہے بلوہ عام کا طور تھا اسکے فرو کرنے میں محمد رستم علیخاں صاحب ناظم
مہتمم کوتوالی بیرون بلدہ نے بہت ہی کچھ تدبیر کے ساتھ عالم میاں قمر میاں دخو میاں صاحب
میاں وغیرہ پیرزادگان مہدویان بانی فساد کو ساتھ ہی نظر بند کر رکھا ۔

اور بروز زیارت مولوی صاحب شہید کے چونکہ عرفہ تھا اور دس روز حسب عادت بیرقیں
بھی اوٹھائی گئی تھیں اور سرور جان بھی ایک ہنگامہ عظیم کا طور تھا اور سرور جان خانصاحب
مہتمم پولیس بھی اس کے بندوبست میں شریک تھے مگر ان کے ہمراہی سکھوں نے بیگناہ بہادر بیگ
افضل بیگ عرف ٹھیکیدار فرزند انیج بیگ کو جو بیرقیں پہونچا کر آرہے تھے ناحق ضرب بندوق سے
حرف گمان بلوائیوں کے قریب مسجد مردہ سونر کے شہید کر ڈالا ۔
الغرض اس واقعہ کی وجہ سے شہر میں بڑا جوش و خروش تہا قریب تھا کہ ہنگامہ عظیم ہو کر

لیکن اوس کے دور اور کم کرنیکی کوشش مین کوئی دقیقہ اوٹہا نہین رکہا گیا - شروع سال قحط ہی سے ملک کی حالت کیطرف توجہ کیگئی اور ایک باقاعدہ طرز کارروائی کا اختیار کیا گیا - چنانچہ مختلف اقسام کے کارہا ے امدادی اور ذرائع پرورشی اور بنی نوع انسان کے جان کی حفاظت جو ناموری اور قابل تعریف دار السلطنت خیال کیجاتی ہے اس کے جاری کرنیکی تجویز پیش ہوئی چنانچہ سرکار دولت آصفیہ سے ایک خاص مجلس انتظام قحط کی قائم ہوئی اور اسپشل کمشنر اضلاع قحط زدہ کو روانہ کیے گئے جبکہ گورنمنٹ آف انڈیا کیطرف سے فیمن ڈیلیگیٹ سر رچرڈ ٹمپل ۱۱ - جنوری ۱۸۷۷ء کو دار السلطنت حیدرآباد آ ئے ہوئے تھے اونہون نے ان تجاویز کو جو عمل مین لائی گئی تہین کافی خیال کیا اور یہ رپورٹ کی کہ انتظامات جو آئیوالی مصیبت کو دور کرنیکے لیے کئے گئے ہین اوس کے نسبت سرکار دولت نظام کی عاقلانہ دور اندیشی قابل تعریف ہے -

اضلاع ممالک محروسہ سرکار دولت آصفیہ نظام مین جسقدر اندیشہ شروع مین تہا اوس کے مقابلہ مین مصیبت کم ہو گی اور توقع کیجاتی ہے کہ ان تجاویز کی وجہ سے سرحدی اضلاع سرکار عظمت مدار مین بہی قحط سالی کی مصیبت کا دباؤ اور زور زیادہ ہونے نہ پاویگا -

المختصر قحط کا خرچ کارہائے امدادی مین آٹھ لاکھ اڑتیس ہزار اکیس بائیس اور محتاج خانون کے متعلق دو لاکھ چالیس ہزار چھ سو اڑتالیس اور معافی جمع کے بابتہ بتیس لاکھ انسٹھ ہزار اکیسو الا ہتر جملہ تینتالیس لاکھ اکتالیس ہزار چھ سو اڑتیس کا خرچ اس قحط مین ہوا -

اور ۱۲۹۳ھ ۵ شوال بروز سہ شنبہ بارہ بجے رات مین زمین کو زلزلہ ہوا اور اسی سال ۱۹ ذیقعدہ اعلیحضرت قدر قدرت خداوند نعمت ظل سبحانی تاجدار ملک دکن حضور پرنور بندگانعالی متعالی نواب میر محبوب علیخان نظام الملک آصفجاہ خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ بتقریب جشن دربار و خطاب

قیصر ہند کوئن وکٹوریہ ملکہ معظمہ شہنشہیت فرما سے دہلی ہوئے ہمرکاب اعلحضرت مختار الملک وزیر اعظم
اور امراء دولت تھے الغرض ۲۴ ذیحجہ سنہ مذکور میں سواری حضور پُر نور اعلحضرت کی دہلی
مین پہونچتے ہی توپخانہ شاہی سے سلامی سر ہوئی -

اور اس کے دوسرے ہی روز گورنر جنرل بہادر کشور ہند بھی آ گئے جنکے ہمراہ دس ہزار
سپاہ کے قریب تھے ۲۸ ذیحجہ کو حضور پُر نور بندگان عالی اعلحضرت معہ مختار الملک بہادر و امرا
دولت سرکار نظام بغرض ملاقات گورنر جنرل بہادر کے یہان رونق افروز ہوتے ہی ۲۱
ضرب توپخانہ شاہی سے اعلحضرت کی سلامی ہوئی اعلحضرت نے ایک گھوڑا مع ساز و سامان
تحفہ دیا - پھر ۳۰ ماہ مذکور کو نواب گورنر جنرل بہادر وائسرائے کشور ہند بغرض ملاقات
باز دید اعلحضرت کے قیام گاہ پر آئے اور توپخانہ شاہی سے سلامی سر کی گئی -

اس کے بعد ۳ ذیحجہ کو راجہ بنارس - راجہ ریوان - راجہ سبج پور - مہاراجہ ہلکر والی اندور شرف اندوز
ملاقات اعلحضرت کے ہوئے - اور پندرھوین ذیحجہ کو دربار قیصری منعقد ہوا تمامی راجے
مہاراجے و رؤسای ہند زینت دہ دربار قیصریہ تھے - اعلحضرت کی کرسی گورنری کے محاذی
تھی اور حضور پُر نور کے یمین و یسار امراے دولت سرکار نظام بعد ان کے تمامی نوابان
و راجگان و رؤسای ہندوستان تھے کم سے کم اس جلسہ مین تین لاکھ آدمیون کا مجمع تھا -
غرضکہ اسپیچ پڑھی گئی جسکا ماحصل یہی تھا کہ حضور ملکہ معظمہ نے قیصر ہند کا خطاب قبول فرمایا
اور بعد ختم کلام کے توپخانہ شاہی سے سلامی سر ہوئی اور جلسہ برخاست ہو گیا -

اور ۱۹ ذیحجہ کو بیگم صاحبہ والی ریاست بھوپال نے اعلحضرت سے ملاقات فرمائی - اور جس روز
دہلی مین دربار منعقد ہوا تھا اسی شب کو کوٹھی رزیڈنسی دار السلطنت حیدر آباد مین بھی جابجا
روشنی کی گئی اور تمامی دفترون مین بھی پانچ روز کی تعطیل رہی -

ہزاروں کا کشت و خون ہو جائے مگر اس اثنا میں نواب مختار الملک شملہ سے حیدرآباد واپس تشریف لائے اور دریافت مقدمہ کے لیے ایک خاص مجلس علما دیوانخانہ شریعت پناہ دار السلطنت آصفیہ میر دلاور علی صاحب شریعت پناہ میں منعقد ہوئی جس میں مولوی نیاز محمد صاحب اور مولوی علی عباس صاحب و مولوی محمد حسن صاحب اور مولوی محمد نور الحسین صاحب اور مولوی محمد اکبر علی صاحب اور مولوی محمود ابو الفضل شریک تھے۔ القصہ بعد ختم دریافت اور تجویز فتوی کے سید محمد قاتل قصاصاً قتل کیا گیا اور عالم میاں و منشا میاں تادام الحیات قلعۂ جگتیال میں قید کر دیے گئے اور بخشے صاحب میاں کو سزائے ڈیڑھ سال اور باوا صاحب میاں ایکسال بامشقت زنجیر کی سزا بھگت کر خارج البلد ہوئے اور سید نصرت و سید زین العابدین و سید لنگی میاں علیہم سعہ اور دو سو چھیالیس ۲۴۶ پیرزادگان مہدوی زادگان کا اخراج کیا گیا اور حکم دیا گیا کہ کوئی اخراجی پھر آنے نہ پاوے۔ اور اسی سال مولوی سید ابراہیم صاحب حکیم دولت آصفیہ کا انتقال ہوا ع حکیم حاذق از دنیا شدا سے واے۔

اور اسی سال لارڈ نارتھ بروک کی جگہ پر لارڈ لٹن گورنر جنرل ہند مقرر ہو کر آئے ۱۲ ۹۲

مختار الملک کے سفر لندن کا حال | چنانچہ بجانب سرکار نظام نواب مختار الملک ۱۲ ربیع الاول ۱۲۹۳ بارادہ سفر لندن جہت ملاقات ملکہ وکٹوریہ قیصر ہند استفتاً لاتا بہ بندر بمبئی گئے اور وہاں سے ادس کے دوسرے ہی روز بسواری جہاز لندن روانہ ہوئے پچیس ۲۵ روز کے بعد ملک اطالیہ میں جا پہونچے اور شہنشاہ اٹلی و پوپ صاحب سے ملاقات ہوئی اور شاہزادہ ہمبرٹ سے بھی ملاقات ہوئی فی الحال یہی شاہزادہ سلطنت اطالیہ کا شہنشاہ کہلاتا ہے پھر وہاں سے چلکر چار روز بعد پیرس دار السلطنت فرانس میں پہونچے۔

اور اسی روز شام کے وقت مختار الملک بہادر کا پاؤں ایک ہوٹل کی سیڑھی پر سے پھسل گیا

اور ران کی ہڈی ٹوٹ گئی کم سے کم بیس روز پیرس میں مقیم رہے پھر بسواری جہاز لندن
کیطرف روانہ ہوئے اور تھوڑے ہی عرصہ میں لندن جا پہونچے اور بیس روز بعد شاہزادہ پرنس
آف ویلز بہادر نے دعوت کی جسمیں اور بڑے بڑے جلیل القدر لندن کے باشندے شریک تھے
اسکے دوسرے روز آکسفورڈ یونیورسٹی سے ڈی سی ایل کا اعزازی خطاب نواب
مختار الملک کو ملا - اور اسکے بارہ روز بعد نواب صاحب نے بذریعہ لارڈ سالسبری حضور ملکہ معظمہ
قیصر ہند سے ملاقات کرکے نذر پیش کی اور اسی شب دسترخوان ملکہ معظمہ قیصر ہند پر دعوتی کھانا
کھایا - اسکے تیسرے روز مارکوئیس آف سالسبری کے یہاں دعوت ہوئی اور اسکے دوسرے
روز جناب نواب مختار الملک بہادر پرنس آف ویلز بہادر کی دعوت کیگئی - پھر اسکاٹ لینڈ
گئے اور پندرہ روز بعد واپس آکر لارڈ نارتھ بروک کے یہاں دعوت کھائی الغرض دو مہینے لندن
میں رہے پھر پیرس آکر دو روز قیام کیا اور وہاں سے بسواری جہاز چند روز بعد برنڈزی میں
پہونچے اور یہاں سے سولہ روز بعد بمبئی آئے اور دوسرے روز دار السلطنت حیدرآباد میں
آگئے -

اسی سال چوک چارمینار و گلزار حوض کی ترمیم ہوئی اور اکثر مکانات روبرو چارکمان چارمینار
و بازارات شہر کے بہت عمدہ خوش وضع بنائے گئے اور کشادگی سڑکوں کے لیے بھی حکم ہوا

وبا سال قحط سالی اور اسکے انتظام کا حال

اور بارش نہ ہونے کی وجہ سے ۱۵ رمضان ۱۲۹۳ھ
سے گرانی شروع ہوئی رفتہ رفتہ روپیہ کو پانچ سیر چانول پر نوبت پہونچی وہ بھی بدقت تمام
اسیطرح دو برس تک یہ آفت آسمانی رہی - اس زمانہ قحط سالی میں اسقدر رسد بست چستی کے
ساتھ کیا گیا اور اتنی بڑی رقم صرف ہوئی کہ دار السلطنت حیدرآباد میں اموات کی تعداد
بمبئی اور مدراس بلکہ اضلاع کے مردوں کی تعداد سے بہت کم ہوئی اگرچہ تکلیف کی سختی بہت تھی

اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ سات میل کے فاصلہ پر پہنچ پہرو ہان سے مراجعت فرما کر گلبرگہ شریف کے صدر محبس کا ملاحظہ ہوا۔ اور ۲۹ کو تعلقدار ضلع و عدالت ضلع کے دفتر اور خزانہ ضلع اور وہانکی پہرہ بندی و خزانہ کے طریق حفاظت کا ملاحظہ فرماتے ہوئے نواب یار جنگ اکرام الدولہ خان صدر تعلقدار کے دفتر اور اسکے بعد صدر عدالت سمت کے دفتر کا ملاحظہ ہوا۔ اور ۲۹ کو آخری چہارشنبہ کا دن تھا لہذا محبوب گلشن کو اپنی رونق افروزی سے زینت دی اور چڑیا خانہ و مکان کلب کا ملاحظہ ہوا اعلیحضرت کے شہر حسن آباد گلبرگہ شریف مین خیر مقدم مین کئی ایک اشعار نصب تھے ازانجملہ ایک قطعہ ہدیۂ ناظرین ہے —

شہ خجستہ سیر محبوب علیخان	چو آمد سوئے گلبرگہ بصد جاہ
شنیدم منتظم سالش ز ہاتف	ندا سے کرد خیر مقدم شاہ

المختصر بعد ملاحظہ گلبرگہ شریف کے بجانب صوبہ خجستہ بنیاد اورنگ آباد نہضت فرما ہوئے اور وہان پر رونق افروز ہو کر بعد ملاحظہ ملک اور شرف اندوز زیارت بزرگان دین کے مع الخیر مع خدم و حشم مراجعت فرمائے دار السلطنت فرخندہ بنیاد حیدرآباد ہوئے۔

وفات حسرت آیات مختار الملک بہادر و ذکر مدار المہامی مفوضانہ پیشکار بہادر

اسی سال ڈیوک آف بیکنگہم داخل حیدرآباد ہوا اور نواب مختار الملک بہادر مرحوم نے انکی دعوت کا اہتمام کیا ایک روز نواب میر عالم پر دعوت کا اہتمام کیا گیا تھا کہ دفعتاً اوسی شب آدھی رات کو مختار الملک کی طبیعت بگڑ گئی اور مبتلا ہیضہ ہو کر ۲۹ ربیع الاول سنہ ۱۳۰۰ھ بروز پنجشنبہ ساڑھے سات بجے شام کو ۵۴ برس کی عمر مین آخر وزارت کے جاہ و جلال کو چھوڑ کر عالم آخرت کا رستہ لیا اور بروز جمعہ دس بجے میر کے دائرہ مین مدفون ہوئے اور اونکے وفات کے بعد راجایان مہاراجہ راجہ نرندر پرشاد پیشکار نے خدمت مدار المہامی کو مفوضانہ انجام دیا۔

عظیم الشان نمائشگاہ کلکتہ میں اعلیحضرت بندگانعالی کا بنفس نفیس شریک ہونا

۱۶ - صفر کو اعلیحضرت اقدس اعلی عزیمت فرمائے کلکتہ ہوئے اور ہمرکاب سعادت انتساب مہاراجہ پیشکار بہادر اور نواب شمس الامراء و نواب وقار الامراء اقبال الدولہ بہادر و نواب ظفر جنگ بہادر و نواب میر لائق علیخان شجاع الدولہ و نواب میر سعادت علیخان منیر الملک و نواب میر سرفراز حسین خان بہادر فخر الملک و نواب اکرام جنگ بہادر و نواب تدبیر جنگ بہادر معتمد فوج و نواب آغا مرزا سرور جنگ بہادر و نواب مرزا محمد علی بیگ خان بہادر افسر جنگ و راجہ مرلی منوہر بہادر و راجہ گردھاری پرشاد بہادر و نواب میر حشمت علی صاحبزادہ و نواب میر منور علی صاحبزادہ و محمد وزیر علی صاحب و ڈاکٹر صفدر علی و مسٹر کلارک صاحب بہادر و ولکنسن صاحب بہادر معتمد صیغہ تعمیرات عامہ ڈائیس صاحب بہادر وغیرہ بخوشی آگے پیچھے قبل ارتحال عساکر ظفر پیکر معہ خدم وحشم سواری مبارک باعظمت وشان وشوکت وجاہ وجلال کے روانہ ہوئی اور دارالسلطنت کلکتہ رونق افروز ہوتے ہی توپخانہ شاہی سے ۲۱ ضرب توپونکی سلامی ہوئی۔

لارڈ رپن گورنر جنرل کشور ہند بہی اعزاز واکرام سے پیش آئے اور ملاقات کی۔ اور بعد ختم کلام امورات ریاست کے اعلیحضرت اقدس اعلی کی طبیعت مبارک کو معاملات ریاست کے ساتھ خاص قسم کی دلچسپی اور توجہ دیکھکر کہا کہ اب آپ بالاستقلال حکمرانی کے لائق ہیں اقتدار مبارک کرے اور آخر ربیع الثانی میں جلسۂ تخت نشینی مرتب ہوا اسپر اعلیحضرت نے گورنر جنرل بہادر کو دارالسلطنت حیدرآباد میں شرکت جلسۂ تخت نشینی کی دعوت دی جسے گورنر جنرل بہادر نے بطیب خاطر قبول فرمایا اور دربار برخاست ہوا۔

اور بعد اس کے ۲۹ - صفر سنہ صدر کو محمد رحیم الدین اور نصیر الدین حید از خاندان میسوریہ اور جہاں قدر مرزا محمد واحد علی (از خاندان اودہ) و نواب عبد اللطیف خان بہادر سی آئی ای

الحمختصر ۲۲ ذیحجہ کو اعلیحضرت قدر قدرت بندگانعالی متعالی خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ مراجعت فرمائے
دار السلطنت حیدرآباد ہوئے اور ۲۷ ذیحجہ کو داخل بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد ہوگئی اور روز
تمامی رعایائے ملک نے خوشی ظاہر کی اور تمامی شہر مین روشنی کیگئی۔

ملک برار کی واپسی کا تذکرہ اور لارڈ لٹن کی ناراضی

اور انہین دنون مین نواب مختار الملک بہادر
وزیر دولت سرکار نظام نے حسب اجازت صاحب سکرٹری آف اسٹیٹ ہندوستان کے واگذاشت
ملک اماکن برار کی نسبت قبل از انعقاد دربار قیصر ہند کے بذریعہ صاحب رزیڈنٹ بہادر دار السلطنت
حیدرآباد دکن و حضور گورنر جنرل بہادر کشور ہند پر تحریک کیگئی تھی چنانچہ اسکی نسبت لارڈ لٹن صاحب
بہادر نے اسی بنا پر دربار دہلی مین نواب گورنر جنرل بہادر نے نواب سر سالارجنگ مختار الملک
بہادر وزیر سرکار دولت نظام سے اپنی رضامندی ظاہر کی بلکہ گورنر جنرل بہادر کو ناگوار گذرا
اور نواب مختار الملک کو بہی اس سے سخت رنج ہوا چنانچہ جب تک لارڈ لٹن گورنر جنرل بہادر
خدمت گورنری پر رہے نواب ممدوح الصدر اور رزیڈنٹ صاحب بہادر کے درمیانی تعلقات
خراب ہی رہے مگر احکم الحاکمین نے بہت جلد اپنا کرم کیا کہ سنہ ۱۲۹۷ کے شروع ہی مین اسٹورٹ
بیلی صاحب رزیڈنٹ دار السلطنت حیدرآباد مقرر ہوگئے اور ادہر ایک رحمدل سردار مارکوئس
آف رپن والیسرائے گورنر جنرل کشور ہند نے گورنری کا چارج لیا اور فوراً وہ بدترین پالسی
دور ہوگئی۔ یہ مبارک زمانہ لارڈ رپن بہادر کا اقلیم ہندوستان کے لیئے گذرا۔ چنانچہ اسی
زمانہ مین گورنمنٹ ہند کیطرف سے نواب مختار الملک بہادر کے نام مراسلہ پہونچا جسمین گورنمنٹ ہند نے
اپنی بے انتہا عنایت و اعتبار اور وفاداری و دیانتداری ظاہر کی چنانچہ اس کے پہونچتے ہی
نواب مختار الملک بہادر نے مسرت فرمائی۔
مگر ملک اماکن برار کی واپسی کے واسطے سرکار ملکہ معظمہ قیصر ہند کے فیضانہ دربار سے کیا تجویز درپیش ہے

اسکا حال نہین کہلا۔

تقرر سررشتہ دار انفصالی

سنہ ۱۲۹۲ء مین نظر امن و آسایش خلق اللہ کے لیے سہو گوئی کاغذ
ممہو معاملہ خفیف کی دریافت کیلیے ہر ہر محلہ مین سررشتہ دار انفصالی قرار پایا اور اوسکے لیے
ایک جداگانہ دستور العمل سنہ ۱۲۹۳ف مین مرتب ہوا مگر اوس کے تہوڑے ہی زمانہ بعد سررشتہ دار
انفصال برخاست ہو گئے۔

اور سنہ ۱۲۹۶ء مین حیدرآبادی اضلاع پر قحط سالی کی مصیبت آئی تہی مگر سرکار دولت آصفیہ کی
طرف سے بڑی تیزی سے انتظام ہوا اور بنی نوع انسان کی حفاظت مین کوشش ہوئی

حضرت بندگانعالی متعالی خلد اللہ ملکہ سلطنت کا دورہ اور ملاحظہ ملک کا حال

اور پندرہوین سال جلوسی مین اعلحضرت اقدس اعلی نے بذات خاص امورات سلطنت کیطرف توجہ فرمائی
باوجود کم سنی کے خود ذہن عالی کی صفائی اور عقل خداداد کی رسائی سے معاملات
سیاست و ملک داری کے رموز کی جانچ ہونے لگی چنانچہ آغاز سنہ ۱۲۹۸ء مین ملاحظہ ملک
و دریافت حالات کے لیے دو صوبون کا دورہ فرمایا پہلے ۲۶ صفر کو سواری مبارک
حسن آباد گلبرگہ شریف مین پہونچی اور ۲۷ کو قلعہ کے ملاحظہ کے بعد بندوبست کا کام ملاحظہ
فرمایا جسکی تفصیلی کارروائی مولوی سید مہدی علیخان محسن الملک بہادر معتمد مدار المہام سرکار عالی
نے عرض کئے اور آلات اور اونکے طریقہ عمل و بندوبست کے تاریخی حالات کو دلچسپی سے
بیان کیا اور مختلف قسم کے نقشہ جات مرتبہ سررشتہ بندوبست ملاحظہ اعلحضرت اقدس اعلی
سے بہی گذرے اور شام کو زیارت حضرت خواجہ سید محمد گیسو دراز سے مشرف ہوکر واپسی
مراجعت فرماکر سواری فیل خاصہ جلوسی شہر اور محبوب گلشن کی روشنی اور آتشبازی کا ملاحظہ ہوا
اور ۲۸ کو سواری اسپ صبح کے وقت بہونگ کے تالاب کو ملاحظہ فرمایا یہ تالاب قیام گاہ

نائبان صدر کمیٹی انتظامی معہ ایک جماعت کثیر اسلامی مجلس مذاکرہ علمیہ کلکتہ ایوان دربار
اعلیحضرت اقدس اعلی مین بوساطت ڈوابس صاحب بہادر باریاب ہوکر تہنیت نامہ پڑھا گیا جسکا
خلاصہ مضمون یہی تھا کہ ہم عقیدت قرین اسلامی مجلس مذاکرہ علمیہ کلکتہ ان صوبون کے اہالی اسلام
کی جماعت کی طرف سے کہ جسکی نائب منابی امور مفید عام مین عام موقعون پر ہم سالہا سال سے
کرتے آئے ہین کہ اس تہنیت نامہ مختصر ختامہ کے ساتھ بتقریب رونق افروزی حضرت رفیع المنزلت
ہمایونی اس شہر نزہت بہر مین کہ جو گورنمنٹ عالیہ بنگالہ کا مستقر الریاست اور مملکت قاہرہ ہندیہ
کا دار السلطنت بھی ہے حاضر بارگاہ رفعت پایگاہ ہون۔

حضرت رفیع المنزلت ہمایونی چونکہ اقلیم ہندوستانی کے اعظم ترین ریاستہاے اسلامیہ کے مالک
ہین لہذا ذات فیض الصفات ہمایونی لامحالہ سائر طبقات اہل اسلام سرزمین ہندوستان کی تعظیم
وعقیدت کا مرجع ہے۔

وسعت اشاعت تعلیم وتعلم اور ازدیاد تسہیلات وسایل وذرایع آمد ورفت وروابط مخلصانہ جو
فیما بین دار السلطنت پرشوکت حیدرآباد اور سلطنت ہندوستان کے کہ جسکے زیر فرمان
معدلت توامان جم غفیر ومعدلت کثیر اہل اسلام امنیت شاملہ ورفاہیت کاملہ کے ساتھ بسر
کرتے ہین قایم ہین یہ ساری باتین اون کیفیات قلبیہ کے مزید جوش کا باعث ہین اور حضرت
رفیع منزلت ہمایونی کی اس شہر نزہت بہر مین رونق افروز ہونے پر ہمارا دلی بہجت وشادمانی کا اظہار
کرنا مجرد اپنے تمام ہم مذہب لوگون کے خیالات کو منصہ اعلان پر جلوہ گر کرنا ہے۔

چونکہ اعلیحضرت رفیع منزلت ہمایونی اپنے خاندان رفیع المکان کے اول رکن رکین ہین کہ جنہون نے
اس شہر لطافت بہر کو تشریف قدوم میمنت لزوم سے مشرف فرمایا ہے لہذا رونق افروزی
بندگان عالی متعالی کی عظمت وخصوصیت کل رعایا ہندوستان کی نگاہون مین بہت بڑھی ہوئی ہے۔

اسکے سوا ہم اسبابت کو اسوقت اعظم ترین آثار امید خیز خیال کرتے ہین کہ حضرت اعلیٰ رفیع منزلت
ہمایونی نے اتنی زحمتین اٹھا کے منوچہر مین رونق افروز ہوتے ہین اسلیے اختیار فرمائی ہین کہ اوس
دلکش اور دلپسند آموز نمایش کو ملاحظہ فرمائینگے جو ممالک غیر اور خود اس ملک کے باشندون کے
اہتمام سے زیر سایہ حمایت لفٹننٹ گورنر بہادر بنگالہ عالم ظہور مین آئی۔ ہم امید کرتے ہین کہ یہہ
رونق افروزی نہ صرف واسطے ذات اقدس واعلیٰ بندگان عالی متعالی کے ذریعہ تفریح و ازدیاد
معلومات ہوگی بلکہ یہہ ایسے نتائج بھی پیدا کریگی جو علی الدوام حق مین اس رعایا اور ریاست کے
فائدہ مند ہون گے جسکی عنان صلاح و فلاح خداوند برحق نے تفویض ید قدرت قاہرہ ہمایونی
فرما رکھی ہے۔ اور اعلیٰحضرت اقدس واعلیٰ رفیع منزلت ہمایونی جو عنقریب عنان نظم و نسق ریاست
فرخ بنیاد حیدرآباد بدست خاص میمنت اختصاص لینے والے ہین ہم اس خیال مسرت
مالامال سے کمال شادان فرحان ہین۔ اور بہ سرگرمی تمام امید کرتے ہین کہ بعد جلوس میمنت
مانوس حضرت اقدس واعلیٰ رفیع منزلت ہمایونی تخت حکومت پر اپنے اسلاف ذوی الاحتشام
اور آباد اجداد کرام کے انتظام ملکی سانتہ اون ترقیات وعروج جاہ سے روز افزون کے جو مبنی ہین
اجتماع معقول پر کل امور کے جو فنون حکمرانی مین ممالک شرق و غرب کے محمود و مسعود سمجھے جاتے
ہین جلوہ گاہ امنیت و راحت کا ایک دائمی مرقع تیار ہو کر ذریعہ افتخار و مباہات و ابتہاج و
مسرت کافہ طبقات سلاطین بر اعظم ہندوستان ہوگا۔

اخیر مین ہم بندگان اطاعت قرین عجز آگین درگاہ ایزدی مین بخضوع وخشوع تمام دست بدعا ہین کہ
حضرت ظل الٰہی رفیع منزلت ہمایونی کے وقت مراجعت مبارک بطرف وطن مالوف سالماً و غانماً
سیاحت سراپا نزہت و عافیت شامل حال ہو اور خداوند کریم بندگان عالی متعالی کو عمر دراز عطا
فرماے اور رعایا نے مرفہ الحال و سعادت انتما پر تمام عدل و داد کمال کامیابی و فیروزمندی سے کے دیرگا

ظل گستر عاطفت و مکرمت رکھے۔ آمین

اور ایک قصیدہ بھی منجانب مالک و مہتمم گلدستہ نتیجہ سخن وربن پریس کلکتہ کے گذرا جو ذیل مین ہدیہ ناظرین ہے۔

قصیدہ تہنیت رونق افروزی حضور پرنور بندگانعالی متعالی نظام الملک آصف جاہ خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ

جلوہ افگن یہان ہوا ہے کونسا عالیجناب
سرزمین اس شہر کی ہے چرخ چارم کا جواب

نقش پا کے نور سے پرنور ہے ہر ایک راہ
ہر جگہہ پر ہے قران آفتاب و ماہتاب

ہالہ خورشید کا انداز بھی کاٹھی پہ ہے
بنگیا ہے ماہ نو خم ہو کے توسن کی رکاب

عکس عارض سے جہان کیا مطلع انوار ہے
ہے زمین پر چار جانب چاندنی کی آب تاب

قالب ہر ذرہ مین در آئی انجم کی چمک
آجکل اس شہر کا گویا ہے ایک عہد شباب

ہے عیان فیض قدم جسکے سامان عیش کا
اوسکی مدحت مین رقم کرتا ہون مطلع انتخاب

مطلع ثانی

کون ہے دنیا مین تجسا ذی حشم گردون جناب
آسمان جاہ و مکنت کا توہی ہے آفتاب

میر محبوب علیخان والی ملک دکن
رستم دوران نظام الملک فرخندہ خطاب

غیظ سے پیشانی انور پہ گرا ے شکن
قالب رستم کو ہو کنج لحد مین اضطراب

بہتے دریا پر پہونچ جاے اگر دشمن ترا
موج جو پانی سے اوٹھے وہ بنے موج سراب

آستان پہ تیرے جھکتے ہین جو سب امیر
اب زمانہ مین نہین تجسا کوئی عالیجناب

سرکشان دہر تیرے رعب سے قالب تہی
ہے بھلا غیظ و غضب کی تیرے کسکے دلکو تاب

تیری ہیبت سے بوقت رزم ہو جاتے فرار
رستم و زال و پشن اسفندیار افراسیاب

تجھسا روشن دل زمانے مین کہان ہے دوسرا / صاف ظاہر تجھپہ ہے ہر ایک کا عیب و صواب

اسقدر نور و ضیا کیونکر اسے حاصل ہوئی / صفحۂ خورشید پر لکھا ہے کیا تیرا خطاب

طبع اقدس پر ترے انجام بینی ختم ہے / کام مین تیرے نہین ہے دخل تاخیر و شتاب

کہتے ہین دربار جسکو وہ ترا دربار ہے / ابر نیسان سے فزون ہے تیری بخشش کا سحاب

سو مین اک کیا لاکھہ مین بھی ایک لکھہ سکتا نہین / وصف تیرے فیض کا لکھون جو تا روز حساب

تیرے گلگون صبا رفتار کی لکھون جو مدح / صفحۂ کاغذ روان ہو جیسے گردون پر سحاب

کبک اور طاؤس شرمندہ خرام ناز سے / تیز رفتاری سے اسکی قاف مین پنہان عقاب

تیری گاڑی کے لیے ہے اشہب خامہ کا قول / ہے زمانہ مین یہی تخت سکندر کا جواب

کوہ پیکر فیل ایسے ہین تری سرکار مین / چرخ نیلی کو ہمیشہ جسکی عظمت سے حجاب

وصف اب تیرے سراپا کا مجھے منظور ہے
صنعت بہزاد و مانی ہوگی مجھکو دستیاب

اسعد ہے فرق ہمایون امیر لاجواب / دن کو صدقے آفتاب اور شبکو قربان ماہتاب

لکھنے کو تعریف گیسو کی مجھے منظور ہے / عنبر سارا اسکا خامہ اور مداد مشک ناب

گتھ گئی زلف سخن یون جیسے پیچیلی ہر طرف / رشک سے سنبل کو بھی گلزار مین ہے پیچ و تاب

کھل گئے چہرۂ گلرنگ کی تشبیہ کے / طرح عارض لکھہ کے خامہ بنگیا شاخ گلاب

دونون رخسارونکی ضو سے روز روشن ہے سیاہ / تیری بینی کا الف ہے شبہ تاج آفتاب

ہے دہن سے تیرے ہر غنچہ مین رنگ تازگی / رشک دندان سے سدا گوہر عدان مین آب آب

لعل لب کے فیض سے لعل بدخشان مین نمک / اور ہے چاہ ذقن سے چاہ کنعان کو حجاب

دیکھکر شمع گلو پروانہ ہین سارے [illegible] / بزم ہستی مین اسی کا نور ہے بے انقلاب

یوسف مصری یہان آکر دکھاے اپنا منہ
سینۂ پرنور مین ہے آئینہ کی آب و تاب

پنجۂ قدرت نے بخشا بازوؤن مین ایسا زور
تذکرہ رستم کی قوت کا ہو جیسے آگے خواب

زر فشان و درفشان ازبسکہ ہے لیل و نہار
اہل حاجت آن کر رہتے ہین ہمیشہ کامیاب

بسکہ مردم کو ادب سرکار سے ہے فرض عین
دست بستہ مثل مژگان صف بصف شیخ و شباب

تیری بخشش سے سدا حاتم کی بخشش ہو خجل
رشحۂ دست کرم سے ابر نیسان آب آب

قدردان اہل ہنر کا تو ہی ہے آفاق مین
حاضر دربار عالی ہون نہ کیونکر شیخ و شاب

سیر گلشن کو اگر تشریف لیجائین حضور
مثل شبنم گل بھی ہو جائین حیا سے آب آب

دیکھکر ایوان عالیشان مین کہتا ہے ہلال
دیکھ لو برج قمر مین جلوہ گر ہے آفتاب

شرم سے بہزاد و مانی آجتک روپوش ہین
ہوگیا سکتا کھینچے ذرہ نہ تصویر جناب

جلوہ فرما رخش پر جب آپ ہون باعز و جاہ
پنجۂ خورشید سے پیر فلک تھامے رکاب

دست بوسی کی تمنا مین ہین دونون روز و شب
تحفہ مین شب کو ہے مہتاب دن کو آفتاب

مطلع انوار ہے فیض قدم سے صحن باغ
نقش پا ہین یا کہ روشن ہین ہزارون آفتاب

اس قصیدے کو دعا پر ختم کرتا ہے وزیر
یا الٰہی فضل سے اپنے دعا کرنا مستجاب

جاہ و دولت ہو زیادہ عمر و دولت ہو فزون
جب تلک روشن فلک پر ہین یہ ماہ آفتاب

حکم تیرا فیض تیرا خلق مین جاری رہے
جب تلک بحر روان مین ہو روانی بہر آب

شمع دولت بزم ہستی مین سدا روشن رہے
مثل پروانہ جلین سب حاسد خانہ خراب

غرضکہ اس تہنیت نامہ کے اختتام پر اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ نے ارشاد فرمایا کہ آپ لوگون کے اڈریس دینے کا مین نہایت مشکور ہوا۔ چنانچہ اس ارشاد کے ساتھ ہی منحیا شب

بندگان عالی متعالی حضور پر نور خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کے نواب آغا مرزا [illegible] جنگ بہادر نے کہا کہ بندگان عالی متعالی اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ ارشاد فرماتے ہین کہ مجکو اچھی طرح معلوم ہوا ہے کہ اس مملکت کے باشندے ہنود اور اہل اسلام دونون تحریک حصول علم و اکتساب ہنر مین ہمہ تن سرگرم ہین اور اگلے وقتون مین بھی یہہ ملک تمدن اور شایستگی مین دیگر ممالک سے کچھہ کم نہ تھا پس جب ایسا ایک گروہ کہ جسکی موجودہ حالت قابل تقلید و گذشتہ کیفیت لایق تعریف ہو بادولت کی نسبت ایسا اخلاص عقیدت آمیز ظاہر کرین تو یہہ امر بڑا سرمایہ شادمانی اور ہمیشہ اظہار اخلاص قابل قدر ہے۔

اس سفر مین سرکار نظام کو بہت بڑی خوشی اس بات سے حاصل ہوئی کہ اپنے ہم مذہب لوگون کو فی الحال سرکار عظمت مدار ہندوستان کے ظل حمایت بین کہ جسمین اور سرکار نظام مین روابط مستحکم و محبت قلبی سلف سے قایم ہے مرفع حال و خرم و شاد پایا۔

اور اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ ارشاد فرماتے ہین کہ مجکو سیر و سیاحت کا کمال درجہ شوق ہے اور جب سے اس ملک کی تعریف اور اہل ملک کی توصیف سنا کرتا تہا اوس قدر شوق یہان آنے کا زیادہ ہوتا جاتا تہا۔

دارالسلطنت دکن بنگالہ سے بہت دور واقع ہے اور چونکہ اگلے زمانہ مین اس قدر دور و دراز کا سفر تکلیف دہ و دشوارگذار و خطرناک تہا باینوجہہ میرے ملکی لوگ آسودہ حالی کے قطع نظر ادہر بہت کم آتے تہے اور یہی وجہ ہے کہ اس ملک کے مسلمانون مین و اہل دکن کے باشندون مین کسی قسم کی شناسائی نہوسنے پائی۔ اب سرکار ہند کے فیض عام و حسن انتظام کے باعث نکوئی صعوبت راہ نہ کسی قسم کا خطر باقی رہا اور اگرچہ اپنے خاندان مین ہی پہلی پہل اس ملک مین قدم رکھا ہون تا ہم مجکو امید کامل ہے کہ اس ملک کے لایق و قابل باشندون مین اور میرے ملک کے

لوگون مین بھی سلسلہ آمد ورفت قایم ہو جائیگا۔ اور مین یقین کرتا ہون کہ میرے اس سفر کا نتیجہ میری رعایا کے واسطے بھی مفید ہوگا یعنی جس قدر تجربہ اور علم مجکو اس سفر مین حاصل ہوا ہے اچھی طرح اپنی ریاست کے انتظام اور رعایا کی فلاح مین خرچ کرون گا اور یہی بہت بڑا مقصود اس سفر سے تھا اگرچہ جو وجہ آپنے میرے اس سفر کی بیان کی ہے وہ بھی درست ہے اور آپ لوگون کا یہ بھی خیال ٹھیک ہے کہ جلسہ تخت نشینی وحصول اختیارات وعنان نظم ونسق سلطنت جو عنقریب ظہور مین آئیگا الاہی مین ہمہ تن اپنی رعایا اور سلطنت کی بہبودی اور راحت وترقی علوم وفنون مین بدل وجان کوشش کرتا رہون گا اور نیز اس بات کا بڑا لحاظ رکھا جائیگا کہ تہذیب مشرقی گم نہ ہو جائے اور تقلید محمود مغربی ہاتھ سے نجانے پائے۔

ختم کلام پر مین بہت بڑی خوشی اپنی ظاہر کرکے کہتا ہون کہ آپ سب صاحب ایک ایسی مشہور اور نامی مجلس کے ارکان ہین کہ سالہا سے دراز سے بظل حمایت سرکار عظمت مدار اکتساب علوم وفنون مین بدرجہ غایت کوشش کر رہے ہین اور زیادہ تر مسرت اس بات کی ہے کہ آپ اپنی کوشش بلیغ کے نتائج پر کامیاب بھی ہوئے اور مین آپکو یقین دلاتا ہون کہ مین آپکی جستجو اور حکیمانہ کوشش کی سرپرستی اور حمایت کیواسطے ہر وقت بدل موجود ہون اور جو عمدہ نتائج آپکی کوششون کی نسبت بہ تعلیم وترتیب مسلمانان بنگالہ وقتاً فوقتاً حاصل ہوتے رہین اون کے سننے کا ہمیشہ مشتاق رہون گا اور اب مین بہت خوشی سے آپکی اڈریس قبول کرتا ہون اور اس دعا کا شکریہ ادا کرتا ہون کہ جو آپ صاحبون نے میری اور میری سلطنت کی نسبت اڈریس مین مندرج کی ہے بعدا سکے جماعت مذکور رخصت ہوئی۔

المختصر اعلیحضرت اقدس واعلی ۱۰ ربیع الاول سنہ ۱۳۰ ہجری کو سفر کلکتہ سے مع الخیر معہ خدم وحشم داخل بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد ہوئے۔

جس روز کہ سواری مبارک داخل بلدہ ہوئی اسٹیشن ریلوے خوب ہی آراستہ کیا گیا تھا
اور ہزارہا جھنڈیاں سرخ و سبز دورویہ سڑک و اسٹیشن پر لگائی گئی تھیں اور خاص افضلگنج شفاخانہ
کے روبرو ایک شامیانہ پرتکلف تانا گیا تھا اور اہلکاران صفائی کی طرف سے بھی کمانیں
خوش وضع بنائی گئی تھیں افضلگنج سے تا چارمینار دورویہ روشنی اور قندیلیں روشن و تمامی سکنائے
شہر نے بھی اپنی اپنی مقدور کے موافق روشنی کی اور اظہار مسرت و شادمانی کا کیا۔

حسب قرارداد سابق ۲۸ ربیع الاول سنہ ۱۳۲۰ ہجری کو لارڈ کرزن ویسرائے گورنر جنرل بہادر معہ اپنی لیڈی
صاحبہ کے کلکتہ سے بسواری جہاز دوسری ربیع الآخر کو مدراس ہوتے ہوئے وہاں سے
تیسری ماہ مذکور کو بارہ بجے بذریعہ اسپشل ٹرین راہی حیدرآباد ہوئے اور از طرف دربار السلطنت
حیدرآباد سے راجایان راجہ مہاراجہ نریندر پرشاد پیشکار اور نواب لائق علیخان بہادر
استقبالاً رائچور تک گئے اور چوتھی ماہ مذکور کو گورنر جنرل بہادر اسٹیشن حیدرآباد پر اوترے تھیک
۱۳ ضرب توپوں کی سلامی سر ہوئی پانچ منٹ پیشتر سے سواری مبارک اعلیحضرت اقدس
معہ ارکان سلطنت و امرایان دولت پہونچگئی تھی اسٹیشن کو اہلکاران اسٹیشن نے آراستہ
کرکے گلزار بنا دیا تھا عام طور پر کسیکو اجازت نہ تھی اور بیرقیں رنگارنگ کی آویزاں تھیں
اور مخلوق کا اژدہام اور اہلکاران کوتوالی کا عمدہ انتظام تھا جس وقت گورنر جنرل بہادر اپنی
گاڑی پر سے اوترے تعظیمی گارڈ نے اپنا سلام ادا کیا اور بینڈ باجا بجنا شروع ہوا۔
اعلیحضرت اقدس و اعلی سے ہاتھ ملایا پھر ویسرائے بہادر نے تمامی امراء دولت سے
ہاتھ ملایا اور سواری نکلی چنانچہ گورنر جنرل بہادر معہ اپنے بدرقہ یوروپین سوار و کیج الال
روانہ ہوئے۔

دربار اعلیحضرت اقدس و اعلی | ۶ ربیع الآخر سنہ مذکور کو گورنر جنرل بہادر معہ رزیڈنٹ کے ساتھ

چار بجے کے بعد محلسرائے شاہی مین ملاقات اعلیحضرت اقدس اعلیٰ کیلیئے آئے۔ اکوال سے ایوان شاہی تک جو سڑک آئی ہوئی ہے اسپر کمال اہتمام اور انتظام کیا گیا تھا۔ کوئی شخص سڑک پر سے گذرنے نہین پاتا تھا۔ اور ہر دو طرف پولس سرکار نظام و جوانان لین سواران باقاعدہ آئین فوجی کے ساتھ باادب منتظم استادہ تھے و افسران پولیس زیر حکمرانی محمد عنایت حسین خان بہادر کوتوال شہر اور محمد رستم علیخان نائب صدر منتظم کوتوالی ہر دو بجات بلدہ و افسران فوجی سرگرمی کے ساتھ اہتمام و انتظام مین مشغول تھے جسوقت لارڈ گورنر جنرل بہادر ایوان شاہی مین داخل ہوئے حسب دستور توپخانہ سرکار نظام سے اسم ضرب توپون کی سلامی سر ہوئی اور بعد ملاقات اعلیحضرت اقدس اعلیٰ گورنر جنرل بہادر اپنی قیام گاہ کیطرف واپس ہوئے۔ اور اسکے دوسرے ہی روز شنبہ کو اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ کا دربار منعقد ہوا۔ چنانچہ صبح سے تمام شہر مین سات بجے سے لشکر قاہرہ باقاعدہ اور رسالہ جات وغیرہ کا فراہم ہونا شروع ہوا۔ اور اہلکاران کوتوالی نے ہر طرف ناکہ بندی اسقدر کی کہ سواری بگھی میانہ و اسپ وغیرہ کا تو کیا پیدل بھی ہر طرف سے رک گئے تھے۔ ہر طرف تماشائیونکا ہجوم اور سڑکون کے دونون طرف باقاعدہ سوارونکا انتظام ہوا۔ تمام راستے پانی سے چھڑکے گئے تھے۔ امرا و اعزا و سرداران اہل سیف قلم بغیر دکھلانے پاس کے شاہی محل مین داخل نہین ہو سکتے تھے۔ اور دار الامارہ پر ایکطرف جنگیونکا رسالہ اور دوسری طرف خاص جمعیت علاقہ بیسرم نظام محبوب متعلقہ عوض بالبلبل جان نثار جنگ بہادر دو طرفہ صف بستہ استادہ تھے۔ اور دو سو جوانان باقاعدہ مع بینڈ بطرز جدید بیرونی گیٹ کے روبرو سلامی کیلیئے استادہ تھے۔ غرضکہ دربار آراستہ ہوا اقبال کا رعب داب ایکطرف قدرت خدا یاد آتی تھی۔ چنانچہ جس جگہ دربار ہوا تھا وہ چو محلہ محلات شاہی مین سب سے زیادہ سجا ہوا کار طلائی و خوش منظر جسمین کئی حوض اور بڑے بڑے پانچ دالان ہین اور ہر دالان مین سات سات در دار ہین یہان سے وہانتک دو رویہ کرسیان بچھی ہوئی تھین اور خلوت شاہی مین ایک شامیانہ زربفت جسکی آبداری دریا نور کی طرح لہراتا تھا سونے روپے کی چوبون پر استادہ تھا گرد اسکے کرسیان اور چوکیان انجانچہ مرتبہ سے بچی ہوئی تھین اور تخت پر مکلل زرد مسند شاہی آراستہ اور یمین و یسار امرا یان با مدار و ارکان دولت ابد

سلطنت و راجہ مہاراجہ اور ملک ملک کے حاکم امیر اور وزیر اپنے اپنے عہدہ پر مگر تمام قربان برادر و نکی آنکہین تجلی اور گوشۂ دل
اپنے فرمانروا کے حکم پر لگے تھے اور باہر کے دالان مین اور عہدہ دار و منصبداران شاہی حکم کے منتظر حاضر تھے اوس سے
آگے کے درونمین تین تین جنگی وردیان پہنے ہتیارونمین ڈوبے اور ننگی تلوارین علم کیے ہوے قائم تھے اور انکی برابر بہادر
سپاہی خاص بادشاہی داہنی بائین عرب افغان اپنی وردیان پہنے جمے تھے پھر ہاتھی دروازہ تک سوارونکے پرے
دو رستہ یا بستہ آراستہ تھے جو درباری لوگ آتے تھے سب سے پہر پر گنگٹ بتاتے اور چلے جاتے تھے مگر دبدبہ و دہشت کا یہ عالم تہا
کہ ہوش و حواس کے قدم تہرانے تھے القصہ سب سے پہلے رزیڈنٹ عدالت انگلشیہ کی گاڑی اس کے بعد سپہ سالار ہند کی بگہی جو اپنے
معہ اسٹاف خاص مین ایرڈیکانگ آئی اور سپہ سالار مدراس معہ لیڈی صاحبہ و اسٹاف اور اسکے گورنر صاحب مدراس معہ لیڈی صاحبہ و اسٹاف چار آئی بگہی پر
وارد ہوا اسکے چند لمحے بعد لارڈ ریپن گورنر جنرل بہادر کشور ہندوستان چار گھوڑونکی بگہی پر سوار پیش پیش اردلی کے دو سو سوار یورپین اور
عقب مین شاہی توپخانہ کی چھ توپین تہین ہر ایک مین چھ چھ گھوڑے لگے ہوے جب دولت آباد الامارة پر آ گئے امرا عظام و اعلیحضرت اقدس اعلا دو تا بگہی استقبال
کیلئے اسکے ملاقی ہوا اور انکو اپنے ساتھ لیکر معہ اون کے مصاحبین کے محل شاہی مین آئے اور حاضرین بار تمام کھڑے ہوے توپخانہ سرکار دولت
آصفیہ سے اکیس ضرب سلامی کی سر ہوئین اعلیحضرت اقدس اعلی و گورنر جنرل بہادر مسند اکرسی پر رونق افروز ہوے اور ارکان دولت و اعیان سلطنت
اہل دربار اپنے اپنے رتبے پس پشت اعلیحضرت کے ہی نشین ہوگئے بعد ازان گورنر جنرل بہادر پانچ منٹ بہی نہین گذرے تھے کھڑے ہوگئے نواب
سالار جنگ مرحوم کیطرف اشارہ کرکے کہا کا افسوس ہے کہ جلسہ ایسے شخص سے خالی ہے جو اسکی تمنا ہی مین گیا اور سرکار انگریزی کا محسن اور
سرکار نظام کا خیرخواہ نہایت پر زور رہا کہ رعایا کو بادشاہ کی اطاعت مین ہر وقت آمادہ رہنا چاہیے اور بادشاہ کو رعایا پر ایسی شفقت کرنی چاہیے کہ جیسے والدین اپنی اولاد
سا مگر انصاف اس شفقت کا اجر عظیم ہے جب یہ گورنر جنرل بہادر اپنی تمام اسپیچ پڑھ کر اپنی کرسی پر بیٹھے تو ایک یوروپین افسر نے کھڑے ہو کر زبان فارسی
مین اسپیچ کا ترجمہ حضار دربار کو سنایا اس طور سے کہ کوئی ایرانی گفتگو کر رہا ہے

ترجمہ اسپیچ لارڈ ریپن بہادر

آپ یقین جانئے کہ مین نہایت شکرگذار ہون کہ مجھکو قیصر ہند کیطرف سے آپکی تخت نشینی کے جلسے مین شریک ہونیکا موقع ملا تاکہ آپ کے
اختیارات سپرد کرنیکے فرض سے ادا ہوؤن چند ہفتے پیشتر مجھے معلوم ہوا کہ آپ اس موقع پر میرا شریک ہونا چاہتے ہین اوسوقت

سے میرے دل مین ارزو پیدا ہوئی کہ آپکی اوس خوشی کو پورا کرون جس سے آپکا اتحاد اور
سرکار انگریزی سے دوستی کا استحکام مجہپر ثابت ہوا۔ مین یقین کرتا ہون کہ مین پہلا وئیسرائے
ہون جو دارالسلطنت حیدرآباد مین آیا اور میرا یہان ہونا ثابت کرتا ہے کہ آپکا اور قیصر ہند کا سلسلہ
الفت کسقدر مضبوط ہے بلکہ یہہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ قیصر ہند کو آپکی صغر سنی مین جو ایک زمانہ دراز تہا آپکی
صحت و عافیت کا کسقدر خیال رہا ہے آپنے اور آپکی رعایا نے ایسے شخص کے منتظم ہونے سے بہت فائدہ
اوٹھایا ہے جو ہندوستان کے سب مدبران ملکی مین سرفراز تہا ایسا شخص جو اپنی لیاقت و دانائی اور وفاداری اور
خیر خواہی کے باعث ہر وقت کی مشکلون پر جو ایک رئیس کے کمسن ہونیپر واقع ہوتی ہین غالب ہوا اور امورات ریاست کو کامیابی
سے سرانجام دیا ان خوبیون کے سبب سے وہ نیک شخص اس قابل تہا کہ دونون سرکارین یعنی قیصر ہند اور آپ اوسکو
نیکی اور شکر گذاری کے ساتھہ یاد کرین سر سالار جنگ نے آپکے ایام صغر سنی مین ریاست کے بہت سے فریقون مین
اصلاح کی ہے مثلاً مالگذاری کا ٹہیکہ اور رعایا کا جان و مال کو محفوظ رکھنا اور وقت مرگ تک ایک بڑی ترقی کی فکر مین تہا
مجکو امید تہی کہ جب آپ سن بلوغت کو پہونچین تو وہ اپنے عمر بہر کے تجربون اور شوق کی پوری ہمدردی کوششون سے آپکو
ہر وقت مدد دینے کو مستعد رہیگا۔ مگر اللہ پاک کی مرضی یونہین تہی کہ ٹہیک ایسے وقت مین جبکہ آپکو ایسے شخص کی امداد
و مشورت درکار ہو اوسکو اوٹھا لیا ایسی شادی افزا مسرت زا رسم جلوس کے ادا ہونیکے روز جبکہ ہر شخص کو خوشی تہی
اوسکے موجود نہ ہونے سے رونق پر اندہیرا چہایا جاتا ہے مگر اوسکی کارگذاری آپکے پاس باقی ہے اور مجہے بہروسا ہے
کہ آپکے اہلکار اپنے لیے اوسکی کارگذاری کو دستور العمل سمجہینگے اور طریق انتظام ریاست مین ہر قدم پر اوس سے
ہدایت حاصل کرینگے۔ آپ سے مین چند باتین کہتا ہون جو مجکو تجربون کے بعد حاصل ہوئی ہین آپ یہان کی
مالگذاری کو ملاحظہ فرماوین کہ خزانے کی ابتری اور ریاست کی بربادی کا باعث ہوتی ہے۔ ہر جگہہ عموماً اور
ہندوستان مین خصوصاً غفلت اور فضول خرچی کے سبب پہلے بہاری محصول لگانا پڑتا ہے۔ پہر خلقت ضعیف اور
محتاج ہوتی جاتی ہے۔ بعد ازان بیجد سود پر قرض کتنی کی نوبت آتی ہے۔ اور آخر کو دوالہ نکل جاتا ہے کفایت شعاری

اور کم محصول سے روز بروز ترقی ہوتی ہے۔ اور خلقت آسودہ رہتی ہے۔ مالگذاری کا انتظام
اچھا ہونا ہندوستان مین اچھی حکومت کی بنیاد ڈالتا ہے۔ اگر یہ نہو تو بادشاہ کو آفت اور رعیت کو
مصیبت نصیب ہوتی ہے۔ پھر مین کامل توقع رکھتا ہون کہ آپ ایمان اور انصاف پر خوب نگاہ رکھینگے یعنی حکام
عدالت کا بےلوث ہونا اور ایسا مضبوط اور مستقل ہونا کہ کسی خوف یا لالچ سے جادۂ انصاف کے باہر قدم نرکھین تاکہ
رعیت پادشاہ کی ممنون رہے اور گردونواح کے رئیسون اور باشندون کو اوسکا مداح و ثناخوان بنانا ہی انصاف
عمدہ ترین زیور سلطنت کا ہی جو تاج شاہی کو آراستہ کر سکتا ہے۔ آپکو ایک بڑی بھاری مہم طے کرنی ہے
آپ تقریبًا ایک کرور آدمیون کے مالک ہین اونکی بہبودی آپکی دانشمندی اور استقلال پر منحصر ہے
مین التجا کرتا ہون کہ آپ اپنی ظاہری توسیع مال و دولت و جاہ و حشمت اور لوگون کی خوشامدانہ اطاعت
دیکھکر آپ ہرگز مطمئن نہون گے۔ آپ کی ریاست وسیع اور ملک زرخیز اور آبادی بیشمار ہے
مگر ان مین سے آپ کسی چیز پر فخر نہ کرین گے۔ آپ ابھی کم سن ہین اور طرح طرح کی ترغیبین
آپ کے دل مین جیسا کہ عالم شباب مین قاعدہ ہے پیدا ہوتی ہین۔ مگر آپ
کسی کو اپنے اوپر قادر نہ ہونے دین گے۔ آپ کو بڑے بڑے کام کرنے ہین اور عمدہ
راہ چلنی ہے۔ اگر آپ روسا ہندوستان مین اپنی ناموری چاہتے ہین تو اوسکی شہرت پذیر ہونیکا صرف
ایک ہی طریقہ ہے۔ معدلت جسکو سب لوگ معدلت کہین اور رفاہیت کی بہبودی جسکو سب محسوس کرین
آپکے لوگونکی یعنی امرا و ارکان دولت کی وفاداری اور آپکے خاندان سے محبت رکھنا ظاہری ریاکی
حاجت نہین رکھتا۔ لیکن اوسکا قایم رکھنا خود بدولت پر بقوت ہی اور آپکی عمدہ حکمرانی اسبات کا پیدا
کرنا ہی کہ جسقدر زمانہ گذرتا جاے اوسیقدر رعایا کو سچی محبت ہوتی جاے۔
اللہ پاک نے خلقت کو آپکے سپرد اسلیے نہین کیا کہ آپ اون کو اپنی خوشی اور فخر کا آلہ بنائین
بلکہ اسلیے کہ آپ اون پر اس طرح حکمرانی کرین اور اس طرح اونکو ہدایت کرین

کہ وہ آسودہ رہین اور احکام الٰہی و خداوند عالم کو نہ بہولین اون کی بہبودی مین آپکی سچی خوشی
ہے اور اون کے اطمینان مین آپ کی عافیت مضمر ہے۔

اس سے کم آپکا مدعا اور اس سے کم آپکا مقصود نہ ہو کہ جب آپ اپنے بزرگون کے حالات پڑہین
اور اپنے خاندان کو یاد کرین تو آپکے دل مین شوق پیدا ہو کہ آپکے بعد لوگ کہین۔

(کاش آ اسکے سایے مین ہم ہمیشہ زندہ رہتے)

اور اس سخت حصہ مین جس مین مشکلین اور دقتین اکثر مواقع پر واقع ہونگی مین وعدہ کرتا ہون کہ ضرور
سرکار قیصر ہند ہمیشہ آپکو مدد دیگی۔

سرکار انگریزی کا منشا نسبت دار السلطنت حیدر آباد اور دوسری ریاستون کے یہ ہے کہ وہ
آسودہ رہین اور انپر ظالمانہ برتاؤ نہ کیا جاے۔ جہانتک ہماری مدد آپکو اس کام کے انجام دینے مین
درکار ہو ہمکو اوسکے دینے مین مستعد تصور فرماوین۔ آجکل انگریزی پالسی کا عین مقصود ہندوستانی
ریاستون کا قایم و برقرار رکھنا ہے۔ اور میری دانست مین اونکے لیے ہندوستانی ریاستون
کا قایم رہنا بہت ہی مفید ہے۔ آپکی حکومت کا استحکام اور درستی انتظام خزانے کا عمدہ
انصرام حاصل پر ہوگا۔ اعتدال آپکے امرا کی وفاداری آپکی رعیت کا اطمینان۔ مین
سچ کہتا ہون اوس ملکہ معظمہ قیصر ہند کی دلی خواہش ہے جسکی طرف سے مین آج یہان
آپکا لئے موجود ہون اور اون کا خیال ہمیشہ آپکی کارروائی کی طرف متوجہ رہیگا ایسا نہ ہو کہ
آپ اون کی امیدون کو غارت کردین۔ اور اب اے میرے مہربان جسکی منفعت کا مین
دل سے خیال رکہتا ہون میرے واسطے یہ خیال باقی ہے کہ آپ کو تخت سلطنت پر بٹھاؤن
اور دعا دیون کہ خدا تعالی آپکو ایسی برکت اور توفیق عطا فرماے کہ آپکا زمانہ حکمرانی
بہبودی و انصاف و عزت سے رونق پاے تاکہ آپکا وعدہ غلط نہ ہو اور آپکی رعایا کی اولاد

آپکے دن کو دکن کی تاریخ مین عمدہ زمانے کا شروع روز لکھین - یہ کہکر ویسرائے بہادر اعلیحضرت اقدس و اعلی کو مسند کی جانب لے گئے اور پھر کہا کہ ملکہ قیصر ہند کی طرف سے مین کہتا ہون کہ آپ کو اپنی سلطنت کے پورے اختیار حاصل ہوے -

اعلیحضرت بندگان عالی متعالی حضور نظام نے جواباً فرمایا کہ مین بہت خوش ہون کہ مجھے دار السلطنت حیدرآباد مین آپکے خیر مقدم کرنے کا موقع ملا - اگر آپ میری رسم مسند نشینی مین شریک نہوتے تو مجھے اور میری رعایا کو بہت افسوس ہوتا - بیشک یہ شرف ہمکو اس سبب سے حاصل ہوا کہ آپکو اس دار السلطنت کی بہبودی کا بہت خیال اور مجھ سے آپکو ذاتی محبت ہے یہ امر خوب ثابت ہو گیا اور مین کبھی نہ بھولونگا -

آپ دونون صاحب (گورنر جنرل بہادر اور مسز گرانٹ ڈف صاحب بہادر گورنر مدراس) یقین جانین کہ دونون کے احسان کو مین خوب سمجھتا ہون اور توقع رکھتا ہون کہ آپ میری اس دلی شکرگذاری کو کہ آپنے میرے لیے اتنے سفر دور و دراز کی زحمت اوٹھائی - اور یہان تک قدم رنجہ فرماکر میری مسند نشینی کی رسم مین شریک ہو کر مجھے شرف اندوز کیا قبول فرماینگے - میری حکمرانی مین آیندہ کے لیے یہ اچھا شگون ہوا اور مین خوشی سے تسلیم کرتا ہون کہ وہ اتحاد جو مابین سرکار انگریزی اور میرے بزرگون کے چلا آتا ہے اس موقع پر تازہ ہو گیا - اور جو نصیحتین آپنے مشفقانہ مجھے کی ہین مین بڑی خوشی کے ساتھ قبول کرتا ہون - اور ہمیشہ کوشش کرونگا کہ اون معاملات مین جنکو اس ملک کی بہبودی و ترقی سے تعلق ہو آپ سے اور سرکار انگریزی سے جسکے آپ ایک معزز سردار ہین صلاح لیا کرونگا - اور مین یقین کرتا ہون کہ ان باتون کے خیال رکھنے مین میرا اور میری رعایا دونون کا فائدہ متصور ہے - مین امید کرتا ہون کہ آپ جہانتک ممکن ہو جلدی میرے اتحاد اور وفاداری کی خبر قیصر ہند کو پہونچاینگے -

بعد اسکے گورنر جنرل بہادر اور تمام معزز یوروپین مع لیڈیوں کے درجہ بدرجہ اعلیحضرت
اقدس و اعلی کے نزدیک آکر مبارکباد دی اور پھول و عطر سے مالا مال ہوکر رخصت ہوے
اور ان کی برخاست کے بعد بوقت دو بجے امراے عظام و ارکان دولت اور راجاؤں کی نذریں
گذرانی شروع ہوئیں اور ہر ایک کو خطاب و ترقی منصب کے احکام سنائے گئے۔

چنانچہ، نواب میر لایق علیخان بہادر کو سالار جنگ منیر الدولہ خطاب اور خلعت خاصہ و خدمت
وزارت اور ہفت رقم جواہر اور نواب میر سعادت علیخان بہادر غیور جنگ شجاع الدولہ خلعت مع جواہرات
سے سرفراز و ممتاز ہوے۔ اور راجہ راجایان راجہ نرندر بہادر کو خطاب مہاراجہ اور اصل و اضافہ
منصب ہفت ہزاری و پنجہزار سوار و علم و نقارہ و پالکی جہالردار اور نواب ظفر جنگ بہادر کو شمس الدولہ
خطاب و از اصل و اضافہ منصب چہار ہزاری و نہ ہزار سوار و علم و نقارہ اور نواب بہرام جنگ بہادر کو خورشید الدولہ
خطاب و از اصل و اضافہ منصب چہار ہزاری و نہ ہزار سوار و علم و نقارہ و میر جہاندار علی کو خطاب
خانی و بہادری یکہزار پانصدی منصب پانصد سوار و آغا مرزا بیگ کو خانی و بہادری و سرور جنگ
خطاب دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم و ہری کشن کو راجہ و بہادری خطاب دو ہزار پانصدی
منصب و یکہزار سوار و علم و مولوی حافظ محمد انور کو خانی و بہادری محبوب نواز جنگ خطاب دو ہزاری
منصب و یکہزار سوار۔ و علم۔ و میر ریاضت علی کو خانی و بہادری خطاب و یکہزاری منصب
اور مولوی محمد انوار اللہ کو خانی و بہادری خطاب و یکہزاری منصب اور گردھاری پرشاد کو راجہ
بہادری خطاب و یکہزار و پانصدی منصب و پانصد سوار۔ اور میر حشمت علی کو خانی و بہادری خطاب
دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم و حکیم وزیر علی کو خانی و بہادری خطاب یکہزاری منصب
اور مرزا نصر اللہ کو خانی و بہادری و دولت یار جنگ خطاب دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم اور
مرزا محمد علی بیگ کو خانی و بہادری خطاب یکہزاری منصب اور نواب حید منور لشکر کو خانی و بہادری

خطاب منصب یکہزاری و میر غضنفر علی عوضبیگی کو خانی و بہادری اور قوی جنگ خطاب و دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم اور میر منور علی کو خانی و بہادری خطاب دو ہزاری منصب یکہزار سوار سے سرفراز و ممتاز ہوئے

جشن مہتابی اور رات کو جشن مہتابی ہوا کہ تمام دیوان عام ایک بقعہ نور نظر آنے لگا فرش مین سفید مخملین سفید ہی قالین در دیوارون پر براق اطلسین زربفت و کمخواب کے پردے مگر وہ بھی روپہلی آرایش کے سامان اور روشنی کے سب لوازمات موجود مگر تمام بلور و شیشے سفید ساختہ چمن اور درختون کے پھول تمام سفید یہان تک کہ انگوٹھی پر الماس سفید غرضکہ زمین سے آسمان تک نور کا عالم تھا گویا دریائے مہتاب لہراتا نظر آتا تھا۔

اور عموماً تمام شہر مین پل افضل گنج سے لیکر لوال تک پانچ کوس کا فصل ہے برابر راستے مین ایسی روشنی تھی کہ دن رات مین تمیز نہ تھا چار مینار پر چارون طرف دو دو برقی قندیلین اور گلزار حوض مین فوارے چھوٹتے تھے اہل نظر اوس سے لطافت و دید کا مزہ لوٹتے تھے اوسی شب باورچیخانہ شاہی خاص و عام کھلا ہوا تھا اور گورنر جنرل بہادر و گورنر جنرل مدراس اور کمانڈر انچیف بہادر ہند و مدراس و بمبئی وغیرہم معزز یورپین اور بہت امرائے دولت بھی مدعو تھے اور قریب دس بجے کے ڈنر سے فراغت حاصل ہوئی۔ پھر آتشبازی شروع ہوئی انواع و اقسام کی آتشبازی ہزارہا روپے کی چھوڑی گئی بعد اس کے اعلیحضرت اقدس و اعلی نے وِلیسرائے بہادر کو پھولون کا ہار پہنا کر عطر وغیرہ کی تواضع فرمائی اور قریب بارہ بجے دعوتی جلسہ برخاست ہوا چنانچہ اسی موقع پر میرے ایک دوست منشی امداد حسین صاحب نے اس اجمال مین نظم کیا ہے ہدیہ ناظرین ہے۔

بفضل اللہ بہار آئی ہے کس دھوم سے یہان	کہ خسروان کا رہا نام کو بھی نام و نشان
سبزہ یون سبز ہے ہر کوہ و بیابان جس طرح	سبزہ عارض نورستۂ مہ رویان جہان

جوشش گل کثرت بلبل سے چمن کا ہے یہ حال
حمد باری ہے زبان پر تو کبھی گل کی ثنا
ہین تر و تازہ چمن سبز ہین کوہ و ہامون
نہ تو لیلی کی شکایت ہے نہ غمخواری قیس
نہ کسیکا کوئی عاشق نہ کسی کا مفتون
پیچ سنبل مین نہ لالے کے جگر مین کوئی داغ
سر جھکاتا ہے فلک عجز سے خود سے زمین
ہے کہین جشن طرب اور کہین بزم نشاط
شادیانے کہین بجتے ہین تو نقارے کہین
شہر کا حال کہون کیا کہ عجب ہے شادی
ہر گلی کوچہ مین یہ روشنی کا عالم ہے
اور ہر راہ مین روشن ہین چراغان ایسے
روشنی ہے کہین برقی کہین مہتابی کی
دور تک ایسی تھی یہ روشنی عالم مین محیط
کونسی جا سے تھا یہان وہ چراغون کا ہجوم
جھنڈیان نصب تھین اوڑتے تھے پھریرے ہر سو
چو طرف دھوم مبارک کی سلامت کی صدا
دل تو پھولون نہ سمایا میرا یہ دیکھ کے حال
ہاتف غیب سے اتنے مین صدا یہ آئی

قالب خاکی مین جس طرح سے آجاتی ہے جان
بلبلین پھرتی ہین ہر شاخ پہ یون نغمہ کنان
محفل عشرت کا ہر سمت پہ ہوتا ہے گمان
نہ کہین دامن صد چاک زلیخا کا بیان
نہ کسیکا کوئی مظلوم نہ وہ جور بتان
چپ ہے سوسن بھی مگر کہنے کو رکھتی ہے زبان
اب وہ چکر ہے کدھر اور وہ گردش ہے کہان
عیش و عشرت کا یہان بنگیا ہر ایک مکان
دہل و بوق سے عشرت کی صدائین ہین عیان
دیکھیے جسکو وہ ہے خرم و شادان شادان
سوئی رستہ مین پڑی ہووے تو ہو جائے عیان
کہ زمین پر مجھے افلاک کا ہوتا ہے گمان
اوس مین پھرتے نظر آتے ہین حسینان جہان
صاف آتا تھا نظر چشمہ آب حیوان
آنکھ کی پتلی مین بھی شمع کا ہوتا تھا گمان
عیش و عشرت کا اگر پوچھو تو یہ ہی ہے نشان
خوب جب پائے گئے مجھکو یہ عشرت کے نشان
پر کھلا صاف نہ مجھپر کہ ہے راز پنہان
تجھپہ اب تک نہ کھلا راز نہان اے نادان

جلسۂ تخت نشینی حضور پر نور	منعقد آج ہی کے دن تو ہوا تھا وہ یہان
نام نامی گرامی ہے جہان مین مشہور	میر محبوب علیخان فلک قدر و جوان
قدر دریا سے عطا بحر کرم ابر سخا	پوچھئے اور ہو کیا مجھ سے بھلا نام و نشان
لکھون برجستہ مین ایک اور بھی مطلع ایسا	جس کو سن سن کے کرین وجد سخندان یہان

مطلع ثانی

ستم و جور کا عالم سے مٹا نام و نشان	کوئی آزار کسیکو دے یہ جرأت ہے کہان
کوئی مظلوم ستم دیدہ نہ دیکھا ہم نے	ہے ترے عہد مین اسطرح کا ابامن و امان
عدل و انصاف سے تیرے ہے زمانہ خرم	کوئی کہتا بھی زبان سے نہین اب نوشیروان
اب سخاوت مین نہین کوئی تیرا مثل و نظیر	اس ترے عہد مین حاتم کا مٹا نام و نشان
کیون نہ ہو جائین زمانے کے گدا مالا مال	آجکل دست کرم تیرا ہے گوہر افشان
جم و کیخسرو پرویز کو نسبت تجھ سے	کیونکہ ہو قیصر و فغفور ہین تیرے دربان
جام جمشید کی کیا قدر ترے دور مین ہو	شیشگرون مین ترے میخانہ کے ہوویگا نہان
جم و سکندر کی ابھی کھل جاتی ہین آنکھین یکبار	خواب مین بھی جو ترا دیکھین وہ تخت جوان
محفل جشن مین تیری نہین پرویز کو بار	جشن جمشید ہے یا رشکدۂ خلد و جنان
پہلوانان جہان جمع ہین لشکر مین ترے	غیرت رستم و سہراب ہے ہر ایک جوان
تیری تحریر مین مضمر ہین ہزارون معنی	اور تقریر جو سنئے تو ہے رشک سحبان
اس زمانے مین نہ ہوتا ہے کسوف اور خسوف	عہد مین تیرے ہوا شمس و قمر سے یہ عیان
جانتا ہے کہ ہوا تخت نشین عدل شعار	کر سکے ظلم و جفا کیونکہ یہ چرخ دوران
ڈر سے مریخ فلک منہ نہ دکھاوے تجھکو	لے سکے تیغ کو اگر نکلے تو سوے میدان

اشہب برق جہندہ کی اگر باگ اوٹھائے | باد صرصر کی نظر سے بھی ہو ایکدم مین نہاں
تو جو اسوار ہو دین بوسے رکابون کو تری | دیکھین تجھکو اگر شاہ سواران جہان
کیا مین تحریر کرون حال سبک گامی کا | جس زمین پر وہ قدم رکھے نہ مطلق ہو نشان
وقت رفتار جو ہو تیزروی مد نظر | صورت برق نظر سے ابھی ہو جائے نہان
خبر آفاق کی اس طرح وہ لائے سو بار | دل سے جس طرح کہ بات آئے کوئی تا بزبان
قبر مین ہول سے رستم کا جگر پھٹ جائے | یک بیک آئے جو مستی مین ترا ابیل دمان

دعائیہ

ختم کر ختم قصیدے کو دعا پر عازم | اوس کا مدح سینے تجھ مین یہ طاقت ہی کہان
منظر آتی رہے جبتک کہ فلک مین گردش | سطح خاک کا پانی پہ ہے جبتک کہ نشان
نالہ عاشق صادق سے ہو ظاہر جبتک | غمزہ و ناز و ادا ہا سے حسینان جہان
در سے مشرق کے نکلتا رہے مہر انور | اور جب تک کہ ستارونکا فلک پہ ہو نشان
جسطرح پانی کو دریا مین روانی ہے مدام | یون رہے حکم جہان مین ترا ہر روز روان
منظر مہر ہوا احباب و مصاحب پہ تری | اور دشمن ہون ترے قابل شمشیر و سنان
خیر خواہان ریاست جو ہین آباد رہین | ترے بدخواہ جو ہین اونپہ ہو قہر یزدان
خضر سے بڑھ سکے خدا تیری کرے عمر دراز | آشنا رہتی ہے اس جلسے سے ہر وقت زبان
جلسہ تخت نشینی ہو مبارک تجھکو | دل سے آتا ہے یہی حرف مکرر تا بزبان

انعقاد کونسل آف اسٹیٹ | اسی سال سلخ ربیع الثانی بروز پنجشنبہ کونسل آف اسٹیٹ کا جلسہ منعقد ہوا جسکے میر مجلس اعلیحضرت اقدس و اعلی اور ارکان مین نواب سالار جنگ منیرالد بہادر اور راجہ راجایان مہاراجہ نرشند رپرشاد بہادر پیشکار اور نواب عمدۃ الملک اعظم الامرا امیر اک

بشیر الدولہ بہادر اور نواب شمس الامرا۔ امیر کبیر سر خورشید جاہ بہادر اور نواب وقار الامرا۔
اقبال الدولہ بہادر اور نواب شمشیر جنگ بہادر اور نواب شہاب جنگ بہادر اور نواب میر سرفراز حسین خان
بہادر اور معتمد مجلس مولوی سید حسین مؤتمن جنگ بہادر اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ نے اجلاس فرماکر
ارکان مجلس کے روبرو ارشاد فرمایا کہ آج شاید دار السلطنت حیدرآباد کی تاریخ مین یہ اول
روز ہے کہ یہان کے امرا۔ معدلت بالاتفاق رئیس وقت کے سامنے سرکاری کامون مین مدد
دینے کے واسطے جمع ہوے ہین۔ ہندوستان مین ایسی تجویزون کا بہت کم رواج ہے مگر اب
سرکار انگلشیہ کا طریقہ حکومت دیکھکر ہندی ریاستون مین بھی کچھ کچھ شروع ہو چلا ہے۔ میری
بڑی خوشی تھی کہ یہ کونسل مقرر ہو سکے امید ہے کہ جن امرا کو مین نے انتخاب کیا ہے اون سے
مجکو اور ملک کو بہت مدد ملیگی اور مین یہ بھی امید رکھتا ہون کہ آپ لوگ اپنی ذاتی اغراض کو سرکاری
امور مین راہ نہ دیکر اور سب ملکر بالاتفاق کام کرینگے آپ لوگ اگر چاہین تو اپنے ملک کی
بہت بھلائی کر سکتے ہین اور ملک کی بھلائی میری بھلائی اور عین آپکی اپنی اسواسطے مین ہرگز
پسند نہ کرونگا کہ کوئی رکن اپنی راے کے خلاف میری راے کی تقلید کرے بلکہ مجھے
یہ امید ہے کہ آپ لوگ ہر مقدمہ مین نیک نیتی اور خیر خواہی کے ساتھ آزادانہ راے دینگے
البتہ جو امر کہ ایک مرتبہ بالاتفاق طے ہو گیا ہو پھر اوس مین خلاف کرنا جائز نہوگا خواہ راے
کسی رکن کی اوسکے مخالف ہو یا موافق۔ آپ لوگ یقین جانو کہ مجھے ہر فرقہ و ہر گروہ کی رعایت
مد نظر ہے مین نہین چاہتا ہون کہ کسیکے واجبی حقوق تلف ہون مین سرکار اور رعایا دونون کے
حقوق کی یکسان رعایت کرونگا اور امرا کی بھی اوسیقدر رعایت کرونگا جسقدر غربا کی
اور مین امید کرتا ہون کہ کونسل بھی اسی طریقہ کو پسند کریگی اور یہ صلح و احتیاط و اتفاق اپنی خدمت
ادا کریگی۔ کونسل کے واسطے جو قواعد قرار پاسکے ہین اون کو مین جلد آپ لوگون کے پاس بھیجدونگا

کونسل کی کارروائی بلاکم وکاست قواعد مذکورہ کے موافق چلے گی اور مہینے مین دوبار پنجشنبہ کے روز کونسل منعقد ہوا کریگی چونکہ آجکا جلسہ ابتدائی ہے اسواسطے کوئی کام کونسل کے سامنے پیش نہین ہوسکتا آیندہ جلسے سے کام شروع ہوگا۔

پھر نواب شمشیر جنگ بہادر نے اعلیحضرت اقدس واعلی سے اجازت چاہی کہ دو چار کلمے عرض کردن بعد حصول اجازت نواب شمشیر جنگ بہادر نے عرض کیا۔

آج بڑا مبارک دن ہے آج وہ دن ہے کہ ہمارے قدردان جوہر شناس خداوندنعمت اعلیحضرت اقدس واعلی کو اللہ پاک نے ہمارا حاکم اور سردار کرکے ہمارے سرپر اوسکا سایہ ڈالا ہے اب ہمارے جوہر کھلینگے اور ہماری قدردانی ہوگی۔

اور اس تقریر کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

جشن نوروز وسرفرازی خطابات ومنصب کا ذکر

اوسکے تیئیس روز بعد ۲۳ جمادی الاول روز سہ شنبہ کو جشن نوروز کا ترتیب پایا اور دربار اعلیحضرت اقدس واعلی بآئین شایستہ منعقد ہوا۔ ارکان دولت واعیان سلطنت حاضر دربار شاہی ہوے اور ترقی ومنصب کے احکام سنائے گئے ہر ایک نے خلعت فاخرہ واضافہ منصب سے سرفرازی پائی چنانچہ میر وزیر علی صاحب صاحبزادہ کو نہ ہزاری منصب ہشت ہزار سوار ازانجملہ چار ہزار یک اسپہ و چار ہزار دو اسپہ علم ونقارہ وپالکی جھالردار بہ خطاب خانی وبہادری برقرار جنگ وآصف یار الدولہ آصف یار الملک اور منیر الدولہ بہادر کو نہ ہزاری منصب ہفت ہزار سوار وعلم ونقارہ وپالکی جھالردار اور خطاب مختار الملک عماد السلطنة۔ اور شجاع الدولہ بہادر کو منیر الملک خطاب وہفت ہزاری منصب چار ہزار سوار علم ونقارہ وپالکی جھالردار۔ اور سعید الدولہ کو سعید الملک خطاب وسہ ہزاری منصب دو ہزار پانصد سوار علم ونقارہ وپالکی جھالردار۔ اور نواب میر اکبر علیخان بہادر کو اکبر جنگ

خطاب اور دو ہزاری منصب و ایک ہزار سوار عطا ہوئے اور دار السلطنت حیدرآباد کی خدمت
کوتوالی بہ ۳ جمادی الثانی سرفرازی پائی۔ اور محمد علی مہتمم تقسیم منصبداران کو خانی و بہادری کا
خطاب اور ایکہزاری منصب۔ اور صارم جنگ بہادر بخشی کو معز الدولہ خطاب اور سہ ہزاری منصب
و دو ہزار سوار علم و نقارہ اور مستحکم جنگ بہادر کو محبوب یار الدولہ خطاب سہ ہزاری منصب
دو ہزار سوار و علم و نقارہ۔ اور اکرام جنگ بہادر کو بدر الدولہ خطاب و سہ ہزاری منصب
و سہ ہزار سوار و علم و نقارہ۔ نواب امتیاز الدولہ بہادر کو قیام الملک خطاب چار ہزاری منصب
و سہ ہزار سوار و علم و نقارہ و پالکی جھالردار۔ اور میر تہور علی کو خانی و بہادری اور مختار یار جنگ
خطاب دو ہزار منصب یکہزار سوار و علم۔ اور میر ریاست علیخان بہادر کو محبوب یار جنگ خطاب
دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم۔ اور سردار دلیر جنگ کو سردار دلیر الدولہ خطاب سہ ہزاری
منصب و پانصد سوار و علم۔ و مرزا محمد علی کو خانی و بہادری و شجاعت نگار جنگ خطاب دو ہزاری
منصب پانصد سوار و علم و مرزا علی محمد کو خانی و بہادری معتمد جنگ خطاب دو ہزاری منصب یکہزار
سوار و علم۔ اور میر محمد علی کو خانی و بہادری خطاب اور ایکہزاری منصب اور اکرام اللہ خان کو
خانی و بہادری نواب یار جنگ خطاب دو ہزاری منصب پانصد سوار و علم و مولوی سید حسین علی یار خان
بہادر موتمن جنگ خطاب اور دو ہزاری منصب پانصد سوار و علم اور مولوی مہدی علیخان کو
خانی و بہادری منیر نواز جنگ خطاب اور دو ہزاری منصب پانصد سوار و علم اور سید کلیم اللہ خان
بہادر کو قادر جنگ خطاب دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم۔ اور حکیم فیض اللہ خان کو
خانی و بہادری افضل الحکما خطاب ایکہزار پانصدی منصب اور مولوی محمد صدیق کو خانی و
بہادری خطاب ایکہزاری منصب اور مرزا محمد علیبیگ خان بہادر کو افسر جنگ خطاب اور
دو ہزاری منصب سوار و علم۔ اور حکیم وزیر علیخان بہادر کو سلطان الحکما خطاب یکہزار پانصدی

منصب۔ و حکیم مرزا علی کو خانی و بہادری و حکیم الممالک خطاب یکہزار و پانصدی منصب
اور گجانن پرشاد کو راجہ بہادر خطاب و دوہزاری منصب یکہزار سوار و علم و ایسری پرشاد کو
راجہ بہادر خطاب یکہزاری منصب پانصد سوار و علم اور سوامی راؤ کو راجہ بہادر خطاب
و یکہزاری منصب عطا ہوا۔

اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ کے شکار کا ذکر اور دادرسی فریادیون کی شکارگاہ پر

اسی سال حضرت بندگانعالی متعالی خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ نے شیر کے شکار کا ارادہ فرمایا چنانچہ شکارگاہ موضع میلواڑہ پہ
قرار پایا اور سواری مبارک اعلیٰ حضرت اقدس و اعلیٰ ۶ اشعبان بروز سہ شنبہ بجانب شکارگاہ
روانہ ہوئی اور ہمرکاب سعادت انتساب رزیڈنٹ صاحب بہادر اور نواب میر لایق علیخان
عماد السلطنت مختار الملک مدار المہام سرکار عالے اور نواب افسر جنگ بہادر و نواب محبوب یار جنگ
بہادر معہ خدم وحشم سارے ہے گیارہ بجے رات کو نہضت فرماے شکارگاہ ہوے اور صبح کے
۵ بجے اسٹیشن ناوندگی پر سواری مبارک پہونچی پھر وہان سے بسواری اسپ خاصہ موضع میلواڑہ
خیمہ گاہ پر رونق افروز ہوئی اور اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ نے شکارگاہ کا تنبع لیا اور ایک شیر کو
بندوق سے مارڈالا۔ اوس روز راستہ مین ایک مقام پر رعایا نے استغاثہ پیش کیا اونکی درخواستین
اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ نے لین اور اوسپر مدار المہام کو مخاطب فرمایا اور شام کو صاحب عالیشان
بہادر بارگاہ سلطانی مین باریاب ہو کر جام سلامتی اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ کا نوش کیا۔ اور
اٹھ کے ہو کر مبارکباد دیکر عرض کیا کہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ اعلیٰ حضرت اقدس و اعلیٰ
نہ صرف شکار کے لیے ہی دار السلطنت سے باہر رونق افروز ہوے ہین بلکہ شکار کے ساتھ ہی
اپنے ملک کی رفاہ کی طرف بھی توجہ فرماتے ہین اور مجھے امید ہے کہ جب سواری مبارک
شکارگاہ پر رونق افروز ہوا کریگی اور جس قدر شیرون کا شکار فرمائین گے اسیطرح ارشکایتین

وخرابیان بھی ملک کی دور ہو جائین گی۔ اور مین زیادہ تر شکر گذار ہون کہ شکار مین شریک
رہا اور مہمانداری بھی آرام سے ہوئی۔ اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ نے سر اولیور سنٹ جان
رزیڈنٹ کی طرف مخاطب ہوکے فرمایا کہ مین بھی مشکور ہون کہ آپنے میری صحت کا پیالہ
نوش فرمایا اور مبارکباد دی اور شکارگاہ ہی پر ۱۸ شعبان کو بالمشافہہ مدارالمہام سرکار عالی
سے دریافت مستغیثین آغاز ہوئی چنانچہ کوتوالی کے مستغیثون کی شکایتون کے مقدمات سردار
دلیرالدولہ بہادر نے صبح ہی مرتب کر لیے اور اوسکے ملاحظہ پر ظہورالدین امین سیٹرم اور یوسف علی
جمعدار اور محمد علی دفعدار معطل کر دیے گئے۔ اور مولوی چراغ علی نے صیغہ مالگذاری کے متعلق
شکایتون کو قلمبند کیا اور سرسری تحقیقات کر کے مقامی عہدہ دارون کے پاس مزید تحقیقات
اور رپورٹ کے حلیے کا غذات بھیج دیے اور اوسی روز ساڑھے دس بجے صبح کو اور ایک
شیر کا شکار ہوا۔ الغرض اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ سات بجے شام کے بسواری اسپ عزیمت
فرما سے دارالسلطنت حیدرآباد ہوے۔ چونکہ شب تاریکی خرامان خرامان سواری مبارک
اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ اسٹیشن نادندگی پر آئی اور وہان سے بعد تناول خاصہ بسواری
اسپشل ٹرین روانہ حیدرآباد ہوے اور پانچ بجے صبح کے داخل محلسرا ہوے۔
اوراسکے تیسرے ہی مہینے مین پندرہ ذی قعدہ سنہ ۱۳۰۱ ہجری نواب میر لائق علیخان بہادر
مختارالملک مدارالمہام سرکار عالی کا سفر بجانب کلکتہ پیش آیا اور وہان پہونچکر گورنر جنرل بہادر
سے ملاقات فرمائی اور چند ہی روز بعد وہان سے روانہ ہو کر بروز چہارشنبہ دوسری محرم سنہ ۱۳۰۲ھ
کو داخل بلدہ ہو گئے اور انھین ایام مین بذریعہ لارڈ رپن گورنر جنرل بہادر وقیصرا سے ہند منجانب
ملکہ معظمہ قیصر ہند کے اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ کے لیے تاشٹ گرینڈ کمانڈر اسٹار آف انڈیا
خطاب اور بارگاہ عالیہ مین خریطہ پیش ہوا۔

اور ۱۹ صفر سنہ ۱۳۰۲ ہجری کو لارڈ ڈفرن گورنر جنرل ہند مقرر ہوکر ولایت سے بمبئی داخل ہوے
اور ۲۴ صفر کلکتہ پہونچے۔ لارڈ رپن صاحب بہادر نے اپنے جانشین کا استقبال کر کے
ایوان خاص مین داخل کیا اور خود غرہ ربیع الاول شام کے وقت بمبئی سے بسواری جہاز
ولایت کی طرف روانہ ہوے۔

لارڈ رپن بوجہ بعض قوانین و تنسیخ کے جو بالخصوص اہل ہند کے لیے مفید ثابت ہوے
رعایاے ملک ہند کی نظرون مین ہر دلعزیز تھے۔

اور اسی سال بسبب پیشقدمی زار روس لارڈ ڈفرن گورنر جنرل ہند نے بمقام راولپنڈی ایک
عظیم الشان دربار منعقد کر کے امیر عبد الرحمن خان بہادر امیر کابل کو راولپنڈی مین دعوت
دی اور سرکار نظام کی طرف سے بھی منیر الملک مع چند افسران گئے اور بہت سے راجہ لوگ
بھی آئے ہوے تھے سرکار انگریزی کا دربار راولپنڈی مین علاوہ تحائف وغیرہ کے
اڑتالیس لاکھ بائیس ہزار چھ سو روپیہ نقد خرچ ہوا جس مین سے فقط چار لاکھ روپیہ
نقد امیر کابل کو اکیس ہزار روپیہ یومیہ کے حساب سے دیے گئے باقی ماندہ فوج وغیرہ
اور دیگر سامان کی فراہمی و درستی مین خرچ ہوا۔

بندگانعالی متعالی کے سفر بجانب نیلگری کا حال

اور اسی سال ۲۳ رجب سنہ ۱۳۰۲ ہجری بروز جمعہ اعلیحضرت اقدس و اعلی
بطور ہوا خوری کے نیلگری کی طرف عزیمت فرما ہوے اور ہمرکاب
سعادت انتساب مدار المہام سرکار عالی و عمدۃ الملک اعظم الامرا امیر کبیر نواب بشیر الدولہ سر آسمانجاہ
بہادر اور نواب عماد نواز جنگ بہادر و معتبر نواز جنگ بہادر و موتمن جنگ بہادر و محبوب یار الدولہ
بہادر و افسر جنگ بہادر و حکیم الممالک بہادر و مولوی مہدی حسن فتح نواز جنگ بہادر و
آغا شوستری صاحب و راجہ مرلی منوہر بہادر وغیرہ رونق افروز ہوے اور وہان پر

مدارالمہام سرکار عالی سے لئے اعلیحضرت اقدس و اعلی کی ضیافت کی جس مین انواع واقسام کے مشروبات لذیذ و لطیف موجود تھے اور ۱۳ رمضان سنہ ۱۳۲۰ ہجری کو اعلیحضرت کی طرف سے دعوت ہوئی اور تا یہ رونق افروزی اعلیحضرت اقدس و اعلی کا دست کرم کھلا ہوا ہزار ہا غربا و معذورین کو روپیہ تقسیم ہوتے رہے۔ اور ۱۶ رمضان سنہ ۱۳۲۰ ہجری بروز شنبہ قریب دس بجے دن کو اعلیحضرت اقدس و اعلی کی خاص ٹرین مع ہمراہین و خدم وحشم داخل بلدہ ہوئے اور مسٹر کارڈری صاحب بہادر رزیڈنٹ معہ اسٹاف اور امرار دولت و ارکان سلطنت و افسران اسٹیشن کے پلاٹ فارم پر حاضر تھے۔ اعلیحضرت اقدس و اعلی کی سواری مبارک اوترتے ہی سلامی بیاٹری سے ۲۱ توپین سر ہوئین اور قواعد سوارون سے جو با قریس قاعدہ بجے ہوئے تھے سب قاعدہ شاہی سلامی ادا کی جو بہتوت کا انتظام اور پولیس کا بندوبست زیر نگرانی نواب اکبر جنگ بہادر کوتوال دارالسلطنت نہایت عمدہ تھا۔

تقرر مجلس بسبب واقع ہونے دسہرہ عشرہ شریف مین بلحاظ عدم وقوع فساد

سنہ ۱۳۲۱ہ مین دسہرہ ایام عشرہ شریف مین واقع ہوا لہذا باحتمال منع قصد و فساد مابین ہنود و اہل اسلام منجانب سرکار نظام مولوی محمد صدیق خان بہادر عماد جنگ معتمد مدارالمہام سرکار عالی نے ایک مجلس منعقد ہوگی جسکے ارکان راجہ شیو راج بہادر دھرم ونت اور راجہ گردھاری پرشاد بہادر تھے اور رکھنا تھ راؤ علاقہ دار راجہ راسے رایان بہادر اور نواب رسول یار خان بہادر محی الدولہ الغرض باتفاق رائے مجلس منظوری سرکار عالی سے ۴ ذیحجہ سنہ ۱۳۲۱ہ مین اس مضمون کا اشتہار جاری کیا گیا۔

اول تمام ہنود بلدہ و اضلاع کے اپنے گھرون مین یلاکسی باجے کے رسم پوجا ادا کرین

دوم جو لوگ سلنگن کے واسطے باغون مین جانا چاہین وہ بلا کسی باجے اور سامان خوشی کے باغون مین جاکر پوجا ادا کر سکتے ہین۔

سوم تبکا باہر لیکر نہ نکلین۔ اور ہندو لوگ اپنے اپنے گہرون کے چہوٹے چہوٹے دیولون مین بہی باجا نہ بجائین۔

چہارم بڑے بڑے خاص دیولون مین جو محاط ہون وہان دیولون کے احاطے کے اندر ہندو سیوا اور پوجا معہ معمولی باجے کے کر سکتے ہین۔ لیکن ہرگز دیولون کے باہر نہ نکلین اور مسلمان مندرون کے اندر سیوا اور پوجا مین کسی قسم کی مزاحمت نہ کرین۔ ہندوون کے گہر کی چہوٹی چہوٹی دیولین اس حکم سے بالکل مستثنی ہین۔ اور جہنڈے ۱۵ محرم کو نصب کیے جائین۔ اور جو رسوم کہ جہنڈون کے نصب سے متعلق ہین مثل ذبح گوسفند وغیرہ وہ بہی اوسی روز ادا کیے جائین۔

اگر کوئی شخص خواہ ہندو یا مسلمان اس حکم کے برخلاف کریگا مجرم متصور ہوگا اور اوسکی نسبت حسب ضابطہ کارروائی ہوگی۔

انعقاد مجلس انتظام صرف خاص کا ذکر

اور غرہ محرم ۱۳۲۰ھ مین ایک مجلس بنام مزد انتظام صرف خاص منعقد ہوئی جسکے میر مجلس سی کلارک صاحب بہادر اور نائب میر مجلس بدر الدولہ بہادر اور نواب قدیر جنگ بہادر۔ اور معتمد مجلس مولوی سید یوسف الدین صاحب اس مجلس سے انتظام خارج و داخل تعلقات صرفخاص متعلق تہا۔ مگر اسکے تہوڑے ہی زمانے بعد مجلس برخاست ہوگئی اور نواب سید عبد الرزاق آصف نواز الملک بہادر نے خدمت معتمدی سے سرفرازی پائی۔

سفر اعلیحضرت اقدس اعلی بجانب مدراس

اور ۴ جمادی الاول ۱۳۲۰ہجری کی صبح کے ۷ بجے

اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ عازم مدراس ہوئے ہمرکاب سعادت انتساب مدارالمہام سرکار عالی
معہ رزیڈنٹ کارڈزی صاحب بہادر اور نواب موتمن جنگ بہادر اور نواب افسر جنگ بہادر
اور نواب محبوب یار جنگ بہادر و نواب مختار یار جنگ بہادر اور نواب ممتیر نواز جنگ بہادر
اور مولوی مہدی حسن صاحب اور مرزا علی خان بہادر حکیم الممالک اور مولوی میر محمود صاحب
اور مسٹر فریدون جی کے شہر مدراس کو خاص ریل پر روانہ ہوئے۔
اور اسی تاریخ لارڈ ڈفرن صاحب بہادر گورنر جنرل کا دخانی جہاز کلایو نامی بھی ساحل
مدراس پر گیارہ بجے ۳۰ منٹ کو لنگر انداز ہوا۔
شہر مدراس تمام آراستہ و پیراستہ کیا گیا تھا اور شاہراہ پر جا بجا پر تین رنگارنگ اور کمانیں
خوشنما وضع لگائی گئی تھیں وائسرائے کے جہاز پر سے اوترتے ہی ۳۱ شلک توپیں سلامی کی
سر ہوئیں اور گورنر جنرل بہادر ساڑھے پانچ بجے گورنمنٹ ہوس میں جا اوترے اور اوسی
شب نو بجے ۲۰ منٹ پر گورنر جنرل بہادر کا دربار رہا۔
سواری مبارک اعلیحضرت کے دیکھنے کے لیے اوس راستے پر سے جو ریلوے اسٹیشن سے
عمدہ باغ کو جاتا ہے ہزارہا مخلوق خدا کا اژدحام تھا اور اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ کی تعظیم کے
واسطے پندرہویں مدراس پلٹن کے سو جوان کا ایک تعظیمی گارڈ معہ بیانڈ و نشان استادہ
کیا گیا تھا اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ کی ٹرین وقت مقررہ پر داخل مدراس ہوتے ہی فصیل
قلعہ مدراس سے ۲۱ ضرب توپوں کی شلک سلامی ہوئی اور اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ بسواری
بگھی جو گورنمنٹ ہوس سے آئی ہوئی تھی مع بدرقہ سواران باڈیگارڈ گورنری مونٹ روڈ پر
سے ہوتی ہوئی داخل عمدہ باغ ہوئی یہ باغ خاص خیر النسا بیگم صاحبہ کا ہے جو نواب کرناٹک
مرحوم کی بیگم ہیں۔ دوسرے روز ساڑھے گیارہ بجے گورنمنٹ ہوس میں اعلیحضرت اقدس اعلیٰ

گورنمنٹ ہوس مین رونق افروز ہوے اور گورنر مدراس سے ملاقات فرمائی اسکے تھوڑے ہی دیر بعد
مراجعت فرمائے عمدہ باغ ہوے اوسی روز شام کے ۴ بجے ۳۰ منٹ پر گورنر صاحب بہادر مدراس
بھی عمدہ باغ مین قیام گاہ اعلحضرت اقدس اعلی پر اکرام اسم بازدید ادا فرمائے

الغرض سرکار انگریزی و اہل اسلام مدراس اور ہنود نے اعلحضرت بندگانعالی کے خیر مقدم مین کوئی
دقیقہ اوٹھا نہین رکھا اور انجمن اسلامیہ اہل ہنود مدراس نے جو تہنیت نامے بارگاہ اعلحضرت اقدس اعلی
مین گذرانے اوسکے جواب مین اعلحضرت اقدس و اعلی نے ارشاد فرمایا کہ مین بہت مسرور اور خوش ہوا
کہ اہل مدراس نے میرے آنے سے ایسی خوشدلی اور اس قدر حسن عقیدت ظاہر کی ہے۔ اور
اپنے اپنے نیک ارادے اور مہربان خواہشین جو میری جانب ظاہر کی ہین مین اون کا شکریہ ادا
کرتا ہون اور یہ امر بھی یقینی ہے کہ یہان کی قلیل اقامت کی بہت خوشنما یادگارین اپنے ہمراہ واپس
لیجاؤنگا۔ اور اعلحضرت اقدس و اعلی نے پانچہزار روپیہ کی خیرات بذریعہ کمشنر پولس غربا کو تقسیم فرمائی
اور اوسی شب عمدہ باغ مین کثرت سے روشنی ہوئی اور آتشبازی کی بھی کثرت رہی۔ اور خیر النسا بیگم صاحبہ
کی طرف سے اعلحضرت اقدس و اعلی کی ضیافت عمدہ طور سے ادا ہوئی۔

اور گورنر جنرل بہادر تین روز تک شہر مدراس مین رہکر ۲ جمادی الاول ۱۳۰۶ ہجری دس بجے ۳۰ منٹ پر
رات کو کلکتہ جانے کے لیے کلیو نامی جہاز پر سوار ہوے اور صبح کو جہاز لنگر انداز ہو کر سمت کلکتہ روانہ ہوا
اور انہین ایام مین فیمابین اعلحضرت بندگانعالی و نواب سر سالار جنگ لایق بیلخان بہادر
عماد السلطنت ناچاقی ہوگئی۔ اوس ناچاقی کو طرفین کے حاشیہ نشین حضرات نے اس حد تک بڑہا
دیا کہ مصالحت ناممکن ہوگئی بلکہ کشش اور تلخی مین روز افزون ترقی ہوتی گئی اور اعلحضرت بندگانعالی
سلخ جمادی الاول بروز یکشنبہ آٹھ بجے دن کو معہ خدم و حشم دار السلطنت حیدرآباد کا
ارادہ فرمایا اور غرہ جمادی الثانی بروز دوشنبہ دار الخلافت حیدرآباد مین رونق افروز ہوئے

۲۱ ضرب توپخانہ شاہی سے سلامی کی سر ہوئین اور فوج باقاعدہ سلنے سلامی ادا کی۔ اور اہلکاران و افسران پولیس متعلقہ نواب اکبر جنگ بہادر کوتوال دارالسلطنت حیدرآباد سواری مبارک کے انتظام اور اہتمام مین مصروف تھے۔

اور امیر وزیر کی باہمی مصالحت کے لیے سلطنت کے بعض دور اندیشون کے سوا گورنمنٹ انگریزی نے بوجہ ذاتی تقرر نواب مختار الملک سالار جنگ اول کے بہت کوشش کی چنانچہ بیلی صاحب سابق رزیڈنٹ حیدرآباد منجانب گورنمنٹ ہند بغرض مصلحت بھیجے گئے مگر کوئی مفید اثر مترتب نہوا بالآخر خود لارڈ ڈفرن نے فیصلہ کے لیے تشریف فرمائے بلدہ ہوئے انہون نے بھی بجز اسکے اور کچھ نہ کیا کہ کرنل مارشل کو اعلیحضرت کا پرائیویٹ سکرٹری مقرر کرنے مدار المہام کے تعلقات کو بہت کم دیا گویا پرائیویٹ سکرٹری مدار المہام تھے یہی پرائیویٹ سکرٹری نے آئندہ کے نقصانات کا سخت خوف دلا کر نواب عماد السلطنت سے استعفٰے دلا دیا اور اسطرح یہ سلسلہ وزارت عظمیٰ شکست ہوا۔

معزولی نواب میر لایق علیخان بہادر مختار الملک خدمت وزارت سے اور سرفرازی خلعت وزارت سر آسمان جاہ بہادر کا ذکر۔

چنانچہ سنہ ۱۳۰۴ ہجری مین نواب میر لایق علیخان بہادر سر سالار جنگ نے وزارت سے استعفا پیش کر دیا چند روز تک اعلیحضرت اقدس اعلی خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ نے بذات خاص عنان وزارت بھی اپنے دست قدرت مین لیکر انصرام کار فرمایا اور پیشی مین اعلی حضرت قدس و اعلی کے امورات مدار المہامی کے لیے کرنل مارشل صاحب بہادر کارگذار رہے مگر اسکے چند ہی روز بعد آخیر سنہ ۱۳۰۵ ہجری مین نواب فخر جنگ بشیر الدولہ عمدۃ الملک اعظم الامرا امیر اکبر محمد مظفر الدین خان سر آسمان جاہ بہادر نے خلعت وزارت سے سرفرازی پائی اور عنان حکومت وزارت سنبھالی چنانچہ تاریخ وزارت جو نواب مرزا خان بہادر داغ دہلوی نے لکھی ہے ہدیہ ناظرین ہے

تاریخ وزارت

پہلے سلطان ابن سلطان خسرو ملک دکن
قابل مدح و دعا ہین لایق وصف و ثنا
یہہ دلاور ہیہ سکندر وہ بہادر تہمتن
حبذا خاقان دوران مرحبا نواب عہد
یہہ اگر ابر کرم ہے وہ ہے دریاے زال

پھر بشیر الدولہ عادل امیر ابن امیر
بادشاہت بے بدل ہے تو وزارت بے نظیر
شاہ عالمگیر دستور معظم شیر گیر
ادھر سے جان آرام ہین ادھر سے دل راحت پذیر
کیون رہے ملک دکن ہین نام کو بھی اب حقیر

داغ تاریخ وزارت اتفاق شہ سے لکھہ
مہر دماہ آسمان ہین شاہ و وزیر
۱۳۰۵ھ

ایضاً

ملا آج نواب کو خاص خلعت
کہی داغ نے خوب تاریخ اسکی

ہوئی دہوم سے دہوم ماہی سے تا ماہ
وزیر شہنشاہ سر آسمان جاہ
۱۳۰۵ھ

انتظام ملکی کی اصلاحین اور اسکا انتظام وتقسیم ملک قلمرو سرکار نظام کا حال

اب مین ختم کرتا ہون اسکو انتظام ملکی کی اصلاحون اور تقسیم ملک قلمرو سرکار نظام پر۔ واضح ہو کہ ملک سرکار عالی کی ضلع بندی ۱۲۵۰ھ میں کی گئی اوسوقت پہلے تو ہر ایک ضلع مین ایک عدالت قایم ہوئی تھی اور عدالت ماتحت سے عدالتہا صدر مین مرافعہ دایر ہوتے تھے اور ان کا مرافعہ خود وزیر اعظم مدار المہام دار السلطنت سرکار نظام پاس ہوتا تھا۔ بہر ۱۲۷۳ھ ۱۸۵۶ء ایک مجلس عالیہ عدالت خاص دار السلطنت حیدر آباد مین قایم ہوئی جسمین عدالتہاے اضلاع قلمرو کے مرافعہ سنے جانے لگے اور اسمین ایک میر مجلس اور چار ارکان مقرر کیے گئے اور کچھ سیدہی سادہی قاعدے باندہ دیے گئے تھے۔ جب اعلیحضرت اقدس و اعلی تخت نشین ہوے تو اسکے انتظام و درستی کی طرف توجہہ فرمائی سب سے پہلے صوبہ اورنگ آباد مین دیوانی کے کامون کو علحدہ کر کے عدالتہاے منصفی قایم کی گئین اور چار ضلعون پر ایک ناظم عدالت

اور ہر سمت مین ایک ناظم صوبہ کا تقرر ہوا جسکے فیصلہ کا آخری مرافعہ دارالسلطنت حیدرآباد کی مجلس عالیہ عدالت ہائی کورٹ مین ہوتا ہے اور اسکیلیے ایک ضابطہ کارروائی مقرر کیا گیا اور اسیطرح عدالتہا دیوانی اور فوجداری کا ایک مجموعہ قوانین تیار ہوا اور قانونی کارروائی کا رواج پایا اور سبسے بڑھکر یہہ انتظام ہوا کہ عہدہ دار اور افسرون کی تنخواہین بڑھا دی گئین جس خدمت زمانہ سابق مین چھہ سو روپیہ ماہوار تھی دو دو ہزار روپیہ ماہانہ پر اضافہ اور ترقی کی گئی جس سے منشاء سرکار یہی ہے کہ عہدہ دار اپنی ذاتی غرضون کو راہ نہ دین اور اوسکے پردہ مین انصاف کو نچھوڑین اور طریق ناجائز سے روپیہ کمانے کے لیے کچہ عذر باقی نرہے۔ پھر اس خیراندیشی کے ساتھہ یہہ بھی قاعدہ جاری کیا گیا کہ جہان کسی افسر نے کوئی خطا کی وہین بیدھڑک اسکو قرار واقعی سزا دیجاتی ہے۔ اور انہین دنون مین دارالسلطنت حیدرآباد مین بنظر آسایش خلق اللہ بذریعہ نلون کے آبرسانی کی گئی اور انہین ایام مین محکمہ رجسٹری بھی قایم ہوا اور دارالسلطنت کے انتظام کے لیے چار وزرا کا تقرر ہوا۔ چنانچہ وزارت صیغہ فوج پر راجہ راجایان مہاراجہ راجہ کشن پرشاد بہادر اور وزارت صیغہ عدالتہا سرکار عالی و امور عامہ پر نواب سرفراز حسین خان صفدر جنگ مشیر الدولہ فخر الملک بہادر۔ اور وزارت صیغہ مالگزاری سرکار عالی نواب فضل الدینخان بہادر سکندر جنگ اقتدار الملک اقبال الدولہ وقار الامرا بہادر کے تفویض ہوئی اور صیغہ وزارت کوتوالی و سرکار عالی و تعمیرات عامہ پر نواب شہاب جنگ افتخار الدولہ افتخار الملک بہادر قرار پائے اور ان کے اختیارات کے لیے جداگانہ قواعد منضبط ہوئے مگر ان چارون وزراؤن پر وزیر اعظم کی نگرانی رکھی گئی اور جوابدہ امورات سلطنت کیے گئے۔

اور تقسیم ملک بلحاظ انتظام گورنمنٹ کل ملک قلمرو سرکار نظام چار صوبون اور سترہ ضلعون پر منقسم کیا گیا اور ہر ایک صوبہ مین ایک صوبہ دار کی اور ایک ضلع تعلقدار کی حکومت رکھی گئی جنکے اسما ذیل مین بہ تفصیل ہین ——

صوبہ ورنگل

صوبہ ورنگل سمت مشرق مین واقع ہے اور اسکے حدود اربعہ یہ ہین۔ حد شمالی ضلع ایلگندل۔ حد جنوبی

دریاے کرشنا۔ حد شرقی دریاے گوداوری۔ حد غربی ضلع لنگسگور و رائچور ہین۔
اور اس صوبہ کی مردم شماری اکیس لاکھہ باون ہزار تین سو پچانوے اور آمدنی تینتالیس لاکھہ ترپن ہزار تین سو روپیہ ہے۔ رقبہ (۲۰۴۰۰۷) میل مربع اور اس صوبہ مین تین ضلع اور ایک ضلع اطراف بلدہ صرف خاص کے تعلقات واقع ہین۔

ضلع اطراف بلدۂ متعلقہ صرف خاص کا تذکرہ

اور ضلع اطراف بلدہ دارالسلطنۃ حیدرآباد کے آس پاس ہے اسکی حد شمالی ضلع بیدر میدک ایلگندل جنوب مین ضلع محبوب نگر اور مغرب مین ضلع گلبرگہ اور مشرق مین ضلع نلگنڈہ و محبوب نگر ہے رقبہ (۳۳۱۳) میل مربع اور مردم شماری (۴۱۵۰۳۹) کل آمدنی اسکی اکتالیس لاکھہ سے کچہہ زاید ہے اور کل دیہات اسمین (۱۴۴۳) واقع ہین اور یہہ ضلع چار سمتون پر منقسم کیا گیا ہے اور ایک تعلقہ پٹلور ہے۔ سمت غربی اور سمت جنوبی و سمت شرقی و سمت شمالی علاوہ اسکے تمام علاقہ دیوانی مین تعلقات اور دیہات صرف خاص کے واقع ہین۔

ضلع ورنگل کے حدود اور اسکے تعلقات کا ذکر

ورنگل کی حد شمالی ضلع ایلگندل۔ حد جنوبی دریاے کرشنا اور مشرق مین دریاے گوداوری و ضلع مچھلی بندر متعلقہ سرکار انگریزی اور مغرب مین ضلع نلگنڈہ و ایلگندل۔ رقبہ (۹۷۷۹) میل مربع اور مردم شماری (۸۵۳۱۲۹) اور آمدنی اس ضلع کی سالانہ سترہ لاکھہ ترپن ہزار نو سو روپیہ اور اس مین کھمم اور مدیرہ و پالونچہ اور پاکھال اور کندیکنڈہ اور وردنا پیٹھ اور ورنگل ورپکال اور چریال ایسے نو تعلقات ہین اور ہر ایک تعلقہ مین ایک ایک تحصیلدار اور ایک امین پولیس اور دو دو مدرسے تعلیم کے لیے ہین۔

ضلع نلگنڈہ کے اربع حدود اور تعلقات کا تذکرہ

اور ضلع نلگنڈہ کے حدود شمالی مین ضلع

ورنگل جنوب مین دریاے کشنا مشرق مین ضلع محبوب نگر اور ضلع اطراف بلدہ رقبہ (۱۳۱۴) میل مربع اور مردم شماری (۶۳۴۴۶۱۷) آمدنی سالانہ بارہ لاکھ بتیس ہزار چارسو روپیہ۔ اور اس ضلع مین پانچ تعلقہ منقسم ہین۔ نلگنڈہ۔ دیورل پلی۔ دیورکنڈہ۔ سوریا پیٹھ۔ اور ہر تعلقہ مین ایک ایک تحصیلدار اور ایک ایک امین کوتوالی ہے اور مدرسہ تعلیم کے لیے ہین۔

ضلع محبوب نگر کے حدود اربعہ اور تعلقات کا ذکر

اور ضلع محبوب نگر کے حدود یہ ہین۔ شمال مین اطراف بلدہ جنوب مین دریاے کشنا۔ اور مشرق مین ضلع نلگنڈہ اور مغرب مین گلبرگہ شورا پور و رایچور۔ رقبہ (۵۵۴۹) میل مربع اور مردم شماری (۶۷۴۶۴۹) اور یہ ضلع آٹھ تعلقون پر منقسم کیا گیا ہے۔ ناگر کرنول۔ کوملکنڈہ۔ نارایین پیٹھ۔ مکتھل۔ کلواکرتی۔ جڑچرلہ دیورکدرہ۔ ابراہیم پٹن۔ اور امرا باد و پرگی کی دو پٹیان جسمین نائب تحصیلدار ہین اور باقی آٹھون تعلقون پہ ایک ایک تحصیلدار اور ایک ایک امین پولیس اور دو دو مدرسہ تعلیم کے لیے ہین۔

صوبہ محمد آباد بیدر

صوبہ محمد آباد بیدر سمت شمالی مین واقع ہے۔ اور اس صوبہ کی حد شمالی مان گنگا اور دریاے وردہا۔ برار اور ممالک متوسط۔ جنوب مین اطراف بلدہ اور ضلع ورنگل مشرق مین گوداوری اور وردہا۔ مغرب مین پربہنی و ناندیڑ و دریاے مانجرا رقبہ (۱۴۱۶۳) میل مربع آبادی کل صوبہ کی (۳۰۰۹۱۸) اور یہ صوبہ چار ضلعون پر منقسم کیا گیا ہے۔

ضلع میدک کے حدود اربعہ اور تعلقات کا ذکر

ضلع میدک جسکو گلشن آباد بھی کہتے ہین اسکے شمال مین ضلع اندور جنوب مین اطراف بلدہ مشرق مین ضلع ایلگندل مغرب مین ضلع بیدر سے ہے اور آمدنی اس ضلع کی سترہ لاکھ بہتر ہزار روپیہ ہے اور مردم شماری

(٥٣٢٧٦ سنہ) اور یہہ ضلع پانچ تعلقوں پر تقسیم کیا گیا ہے اور ہر تعلقہ مین ایک تحصیلدار اور ایک امین پولیس اور دو دو مدرسہ تعلیم کے لیے کل تعلقون کے نام یہہ ہین۔ میدک۔ ٹیکمال۔ اندول۔ رایم پیٹھ۔

ضلع اندور اور اسکے تعلقات و حدود ارضی کا تذکرہ وقسمت تعلقات

اور ضلع اندور کے شمال مین عملداری سرپور تانڈور جنوب مین ضلع میدک مشرق مین ضلع یلگندل۔ اور مغرب مین مانجرا اور گوداوری ندی۔ دا ضلاع ناندیڑ وپربھنی جسکا رقبہ (۴۷۰۴) میل مربع اور سالانہ محاصل اکیس لاکھ چھہ ہزار تین سو روپیہ اور مردم شماری (۸۹۵۹۳۲) ہے اور یہہ ضلع نو تعلقون مین قسمت کیا گیا۔ اندور۔ بودہن۔ ارمور۔ نرمل۔ اوسہ۔ نرساپور۔ یلاریڈی بلولی۔ آدلور۔ بالسوانڈہ۔

ضلع یلگندل کے حدود اربعہ اور اسکے تعلقات کا تذکرہ

اور ضلع یلگندل کی حد شمالی سرپور تانڈور ہے جنوب مین اطراف بلدہ اور ضلع ورنگل مشرق مین حد دریا سے ورد ہا ممالک متوسط سے اور مغرب مین حد ضلع میدک اور اندور کے ضلع ہین کل رقبہ (۴۸۰۷) میل مربع اور آبادی (۱۰۹۴۰۰) اور سالانہ آمدنی بارہ لاکھ بیس ہزار ہے اسمین آٹھ تعلقہ ہین اور ہر تعلقہ مین دو دو مدرسہ اور ایک ایک تحصیلدار و امین کوتوالی ہے جسکے نام یہہ ہین۔ کریم نگر۔ ملنگور۔ یلاس۔ لتیپور۔ گجویل۔ چنور۔ مہادیو پور۔ حسن آباد۔

ضلع بیدر اور اسکے حدود اربعہ و تعلقات کا ذکر۔

اور ضلع بیدر کی حد شمالی جاگیر جبرا سے رایان و ضلع ناندیڑ اور جنوب مین تعلقہ بہالکی و دہارا سیون اور شرق مین ضلع اندور و میدک اور مغرب مین ضلع بیڑ رقبہ (۲۶۳۱) میل مربع اور مردم شماری (۴۸۹۱۰۹) آمدنی سالانہ نو لاکھ چھ ہزار تین سو روپیہ اور یہہ ضلع پانچ تعلقون پر تقسیم کیا گیا ہے۔ بیدر

اودگیر- انگول- راجورہ- وردل- مانکا- اور اسکے سوا دو تعلقہ صرف خاص کے ہین-

عملداری سرپور تانڈور کے حدود موتعلقات کا ذکر

اور عملداری سرپور تانڈور کے حدود شمالی دریا سے وردہا- اور مان گنگا- اور جنوب مین ضلع یلگندل اور اندور و مشرق مین دریا وردہا اور مغرب مین دریا سے مان گنگا جسکا رقبہ (۵۰۳۳) میل مربع اور آمدنی سالانہ تین لاکھ چار ہزار ایک سو روپیہ- مردم شماری (۳۳۱۷۵۴) اور یہہ عملداری سرپور راید لاباد اور ایوہ مانک گڈہ تین تعلقون مین منقسم کی گئی ہے اور اسکے علاوہ تین تعلقات صرف خاص کے بھی اسمین واقع ہین-

صوبہ خجستہ بنیاد اورنگ آباد

یہہ صوبہ سمت غربی مین واقع ہے اور اس صوبہ کے حدود شمالی مین ناسک اور اضلاع مفوضہ برار اور جنوب مین تلدرک اور بیدر اور مشرق مین سرپور تانڈور اور مغرب مین خاندیس اور احمدنگر ہے- اور رقبہ کل صوبہ تخمیناً (۱۵۴۴۷) اور مردم شماری (۲۹۵۶۱) آمدنی سالانہ ترسٹھ لاکھ ستیتیس ہزار ایک سو انتالیس روپیہ اور اس صوبہ مین چار ضلع واقع ہین- اورنگ آباد- بیڑ- پربھنی- ناندیڑ-

ضلع اورنگ آباد کے تعلقات کا ذکر-

ضلع اورنگ آباد کی حد شمالی و غربی احمدنگر- ناسک- خاندیس اور مشرق مین اضلاع مفوضہ برار- و پربھنی اور جنوب مین گوداوری و ضلع پربھنی و بیڑ و احمدنگر- علاقہ سرکار عظمت مدار اس ضلع کا رقبہ (۶۹۸۶) میل مربع اور مردم شماری (۸۲۸۹۷۵) اور سالانہ حاصل تخمیناً بیس لاکھ ساٹھ ہزار انیس روپیہ اور یہہ ضلع آٹھ تعلقون پر تقسیم کیا گیا ہے- اورنگ آباد- امبڑ- بیجاپور- پیٹن- جالنہ پور- کنڑ- کانڈاپور- بہوکردن- اسکے علاوہ اسمین دو تعلقہ صرف کے بھی واقع ہین-

ضلع بیڑ کے حدود اربعہ اور تقسیم تعلقات کا ذکر اور ضلع بیڑ کی حد شمالی مین دریا سے گوداوری اور جنوب مین دریا مانجرا اور شرق مین تعلقات راجورہ و پالم متعلقہ صرف خاص اور مغرب مین دریا سے سینا اور پہاڑیان لکھہ ڈونگر کل رقبہ اس ضلع کا (۳۸۹۵) میل مربع اور مردم شماری (۶۴۳۷۳۳) اور سالانہ آمدنی بارہ لاکھ اٹھانوے ہزار تین سو روپیہ ہے اور یہہ ضلع چھہ تعلقون پر منقسم پذیر ہے۔ بیڑ۔ امبہ جوگائی۔ پاٹودہ۔ کیج۔ کیورائی۔ اشٹی اور اسمین ایک تعلقہ صرف خاص بھی واقع ہے۔

ضلع پربھنی کے حدود اربعہ کا ذکر۔ اور ضلع پربھنی کے شمال مین مان گنگا اور اضلاع مفوضہ برار۔ جنوب مین دریا سے گوداوری۔ مشرق مین ضلع ناندیڑ۔ مغرب مین ضلع اورنگ آباد۔ کل رقبہ اسکا (۴۳۳۷) میل مربع۔ اور سالانہ آمدنی تیرہ لاکھ ستاسی ہزار نوسو روپیہ۔ اور مردم شماری (۸۰۵۳۳۵) یہہ ضلع چھہ تعلقون پر منقسم ہے۔ پربھنی۔ پاتھری۔ ہنگولی۔ اوندا۔ جنتور۔ نرسی۔

ضلع ناندیڑ کے حدود کا ذکر اور ضلع ناندیڑ کے شمال مین ضلع پربھنی جنوب مین ضلع بیدر مشرق مین دریا سے مانجرا گوداوری و ضلع اندور۔ مغرب مین ضلع بیڑ۔ کل رقبہ (۴۱۳۳) میل مربع سالانہ آمدنی پندرہ لاکھ اٹھاسی ہزار ایک سو روپیہ اور مردم شماری (۶۳۳۵۲۹) ہے اسمین آٹھ تعلقہ واقع ہین۔ ناندیڑ۔ دگلور۔ مدھول۔ قندہار۔ ساٹھ باڑ (لاٹ) بستہ نگر۔ اردہا پور۔ بھینسہ۔ اور دو تعلقات صرف خاص کے بھی واقع ہین۔

صوبہ حسن آباد گلبرگہ شریف

یہہ صوبہ سمت جنوب مین واقع ہے اسکی حد شمالی جاگیر پائیگاہ۔ حد جنوبی دریا سے تنگبھدرا۔ ضلع کرنول۔ و ضلع بلاری۔ حد شرقی ضلع محبوب نگر جاگیر گدوال۔ مغرب مین

حدود ضلع بمی رقبہ (۱۳۹۴۳) میل مربع۔ اور سالانہ آمد فی پینتالیس لاکھ بارہ ہزار نوسو تین روپیہ ہے۔ اور مردم شماری (۳۴۳۰۹۹۹) اور یہہ صوبہ چار ضلعون پر منقسم کیاگیا ہے گلبرگہ شریف رایچور۔ لنگسگور۔ تلدرک۔

جبتک کہ گلبرگہ اس سرزمین پہ قایم رہیگا نواب یار جنگ بہادر سابق صوبہ دار گلبرگہ کا نام یاد رہیگا۔ جنہون نے نہایت عالیشان محلات اور باغات و بازار وغیرہ بنا کر گلبرگہ کو بہت ہی قابل وقعت شہر بنا دیا ہے۔

ضلع گلبرگہ شریف کے تعلقات کا ذکر

اور گلبرگہ شریف کی حد شمالی ضلع بیدر۔ حد جنوبی دریا سے بھیرا اور حد غربی کلاڈگی شوراپور۔ حد شرقی ضلع محبوب نگر دارالسلطنت حیدرآباد ہے۔ رقبہ اس ضلع کا (۳۸۰۰) میل مربع اور آمد فی سالانہ گیارہ لاکھ پانچ ہزار دوسو تین روپیہ اور مردم شماری (۹۴۹۲۵۸) اور سات تعلقون پر یہہ ضلع تقسیم پذیر ہے گلبرگہ۔ کوڑنگل سیڑم۔ گورمکال۔ مہاگاؤ۔ چنچولی۔ جیورگی۔

ضلع رایچور کے حدود اربعہ اور تعلقات کا ذکر

اور ضلع رایچور کے شمال مین دریاے کرشنا جنوب مین تنگبھدرہ علاقہ مدراس۔ مشرق مین دریاے کرشنا ضلع محبوب نگر مغرب مین ضلع لنگسگور ہے اور کل رقبہ (۵۹۷۷) میل مربع سالانہ آمد فی تیرہ لاکھ تریوی ہزار دوسو روپیہ۔ اور مردم شماری (۵۱۲۴۵۵) اس ضلع مین رایچور۔ مانوی دیودرگ۔ الپور۔ یرگیرہ۔ اسکا نام بدل دیا گیا ہے۔ یادگیر۔ ایسے چھہ تعلقہ ہین۔

ضلع لنگسگور کے حدود اربعہ اور تعلقات کا ذکر

اور ضلع لنگسگور مین چھہ تعلقات ہین۔ لنگسگور اور گنگاوتی۔ کشٹگی۔ سندھنور۔ شوراپور۔ اور ضلع ہذا کی حد شمالی تعلقات اندولہ اور یادگیر۔ جنوب مین دریاے تنگبھدرہ مشرق مین ضلع رایچور۔ مغرب مین ضلع

دہارواڑ علاقہ احاطہ بمبئی کل رقبہ اسکا (۶۶۰) میل مربع۔ اور مردم شماری (۱۴۷۰۰۶۲)۔ اور سالانہ آمدنی چودہ ۱۴ لاکھ چھیانوے ہزار پانسو روپیہ ہے۔

ضلع ناندیڑ کے تعلقہ کا ذکر

اور ناندیڑ کی حد شمالی دریا سے مانجرا ضلع بیڑ۔ حد جنوبی ضلع بیڑ جاگیر پائیگاہ اور علاقہ بمبئی سرکار عظمت مدار مشرق مین تعلقہ بہالکی جاگیر پائیگاہ و تعلقہ دہاراسیون ضلع بیدر مغرب مین دریا سے سینا اور احمدنگر علاقہ سرکار عظمت مدار تعلقہ بمبئی کل رقبہ (۱۷۲۳) میل مربع اور سالانہ آمدنی چار لاکھ پچہتر ہزار روپیہ۔ اور مردم شماری (۶۴۹۳۷۳) اور اس ضلع مین صرف تین تعلقات۔ ناندیڑ۔ تلجاپور۔ اوسہ۔ اور چار تعلقہ یعنی قسلم اور دہاراسیون۔ واسی۔ پرنیڈا صرفخاص کے ہین۔

اضلاع مفوضہ برار

یہہ ملک برار خود دار السلطنت حیدرآباد کا شمالی حصہ ہے فوج کنٹنجنٹ کے خرچ کے لیے سرکار انگریزی کو عہدنامہ کی رو سے برائے چند سے تفویض کیا گیا ہے اور فوج وغیرہ جملہ اخراجات ملک سے جو کچھہ بچتا ہے وہ رقم داخل خزانہ عامرہ سرکار عالی ہوتی ہے اسکے حدود اربعہ یہہ ہین۔ شمال و مشرق مین ممالک متوسط ہند جنوب مین صوبہ غربی و شمالی سرکار عالی اور مغرب مین احاطہ بمبئی اسکا رقبہ (۱۷۷۱۱) میل مربع اور مردم شماری تخمیناً (۲۶۷۷۷۲۳) اور یہہ ملک چھہ ضلعون پر منقسم ہے امراوتی۔ ایلچپور۔ بلڈانہ۔ ون۔ باسم

خراج گذار راجاؤن کا تذکرہ

سرکار عالی کے قلمرو مین راجہ گدوال جسکی آمدنی چار لاکھ روپیہ سالانہ ہے اور راجہ کرکنٹا اور راناتاناگنڈی و راجہ سگر و راجہ ونپرتی و راجہ جٹپول۔ و رانی گوپال پیٹھ۔ و دیسمکھ نرکمڑا۔ راجہ امرچنتا۔ راجہ پالنوارہ و راجہ دوم کنڈہ۔ راجہ چلموا و راجہ چچولی وغیرہ ہین۔

جاگیرات کے اقسام

اور قلمرو دار السلطنت حیدرآباد مین جاگیرات بھی پانچ قسمون پر منقسم ہین۔ اول صرف خاص اعلیحضرت اقدس و اعلی کی خانگی آمدنی کا بہت بڑا حصہ تعلقات صرف خاص سے وصول ہوتا ہے اور یہ تعلقات اس ریاست کے مختلف اضلاع مین واقع ہین اور اسکی جملہ آمدنی اسی نوّے لاکھ سے کم نہین ہے۔ ان تعلقات کے معاملات کا تصفیہ اعلی حضرت اقدس و اعلی کے حکم سے بذریعہ نواب آصف نواز الملک بہادر معتمد صرف خاص ہوتا ہے اور اس کام مین بڑا حصہ اعلی حضرت اقدس و اعلی کے وقت کا صرف ہوتا ہے۔

دوم جاگیر پائیگاہ ہے جسکی کل آمدنی تخمیناً نوّے لاکھ روپیہ کے قریب ہے اور ان کے تعلقات الند۔ نارائن کیہیڑ۔ کوٹ گیر۔ گنتدل۔ واڑی۔ ولندی۔ ہتنورا۔ حسب گڑا۔ بلقرپ سندیوکی۔ چنچولی۔ کلیر جاگیرات صرفخاص وغیرہ جسکی تفصیلی کیفیت ظاہر نہین ہو سکتی ہے

قطعہ تاریخ اختتام کتاب محبوب السلاطین از

رہنماے سالکان طریق سخندانی و پیشواے رہروان

مراحل نکتہ دانی افضل دوران اکمل زمان عالیجناب

مولانا مولوی علی احمد صاحب فاروقی الصفوی المتخلص مستجیر

سررشته دار محکمهٔ کوتوالی دارالسلطنت فرخنده بنیاد حیدرآباد

سپهر معانی محمد حسین / که داند همه رازهای نهان
به خلق و وفا همچو باد بهار / بصدق و صفا همچو آب روان
کتاب گرانمایه تالیف کرد / در احوال شاهان گیتی ستان
همه نسخه را بخش بر پنج کرد / بیاراست هر بخش را داستان
همه واقعات سلاطین ملک / همه حادثات زمین و زمان
کتابیست یا نقش تسخیر دل / جهانیست یا گلشن بیخزان

ز دل سال تالیف خواستم جست
بگفتا نشاط دل خسروان
سنه ۱۳۱۲ھ

قطعهٔ تاریخ طبع از مولف

طبع گردید است با طرز نکو / حبذا این نسخهٔ دانش فزا
چون بجستم سال تاریخش حسین / گفت هاتف ارمغان بی بها
۱۳۱۴ھ

قطعهٔ تاریخ طبع از طبع وقاد مصنفهٔ اهل کمال افتخار شعراے نازک خیال جناب شاه کریم الله چشتی النظامی المتخلص به عاشق اعظم‌ترین خلفاے نامدار شیخ العالم و عالمیان حضرت محمود میان صاحب

احمد آبادی گجراتی قدس اللہ سرہ و تلمیذ میر الشعرا جناب میر احمد علی خان بہادر رشید دہلوی

ہین جو محبوب السلاطین کے مولف نامور — سعدی و جامی و عرفی زمانہ خوش عمل
نکتہ سنج و نکتہ دان و عاقل و دانائے عصر — ہمسر سحبان وائل افصح روز ازل
منتخب فرد فرید و کامل و ممتاز خلق — یار درویش و امیر و مونس اہل دل
سکتے ہین اپنی زبان سے پڑھکر اسکو اہل ذوق — اوسکی باتین ہین نبات و مصری و قند و عسل
بحر مواج فنون و گوہر درج علوم — آشنائے بیمثال خالق عز و جل
نسخہ تاریخ جو تالیف اونسے ہو گیا — ہین جدا گانہ تمامی اسکے حصے بے مثل

لکھدیا عاشق نے سال طبع اس تاریخ کا
خوب محبوب السلاطین ہے کتاب بے بدل
۱۳۱۲ھ

قطعۂ تاریخ طبع کتاب از سورج بہان میکش تہانوی

سلاطین دوران کے کھینچے ہین نقشے — زمانہ مین اب جان تاریخ ہے یہ
ابھی اسکی تاریخ میکش یہ لکھدو — تاریخ کیا کان تاریخ ہے یہ
۱۲ ۱۳ھ

تقریظ

عالیجناب جلالت انتساب ندیم السلطان مقرب الخاقان نواب
داور جنگ داور الدولہ داور الملک بہادر دام شوکتہ ۔

حق تو یہ ہے کہ مینے آجتک کوئی کتاب ایسی سودمند اور فائدہ بخش نہین دیکھی میرے
خیال مین یہ تاریخ اخلاق کا سرچشمہ اور نصیحتون کا معدن ہے عوام کے لئے
عامۃً اور خواص بلکہ سلاطین جو اخص الخواص ہین اونکے لئے نہایت فائدہ
بخش ہے حکام کے لئے میری راے مین یہ کتاب رہنمائے شفیق ہے اور اکابر
قوم کے لئے رفیق مجھے امید ہے کہ گورنمنٹ عادل اس گرانمایہ تاریخ کو قدر اور
عزت کی نگاہ سے دیکھی گئی اور مولف کی قدر افزائی مین کوتاہی نکریگی ۔

داور الملک

تقریظ

عالیجناب مستطاب نواب اسد یار جنگ اسد یار الدولہ بہادر ایڈیکانگ
عالیحضرت بندگانعالی دام دولتہ شاگرد رشید ابوالقاسم مولوی فضل صاحب عرشی

مین بھی اپنے محترم اور معظم جناب والدصاحب قبلہ وکعبہ کی راے سے
اتفاق کرتا ہون سلاطین اور حکام کے لئے اس سے بڑھکر مشیر اور ندیم تنہائی
نہین ملسکتا اس تاریخ کے دیکھنے والے کو جو کچھ فائدہ حاصل ہوسکتا ہے
اوسکا بیان دیکھنے والون کی زبان سے پوچھنا چاہیئے خداوندتعالی قوم کو
اس کتاب کے دیکھنے اور پڑہنے سے فائدہ حاصل کرنے کی توفیق دی اگر مدارس
مین یہ کتاب شریک کیجاے تو میری راے مین نہایت سودبخش ثابت ہوگی

اسد یار الدولہ

تقریظ

عالیجناب جلالت شیم سخنور یگانه عالیجناب نواب مظفر جنگ بهادر خلف عالیجناب شبالامناقب نواب رفیع الدوله بهادر حیدر الملک زاد اجلاله تلمیذ مولوی ابوالقاسم فضل رب صاحب عرشی - این نگارین نورد نامه فراوان سخن دلکش را ازین سر تا آن سر خواندم نگویم چه مایه گران ارز و ارجمند یافتم هم برای ملک وهم برای ملکه هم برای قوم اسلام خاصة وهم برای عامیان عامة - خدا کند که این گرامی نامه بدیدهٔ حق بین گورنمنت گزرد و بیراه قدر افزا انگلیسته شود اگر عالیجناب ناظم تعلیمات نواب عماد الملک دام اجلاله این کارنامه خرد را در مدارس تعلیمات پذیرا کنند هم خرد افزا ثابت شود وهم دماغ از وقائع گرانمایه روشن گردد -

مظفر جنگ

تاریخ ہند [illegible] مرحوم [illegible]

فہرست خلاصہ مضامین کتاب حکم التاریخ المعروف بہ محبوب السلاطین